بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًی وَّمَوْعِظَۃٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝

تفسیر قادری

الموسوم بہ اسم تاریخی

تفسیر کشف القلوب

۱۳۱۹ھ

از

امام المفسرین حافظ کلام مبین ابوالوفا حضرت سید الشیوخ مولنا سید شاہ محمد عمر حسینی قادری خلیق رحمۃ اللہ علیہ

تکملہ

از

مرشدنا و مولنا حضرت سید محمد پادشاہ حسینی قادری لئیق رحمۃ اللہ علیہ

حصہ اول جلد سوم

[۲۳] مؤمنون [۲۷] نمل

تفسیر قادری اب ویب سائیٹ پر بھی: www.ata-e-habeeb.org

تفسیرِ قادری کی ویب سائیٹ

www.ata-e-habeeb.org

تفسیرِ قادری حصہ اول جلد پنجم کے ساتھ فہرست معجم (ضمنی عنوانات)
منسلک ہے جو سید غوث محی الدین حسینی صاحب قادری نصرِ الحق کی مرتبہ ہے
اس فہرست کی مدد سے کسی معین و مخصوص مضمون کے مباحث کی فہرست جو مختلف مقامات پر
پھیلے ہوئے ہیں ایک ہی جگہ دیکھی جا سکتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیرِ قادری (تفسیر کشف القلوب)

حصہ اول کے مؤلف : سید الشیوخ سید محمد عمر حسینی قادری خلیقؒ رحمۃ اللہ علیہ

والد کا اسمِ شریف : مولانا مولوی میر پرورش علی رفعت پناہ قدس سرہ
المعروف سید محمد پادشاہ حسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

سن ولادت و وفات : ۱۲۸۲ھ ۱۳۳۰ھ

مقامِ ولادت وفات : حیدرآباد دکن

دیگر تصانیف : فرائض قادری، (منظوم جس میں چاروں مذاہب کے وراثت کے مسائل جمع ہیں۔
رہبرِ طریقت، مصطلحاتِ تصوف، صحیفۂ معرف، تحفہ فاروقیہ وغیرہ
وغیرہ۔ پٹنہ کے رسالہ تحفہ حنیفہ میں بھی اکثر آپ کے مسلسل مضامین شائع
ہوتے رہے ہیں۔ جن میں بعض مشاہیر کی کتابوں کے ترجمہ بھی شامل
ہیں۔کلامِ خلیقؒ کے نام سے آپ کا مختصر کلام بھی شائع ہوا ہے۔

حصہ دوم اور حصہ سوم کے مؤلف:
شیخ الاسلام مولانا مولوی سید محمد پادشاہ حسینی لئیقؒ رحمۃ اللہ علیہ

والد کا اسم شریف : سید الشیوخ سید محمد عمر حسینی قادری خلیقؒ رحمۃ اللہ علیہ

سن ولادت وفات : ۱۳۱۷ھ ۱۳۸۴ھ

مقام ولادت ووفات : حیدرآباد۔

دیگر تصانیف : تصریفِ قادری، جس میں عربی کے مصادر اوران کا اُردو اور فارسی میں ترجمہ ہے۔
ماثورہ دعاؤں کی کئی کتابیں، ماہنامہ نور، ماہنامہ خلیق اور مختلف روزناموں
میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔کلامِ لئیقؒ کے نام سے
آپ کا کلام بھی شائع ہوا ہے۔صدر مجلس علماءِ دکن کے معتمد کی حیثیت سے
آپ کے خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

دیگر تفصیلات حصہ اول جلد اول میں مختصر تعارف میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیرِ قادری الموسوم تفسیرِ کشف القلوب (١٣١٩ھ)

پہلا حصہ	١٧۔سورہ بنی اسرائیل تا ٤٨۔سورہ فتح ١ تا ٢٠٢٥	از سید الشیوخ سید محمد عمر حسینی القادری خلیق رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا حصہ تیسرا حصہ	٤٩۔سورہ حجرات تا ١١٤۔سورہ ناس ١۔سورہ فاتحہ تا ٢سورہ بقرہ (صرف ابتدائی [٣٦] آیتیں)	شیخ الاسلام سید محمد بادشاہ حسینی القادری لئیق رحمۃ اللہ علیہ

١ پہلا حصہ جلد اوّل
١٧۔سورہ بنی اسرائیل
تا ١٩۔سورہ کہف
١ تا ٤٣٤

٢ پہلا حصہ جلد دوم
٢٠۔سورہ مریم
تا ٢٢سورہ حج
٤٣٥ تا ٧٧٢

٣ پہلا حصہ جلد سوم
٢٣۔سورہ مؤمنون
تا ٢٧۔سورہ نمل
٧٧٣ تا ١٢٠٨

٤ پہلا حصہ جلد چہارم
٢٨۔سورہ قصص
تا ٣٥۔سورہ فاطر
١٢٠٩ تا ١٦٢٢

٥ پہلا حصہ جلد پنجم
٣٦۔سورہ یٰس
تا ٤٨۔سورہ فتح
١٦٢٣ تا ٢٠٢٥

٦ دوسرا حصہ جلد اول
٤٩۔سورہ حجرات
تا ٥٣۔سورہ نجم
١ تا ٧٠١

٧ دوسرا حصہ جلد دوم
٥٤۔سورہ قمر
تا ٥٧۔سورہ حدید
٧٠٢ تا ١٣٣٦

٨ دوسرا حصہ جلد سوم
٥٨۔سورہ مجادلہ
تا ٦٦۔سورہ تحریم
١٣٣٧ تا ١٩١١

٩ دوسرا حصہ جلد چہارم
٦٧۔سورہ ملک
تا ٧٧۔مرسلات
١٩١٢ تا ٢٦١٨

١٠ دوسرا حصہ جلد پنجم
٧٨۔سورہ نبا
تا ٩٢۔سورہ لیل
٢٦١٩ تا ٣٢٢٨

١١ دوسرا حصہ جلد ششم
٩٣۔سورہ ضحیٰ
تا ١٠٤۔سورہ ھمزہ
٢٦١٩ تا ٣٧٠٤

١٢ دوسرا حصہ جلد ہفتم
١٠٥۔سورہ فیل
تا ١١٤۔سورہ ناس
٣٧٠٥ تا ٤١١٠

١٣ تیسرا حصہ
١۔سورہ فاتحہ تا
٢۔سورہ بقرہ [٣٦]
آیتیں ١ تا ٤١٦

اس طرح یہ تفسیر (١٥) ویں پارہ سے آخر سورہ ناس تک جملہ (١٣) جلدوں میں سولہ پارہ + سورہ فاتحہ + سورہ بقرہ کی ٣٦ آیتوں پر مشتمل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۳۱۹ھ

تفسیر قادری

الموسوم بہ اسم تاریخی تفسیر کشف القلوب

کتاب :- حصہ .... **اول** .... جلد **سوم**

تفسیر سورۃ ..... [۲۳] مؤمنون تا سورۃ ..... [۲۷] نمل

پارہ .... پارہ

تصنیف :-

(۱) حصہ اول :- سورۃ بنی اسرائیل تا سورۃ الفتح
پارہ ۱۵ تا پارہ ۲۶ تین جلدوں میں
از السید الشیوخ حافظ سید محمد عمر حسینی قادری خلیق قدس سرہٗ العزیز
(۱۲۸۲ھ ۱۳۳۰ھ)

(۲) اور حصہ دوم سورۃ الحجرات تا سورۃ الناس سات جلدوں میں

(۳) حصہ سوم سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرہ ایک جلد
(صرف ابتدائی ۳۶ آیتیں)

تکملہ از شیخ الاسلام سید محمد بادشاہ حسینی لیئق رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۷ھ - ۱۳۸۴ھ)

سال اشاعت :- حصہ اول - ۱۳۱۹ھ سے ۱۳۳۰ھ تک (۱۹۰۰ء تا ۱۹۱۱ء)
(ماہانہ پرچوں کی شکل میں ہر ماہ دو جز یعنی (۳۲) صفحات)
حصہ دوم و حصہ سوم - ۱۳۷۲ھ تا ۱۳۸۴ھ (۱۹۵۲ء تا ۱۹۶۴ء)

مولانا حبیب محمد عمر حسینی قادری مدظلہ العالی کے حکم سے مولوی سید عیسیٰ حسینی علیؔ مرحوم ومغفور کے فرزند سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق نے فہرست مضامین میں آیتوں اور سورتوں کے نمبروں کے اضافہ کیساتھ ماہانہ پرچوں کو ایک جگہ کر کے اسے کتابی شکل دی۔ جو پرچے دستیاب نہ ہو سکے ان کی زیراکس کاپیاں حاصل کر لی گئیں ہیں۔

نوٹ :۔ **تفسیر قادری** اور الشیوخ قدس سرہٗ العزیز کی دوسری کتابوں کے متعلق تفصیلات سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق سے حاصل کی جاسکتی ہیں

پتہ

مکان نمبر :19-3-1086/1

بند گلی روبرو فلک نما بس ڈپو،

انجن باولی، فلک نما، حیدرآباد 56۔

فون : 24460038

سل : 9490748463

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

الحمد للہ تفسیرِ قادری کے ماہانہ پرچوں کو ایک جگہ کر کے اسے کتابی شکل دی گئی ہے تاکہ اسکے نسخے مختلف کتب خانوں اور ریسیرچ سنٹرس میں عام استفادہ کیلئے رکھوا دیئے جا سکے ۔

تفسیرِ قادری تین حصوں میں ہے ۔

پہلا حصہ :- سورۃ بنی اسرائیل تا سورۃ الفتح
(۱۵ واں پارہ) (۲۶ واں پارہ)

دوسرا حصہ :- سورۃ الحجرات تا سورۃ الناس
(۲۶ واں پارہ) (۳۰ واں پارہ)

تیسرا حصہ :- سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرۃ (صرف ابتدائی ۳۶ آیاتِ کریمہ)

حضرت سید الشیوخ حافظ کلام مبین ابو الوفا سید محمد عمر حسینی قادری خلیق قدس سرہ العزیز نے ۱۳۱۹ھ میں سورہ بنی اسرائیل سے تفسیرِ قادری کی اشاعت کا سلسلہ شروع فرمایا ۔ اس تفسیر کا تاریخی نام "تفسیر کشف القلوب" ہے آپ ہر نمازِ جمعہ کے بعد مکہ مسجد میں تفسیر بیان فرمایا کرتے تھے ۔ آپ کی تفسیر سے ہزاروں افراد ظاہری یا باطنی فیض پاتے رہے ۔ ساتھ ہی شائقین نے تفسیر کی اشاعت کا تقاضہ بھی شروع کر دیا ۔ اس وقت تک چودہ پاروں کی تفسیر تقریباً مکمل ہو چکی تھی ۔ اور پندرہواں پارہ شروع ہونے والا تھا ۔ چنانچہ اسی سے اشاعت کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا ۔ اسطرح تفسیرِ قادری ہر ماہ (۳۲) صفحات پر شائع ہوتی رہی یہاں تک کہ یہ سلسلہ ۱۳۳۰ھ میں حضرت سید الشیوخ (رحمۃ اللہ علیہ) کے انتقال کی وجہ سے سورۃ فتح کی تفسیر تک پہنچکر رک گیا ۔

سیدی نے ۱۳۲۲ھ میں تفسیرِ قادری کا مقدمہ تحریر فرمایا جو بجائے خود ایک مستقل رسالہ ہے جسمیں اُن اصولوں کا ذکر ہے جو جنکا خیال ایک مفسر کو رکھنا ہے ۔ جن کتابوں اور تفسیروں سے استفادہ کیا گیا ہے انکا اور انکے مصنفین کا بھی ذکر ہے ۔ اور بہت سی مفید باتیں ہیں جنکا جاننا ہر ایسے شخص کیلئے ضروری ہے جو قرآنِ کریم

سے ظاہری و باطنی فیض پانے کا متمنی ہو۔

اہمیت کے پیشِ نظر مقدمہ کی کاپیاں دوسرے حصہ کیساتھ بھی منسلک کر دی گئی ہیں

سیدالشیوخ رحؒ کے انتقال کے بعد آپکے صاحبزادے اور جانشین شیخ الاسلام مولانا سید محمد بادشاہ حسینی نُعیق قدس سرہ العزیز نے مکہ مسجد میں تفسیر کے سلسلے کو جاری رکھا لیکن تفسیر کی اشاعت چاہنے کے باوجود ایک طویل عرصے تک ممکن نہ ہو سکی۔ ۱۳۷۲ھ میں تقریباً اکتالیس سال بعد آپنے سورۃ فتح کی دوبارہ اشاعت سے اس مقدس کام کی دوبارہ ابتداء کی اور سورۃ الحجرات سے سورۃ الناس تفسیر کی تکمیل فرمائی۔

اس کے بعد شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے پہلے پارہ سے چودہ پاروں تک تفسیر کی تکمیل کا ارادہ فرمایا تھا لیکن آپنے ابھی سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کی ابتدائی (۳۶) آیتوں ہی کی تفسیر فرمائی تھی کہ ۱۳۸۴ھ میں آپکے انتقال سے یہ سلسلہ بھی یہیں رک گیا۔ کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضرتؒ ہی کے اہلِ خاندان میں اسی نہج پر اس اہم کام کی تکمیل فرمائیں۔ اور اس تشنگی کو کم کریں۔

یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فہرست مضامین کو ایک جگہ کرتے ہوئے اسمیں سورتوں اور آیاتِ کریمہ کے نمبروں کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ اضافہ محض اسلئے کیا گیا ہے دورانِ تلاوت یا پھر کسی اور وقت کسی آیت کی تفسیر دیکھنے کا خیال ہو تو اسے فوری آیت کے نمبر کے حوالے سے نکال لیا جا سکے۔

فہرستِ مضامین کے ساتھ فہرست معجم بھی تیار کر لی گئی ہے۔ جسپر نظرِ ثانی ہونی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس کی کاپیاں بعد میں سورۃ الفتح اور سورۃ الناس کے بعد منسلک کر دی جائینگی۔ سہولت کیلئے تفسیر قادری کی حسبِ ذیل جلدیں تیار کی گئی ہیں۔ جو پرچے نہیں مل سکے اُن کی زیراکس کاپیاں لگادی گئیں ہیں تاکہ سٹ مکمل ہو۔

پہلا حصہ جلد اوّل } مقدمہ تفسیر قادری — تفسیر سورۃ بنی اسرائیل (۱۵ واں پارہ) تا سورۃ الحج (۱۷ واں پارہ)

جلد دوم :- تفسیر سورۃ المومنون (۱۸ واں پارہ) تا سورۃ الفاطر (۲۲ واں پارہ)

جلد سوم :- تفسیر سورۃ یٰسٓ (۲۲ واں پارہ) تا سورۃ فتح (۲۶ واں پارہ)

دوسرا حصہ جلد اوّل } تفسیر سورۃ الحجرات (۲۶ واں پارہ) تا سورۃ النجم (۲۷ واں پارہ)

جلد دوم تفسیر سورۃ القمر تا سورۃ الحدید
(۲۷ واں پارہ)

جلد سوم تفسیر سورۃ مجادلہ تا سورۃ تحریم
(۲۸ واں پارہ مکمل)

جلد چہارم :- تفسیر سورہ ملک تا سورہ المرسلات
(۲۹ واں پارہ مکمل)

جلد پنجم :- تفسیر سورہ نباء تا سورۃ اللیل
(۳۰ واں پارہ)

جلد ششم :- تفسیر سورۃ الضحیٰ تا سورۃ الھمزہ
(۳۰ واں پارہ)

جلد ہفتم :- تفسیر سورۃ تا سورۃ الناس
(۳۰ واں پارہ)

تیسرا حصّہ :- مقدمہ، تفسیر سورۃ فاتحہ، سورہ البقر
کی ابتدائی (۳۶) آیتوں کی تفسیر

تاریخ ۲ رمحرم الحرام ۱۴۱۳ ھ
۳ رجولائی ۱۹۹۲ء
بروز جمعہ

حق تعالیٰ ان تمام حضرات کو جنہوں نے اس سلسلے میں کوشش کیں ہیں جزائے خیر عطاء فرمائیں اور خوش رکھیں۔
میری خاص دعائیں برادر طریقی مولوی سید علی حسینی مرحوم و مغفور کے فرزند سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق سلمہ کے لئے ہیں۔ حق تعالیٰ انہیں ہمیشہ خوش رکھیں اور ان کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب امت کیلئے کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں! اسے قبول کریں۔

آمین

والحمد للہ رب العالمین

مولانا
حبیب محمد عمر حسینی قادری
مدظلہ العالی

قادری چمن، حیدرآباد

کلام صوفیہ

کلام صوفیہ جو قرآن میں ہے۔ وہ اشارات اُن باریکیوں کے طرف ہیں جو سالکوں کیلئے کشف ہوتے ہیں اور ظاہر معنی سے اسکی تطبیق ممکن ہوتی ہے اور یہ کمالِ ایمان اور محض عرفان ہے۔ اور جو شخص یہ اعتقاد کرے کہ ظاہر معنی ہرگز نہیں اور صاف باطنی معنی ہی مقصود ہیں تو یہ اُن ملحدوں کا اعتقاد ہے۔ جو شریعت کی بالکل نفی کرتے ہیں۔ صوفیۂ کرام کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں بلکہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ احکام تفسیر ظاہر کو حاصل کر کے اسرارِ قرآنی سمجھنے کی کوشش کرے۔ ورنہ بغیر دروازے میں داخل ہوئے گھر کے اندر پہونچنا ممکن نہیں۔

مقدمہ تفسیر قادری صـ۱۱ ، صـ۱۲

تفسیر اور تاویل میں فرق

تفسیر و تاویل میں جو فرق ہے اسمیں اختلاف ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ دونوں کے ایک ہی معنے ہیں۔ اور ماتریدی نے فرمایا کہ تفسیر قطعی طور سے ظاہر کرنا ہے۔ کہ اللہ کی مراد یہی ہے۔ اور تاویل احتمالات میں سے کسی ایک احتمال کو غیر قطعی طور پر ترجیح دینا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ جو روایت کے متعلق ہو وہ تفسیر ہے۔ اور جو روایت کے متعلق ہو وہ تاویل ہے۔ اور بعض نے اس کے سوا کچھ اور کہا۔ لیکن اب عرف میں تاویل اس اشارۂ قدسیہ اور معارفِ سبحانیہ کو کہتے ہیں کہ جو سالکین کیلئے پردہ عبارات سے منکشف ہو اور قلوبِ عارفین پر ابرِ غیب سے باراں ہو۔ اور تفسیر اس کے سوائے ہے۔

مقدمہ تفسیر قادری صـ۱۳

اہلبیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم

اگر اہل بیت نجات کی کشتی میں تو صحابہ آسمانِ ہدایت کے تارے ہیں۔ جیسے بحر سلوک سے پار ہونا ہو تو اس کشتی میں سوار ہو کر اُن تاروں سے راہ کی معرفت حاصل کر کے ساحل مقصود تک پہنچ جائے۔ کشتی بغیر تاروں کے اور تارے بے کشتی کے نافع نہیں اگر اس راہ کو جلد طئے کرنا منظور ہو تو پیران کبار و اولیائے عظام کی توجہ بھی ضرور ہے۔

مور مسکیں ہو دانشت کہ در کعبہ رسد ؎ دست در پای کبوتر زد و ناگاہ رسید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیرِ قادری المعروف تفسیرِ کشف القلوب ۱۳۱۹ھ

حصہ اوّل جلد سوّم

(۲۳ سورۂ مؤمنون، ۲۴ سورۂ نور، ۲۵ سورۂ فرقان، ۲۶ سورۂ شعراء اور ۲۷ سورۂ نمل)

از حافظِ کلامِ مبین حضرت سید شاہ محمد عمر حسینی القادری خلیق رحمۃ اللہ علیہ [۱۲۸۲۔۱۳۳۰ھ]

۲۳۔سورہ مؤمنون [مکی]

(آیتیں [۱۱۸] ، رکوعات [۶])

سورہ مؤمنون ۷۷۲

آیت [۱] قَدۡ اَفۡلَحَ ...... تا ختم ۷۷۲

آیت [۱۱] ...... فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ

قد افلح کی تفسیر بطورِ اشارات ۷۷۳

بیانِ خشوع نماز میں ۷۷۶

اللہ تعالی کی طرف سے الہام اور نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے ممانعت ۷۷۸

اصلاحِ رسوم ۷۸۰

بیانِ مقلدانِ نصارےٰ ۷۸۱

ملکی اشیا کا استعمال کے دو واقعے "

مقلدانِ نصارےٰ کے دو واقعے ۷۸۲

حکایت ایک بزرگ کی کم سخنی کی تجویز ۷۸۳

جتنے شہوت رانی کے طریقے ہیں سب حرام ہیں "

حُرمتِ مقعہ از قرآن "

چپٹ بازی اور جلق ۷۸۴

بندوں سے خدا کے دوراز ۷۸۵

منافق کی تین علامتیں ہیں ۷۸۶

آیت [۱۲] وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ

تا آیت [۱۶] ...... تُبۡعَثُوۡنَ ۷۸۸

خلقت انسان کے نو مراتب ۷۸۹

موافقات سید عمر رضی اللہ عنہ ۷۹۰

[۱۷] وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعَ ۷۹۲

دلیل ثبوتِ آسمان ۷۹۲

آیت [۱۸] وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ ......

تا آیت [۲۰] ...... لِّلۡاٰكِلِيۡنَ ۷۹۳

آیت[۲۱]وَ اِنَّ لَکُمۡ فِی الۡاَنۡعَامِ
...... تا آیت[۲۲]......تُحۡمَلُوۡنَ ۷۹۵
آیت[۲۳]وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحا
...... تا آیت[۳۰]......کُنَّا لَمُبۡتَلِیۡنَ ۷۹۶
حکایت ایک شخص کو کسی کی محبت کے
باعث کوڑے لگائے جا رہے تھے۔ ۸۰۳
آیت[۳۱] ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا...... تا آیت
[۴۱]...... لِلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ۸۰۰
آیت[۴۲] ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا...... تا آیت
[۴۴] ......لِلۡقَوۡمٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ۸۰۴
آیت[۴۵]ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا" تا ختم
آیت[۴۹] ......لَعَلَّهُمۡ یَهۡتَدُوۡنَ ۸۰۵
پاک لوگوں کو اپنے پر قیاس نہ کرنا چاہئے ۸۰۶
صحتِ ظاہری کے لئے طبیب ہے
اور صحتِ باطنی کے لئے مرشد ۸۰۸
آیت[۵۰] وَجَعَلۡنَا ابن مریم ۸۰۸
آیت[۵۱] یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ تا ختم
آیت[۵۴] ...... حَتّٰی حِیۡنٍ ۸۱۰
بیانِ اکلِ حلال ۸۱۱
نصیحت حضرتِ سہل رحمۃ اللہ علیہ ۸۱۳
بیان تفصیلِ حلال وفتویٰ قلب ۸۱۵
حلال وحرام کی الوان سے تشبیہ ۸۱۷
حرام سے پرہیز کرنے کے چادر ہیں ۸۴۰
بعض گمراہ۔ مال میں تمیز نہیں کرتے۔
حلال وحرام سب تصرف میں لاتے ہیں ۸۲۴
سیندی کی حرمت ۸۲۵
فرق درمیان رضامندیٔ نفس وقلب ۸۲۶
فتویٰ قلب ۸۲۷
پادشاہ کی آمدنی کا بیان اور اُس میں
ورع کے چار درجے ۸۳۰
آدمی مال کے اعتبار سے چھ قسم ہیں ۸۳۱
بیان شک ۸۳۳
تجسس اور سوء ظن منع ہے ۸۳۵
مسئلہ پادشاہ کے مال کے متعلق ۸۳۶
اہلِ بازار سے معاملہ اور کثیر واکثر میں فرق ۸۳۶
اصل صلاحیتِ سابقہ پر رہتا ہے ۸۳۷
سلف کا طریقہ معاملات میں ۸۳۸
مسئلہ حرام کی حرمت منتقل ہوتی ہے ۸۳۹
مسئلہ خبث مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ۸۴۰

مسئلہ حرامِ قطعی کو خیرات کر کے ثواب		آیت[۷۶]" وَلَقَدۡ اَخَذۡنٰهُمۡ " تاختم	
کی امید رکھنے سے آدمی کافر ہوتا ہے	۸۴۰	آیت[۷۷]............ مُبۡلِسُوۡنَ	۸۵۸
بیان محصول جو حرام ہے	۸۴۰	اللہ تعالےٰ کی بڑی بڑی نعمتوں کا بیان	۸۵۹
تعریفِ عاشر	۸۴۱	آیت[۷۸] وَهُوَ الَّذِیۡ اَنۡشَاَ لَكُمُ	۸۵۹
کافروں سے بھی نصاب سے کم مال		آیت[۷۹] وَهُوَ الَّذِیۡ ذَرَاَكُمۡ	۸۶۰
میں محصول نہ لیا جائے	۸۴۲	آیت[۸۰] وَهُوَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ تاختم	
چپراسی محصول لینے میں غربا کو بہت		آیت[۸۳] اِلَّا اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ	۸۶۰
ستاتے ہیں	۸۴۳	آیت[۸۴] قُلۡ لِمَنِ الۡاَرۡضُ	۸۶۱
مسئلہ محصول کے خوف سے مالِ کم		آیت[۸۵] سَیَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ	۸۶۱
قیمت بتلائے تو اُسکا خریدنا جائز نہیں	۸۴۵	آیت[۸۶] قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ تا	
آیت[۵۵] اَیَحۡسَبُوۡنَ تاختم		ختم آیت[۸۷]..... اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ	۸۶۱
آیت[۵۶]...... لَا یَشۡعُرُوۡنَ	۸۴۶	آیت[۸۸] قُلۡ مَنۡ بِیَدِهٖ " تاختم	
آیت[۵۷]" اِنَّ الَّذِیۡنَ هُمۡ مِنۡ		آیت[۸۹]...... فَاَنّٰی تُسۡحَرُوۡنَ	۸۶۲
تاختم آیت[۶۱]...... لَهَا سٰبِقُوۡنَ	۸۴۷	آیت[۹۰] بَلۡ اَتَیۡنٰهُمۡ	۸۶۳
آیت[۶۲]" وَلَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا تاختم		آیت[۹۱] مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ " تاختم	
آیت[۶۷]...... سٰمِرًا تَهۡجُرُوۡنَ	۸۴۹	آیت[۹۲]...... عَمَّا یُشۡرِكُوۡنَ	۸۶۳
بعد نمازِ عشا کلام مکروہ ہے	۸۵۱	آیت[۹۳] قُلۡ رَّبِّ " تاختم	
آیت[۶۸]" اَفَلَمۡ یَدَّبَّرُوا" تاختم		آیت[۹۴]...... قَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ	۸۶۴
آیت[۷۵]" یَعۡمَهُوۡنَ	۸۵۱	آیت[۹۵] وَ اِنَّا عَلٰۤی اَنۡ نُّرِیَكَ "	۸۶۴
پادشاہِ روم کے دلائل اسلام کی حقانیت پر	۸۵۳	آیت[۹۶] اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ هِیَ	۸۶۴

آیت[۹۷] وَقُلْ رَبِّ ''تا ختم		تعریفِ الہام	۸۷۶
آیت[۹۸]......رَب اَنْ یَّحْضُرُوْنَ	۸۶۵	مرزا مریم بھی ہے اور عیسیٰ بھی	"
کلمۂ زاجر(۱)	۸۶۵	مرزا مغل ہوکر مہدی ہونے کا مدعی ہے	۸۷۷
آیت[۹۹] حَتّٰی اِذَا '' تاختم		احادیث اس بات میں کہ امام مہدی	
آیت[۱۰۰] ...... یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ	۸۶۵	سید ہونگے	۸۷۸
کلمۂ باعث(۲)	۸۶۶	حدیثِ لا ھدی الّا عیسیٰ معلول ہے	۸۷۸
ردِّ مرزا قادیانی	۸۶۸	ابوداؤد میں ہے کہ مہدی کے باپ کا	
مرزا کے پاس معجزہ کھیل کے قسم سے		نام عبداللہ ہوگا اور مرزا کے باپ کا نام	
ہوتا ہے	۸۶۹	غلام مرتضٰے	۸۷۹
مرزا خود قائل ہے کہ لقاء کے مرتبہ میں		جس طرح شیعون کے پاس تقیہ ہے	
الٰہی کام صادر ہوتے ہیں	۸۷۰	مرزائیوں کے پاس استعارہ ہے	"
مرزا خدا کے مانند اپنے کو کہا	۸۷۱	صحیح مسلم کی حدیث میں مرزا نے	
(معاذ اللہ)		تحریف کی	۸۸۰
مرزا نے جان بخشی کی کرامت نہ لے	۸۷۲	مرزا کا دس لاکھ حدیث کو رد کرنا	۸۸۲
کرجان ستانی کی کرامت کیوں لی		بحث حدیث واما مکم منکم	"
دعوتِ مباہلہ	۸۷۳	بخاری میں بابِ نزولِ عیسٰے بن مریم	
ترکِ غذا	۸۷۴	مذکور ہے	۸۸۳
حضرت رسالت روحی فداہ سے القا	"	توفّی کے معنی مجازی ہیں	۸۸۴
مرزا کے الہام اجتہادی ہیں اس لئے		کلمۂ قصد(۳)	۸۸۵
غلط نکلتے ہیں	۸۷۵	مرزا نے صحابہ کی تفسیر کو خیالِ باطل کہہ دیا	"

مرزا نے کہا نبیوں نے پیشین گوئی میں غلطی کھائی	"
عیسٰے علیہ السلام کے جسمِ عنصری سے اُٹھائے جانے پر سب کا اتفاق ہے	۸۸۶
مرزا نے کہا امت کا اجماع کورانہ اتفاق ہے	۸۸۷
مرزا نے دو لفظ عربی حدیث میں بڑھادئے اور گویا کی تئ میں شکار	۸۸۸
امامکم مِنکم کے پہلے معنی	"
لفظِ منکم کے معنے	۸۸۹
امامکم منکم کے دوسرے معنے	۸۹۰
مرزا نے نصارے کے لئے صفائِ قلب اور حسنِ نیت ثابت کی	"
امام مہدی عیسٰی علیہ السلام کی امامت کریں گے اس دعوے پر دلیل احادیث سے	۸۹۱
پہلی حدیث	"
دوسری حدیث	"
تیسری حدیث	۸۹۲
صریح حدیث نزولِ عیسٰے بن مریم علیہا السلام میں	۸۹۴
مسیحِ اول کا حلیہ اور آنے والے کا حلیہ متحد ہے	۸۹۵
ایک کذاب مسیح سابق میں گذر چکا ہے	۸۹۶
حدیث میں عیسٰے علیہ السلام کا رفع الی السما ہونا موجود ہے	"
ابن عباسؓ کی مسند حدیث نزولِ عیسٰے میں	۸۹۷
شبِ معراج میں خود حضرت عیسٰے کا آنحضرت سے اپنے آنے کا ذکر کرنا	"
مرزا نے علماء کو بے ایمان کہا	۸۹۸
مرزائی تین سو اٹھارہ ہیں	۸۹۹
مرزا نے کہا کہ قرآن کی پیشین گوئی ہے کہ مسلمان شرک نہ کریں گے	"
کلمۂ انابت (۴)	۹۰۰
مرزا صاحب نے قرآنی معجزہ کی تکذیب کی	۹۰۰
کلمۂ توبہ (۵)	۹۰۲
کلمۂ زہد (۶)	۹۰۳

آیت[۱۰۱] فَاِذَا نُفِخَ " تاختم	
آیت[۱۰۴] ...... فِیْهَا کٰلِحُوْنَ	۹۰۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب و سبب نافع ہے	۹۰۷
حضرت عمر حضرت علی رضی اللہ عنہما کے داماد ہیں	۹۰۸
آیت[۱۰۵] اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تاختم	
آیت[۱۰۷] ...... فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ	۹۰۸
آیت[۱۰۸] قَالَ اخْسَئُوْا تاختم	
آیت[۱۱۱] ...... هُمُ الْفَآئِزُوْنَ	۹۰۹
آیت[۱۱۲] قٰلَ کَمْ لَبِثْتُمْ " تاختم	
آیت[۱۱۶] ...... رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ	۹۱۱
علاجِ آسیب زدہ	۹۱۳
حکایتِ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ	۹۱۳
آیت[۱۱۷] وَمَنْ یَّدْعُ "	۹۱۵
آیت[۱۱۸] قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ	۹۱۵
حکایت زناردار	۹۱۶

۲۳۔سورہ نور [مدنی]

(آیتیں[۶۴] ، رکوعات[۹])

ابتدائے سورۂ نور	۹۱۸
آیت[۱] سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا ...... تاختم	
آیت[۲] طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ	۹۱۸
حدِّ زنا	۹۱۸
نکتہ سو درّے مارنے کا	۹۱۹
اثباتِ عذاب قبر	۹۲۱
کرامت حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ	"
بیانِ رجمِ ماغر بن مالک رضی اللہ عنہ	۹۲۲
بیان رجم غامدیہ رضی اللہ عنہا	۹۲۳
خوابِ مولفِ تفسیر ہذا	۹۲۵
لوطی کی سزا	۹۲۶
جانور سے وطی کرنے میں تعزیر ہے	۹۲۷
حدود جاری کرنا موجب رحمت ہے	۹۲۷
زنا کاری سے قحط ہوتا ہے	۹۲۸
آیت[۳] اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا	۹۳۰
فاحشہ عورت سے نکاح کا حکم	۹۳۰
شانِ نزول آیت الزانی لا ینکح	۹۳۱
آیت[۴] وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ	
تاختم آیت[۵] ...... غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ	۹۳۳
بیان حدِّ قذف	۹۳۴
مسئلہ زانی کا قتل جائز ہے	۹۳۵

امر معروف میں زانی وزانیہ کا قتل جائز ہے	۹۳۶	آیت[۱۵]اِذۡ تَلَقَّوۡنَہٗ بِاَلۡسِنَتِکُمۡ......	۹۵۶
آیت[۶]وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَھُمۡ		آیت[۱۶]وَلَوۡلَا اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡہ......	۹۵۸
...... تاختم آیت[۱۰]......تَوَّابٌ حَکِیۡمٌ	۹۳۶	آیت[۱۷]یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنۡ تَعُوۡدُوۡا	
بیانِ لعان	۹۳۷	...... تاختم آیت[۱۸]...... عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ	۹۵۸
بیان تہمتِ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا	۹۴۰	آیت[۱۹] اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ	۸۵۹
آیت[۱۱]اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ	۹۴۰	آیت[۲۰] وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ......	۹۶۰
حدیث افک جو بہت پردرد واقعہ ہے	۹۴۱	آیت[۲۱]یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَاتَتَّبِعُوۡا	۹۶۰
دس آیتوں کا بی بی عائشہؓ کے شان		آیت[۲۲]وَلَا یَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ	۹۶۲
میں نازل ہونا	۹۴۶	آیت[۲۳] اِنَّ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ	
بی بی عائشہؓ کی برات پر بریرہ کا اور خود	۹۵۱	الۡمُحۡصَنٰتِ ...... تاختم آیت[۲۵]	
آنحضرت کا قسم کھانا		......ھُوَالۡحَقُّ الۡمُبِیۡنَ	۹۶۴
خرم علی کا رد	۹۵۲	اچھا کام نہ کرنے کی قسم کھائے تو اس	
نصرانی اور مسلمان کا مناظرہ ابن	۹۵۳	کو توڑ کر کفارہ دے	۹۶۴
ابن عباس رضی اللہ عنہما اور	۹۵۳	مسئلہ اجماع ہو گیا کہ بی بی عایشہ پر	
بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کی مدح		تہمت لگانے والا کافر ہے	۹۶۶
آیت[۱۲]وَلَوۡلَا اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡہُ ظَنَّ		آیت[۲۶]اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ	۹۶۷
الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	۹۵۴	فضیلتِ ام المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا	۹۶۹
بی بی عایشہؓ کے متہمین کو نو طرح سے زجر فرمانا	۹۵۴	آیت[۲۷]یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَاتَدۡخُلُوۡا	
آیت[۱۳] لَوۡلَا جَآءُوۡ عَلَیۡہِ	۹۵۵	تاختم آیت[۲۹]......وَمَا تَکۡتُمُوۡنَ	۹۷۰
آیت[۱۴] وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰہِ......	۹۵۵	طریقہ اجازت دخولِ مکان	۹۷۱

اجازت تین بار طلب کرنا ۹۷۲
ماں سے بھی اجازت لینا ۹۷۳
سفر کے آنے سے آگاہ کرنا "
دروازے کے سامنے نہ کھڑا رہے ۹۷۴
غیر کے مکان میں سوراخ سے جھانکنا
جائز نہیں "
جواب میں مَیں ہوں نہ کہہ ۹۷۵
حکایتِ منظوم مثنوی سے "
حکایت ایک بزرگ کا صبر وتحمل وقتِ دعوت ۹۷۶
بزرگوں کے لئے دروازے پر منتظر رہنا ۹۷۷
تین بار سلام کرنا ۹۷۸
خالی مکان میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر سلام کرنا "
آیت [۳۰] قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا
" تا ختم آیت [۳۱] لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۹۸۰
مرد اور عورت کو نامحرم سے آنکھیں
بند کرنے کا حکم ۹۸۱
بصر کی حفاظت سے بصیرت منور ہوتی ہے ۹۸۴
شہوت کی نگاہ سے امرد کو نہ دیکھنا چاہیئے ۹۸۵
لوطیوں کے اقسام "
عورت اندھے مرد کو بھی نہ دیکھے ۹۸۶
چاروں مذہب میں عورت کا چہرہ
عورت ہے ۹۸۸
قدم عورت ہے "
عورت کا آواز بھی عورت ہے ۹۸۹
ناچ کی مذمت "
بیانِ تقلید "
بیانِ مقلدانِ نصارے ۹۹۰
عورت اپنے مرد سے اجنبی عورت کا
حلیہ بیان کرے ۹۹۱
غلام سے پردہ کرنا ۹۹۲
صالحہ فاجرہ سے چھپے "
مخنث سے پردہ کرنا ۹۹۳
عورت کا اپنے شوہر کے قرابت
داروں سے چھپنا ۹۹۴
عورت کا عطر لگانا ۹۹۵
مسئلہ ستر کا بیان ۹۹۶
مسئلہ اجنبی کی چادر کی طرف بھی
شہوت سے نظر کرنا حرام ہے "
بیانِ حجاب وستر ۹۹۷

حجاب دو قسم پر ہے	"	تاویل بطورِ اشارت	۱۰۱۲
پہلی قسم حجاب کی	"	آیت[۳۴] وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اَلَیْکُمْ	۱۰۱۴
حجاب کی حکمت بطورِ عقل	"	آیتِ نور[۳۵] اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ	
تبادلِ اعمال	۹۹۸	وَ الْاَرْضِ......	۱۰۱۴
شوہر کے آداب	۹۹۹	آیت[۳۶] فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ	
ماں کی نصیحت بیٹی کو	"	...... تا[۳۸]...... بِغَیْرِ حِسَاب	۱۰۲۲
حجاب کی دوسری قسم	۱۰۰۰	فضیلت بناءِ مسجد	۱۰۲۴
عورت کا مرد کو آزمانا	"	گھروں کے مساجد عورتوں کیلیئے	۱۰۲۴
بے پردگی بچند شروط جایز ہے	۱۰۰۲	مساجد کو نقش و نگار کی ممانعت	۱۰۲۴
عقل و نقل میں تعارض ہو تو نقل کو مقدم کرنا	۱۰۰۴	مساجد میں کلام کرنے کی ممانعت	۱۰۲۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی		مسجد کو معطر کرنا	۱۰۲۶
فاطمہ رضی اللہ عنہا سے عورتوں کے		قادیانی مسجد میں لوبان جلانے کو منع	
متعلق بہتر شے کا سوال فرمانا	۱۰۰۵	کرتے ہیں	"
بی بی عائشہ کا عورتوں کو باہر نکلنے سے		فضیلت نمازِ مسجد	
منع فرمانا	۱۰۰۵		"
آیت[۳۲] وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ		مسجد میں داخل ہونے کے آداب	۱۰۲۷
تاختم آیت[۳۳]...... غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ	۱۰۰۶	حکایت ایک بزرگ کا بیع و شرا میں	
نکاحِ بیوہ	۱۰۰۷	خدائے تعالیٰ کو نہ بھولنا	۱۰۲۸
تعریف مکاتب	۱۰۱۰	عورتوں کی مسجدیں ان کے مکان ہیں	۱۰۲۹
صوفیہ کے اقوال	"	عورتوں کا مسجد میں نہ جانا	۱۰۳۰

آیت[۳۹] وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا	۱۰۳۱	آیت[۵۵] وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	۱۰۴۶
کافروں کے اعمال مثلِ سراب کے ہیں	۱۰۳۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ	۱۰۴۷
آیت[۴۰] "اَوْکَظُلُمٰتٍ فِیْ	۱۰۳۲	میں جو ملک فتح ہوئے	
بارش کا بیان	۱۰۳۲	فتوحاتِ خلیفۂ اوّل	"
آیت[۴۱] اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ تاختم		فتوحاتِ خلیفہ ثانی	۱۰۴۸
آیت[۴۲] ......اِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ	۱۰۳۴	فتوحاتِ خلیفہ ثالث	"
آیت[۴۳] اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ		خلافتِ مولا علی رضی اللہ عنہم	۱۰۴۹
تاختم آیت[۴۴] لِاُولِی الْاَبْصَارِ	۱۰۳۵	آیت[۵۶] وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ تاختم	
آیت[۴۵] وَاللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ تا		آیت[۵۷] ......لَبِئْسَ الْمَصِیْرُ	۱۰۵۰
ختم آیت[۴۶] اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ	۱۰۳۹	معجزۂ قرآنی	۱۰۵۰
آثارِ علوی کے بعد آثارِ سفلی کا بیان	۱۰۳۹	تین اوقات میں متعلقین اور لڑکوں کو	
آیت[۴۷] وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا...... تا		بھی استیذان چاہئے	۱۰۵۱
[۵۰] ......ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ	۱۰۴۰	آیت[۵۸] یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تاختم	
بیانِ فرقۂ جدیدہ	۱۰۴۱	آیت[۵۹] ......عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ	۱۰۵۱
مسئلہ جب حاکم فیصلہ کے لئے طلب		آیت[۶۰] وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ	۱۰۵۴
کرے تو جانا چاہئے	۱۰۴۲	بیان حجابِ ضعیفہ	۱۰۵۴
آیت[۵۱] اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ		آدابِ طعام	۱۰۵۵
تاختم آیت[۵۲] ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ	۱۰۴۳	آیت[۶۱] لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ	۱۰۵۵
آیت[۵۳] وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ تا		مل کر کھانا موجب برکت ہے	۱۰۵۸
ختم[۵۴] اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ	۱۰۴۴	اجازتِ صریحی ضمنی حکمی عرفی	۱۰۵۹

بیانِ دوستی	۱۰۶۰	آیت[۷]" وَقَالُوْا مَالِھٰذَا الرَّسُوْلُ	
آداب کا استعمال بدعت ہے	"	" تاختم آیت[۱۴]"ثُبُوْرًا کَثِیْرًا '	۱۰۷۶
آیت[۶۲]اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ	۱۰۶۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کو	
آدابِ رخصت یعنی واپسی کے آداب	۱۰۶۱	اختیار فرمایا	۱۰۸۰
آیت[۶۳]لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ	۱۰۶۳	آیت[۱۵]"قُلْ اَذٰلِكَ خَیْرٌ " تاختم	
تعظیم مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم	۱۰۶۳	آیت[۱۶]" وَعْدًا مَّسْئُوْلًا	۱۰۸۰
آیت[۶۴]'اَلَا اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ	۱۰۶۶	بیانِ دعا	۱۰۸۱
کلمۂ توکل	۱۰۶۷	آیت[۱۷]"وَ یَوْمَ یَحْشُرُھُمْ " تا	
کلمۂ تفویض وتسلیم	۱۰۶۸	ختم آیت[۱۹]"عَذَابًا کَبِیْرًا	۱۰۸۱
کلمۂ رضا	۱۰۶۹	آیت[۲۰]"وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ	۱۰۸۳
۲۵۔سورہ فرقان[مکی]		ابتداووقال الذین جزو۱۹	۱۰۸۴
(آیتیں[۷۷] ، رکوعات[۶])		آیت[۲۱]"وَقَالَ الَّذِیْنَ لَایَرْجُوْنَ	
ابتداءِ سورۂ فرقان	۱۰۷۰	" تاختم آیت[۲۴]" وَاَحْسَنُ مَقِیْلًا	۱۰۸۴
آیت[۱]" تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ		وحدۃ الوجود	۱۰۸۵
الْفُرْقَانَ " تاختم آیت[۲]"تَقْدِیْرًا	۱۰۷۰	آیت[۲۵]" وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ"	
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت		تاختم آیت[۲۹]"لِلْاِنْسَانِ خُذُوْلًا	۱۰۸۷
عام ہے۔عرب کی خصوصیت نہیں	۱۰۷۲	کافروں کو اعمالِ صالحاسے قیامت	
آیت[۳]"وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ	۱۰۷۳	میں کچھ نفع نہیں	۱۰۸۷
آیت[۴]"وَقَالَ الَّذِیْنَ " تاختم		مذمت یار بد	۱۰۸۸
آیت[۶]" غَفُوْرًا رَّحِیْمًا	۱۰۷۴	آنحضرتﷺ کی اطاعت نہ کرنے پر حسرت	۱۰۸۹

آیت[۳۰]"وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ	۱۰۹۰	آیت[۴۱]"وَاِذَا رَاَوْكَ " تاختم	
مذمّت ترکِ قرآن	۱۰۹۰	آیت[۴۲]" مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا	۱۰۹۷
ردِّ مرزا حیرت	۱۰۹۱	آیت[۴۳]"اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ "	
آیت[۳۱]"وَکَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ	۱۰۹۲	تاختم آیت[۴۴]" ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا	۱۰۹۷
آیت[۳۲]"وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا "		مخالفِ شرع گویا جانور ہے	۱۰۹۸
تاختم آیت[۳۳] وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا	۱۰۹۲	بیانِ عقل وشہوت	۱۰۹۹
ردِّ مرزا قادیانی	"	آیت[۴۵]"اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ تاختم	
حکمت نزولِ قرآن بتدریج	۱۰۹۳	آیت[۴۶]" قَبْضًا یَّسِیْرًا	۱۰۹۹
آیت[۳۴]" اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ	۱۰۹۳	دلائلِ وحدانیت کی پہلی دلیل	۱۰۹۹
قصص انبیاء علیہم السلام		بیان مدوظل	۱۱۰۰
اوّل موسےٰ علیہ السلام		فضیلتِ مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم	"
آیت[۳۵]"وَلَقَدْ اٰتَیْنَا " تاختم		سایہ سے مراد سایۂ انبیا واولیاء ہے	۱۱۰۱
آیت[۳۶]" فَدَمَّرْنٰھُمْ تَدْمِیْرًا	۱۰۹۴	آیت[۴۷]"وَھُوَالَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ	۱۱۰۲
آیت[۳۷]"وَقَوْمَ نُوْحٍ (قصہ قوم		آیت[۴۸]"وَھُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ " تا	
نوح علیہ السلام)	۱۰۹۴	ختم آیت[۵۰]"اِلَّا کُفُوْرًا	۱۱۰۲
آیت[۳۸]"وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَ		دوسری دلیل	۱۱۰۲
قصۂ عاد وثمود واصحاب الرس	۱۰۹۵	تیسری دلیل	۱۱۰۲
آیت[۳۹]' وَکُلًّا ضَرَبْنَا	۱۰۹۶	آیت[۵۱]"وَلَوْشِئْنَا " تاختم	
آیت[۴۰]"وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَی الْقَرْیَۃِ	۱۰۹۶	آیت[۵۲]"جِھَادًا کَبِیْرًا	۱۱۰۳
		چوتھی دلیل	۱۱۰۳

آیت[۵۳]" وَهُوَالَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ	۱۱۰۴
آیت[۵۴]" وَهُوَالَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ	۱۱۰۵
آیت[۵۵]"وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ	۱۱۰۶
چھ دن میں آسمان وزمین کی پیدائش	۱۱۰۷
آیت[۵۶]"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا"	
تاختم آیت[۵۷]"اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا	۱۱۰۶
استواعلی العرش پر ایمان لانا واجب ہے	۱۱۰۸
آیت[۵۸]"وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ	
الَّذِیْ " تاختم آیت[۵۹]"بِهٖ خَبِیْرًا"	۱۱۰۷
آیت[۶۰]"وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا	۱۱۰۸
سجدہ شکر	۱۱۰۹
آیت[۶۱]"تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ	۱۱۰۹
آیت[۶۲]"وَهُوَالَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ	۱۱۱۰
وظیفہ کا معاوضہ کرنا	
آیت[۶۳]"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ	۱۱۱۱
متقیوں کی پہلی صفت	۱۱۱۱
آیت[۶۴]"وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ	۱۱۱۲
دوسری صفت	"
حکایت پارسا و مست	"
تیسری صفت	۱۱۱۲
چوتھی صفت	۱۱۱۲
آیت[۶۵]وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا	
تاختم آیت[۶۶]مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا	۱۱۱۳
آیت[۶۷]وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا	۱۱۱۳
پانچویں صفت	۱۱۱۳
آیت[۶۸]وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ	
اللهِ تاختم آیت[۷۱]"اِلَی اللهِ مَتَابًا	۱۱۱۴
چھٹی صفت	۱۱۱۴
کبیرہ گناہوں کا بیان	۱۱۱۴
آیت[۷۲] وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ	۱۱۱۶
گناہوں کا نیکیوں سے بدل جانا	۱۱۱۵
آیت[۷۳]وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ	
ساتویں صفت	۱۱۱۵
آیت[۷۴]وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا	۱۱۱۷
آٹھویں صفت	۱۱۱۶
نویں صفت	۱۱۱۶
آیت[۷۵]اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ	
تاختم آیت[۷۶] مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا	۱۱۱۸
کون سے اعمال بعت موت نافع ہیں	۱۱۱۸
آیت[۷۷]"قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ	۱۱۱۹

کلمۂ اخلاص	۱۱۲۱

۲۶۔سورۂ شعرا (مکی)

آیات [۲۲۷]، رکوع [۱۱]

ابتدا سورۂ شعرا	۱۱۲۲
آیت[۱] طٰسٓمٓ تاختم	
آیت[۹]......لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمِ	۱۱۲۲
آیت[۱۰] وَاِذْ نَادٰی رَبُّکَ تاختم	
آیت[۱۱] ...... اَلَا یَتَّقُوْنَ	۱۱۲۵
قصۂ حضرت موسےٰ علیہ السلام	۱۱۲۵
بیانؔ فرعونِ نفس	"
آیت[۱۲]قَالَ رَبِّ اِنِّی تاختم	
آیت[۱۴] ......اَنْ یَّقْتُلُوْنَ	۱۱۲۶
آیت[۱۵]قَالَ کَلَّا تاختم	
آیت[۱۷]......بَنِیٓ اِسْرَائِیْلَ	۱۱۲۶
آیت[۱۸]قَالَ اَلَمْ نُرَبِّکَ فِیْنَا تا	
ختم آیت[۱۹]......مِنَ الْکٰفِرِیْنَ	۱۱۲۷
آیت[۲۰]قَالَ فَعَلْتُھَا تاختم	
آیت[۲۲]......بَنِیٓ اِسْرَائِیْلَ	۱۱۲۸
آیت[۲۳]قَالَ فِرْعَوْنُ تاختم	
آیت[۲۶]......اٰبَآءِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ	۱۱۲۹
آیت[۲۷]قَالَ اِنَّ رَسُوْلَکُمُ الَّذِیْ تا	
ختم آیت[۲۸]......اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ	۱۱۳۰
آیت[۲۹]قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ	۱۱۳۱
آیت[۳۰]قَالَ اَوَلَوْجِئْتُکَ	۱۱۳۱
آیت[۳۱]قَالَ فَاْتِ بِہٖ تاختم	
آیت[۳۳]......لِلنّٰظِرِیْنَ	۱۱۳۱
آیت[۳۴]قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَہٗ تاختم	
آیت[۳۵]......فَمَا ذَا تَاْمُرُوْنَ	۱۱۳۲
آیت[۳۶]قَالُوْا اَرْجِہْ وَاَخَاہُ"	
تاختم آیت[۳۷]......سَحَّارٍ عَلِیْمٍ	۱۱۳۲
آیت[۳۸]فَجُمِعَ السَّحَرَۃُ تاختم	
آیت[۴۰]......ھُمُ الْغَالِبِیْنَ	۱۱۳۳
آیت[۴۱]فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَۃُ تاختم	
آیت[۴۲]......اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ	۱۱۳۳
آیت[۴۳]قَالَ لَھُمْ مُّوْسٰی تاختم	
آیت[۴۸]......رَبِّ مُوْسٰی وَ ھٰرُوْنَ	۱۱۳۴
آیت[۴۹]قَالَ اٰمَنْتُمْ لَہٗ تاختم	
آیت[۵۰]......اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ	۱۱۳۴
آیت[۵۱]اِنَّا نَطْمَعُ	۱۱۳۵
استقامت کرامت سے افضل ہے	۱۱۳۶

بیانِ قربِ حق تعالیٰ	"	آیت[۱۰۵]کَذَّبَت قَومُ نُوحٍ تاختم	
آیت[۵۲]وَاَوحَینَآ اِلیٰ مُوسیٰ تا ختم		آیت[۱۱۰]......فَاتَّقُواللہَ وَاَطِیعُونِ	۱۴۶
آیت[۶۸]......لَھُوَ العَزِیزُ الرَّحِیمُ	۱۱۳۷	ایک پیغمبر کی تکذیب تمام پیغمبروں کی	
ترقّی وتنزلِ قلبی	۱۱۳۹	تکذیب ہے	۱۱۴۶
نکتہ معیت الٰہی کلیم وحبیب ﷺ	"	آیت[۱۱۱]قَالُوٓا اَنُؤمِنُ لَکَ وَ اتَّبَعَکَ	۱۱۴۷
آیت[۶۹]وَاتلُ عَلَیھِم تاختم		آیت[۱۱۲]قَالَ وَمَا عِلمِی" تاختم	
آیت[۸۲]...... یَومَ الدِّینِ	۱۱۴۰	آیت[۱۱۵]...... اِن اَنَا اِلَّا نَذِیرٌ مُّبِینٌ	۱۱۴۷
قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۱۴۰	آیت[۱۱۶]قَالُوا لَئِن لَّم تَنتَہِ	۱۱۴۸
عقیدہ عصمتِ انبیاً علیہم السلام	"	آیت[۱۱۷]قَالَ رَبِّ اِنَّ قَومِ کَذَّبُونِ	
اولیا خواہش سے وابدال ارادہ سے		تاختم آیت[۱۲۲]لَھُوَ العَزِیزُ الرَّحِیمُ	۱۱۴۹
محفوظ ہیں	۱۱۴۱	متبعینِ انبیا غریب لوگ ہوتے ہیں	۱۱۴۸
نکتہ صومِ وصال	۱۱۴۲	فائدہ امرا کو غربا سے عار نکرنا چاہیے	"
بیانِ علاج	"	آیت[۱۲۳]کَذَّبَت عَادٌ" تاختم	
آیت[۸۳]رَبِّ ھَب لِی حُکمًا تاختم		آیت[۱۳۵]عَذَابَ یَومٍ عَظِیمٍ	۱۱۴۹
آیت[۸۹]......اَتَی اللہَ بِقَلبٍ سَلِیمٍ	۱۱۴۳	قصہ حضرت ہود علیہ السلام	۱۱۴۹
طلب جنت منافی طلب حق نہیں	۱۱۴۳	مذمت اس مکان کی جو ضرورت سے زاید ہو	۱۱۵۰
آیت[۹۰] وَاُزلِفَتِ الجَنَّۃُ تاختم		آیت[۱۳۶]قَالُوا سَوَآءٌ عَلَینَا تاختم	
آیت[۱۰۴]...... لَھُوَ العَزِیزُ الرَّحِیمُ	۱۱۴۴	آیت[۱۴۰]......لَھُوَ العَزِیزُ الرَّحِیمُ	۱۱۵۱
پاکی کے درجات	۱۱۴۴	قصہ حضرت صالح علیہ السلام	۱۱۵۲

آیت[۱۴۱]کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ
تاختم آیت[۱۵۴]مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۱۱۵۳
آیت[۱۵۵]قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ تاختم
آیت[۱۵۹]......لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۱۱۵۴
قصہ حضرت لوط علیہ السلام ۱۱۵۵
آیت[۱۶۰]کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِ تاختم
آیت[۱۶۶]......بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۱۱۵۵
مرد کا مرد سے اور عورت کا عورت
سے مبتلا ہونا برا ہے ۱۱۵۶
آیت[۱۶۷]'قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ تا
ختم آیت[۱۷۵]......لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۱۱۵۶
قصہ حضرت شعیب علیہ السلام ۱۱۵۷
آیت[۱۷۶] کَذَّبَ اَصْحٰبُ تاختم
آیت[۱۸۴] وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ۱۱۵۷
آیت[۱۸۵]قَالُوْا اِنَّمَآ اَنْتَ تاختم
آیت[۱۹۱]......لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۱۵۹
اصحاب مدین پر تین قسم کا عذاب اُترا ۱۱۶۰
آیت[۱۹۲]وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ تاختم
آیت[۲۰۷]...... مَّاکَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ ۱۱۶۱
نکتہ وحی بر قلبِ مصطفوی ﷺ ۱۱۶۲
آیت[۲۰۸]وَمَآ اَهْلَکْنَا تاختم
آیت[۲۰۹]...... وَمَا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۱۱۶۴
آیت[۲۱۰] وَمَاتَنَزَّلَتْ تاختم
آیت[۲۱۲]......عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۱۱۶۴
دفعِ شبہ بر نزولِ قرآن ۱۱۶۴
شیطان حاملِ قرآن نہ ہونے پر وجوہ ۱۱۶۵
آیت[۲۱۳] فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ تاختم
آیت[۲۲۰]......اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۱۱۶۵
معیتِ نبوی ﷺ ۱۱۶۶
انداز کفار ۱۱۶۷
آیت[۲۲۱]هَلْ اُنَبِّئُکُمْ تاختم
آیت[۲۲۳]......کٰذِبُوْنَ ۱۱۶۸
آیت[۲۲۴]وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ تاختم
آیت[۲۲۷]...... مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۱۱۶۸
شاعروں کا بیان ۱۱۶۹

۲۷۔سورۂ نمل (مکی)
آیات[۹۳] رکوع[۷]

ابتداء سورۂ نمل ۱۱۷۰
آیت[۱]"طٰسٓ تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ
تاختم آیت[۳]...... هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۱۱۷۰
آیت[۴] اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ" تا
ختم آیت[۵]......هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۱۱۷۱
آیت[۶] وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ ۱۱۷۲
آیت[۷]اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖٓ تاختم
آیت[۱۴]......عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۱۱۷۲
بیان تجلی الٰہی ۱۱۷۴
انبیاء خاتمہ سے بیخوف ہیں "

آیت[۱۵] وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ تاختم	
آیت[۱۶]......لَھُوَالْفَضْلُ الْمُبِیْنُ	۱۱۷۵
قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام	۱۱۷۵
آیت[۱۷] وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُہٗ تا	
ختم آیت[۱۹] ......عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ	۱۱۷۶
آیت[۲۰]وَتَفَقَّدَالطَّیْرَ" تاختم	
آیت[۲۵]...... تُخْفُوْنَ وَمَاتُعْلِنُوْنَ	۱۱۷۸
عصمتِ انبیاء سے چیونٹیاں بھی واقف ہیں	۱۱۷۸
قصہ بلقیس	"
تجنیسِ سباو بنا جو ترجمہ میں فوت ہوگئی	۱۱۷۹
پادشاہوں کو رعایا کی خبر گیری کرنی	
چاہئے۔ جانوروں کو تادیب دینا۔	۱۱۸۰
آیت[۲۶]اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّاھُوَ رَبُّ تا	
ختم آیت[۳۱]......وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ	۱۱۸۱
آیت[۳۲]قَالَتْ یٰٓاَیُّھَا الْمَلَؤُا" تاختم	
آیت[۳۳]...... فَانْظُرِیْ مَاذَاتَاْمُرِیْنَ	۱۱۸۲
آیت[۳۴]قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْکَ	۱۱۸۳
اشاروں اِنَّ الملوکَ اَذَادَخَلُوا	۱۱۸۳
آیت[۳۵]وَاِنِّیْ مُرْسِلَۃٌ اِلَیْھِمْ تا	
ختم آیت[۳۷]...... وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ	۱۱۸۳
آیت[۳۸]قَالَ یٰٓاَیُّھَا الْمَلَؤُا تاختم	
آیت[۳۹]......لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ	۱۱۸۵
آیت[۴۰]قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ تاختم	
آیت[۴۲]......وَکُنَّا مُسْلِمِیْنَ	۱۱۸۶
آیت[۴۳]وَصَدَّھَا مَاکَانَتْ تاختم	
آیت[۴۴]...... لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ	۱۱۸۸
آیت[۴۵]وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ تاختم	
آیت[۵۳]......وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ	۱۱۹۰
قصہ ثمود	۱۱۹۰
قصہ لوط علیہ السلام	۱۱۹۱
آیت[۵۴]وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ تا	
ختم آیت[۵۸]......مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ	۱۱۹۲
کلمہ صدق	۱۱۹۳
لواطت جانور بھی نہیں کرتے	"
آیت[۵۹]قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ	۱۱۹۳
آیت[۶۰]اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ	۱۱۹۴
آیت[۶۱]اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ	۱۱۹۴
آیت[۶۲] اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ"	۱۱۹۵
آیت[۶۳]اَمَّنْ یَّھْدِیْکُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ	۱۱۹۶
آیت[۶۴]اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ	۱۱۹۶

آیت[٦٥]قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی		آیت[٨٣]وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ" تا	
السَّمٰوٰتِ تا[٦٦]......مِنْهَا عَمُوْنَ	۱۱۹٦	ختم آیت[٨٥]......فَهُمْ لَا یَنْطِقُوْنَ	۱۲۰۲
آیت[٦٧]وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْآ ءَ تا		آیت[٨٦]اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا	۱۲۰۳
ختم آیت[٧٥]......اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ	۱۱۹۷	آیت[٨٧]وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ	۱۲۰۳
آیت[٧٦]"اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ" تا		آیت[٨٨]وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا	۱۲۰۳
ختم آیت[٨١]...... فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ	۱۱۹۹	آیت[٨٩]مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ تاختم	
آیت[٨٢]وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ	۱۲۰۱	آیت[٩٠]......اِلَّا مَاکُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ	۱۲۰۴
خروجِ دابہ	۱۲۰۱	آیت[٩١]اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدُ تاختم	
علاماتِ قیامت	۱۲۰۱	آیت[٩٣]......عَمَّا تَعْمَلُوْنَ	۱۲۰۵
		(۱۲) کلمہ ورع	۱۲۰٦

پیرومرشد مولانا حبیب محمد عمر حسینی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد فرمانے پر سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق نے یہ فہرست تیار کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے اور اس کے ساتھ اس کام میں شریک رہنے والوں کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں اور اپنے کلام کی برکت سے جزاءِ خیر عطا فرمائے اور اُن کی دین و دنیا کی مشکلوں کو حل فرمائے۔ آمین

پیر کے ساتھ رہا خدمتِ قرآں میں شریک　　خادمِ خادمِ قرآن ہوا نصر الحق

الحمد للہ ربّ العالمین

اظہارِ تشکر

حق تعالیٰ دے تجھے اس امر کا بہتر صلہ　　روز افزوں ہوں مدارج اور تیرا مرتبہ

ہاتھ میں تفسیر دے کر ساتھ اپنے کرلیا　　جس کو جو دینا تھا دے کر تو نے اپنے نصر کو

لمعان کمپیوٹر گرافکس سے تفسیر قادری کا مکمل سٹ یا پھر مخصوص حصے حاصل کر سکتے ہیں۔

پتہ: لمعان کمپیوٹر گرافکس : ناصر کامپلکس متصل چھتہ بازار کمان، حیدرآباد۔

فون: 9440877806 مکان: 24460038

سُورَۃُ مُؤمِنُونَ

قرطبی نے کہا کہ یہ تمام سورہ مکی ہے۔ اسکی آیتین[1] ایکسو انیس اہل البصرہ کے پاس اور ایکسو اٹھارہ سوا دونکے پاس ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[2] کہ جب خداوند عالم نے جنت کو پیدا کیا تو حکم ہوا بات کر۔ عرض کی قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ۙ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِہِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُمۡ فَاِنَّہُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ۚ فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۚ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَ عَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ ۙ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ۘ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ۙ الَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۔ ایمان والے اپنی

لِاَمٰنٰتِہِمۡ ابن کثیر بغیر الف

صَلَاتِہِمۡ حمزہ وکسائی واحد ۲

1

[1] دانی نے کتاب العدد مین فرمایا ۱۲ [2] ابن عدی وحاکم اور بیہقی اسماء وصفات مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی سنت مین اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسیکے مثل (در)۔

مراد کو پہونچگئے۔ کہ جو اپنے نماز مین عاجزی کرتے۔ اور جو نکمی بات سے منہ موڑتے۔ اور جو زکوۃ

عرائس مین ہے ایمان والے اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ یعنے فوز سعادت کمال عارفون کو ہے جو اللہ تعالے کے شاہد سے سرفراز ہوے جنھون نے عدم مین اللہ تعالے کو بخطاب قدم جواب دیا اور قدیم کو قدیم کے ساتھ مشاہدہ کیا جو اپنی نماز مین عاجزی کرتے ہین۔ وہ لوگ ہین کہ اللہ تعالے کے واسطے اللہ تعالے ہی کے ساتھ قایم ہوے۔ اسطرح کہ اللہ تعالے کی عظمت کے مشاہدہ مین مقام مناجات مین ہیبت کے ساتھ ادب سے حاضر ہوے۔ اور جو نکمی بات سے منہ موڑتے ہین۔ پس وہ سوائے ذکر حبیب عزوجل کے باقی سب لغو شیاطین سے خواہ شیاطین انس ہون یا جن اور لغو خطرات نفس وغیرہ سے منہ موڑتے ہین کیونکہ اللہ تعالے عارفین کی طبیعت ایسی پیدا کرتا ہے کہ انکی طبیعت کسی لغو و لہو کو نہین چاہتی۔ اور جو زکوۃ دیا کرتے ہین وہ اپنے اموال و اجسام و ارواح کو اللہ تعالے کے معاملے مین اللہ تعالے ہی کے واسطے صدقہ کرتے ہین۔ اور جو اپنی شرمگاہون کی حفاظت کیا کرتے ہین۔ اسکی تفسیر ظاہر ہے اور منجملہ پردہ کے یہ ہے کہ اولیا الہی اپنے اسرار کو غیرون سے پوشیدہ رکھتے ہین۔ مگر اپنے بیبیون یا اپنے ہاتھ کے مال۔ ہم عصر یا خالص ارادت والون پر اظہار کرنے مین مضائقہ نہین۔ کہ ان مین کچھ الزام نہین۔ اسصورت سے ان پر کوئی افشائے راز نہین ہے۔ پھر جو اسکے علاوہ طلب کرے تو وہی لوگ حد (شرع) سے گذرجانے والے ہین۔ اور جس نے حق عزوجل کا بھید ایسے شخص کے سامنے فاش کیا جو اُس کے لائق نہین ہے تو اُس نے حدود الٰہی سے تجاوز کیا تو اللہ تعالے کی طرف سے محجوب ہوگا۔ اور نفس کی حرکات بجانب شہوات ہوا کرتی ہین۔ تو جس نے حرکات نفس کو اُن سے حفاظت نہ کی جہنم مین گریگا۔ اور غفلت مین پڑجائے گا۔ اور جو اپنے امانتون اور اپنے عہد کا پاس ملحوظ رکھتے ہین۔ روح و قلب و عقل و سر باطن ان سب کے واسطے ایمان و برہان و یقین و معرفت کا انکشاف غیب سے ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالے کی غیبی امانت اُن کے پاس پہونچتی ہے تو اسکی حفاظت کرنا چاہئے کیونکہ وہ خطرات و وساوس شیطانی و معارضہ نفسانی کو توڑ ڈالے اور ریاضت اختیار کرلے۔ اور وہ اپنے رب کی توحید مین یعنے روز ازل مین جو اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ کے خطاب کا جواب دے اُن بندون کا شیوہ ہے پس وہ اسکی طاعت و موافقت مین استقامت کے ساتھ قایم ہین۔ اور جو اپنی نمازون کی حفاظت کرتے ہین۔

دیا کرتے۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کرتے ہین مگر اپنے بیبیون یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۶) نماز مواصلت و مناجات ہے اِس حالتِ حضوری مین صفائی کے اندر وساوس سے قلب کی حفاظت رکھتے ہین۔ اور مناجات مین استقامت و ادب سے حاضر رہتے ہین۔ پھر جن بندون کے یہہ اوصافِ پاکیزہ اور یہہ احوال شریفہ ہین اور معاملہ اُن کا اپنے رب عزوجل کے ساتھ اس ادب و قاعدہ سے ہے۔ تو اُن کے واسطے فضل و کرم بھی بے قیاس ہے پہر بیان فرمایا کہ جنتِ غیب مین نعمت مشاہدہ کے وارث ہین اور حجلۂ ملکوت مین تقرب پائے ہوے ہین۔ اور خلوصِ عبودیت و اخلاص توحید و تجرید ربوبیت سے ایسے نعمت سے سرفراز ہوے کہ سبحان اللہ و بحمدہ اُن کے حق مین انعام فرمایا۔ یہی لوگ وارث ہین جو فردوس کی میراث پاوینگے فضلِ آلہی سے انہون نے معرفتِ آلہی کو پایا جبکہ انہون نے روزِ ازل مین حق عزوجل کو مشاہدہ کیا اور اس سے اُن کو وراثتِ مشاہدہ ابد تک حاصل ہوگی۔ ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایمان والے مراد کو پہونچے مقام اعلےٰ و قرب و سعادتِ عظمےٰ کو پہونچ گئے۔ اور فلاح اُسکو ہے جس نے وعدہ آلہی کے موافق تصدیق کی شیخ احمد بن عاصم نے کہا کہ شیخ انطاکی نے فرمایا کہ وہ مومن ہے جسکی بضاعت مولیٰ عزوجل ہو۔ اور دشمن رکھے دنیا کو اور دوست رکھے عقبےٰ کو اور اُسکا زادِ راہ تقوی ہو اور مجلس اُسکی یادِ خدا ہو شیخ قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اپنی نماز مین عاجزی کرتے ہین۔ یہ بندے شروطِ ادب کے ساتھ قائم ہوتے ہین اس خوف سے کہ مناجات کی برکت نہ جاتی رہے۔ جب انہون نے وارداتِ حق عزوجل کو اور اپنے واسطے ذکرِ حق عزوجل کو مطالعہ و یقین کیا تو ظاہر مثل باطن کے اللہ تعالیٰ کے واسطے خشوع مین ہوگئے۔ لبعض نے کہا کہ اُن کے جوارح و اعضا اللہ تعالےٰ کے واسطے خشوع مین آگئے اور اُنکی ہمت دو جہان کے تعلق سے چھوٹ گئی اور یہ شعر پڑہا ؎

لَهٗ هِمَمٌ لَا مُنْتَهٰى لِكِبَارِهَا	وَهِمَّتُهُ الصُّغْرٰى اَجَلُّ مِنَ الدَّهْرِ

یعنے اُسکی ہمتین ہین کہ بڑی ہمت کی تو انتہا نہین ہے اور چھوٹی ہمت تمام عالم دنیا و آخرت سے بزرگ ہے۔ بعضے مشایخ نے کہا کہ مومن وہ ہے جو اُسکا دل اُسکی نفس سے امون ہو شیخ یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آدمی کے واسطے شرمناک پردے دعیوب ہین اور اون کو کوئی چیز نہین سوائے اسکے کہ آدمی تقوی کرے اور

دیا کرتے۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کرتے ہین مگر اپنے بیبیون یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ) نماز مواصلت و مناجات ہے اِس حالتِ حضوری مین صفائی کے اندر وساوس سے قلب کی حفاظت رکھتے ہین۔ اور مناجات مین استقامت و ادب سے حاضر رہتے ہین۔ پھر جن بندون کے یہہ اوصاف پاکیزہ اور یہہ احوال شریفہ ہین اور معاملہ اُن کا اپنے ربِ عزوجل کے ساتھ اس ادب و قاعدہ سے ہے۔ تو اُن کے واسطے فضل و کرم بھی بے قیاس ہے یہہ بیان فرمایا کہ جنتِ غیب مین نعمت مشاہدہ کے وارث ہین اور حجلۂ ملکوت مین تقرب پائے ہوئے ہین۔ اور خلوصِ عبودیت و اخلاص توحید و تجرید ربوبیت سے ایسے نعمت سے سرفراز ہوئے کہ سبحان اللہ و بحمدہ اُن کے حق مین انعام فرمایا۔ یہی لوگ وارث ہین جو فردوس کی میراث پا گئے فضلِ الٰہی سے انہون نے معرفتِ الٰہی کو پایا جبکہ انہون نے روزِ ازل مین حق عزوجل کو مشاہدہ کیا اور اس سے اُن کو وراثتِ مشاہدہ ابد تک حاصل ہوگی۔ ابنِ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایمان والے مراد کو پہونچے مقام اعلےٰ و قرب و سعادتِ عظمےٰ کو پہونچ گئے۔ اور فلاح اُسکو ہے جس نے وعدہ الٰہی کے موافق تصدیق کیا شیخ احمد بن عاصم نے کہا کہ شیخ انطاکی نے فرمایا کہ وہ مومن ہے جسکی بضاعت مولےٰ عزوجل ہو۔ اور دشمن رکھے دنیا کو اور دوست رکھے عقبےٰ کو اور اُسکا زادِ راہ تقوی ہوا ور مجلس اُسکی یادِ خدا ہو شیخ قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اپنی نماز مین عاجزی کرتے ہین۔ یہ بندے شروطِ ادب کے ساتھ قائم ہوتے ہین اس خوف سے کہ مناجات کی برکت نہ جاتی رہے۔ جب انہون نے وارداتِ حق عزوجل کو اور اپنے واسطے ذکرِ حق عزوجل کو مطالعہ و یقین کیا تو ظاہر مثل باطن کے اللہ تعالیٰ کے واسطے خشوع مین ہوگئے۔ لبعض نے کہا کہ اُن کے جوارح و اعضا راللہ تعالےٰ کے واسطے خشوع مین آگئے اور اُنکی ہمت دو جہان کے تعلق سے چھوٹ گئی اور یہ شعر پڑہا ؎

لَہٗ ھِمَمٌ لَا مُنْتَھٰی لِکِبَارِھَا	وَھِمَّتُہُ الصُّغْرٰی اَجَلُّ مِنَ الدَّھْرِ

یعنے اُسکی ہمتین ہین کہ بڑی ہمت کی تو انتہا نہین ہے اور چھوٹی ہمت تمام عالم دنیا و آخرت سے بزرگ ہے۔ لبعضے مشایخ نے کہا کہ مومن وہ ہے جو اُسکا دل اُسکی نفس سے امون ہو شیخ یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آدمی کے واسطے شرمناک پردے معیوب ہین اور اُن کو کوئی چیز نہین سوائے اسکے کہ آدمی تقوی کرے اور

(شرع) سے گذر جانیوالے ہین۔ اور جو اپنے امانتون اور اپنے عہد کا پاس ملحوظ رکھتے ہین۔ اور جو

اپنی نمازونکی محافظت کرتے ہین یہی لوگ وارث ہین جو فردوس کی میراث پائین گے۔ وہ
اُسمین ہمیشہ رہین گے۔ رسول اللہ[1] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھپر دس آیتین نازل ہوی ہین جو اُنکو
قائم کرے (یعنے اُسپر چلے) تو جنت مین داخل ہوگا۔ یزید[2] بن بابنوس سے کہ مین نے ام المومنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق کیونکر تھا۔ ام المومنین نے
فرمایا کہ تو قرآن پڑہتا ہے پھر خود پڑھا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ تا قولہ تعالے عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُونَ
پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق ایسا تھا یعنے اِن صفات سے آپ متخلق تھے۔
اِن دس آیات مین مومنین کے ساتھ اوصاف جو اہلِ فلاح اور جنت الفردوس کے وارث
ہین بیان فرمائے۔ (۱) نماز مین خشوع۔ ابنِ عباس[3] رضی اللہ عنہما سے خَاشِعُونَ سے مراد

بیان خشوع

[1] ترمذی نے اپنی تفسیر مین اور نسائی صلوٰۃ مین۔ اور ترمذی نے کہا کہ یہ روایت منکر ہے مین نہین جانتا کہ سواے یونس
بن سلیم کے کسی نے اُسکو روایت کیا ہو اور مین یونس کو نہین پہچانتا ہون (ابن کثیر) امام احمد اور حاکم اور تصحیح بھی
کی اور بیہقی دلائل مین وغیرہم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پوری حدیث اسطرح ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے چہرہ کے پاس شہد کی مکھی کی نرم آواز کے مانند سنائی دیتا تھا۔ ایکدن
وحی اُترنے لگی تو ہم ایک ساعت ٹھہر گئے۔ جب وہ حالت کھل گئی تو آپ نے قبلہ کی طرف رُخ فرمایا۔ اور ہاتھ اوٹھا کر
کہا اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا پھر فرمایا
کہ مجھپر دس آیات نازل ہوی ہین جو انکو قائم کرے جنت مین داخل ہو پھر آپ نے قد افلح المومنون سے دس آیات تک پڑھا۔
[2] بخاری ادب مفرد مین اور نسائی و ابن منذر و حاکم اور تصحیح بھی کی اور بیہقی دلائل مین (درمنثور) [3] ابن جریر وغیرہ

ڈرنے والے اور سکون سے رہنے والے اور مجاہد وحسن وقتادہ وزہری سے بھی اسیطرح روایت
ہے۔ امام الائمہ علی بن ابی طالب فرماتے ہین کہ خشوع دل کا خشوع ہے۔ اور ابراہیم نخعی نے
بھی اسیطرح کہا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اُن کا خشوع اُن کے دلونمین تھا جس سے
انھون نے آنکھ نیچی کرلیا اور اعضا کو سکون سے رکھا۔ محمد بن سیرین فرماتے ہین کہ صحابہ نماز
مین آسمان کی طرف دیکھتے تھے جب آیت قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اُتری تو سجدونکی جگہ اپنی آنکھو
نیچی کرلیا۔ یہ بھی فرمایا کہ مصلّی کی نظر اپنی نمازگاہ سے تجاوز نہ کرے۔ اور جو نظر پریشان ہونیکی
عادت ہوگئی تو بند کرلے۔ حاصل کلام خشوع قلب سے خشوع یعنے سکونِ اعضا بھی ہوگا"
چنانچہ رسول اللہ[1] صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز مین دیکھا کہ وہ نماز مین اپنی داڑھی
سے کھیلتا ہے۔ فرمایا کہ اگر اُس کے دلمین خشوع ہوتا تو اُس کے جوارح بھی خشوع مین ہوتے''
خشوع ظاہری یہ ہے کہ نماز مین سکون سے کھڑا رہے۔ آنکھین نیچی ہون۔ زبان سے قرارت ہو
کان سے سماعت ہو۔ غلامونکی طرح سیدھا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھے۔ خشوع باطنی یہ ہے کہ سکون
نفس اسطرح ہو کہ جس سے خطرات نہ آئین۔ اور معانیِ قرارت واذکار مین دل اسطرح
حاضر ہو کہ مخلوقات کی طرف بالکل التفات نہ ہو۔ اور روح بحر محبتِ الٰہی مین مستغرق ہو۔ اور تجلّی
صفاتِ جمال وجلال مین محو ہوجائے۔ اور مکروہات نماز سے بھی پرہیز کرے کہ دامن اٹھانے

[1] ترمذی نے روایت کی اور ضعیف کہا۔ ۱۲ ابن کثیر

یا جسم اور کپڑے کے ساتھ عبث فعل کرے یا انگلیان چٹکائے یا انگڑائی یا جمائی لے یا کسی طرف
التفات کرے۔ جب[2] بندہ نماز مین اِدہر اُدہر دیکھتا ہے تو اللہ تعالے کی طرف سے الہام ہوتا
ہے کہ اے بندے کیا تجھے کوئی مجھ سے بہتر نظر آیا جو تو اُسطرف متوجہ ہوا۔ حسن[3] بصری رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ ہر نماز جس مین قلب حاضر نہو وہ نماز عذاب کیئے جانے کی طرف زیادہ
بڑی ہوی ہے۔ حدیث[4] مین ہے کہ شیطان آدمی کی نماز سے اُچک لیتا ہے تو بعض کی نصف
اور بعض کی تہائی۔ اور بعض کی زائد یہانتک کہ بعضے سلام پھیرتے ہین اور اُن کے پاس
اُنکی نماز مین سے کچھ بھی نہین ہے۔ معاذ[5] بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے
کہ جو نماز مین ہو اور اپنے دائین یا بائین طرف کے آدمی کو پہچانے تو اُسکی نماز کامل نہین ہے۔
یہ کمالِ نماز ہے جسطرح دُنیادار نماز مین فکرِ دنیوی مین مصروف رہتے ہین کہ امام سے
قراءتِ جہری مین سب کچھ سنا بعد نماز پوچھیے تو سورہ تک یاد نہین کہ کونسا سورہ پڑہا گیا۔
یا کسی عالم غافل نے ایک جز قرآن دیکھ کے پڑہا لیکن ایک آیت کے معنے بھی خیال مین نہین آئے۔ باوجودیکہ

سماعت درست بصارت نیز غفلت ہو تو سب دل ہی کی ہے ؎

دل اگر کہنے مین ہوتا تو یہ دکھ کیون ہوتا۔	میرے پہلو ہی مین ہے دشمن جانی افسوس

غرض جسطرح غافلون کو دین کے کامون مین دنیا کا خیال رہتا ہی اسیطرح ذاکرون کو دنیا کے

لہ نیشاپوری وغیرہ۔ ۲ ابو داؤد۔ ۳ سراج۔ ۴ عبد الرزاق ابن ابی شیبہ عطاء

کام مین بھی دین کا خیال رہتا ہی۔ ہمارے دعوے کی دلیل ارشادِ رب جلیل ہے۔ رِجَالٌ لَّا
تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ فقہا افعال و اعضا سے بحث کرکے ظاہری صورت
پر جواز کا فتوے دیتے ہین۔ لیکن خدا کے پاس اسکی صحت و قبولیت مخفی ہے۔ اور یہان بحث اصلی[۵]
خشوع و حضورِ قلب سے ہی۔ غرض یہ کہ جہان تک ہوسکے آدمی خطرات دور ہونیکی کوشش
کرے۔ نہ یہ کہ ایک دل کو صد پارہ کرے۔ اور اپنی ایسی اعلےٰ عبادت کو تین تیرہ کرے ۵

اے دردِلِ تو ہزار مشکل زہمہ	چون تفرقہ دل است حاصل زہمہ
مشکل شود آسودہ ترا دل زہمہ	خود را بیکے سپار و بگسل زہمہ

(۲) لغو سے بیزار رہنا۔ لغو ہر وہ قول و فعل ہے جو حرام یا مکروہ یا ایسا مباح کہ جسکی ضرورت
و حاجت نہ ہو۔ میرے بھائیو۔ اپنے لغویات پر نظر کرو اور جو جو چیزین چھوڑنے کی ہین جلد چھوڑو

[۱] شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی کہ علماء و فقہائے ربانی کا اجماع ہے کہ بندہ کے واسطے اُسکی نماز مین سے کچھ
نہین ہے مگر اسقدر کہ اُسنے سمجھکر پڑھی۔ پس اگر سب نماز مین اُسکا دل حاضر رہا تو سب ہے ورنہ جسقدر غافل ہوا وہ شیطان کا
حصہ ہے۔ اس قول کے صحیح ہونیکے دلائل مین سے ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا افلا یتدبرون القرآن۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن مین تدبر
بدون معنی پر واقف ہونیکے غیر متصور ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اقم الصلوٰة لذکری۔ میری یاد کے ساتھ نماز کو قائم کر۔ اور ظاہر ہے
کہ غفلت تو ذکر کے بھلا دینے ہی ہے لہذا فرمایا ولا تکن من الغافلین۔ اور اللہ تعالےٰ نے ایسے لوگون کو جو غافل بے ہوش مین در نشہ
مین ہین نماز سے قریب ہونے سے منع فرما دیا۔ یہان تک کہ جو پڑہین وہ سمجھین لقولہ تعالےٰ حتی تعلموا ما تقولون۔
پس جو شخص سو ائے نشہ دنیاوی خواہشون کے نشہ مین اسطرح غافل ہو تو وہ بمنزلہ مدہوش کے ہے (نیشاپوری) [۲] ابن جریر و ابن منذر و ابن

کہ جس سے نہ دینی اور نہ دنیوی فائدہ ہے۔ اگر آپ عبرانہ مانین تو مین بطور نمونہ بتلا دون۔ ایک آپ پاس کی شادی کو نظر کرو کہ اس مین کسقدر رسوم و اسرافات ہوتے ہین۔ شادی کرنا عمر بھر کا غم مول لینا ہے۔ اکثر مسلمانون کا مال سوکارون کے پاس اسی رسوم کے بدولت جارہا ہے۔ وہ غنی ہورہے ہین ان کے ہاتھ مین کاسۂ گدائی آرہا ہے۔ جائدادین ضبط ہورہی ہین۔ مکانات پر ڈگری آرہی ہے۔ اگر تھوڑے نفوسِ قدسیہ اسطرف متوجہ ہوجائین اور عزم کرین کہ ساچق مھندی۔ روشنی آرایش۔ آتشبازی۔ ناچ رنگ۔ سہرا کنگن۔ سری پا کر سب موقوف تو دوسرے مسلمان بھی اقتدا کرتے ہین۔ آپ نے سنا ہوگا کہ متعدد لڑکیان اپنی پیاری جوانی کھو کر بوڑھی ہورہی ہین۔ اور اُن کے اقربا انھین رسوم کی ادائی ناممکن ہونے سے پس و پیش کررہی ہین اور چند لڑکیان تو بدنام ہو کر ننگِ خاندان بنین۔ اہل شہر کلیانی اور جو علماء مدراس نے اتفاق کر لیا اُن کے پاس صرف ایکدن مین عقد ہو جاتا ہے۔ میرے خدا تجھی سے التجا ہے کہ حیدرآباد کے علماء و مشایخین کو بھی ہدایت دے کہ ایک مجلس اصلاحِ رسوم کی مقرر کرکے پہلے خود اس کے پابند ہون پھر دوسرون کو بھی اسکی ترغیب دلائین۔ بدعات کو مٹا کر سنتِ نبوی تازہ کر دکھائین اسیطرح نئی فتن والون کو اللہ ہدایت دے کہ کہنے کو لکچرون اور اخبارون مین بہت کچھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷۹) ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا لغو سے مراد باطل ہے (در) لبید شاعر نے کہا کہ ماسواے حق جو کچھ ہے وہ باطل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے سچا کلمہ ہے جو لبید نے کہا۔ الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل ۱۲

کہتے ہین۔ لیکن عمل اُس کے برخلاف ہی۔ چنانچہ وہ ملکی وضع۔ ملکی لباس۔ ملکی اسباب سے نہایت
متنفر ہین۔ اصلاحِ قوم کے مدعی ہو کر مفسدِ قوم بن رہے ہین۔ قوم کا ضرر تو ظاہر ہے کہ جس
صنعت و کارخانون کے بدولت اُنکی پرورش ہوتی تھی (مثلاً جب سے لوگون نے ڈھاکہ۔ کھادی۔
وغیرہ پہننا چھوڑ دیا۔ اور شربتی کاغذ وغیرہ ملکی اشیا استعمال مین نہ لانے لگے) وہ کارخانے
ویران ہو گئے۔ کارخانے کے ساتھ اہلِ کارخانہ بھی برباد ہو گئے۔ اب بھی کوئی ہمدرد
قوم ہے کہ اس ڈوبتی کشتی کو سنبھالے۔ اور اس طوفان بے پایان مین سے اُسکو نکال کر
کنارے لگا دے۔ اگر غمخوارانِ قوم اب بھی مصمم ارادہ کرلین کہ جہان تک ہوسکے ہم اپنے
شہر کے بنے ہوے اشیا استعمال کرین گے تو پھر قوم مین جان آئی اور بگڑی بات بن جاتی ہے
خود کا ضرر بھی ظاہر ہے کہ جسوقت پانچ روپے مین اچھا لباس بن سکتا تھا اب صرف سینے
کی مزدوری مین اُس سے زیادہ چاہیئے۔ جہان ایک پیتل کا شمعدان یا پانی کا کٹورہ نسلاً
بعد نسلٍ میراث مین چلا آتا تھا وہان ہر ہفتہ مین چمنی اور گلاس کی ضرورت ہے۔ جہان ایک
شطرنجی سالہاے سال کا کام دیتی تھی وہان چند ماہ مین میز و کرسیان بدلنے کی حاجت ہے
ای قوم۔ تیری قوم ہی تجھپر ظلم کر رہی ہے۔ اُسکو ہر شے اپنے ملک کی ناپسند ہے اور اہلِ
ملک و ملت کسی قابلِ نظر نہین آتے۔ عمدہ صنعتون کے وہ کب لائق ہین معمولی کام بھی
اُن سے لینا پسندِ خاطر نہین۔ چنانچہ باورچی جبتک کرسٹان نہ ہو کہانے کا مزہ نہین آتا۔

قابلہ بھی اُسی قوم کی ہو۔ بچون کے سنبھالنے کے لئے بھی وہی کوئی ہو۔ اب بیچارے مسلمان گدائی نہ کرین تو کیا کرین صنعت و حرفت کا وہ حال ــ ملازمت بھی ملنا محال۔ افسوس کہ جب اپنا بھائی اپنے بھائی سے نفرت کرے تو دوسری قوم کیون نہ حقارت سے دیکھے۔ غرض لباس غذا[1] عطر دوا وضع[2] چال چلن سب وہی پسند ہے۔ اب آخر مین عقیدہ کی باری آئی دہریت نے اپنا رنگ جمایا۔ کہین آخر وقتِ نزع مین منہ مین پانی ڈالنے اور تلقین کرنیکے لئے بھی کوئی انھین مین سے نہ مسلّط ہو جائے۔ اور جو ایسا ہوا تو انھین کے زمرہ مین یہ روحِ خبیث بھی جا کر ملجائیگی۔ اور عجب نہین کہ اسیطرح ہو کیونکہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کَمَا تَعِیْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ وَکَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبْعَثُوْنَ۔ جیسے جیوگے اسی طرح مروگے اور جس رنگ مین مروگے اسی طرح زندہ کئے جاؤگے (۳) زکوۃ دینا۔ زکوۃِ مالی[3] مراد ہے۔ اور احتمال ہے

[1] مین نے خود ایک مسلمان کو دیکھا کہ بدبو دار اور سڑی ہوئی مچھلی کی ایک ڈبیہ شاپ مین سے گران قیمت کو خرید کرکے اسکو بار بار سونگھتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ نہایت مقوی ہے اور اسکی بو بھی اچھی ہے۔ کیون نہ ہو کہ یہ خاص ولایت کی ہے۔

[2] ایک دوسرے سید کو شہر بمبئی مین دیکھا کہ ہوٹل مین ایک نصرانی حجام کے پاس جاکر دو روپیہ اجرت دیکر حجامت اسطرح بنوائی کہ کچھ بال ابتدائی سر پر چھوڑ آئے۔ اور اسقدر خوشی سے کہتا تھا کہ ایسی حجامت ہمارے حیدرآباد مین میسر نہین ہوتی۔ علاوہ اس کے اجرت بھی بہت ہی ارزان ہے۔" افسوس کہ جو لوگ آجکل اپنے کو خیر خواہ اور مصلحین قوم کہہ رہے ہین یہ ان کے عادات کا نمونہ ہے۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۱۲۔

[3] اگر کوئی کہے کہ یہ سورہ تو مکیہ ہے اور زکوۃ کا فرض ہونا مدینہ طیبہ مین دوسرے سال ہجرت مین واقع ہوا ہے تو جواب یہ ہے کہ نصاب مقرر پر زکوۃِ معلوم کا فرض ہونا مدینہ منورہ مین ہوا ہے۔ اور اصلِ زکوۃ تو ظاہر یہ ہے کہ مکہ مین ہی

زکوٰۃِ نفس ہو یعنے جو نفس کو شرک و نجاسات سے پاک کرتے ہین - چنانچہ خداوند عالم نے سورۂ والشمس مین فرمایا قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰهَا یعنے جس نے نفس کو پاک کیا وہ مراد کو پہونچا تو اب احتمال ہے کہ یہان دونون بھی مراد ہون کیونکہ زکوٰۃِ مال بھی منجملہ تزکیۂ نفس کے ہے - اور نفس پر مال کا دینا بہت ہی دشوار ہے حکایت - ایک بزرگ[1] نے اپنے کم سخنی کیلیے یہ تجویز سوچی کہ جب کوئی بیکار کلمہ منہ سے نکلے تو اُس کے عوض دو رکعت پڑہی جائین لیکن جب بھی کلام مین کمی نہ ہوئی - پھر یہ ٹہرایا کہ ہر لغو کلمہ کے بدلے ایک روزہ رکھا جائے پھر بھی جسطرح چاہئے نہ ہوا - پھر یہ مقرر کیا کہ ہر بے فائدہ کلمہ کے بدلے ایک روپیہ خیرات کر دیا جائے جب اُسکی تعمیل کی تو حسبِ منشا گفتگو ہونے لگی - مشہور مثال ہے کہ چمڑی جائے - دمڑی نہ جائے (۴) شرمگاہ کی حفاظت کرنا سوائے اپنی بیبیون اور لونڈیون کے - تو معلوم ہوا کہ اسکے سوا جسقدر شہوت رانی کے طریقے ہین سب حرام ہین - زنا - لواطت - جانورون سے وطی - متعہ[2] -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸۲) فرض ہوئی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا وَاٰتُوۡا حَقَّهٗ یَوۡمَ حَصَادِهٖ یعنے جس دن کھیتی کاٹو تو اُسکا حق نکالو - اور یہ آیت سورۂ انعام مین ہے - حالانکہ وہ سورہ مکیہ ہے (ابن کثیر) [1] توجہ القلوب

[2] ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ مین نے ام المؤمنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعہ کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حرام ہے اور میرے اور اُن کے درمیان قران حاکم ہے - پھر یہ آیت پڑھکر فرمایا کہ جو اُسکے سوا سے خواہش کرے تو وہ حد سے گذر گیا - اسکو ابن منذر و ابن ابی حاتم و حاکم نے بتصحیح تخریج کی (در) قاسم بن محمد سے متعہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو جواب دیا کہ حرام ہے - اور مین تو اُسکی حرمت کو صریح قران سے دیکھتا ہون - پھر یہی آیت پڑہی - عبد الرزاق و ابو داؤد نے اپنے ناسخ مین اسکی تخریج کی (در) ہمنے صرف وہی اقوال لکھے کہ جن صحابہ نے آیتِ قرآنی

عورت کا عورت سے مرتکب ہونا۔ کیونکہ خداوند عالم نے آخر آیت مین فرمایا کہ جو اسکے سوائے خواہش کرتے ہین وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہین یعنے فاسق و بدکار ہین۔ بعض مالکیہ نے اسی آیت سے استدلال کیا اور کہا ہاتھ سے جلق لگا کر انزال کرنا بھی حرام ہے۔ چنانچہ ایک غریب[1] حدیث مین ہی جس نے ہاتھ سے جماع کیا تو اللہ تعالے قیامت کے روز نظرِ رحمت نفرمایگا امام[2] ابو حنیفہ اور امام احمد کے پاس "اگر زنا مین واقع ہونے کا خوف ہو تو بقدر ضرورت جائز اور اپنی زوجہ اور باندی کے ہاتھ سے بھی جایز ہے" لیکن بہتر یہ ہے کہ جسکو نکاح کی قدرت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیطرح حکم فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ یہ روزے رکھنا اُس کے لئے خصی ہونیکا حکم رکھتا ہے۔ (۵) امانت کی نگہداشت کرنا۔ امانت یہ ہے کہ سونپی ہوی شے کو احتیاط سے رکھکر مالک کو پوری طور سے واپس کر دینا۔ امانت قول مین بھی ہوتی ہے کہ اگر کوی اپنے سے راز کی بات کہے تو دوسرے سے نہ بیان کرنا۔ چنانچہ صحیح حدیث ہی۔ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ محمد[3] بن فضل نے فرمایا کہ جتنے اعضا ہین وہ سب اللہ کی امانتین ہین۔ آنکھ کی امانت نامحرمون سے نگاہ کو بچانا۔ اور عبرت لینا۔ کان کی امانت لغو اور بیہودہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸۳) محکم مانکر حرمتِ متعہ استخراج کیا ہی اور احادیثِ مرفوع تو اسکی حرمت مین کثرت سے ہین اور چارون مذہب والے اسکی حرمت پر متفق ہین اگر خدا چاہے تو تفصیل سے اسکی بحث کی جایگی۔ [1] یہ طویل حدیث ہے ابن کثیر نے کہا کہ اس حدیث کو امام حسن بن عرفہ نے اپنی جزر مشہور مین روایت کی۔ اور یہ حدیث غریب ہی۔ اسکی اسناد مین بعض راوی مجہول ہین [2] روح البیان۔ در المختار مین لکھا وَلَوْ خَافَ الزِّنَا يُرْجٰى اَنْ لَا وَبَالَ عَلَيْهِ یعنی اگر زنا کا خوف ہو تو امید ہی کہ اس فعل سے اُسپر وبال نہ ہوگا۔

باتون سے نگہداشت کرنا اور ذکر و وعظ سننا۔ زبان کی امانت غیبت وغیرہ سے بچنا اور ذکر پر مداومت کرنا۔ پاؤن کی امانت طاعت کی طرف جانا اور معاصی سے دور رہنا۔ منہ کی امانت حلال کھانا۔ ہاتھ کی امانت حرام کی طرف نہ بڑھانا اور اچھی بات سے نہ روکنا۔ دل کی امانت یہ ہے کہ مراقبہ حق تمام اوقات مین اسطرح ہو کہ اُسکے سوا کسی کا مشاہدہ نہ ہو۔ اور اُس کے بغیر کبھی دلکو تسلی نہ ہونا خلیق؎

امانت ہے خدا کی دل کو اپنے۔
خلیق اغیار سے رکھنا بچا کر۔

بندون سے خدا کا راز

بعضے[1] عارفون نے کہا کہ بندہ سے اللہ تعالےٰ کے دو راز ہین۔ جو بطور مخفی اُسکو القا ہوتے ہین۔ پہلا یہ ہے کہ جب بندہ مان کے پیٹ سے نکلتا ہے تو اُس سے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے مین نے تجھے دنیا مین پاک و صاف نکالا ہون۔ اور عمر کی پونجی دیکر تجھے اُسکا امانت دار بنایا ہون۔ اب ہوشیاری سے تو اُس امانت کی حفاظت کر۔ اور جس طرح مین نے تجھے بھیجا ہے اُسیطرح مجھسے آکر ملاقات کر۔ دوسرا راز روح نکلتے وقت ہے۔ فرماتا ہے اے میرے بندے میری امانت کو تو نے کیا کیا۔ اگر تو اُسکی حفاظت کرکے میری ملاقات کو آرہا ہے تو مین بھی اُسکا بدلہ دونگا۔ اور اگر تو نے اُسکو ضایع کردیا ہے تو مین بعد مطالبہ و محاسبہ عذاب کرونگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کی عمر خدا کی امانت ہے۔ اگر حفاظت کی تو

[1] قوت القلوب جلد اول صفحہ ۱۸۱ - ۱۲

امانت کو ادا کیا۔ اور جو ضایع کر دیا تو خیانت کا جرم ثابت ہو گیا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ[1]۔

(۶) عہد کی نگہداشت کرنا۔ امانت عام ہے اور عہد خاص کیونکہ عہد تو ایک قرار داد ہے اور جب عہد اور وعدہ کرین تو پورا کرنا مومنون کی علامات سے ہی برخلاف منافقون کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[2] "کہ منافق کی تین علامتین ہین (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو خلاف کرے (۳) جب امانت رکھی جاے تو خیانت کرے" علما نے کہا کہ جب وعدہ کرنا ہو ان شاء اللہ کہہ لے۔ اور جو کسی ضرورت سے وہ پورا نہ ہو سکا تو وہ وعدہ خلاف نہ ہوگا (۷) نمازون کی حفاظت کرنا۔ محافظت یہ ہے کہ نماز سے غافل نہ ہون۔ اسکو اپنی اوقات پر ادا کرین۔ نماز کے ارکان یعنے قیام و قرارت رکوع و سجود پورے اطمینان سے ادا کرین۔ ابن[3] مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کونسا عمل پسندیدہ تر ہے۔ فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر۔ مین نے عرض کیا پھر کون۔ فرمایا کہ والدین کے ساتھ نیکی۔ مین نے عرض کیا پھر کون۔ فرمایا اللہ تعالےٰ کی راہ مین جہاد کرنا" ابن[4] مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے نماز کا ذکر قرآن مین بہت فرمایا جیسے۔ اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِہِمْ دَآئِمُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ۔ تو فرمایا کہ اسمین اوقات نماز کی محافظت کا حکم ہے۔ عرض کیا کہ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ نمازون کے ترک کرنے سے حفاظت

---

[1] اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔ [2] بخاری و مسلم۔ [3] بخاری و مسلم [4] ابن منذر وابو الشیخ و طبرانی وغیرہم (در) ۱۲

کرین - فرمایا کہ نماز کا ترک تو کفر ہے - غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالے ان صفات کو شروع بھی نماز سے فرمایا اور ختم بھی اُسی پر کیا تو اس سے افضلیت نماز کی ظاہر ہوگئی - پھر اللہ تعالے نے ان صفات کے بعد فرمایا کہ جن کے یہہ صفات ہون گے وہی وارث ہین جو کہ فردوس کی میراث پائین گے - یعنے جسطرح میراث[1] کا انجام وارث کی طرف ہوتا ہے اُسی طرح انکا انجام کار بھی فردوس ہے - رسول[2] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ تعالے سے مانگو تو فردوس مانگو - کیونکہ فردوس سب سے اعلےٰ جنت ہے - اور جنتون کے وسط مین ہے -

[1] بعضون نے کہا کہ وراثت کے معنے یہ ہین کہ مؤمنون کو اپنے منازل کے علاوہ کافرون کے منازل جو جنت مین ہین وہ بھی ملین گے - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے ہر ایک کے لئے دو منزل ہین - ایک جنت مین - ایک دوزخ مین - پھر جب وہ مرا اور دوزخ مین داخل ہوا تو اہل جنت اُسکی منزل کے وارث ہوتے ہین - پس یہی فرمان اللہ تعالی کا ہے - اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ - اسکو ابن ماجہ و ابن جریر و بیہقی وغیرہم نے روایت کی (در) صحیح مسلم مین ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز کچھ لوگ میری امت کے مسلمانون سے لائے جائینگے جنکے ساتھ گناہونکا انبار پہاڑونکی طرح ہوگا - پھر اللہ تعالے ان گناہونکو یہود و نصارے پر ڈالیگا اور اُنکو بخش دیگا - اور ایک اُسکی روایت مین اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دیگا اور کہا جائیگا کہ یہ تیرا چھٹکارا دوزخ سے ہے - عمر بن عبد العزیز نے ابوبردہ (راوی) سے تین مرتبہ قسم لی کہ یہ حدیث جو تم روایت کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہے انہون نے قسم کھائی کہ ہان مجھے اُسی اللہ کی قسم ہے کہ جسکے سوا کوئی الٰہ نہین کہ یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی میرے باپ نے روایت کی ہے (ابن کثیر) مسلمان منازل کفار کے اسی لئے وارث ہونگے کہ یہ عبادت الٰہی کے لئے پیدا ہوئے تھے اُسکو ادا بھی کیا - اور وہ جس لئے پیدا ہوئے تھے اُسکو بھول گئے تو مسلمانون کا وہ حصہ بھی جو عطا کرتے تو ملتا لے لیا - [2] بخاری و مسلم - ۱۲

اور اُسی سے جنت کی نہرین جاری ہین اور اُس کے اوپر عرش رحمٰن ہے" غرض مومنین کاملین جنت الفردوس کی میراث پائین گے۔ اور باقی جنتین عام مومنین کے لئے ہین جب اللہ تعالےٰ نے بندونکی عبادت پر فردوس کا وعدہ فرمایا۔ اور یہ وعدہ اُسی وقت پورا ہوگا جو بعد موت کے قیامت مین لوگ اُٹھائے جائین۔ اسی لئے اب اپنی قدرت کے دلائل بیان فرماتا ہی جس سے یقین ہوجاتا ہی کہ دوبارہ اعادہ کرنا اللہ تعالیٰ کو آسان ہے۔ پہلی دلیل۔ انسان کی خلقت مین مختلف طور سے تغیر و تبدل کرنا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ 23
سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً 23
فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ
خَلْقًا اٰخَرَ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ 23

عِظَمًا — ابن عامر و شعبہ مفرد پڑھتے ہین
اَلْعَظْم — ابن عامر و شعبہ مفرد و پھر پڑھتے ہین

سُلٰلَة۔ بالضم آنچہ بیرون کشیدہ شود از چیزے و نطفہ (منتخب) سل کے معنے ایک چیز سے دوسری شے کو نکالنا جیسے سَلَّ السَّيْفَ مِنَ الْغِمْدِ یعنے تلوار میان سے نکالی۔ سلالہ بمعنی خلاصہ کیونکہ وہ مکدر مین سے صاف نکال لیا جاتا ہے۔ نطفہ بھی سلالہ ہے اس لئے کہ وہ مرد کی صلب (یعنے پشت) اور عورت کے ترائب (یعنے سینہ کے ہڈیون) سے انسلال ہوا ہی۔ اور اسی وجہ سے بچہ کو سلیل و سلالہ کہتے ہین۔ اور آدم علیہ السلام جس خاک سے مسلول ہوے وہ اسوجہ سے سلالہ ہے کہ ہر ایک مقام کی مٹی سے انسلال کی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی خاک سے پیدا کیا جسکو تمام زمین سے لیا تو اولادِ آدم موافق زمین کے ہوی۔ اُن مین سرخ و سپید و سیاہ ہین اور اُن کے درمیان مین بھی ہین۔ اور خبیث و پاکیزہ ہین اور بیچ بیچ مین بھی ہین۔ اسکو روایت کی ابوداؤد و ترمذی نے اور ترمذی نے فرمایا کہ حسن صحیح ہے (ابن کثیر) مِنْ طِيْنٍ متعلق محذوف یعنے کائنۃ کے ہوکر سلالۃ کی صفت ہی۔ قَرَار۔ مصدر ہے محلِ قرار پر بطور مبالغہ کے مستعمل ہوا ہی۔ جسطرح فرمایا۔ جَعَلَ

اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ٥ اور ہمنے آدمی کو اچھی سے اچھی مٹی سے بنایا۔ پھر ہم نے اُسکو نطفہ
بنا کر حفاظت کی جگہ (یعنے عورت کے رحم مین) رکھا۔ پھر ہمنے اُس نطفہ کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے
اُس لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر ہم نے بوٹی کے ہڈیان بنائین۔ پھر ہم نے ہڈیون کو گوشت
پہنا دیا۔ پھر ہم نے اُسکو ایک دوسری صورت مین بنا کھڑا کیا۔ اللہ بڑا ہی بابرکت ہے جو سب سے
بہتر بنانے والا ہی۔ پھر تم اُس کے بعد ضرور ہی مروگے۔ پھر تم قیامت کے دن اُٹھا کھڑے
کئے جاؤگے۔ اللہ تعالے نے ان آیات مین خلقتِ انسان کے نو مراتب بیان فرمائے۔
(پہلا مرتبہ) اِنسان (یعنے آدم علیہ السلام) کو مٹی سے بطور خلاصہ کے نکال لیا یا اولادِ
آدم کو مٹی سے پیدا کیا کیونکہ نطفہ جس غذا سے پیدا ہوتا ہی وہ مٹی کا ہی خلاصہ ہے کیونکہ وہ نباتی
یا حیوانی ہین اور حیوان کا مرجع بھی وہی نباتات ہے (دوسرا مرتبہ) پھر ہم نے اُس
انسان کو رحم مین کر دیا۔ یعنے صلبِ آبا رمین نطفہ بنا کر رکھا پھر بعد جماع عورت کے رحم
مین اُسکو منتقل فرمایا (تیسرا مرتبہ) پھر ہمنے اُسی نطفہ کو جما ہوا خون کر دیا (چوتھا مرتبہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸۸) لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا۔ یعنے مستقر۔ یہان مراد رحم ہے مکین یعنے متمکن و مضبوط۔
فتبارك الله ای فتعالی الله قال البركة يرجع معناها الى الامتداد والزيادة وكل ما زاد على الشئ
فقد علاه۔ ويجوز ان يكون المعنى والبركات والخيرات كلها من الله تعالى (كبير) احسن الخالقين
اخرج ابن جرير عن مجاهد قال يصنعون ويصنع الله والله خير الصانعين (در) له اخرج عبدالرزاق و ابن
جرير عن قتادة فی الاٰية قال استل اٰدم من طين۔ وخلقت ذريته من ماء مهين (در) له یعنے جنس انسان کو لیکن آدم کا
حال چھوڑ دیا گیا کیونکہ وہ معلوم ہی یا یہ کہ وصف جنس بسبب موصوف ہونے اکثر افراد کے ہی۔ یا یہ کہ مضاف محذوف ہی یعنے نسلہ۔ ۱۲

پھر ہم نے اُس جمے ہوے خون کو ایک لوتھڑا کر دیا جیسے گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے (پانچوان مرتبہ) ہم نے اُس لوتھڑے کو ہڈیان بنا دین یعنے مضغہ کو ایک ایسی شکل مین متشکل کر دیا جس کو سر اور دونون ہاتھ اور دونون پاؤن ہین (چھٹا مرتبہ) پھر ہم نے ہڈیون کو گوشت پہنایا۔ کیونکہ جسطرح لباس جسم کو ڈھانکتا ہے اُسی طرح گوشت ہڈیون کو چھپاتا ہے (ساتوان مرتبہ) پھر ہم نے اُسکو ایک دوسری خلقت مین پیدا کیا۔ یعنے اُس مین روح پھونک دی۔ جو جماد تھا وہ جاندار ہوگیا۔ جو بے زبان تھا وہ ناطق ہوگیا۔ جسکو سماعت نہ تھی وہ سمیع بنا۔ بے بصارت کو بصارت ملی۔ اسی طرح خیال و حواس و عقلی قوت آگئی۔ یہ ایک دوسری خلقت ہے۔ غرض اللہ تعالے نے انسان کے ہر عضو اور ہر ایک جز مین ایسی عجائب فطرت غرائب حکمت کے خزانے رکھدئے کہ اُسکا وصف اور اُسکی شرح کسی سے نہین ہوسکتی۔ اسی لئے فرمایا فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

سلہ اس مین ایک اشارہ ہے کہ ڈھانچہ تک کی پیدائش اصلی نطفہ کے اثر سے ہے اور اسپر جو گوشت چڑھا ہوا ہوتا ہے یہ جدید غذا سے ہے۔ قرآن مجید سے یہ مسئلہ طبی بھی حل ہوگیا کہ جو کچھ اپنے رگ اور پٹھے وغیرہ سے جس مقدار پر ہے بعد غذا یا دوا اُس مین زیادتی نہین ہوسکتی بخلاف گوشت کے کہ وہ زائد ہے۔ بیماری سے اُس مین گھٹاؤ اور پھر قوت سے بڑھاؤ ہوتا رہتا ہے سلہ اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ثم انشاناہ خلقا آخر قال نفخ فیہ الروح اخرج ابن جریر عن ابی العالیۃ مثلہ (در) سلہ ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن منذر صالح ابو الخلیل سے۔ اسی کے قریب قریب طبرانی و ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (در) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے رب عز و جل نے مجھپر فضل کیا کہ

آیتِ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ پڑہتے ہوے ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرَ پر پہونچے۔ تو حضرت عمر نے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر اُسی کی قسم کہ جس کے ہاتھ مین میری جان ہے تمہاری جو زبان سے نکلا اُسی پر یہ آیت ختم ہوی ہے۔ نکتہ۔ فقیر کہتا ہے چونکہ جلیل القدر صحابہ کے قلوب مثل آئینہ زنگ و کدورتِ دنیوی سے پاک تھے اور ہمیشہ اُن کو اُس قلبِ انور سے محاذات رہتی تھی کہ جس قلب پر کلامِ الٰہی کے انوار تابان تھے اسلئے اُس انوار کا عکس ان کے قلوب پر پڑتا تھا تو اب جو انکی زبان سے نکلتا وہ صاحبِ معدنِ نبوت کے ارشاد کے موافق ہوتا تھا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔ (**آٹھوان مرتبہ**) پھر تم بعد اسکے ضرور ہی مروگے۔ آگاہ فرماتا ہے کہ کہین تم اپنے ظاہری خلقت و صورت پر فریفتہ ہو کر موت کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۹۰) مین چار باتون مین اپنے رب عزوجل کے حکم کے موافق ہوگیا۔ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑہین تو یہ آیت نازل ہوی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔ مین نے عرض کیا کہ رسول اللہ اگر آپ اپنی ازواج کو پردہ مین رکھین کیونکہ آپ کے پاس نکوکار و بدکار سب آتے ہین تو اللہ نے نازل فرمایا وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْاَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ۔ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج سے کہا کہ تم لوگ جھگڑا کرنے سے باز رہو ورنہ اللہ تعالی اپنے رسول کو تم سے بہتر بی بیان بدل دیگا۔ تو نازل ہوی عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ سے آخر تک اور جب نازل ہوی وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ تا قولہ ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرَ تو میری زبان پر جاری ہوا فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر یون ہی اس آیت کا خاتمہ ہے۔ اسکی تخریج طیالسی و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر نے کی (در)۔ ۱۲

نہ بھول جاؤ۔ بلکہ حیاتِ جاودانی کا سامان اسی دنیائے ناپائدار سے فراہم کرلو (بیان قرآن)
پھر تم قیامت کے روز اٹھائے جاؤگے۔ تاکہ تمھارا حساب ہو۔ پھر کسی کو ثواب ملے کسی پر
عتاب ہو۔ دوسری دلیل آسمانوں کی پیدائش ہیں۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ
طَرَائِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ○ اور ہم ہی نے تمھارے اوپر سات آسمان پیدا
کردئے اور ہم خلق سے غافل نہیں ہیں۔ آدمی کے خلقت کے بعد آسمانوں کی خلقت کا
ذکر فرمایا تا اُس سے عبرت حاصل کریں چنانچہ ایک جاے فرمایا۔ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1]
اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ۔ آسمان کی خلقت سے اپنی کمالِ قدرت ظاہر کرکے پھر اپنا کمالِ
علم ظاہر فرماتا ہے کہ ہم خلق سے غافل نہیں ہیں تو خلق کو چاہئے کہ وہ بھی ہم سے غافل نہ رہے
شیخ ابویزید بسطامی نے فرمایا کہ اگر تونے نہ پہچانا تو اُس نے پہچان لیا۔ اگر تو واصل نہ ہوا تو وہ
واصل ہے اور اگر تو اُس سے غافل و غائب ہے تو نہ وہ غائب اور نہ غافل ہے شیخ استادی نے
فرمایا کہ ہمارے روبرو حجابِ ظاہری آسمان ہے جو منازل عالیہ کے درمیان ہے۔ اور حجاب

طرائق۔ قال مجاهد السموات السبع اخرجه ابن ابی شیبه وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ (در)
طرائق جمع طریق ہے جس کے معنے رستہ کے ہیں چونکہ آسمان فرشتوں کی گذرگاہ ہے اور آمد و رفت کا رستہ ہے اس لئے طرق کی
تفسیر آسمان کرتے ہیں (مدارک) بعضے گمراہ آسمان کے منکر ہیں حالانکہ آئینہ اور پانی میں اسکا برابر عکس پڑتا ہے اور عکس کے
واسطے لازم ہے کہ جسم ہو۔ کمرہ کے اندر خلاء کا عکس نہیں پڑتا مگر چھت کا عکس پڑتا ہے تو اس سے صاف ہوا کہ یہ جسم کا عکس ہے
(مواہب الرحمن) [1] یعنی آسمان و زمین کی خلقت لوگوں کے پیدا کرنے سے بڑی ہے۔ سورۃ ۵۲ ع ۶ انس۔

شیخ استاد اصفہان

باطنی دل پر پردے ہین یعنے غفلت اور دنیا کی امیدین اور خواہشین اور ارادات اہل ارادت و مریدین پر جب فتور آتاہی تو انکا ارادہ ٹہر جاتاہی۔ وہ منور شمع بجھ جاتی ہے۔ زاہد و سالکین جب رغبت دنیا سماتی ہے تو قوت زہد ضعیف ہوتی جاتی ہے اور صبر رخصت ہونے لگتاہے۔ اور کچھ تاویلین کرنے لگتے ہین۔ آخر تہوڑی تہوڑی خواہشین جمع ہوکر ہجوم کرآتی ہین تو انھین طرائق سے انکی ابتدا ہوتی ہے جو قلوب پر حاوی ہے عارفین پر بسا اوقات ایک پردہ غفلت آتاہے کہ اُن کے اسرار کا صعود حقایق کی طرف نہین ہوتا تو وہین ٹہر جاتے ہین۔ پھر جب اللہ تعالی فضل فرماتاہی تو انکو عروج نصیب ہوتاہی تیسری دلیل وحدانیت و قدرت کی بارش کے اُتارنے سے بیان فرماتاہی۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۚ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ

بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ وَشَجَرَةً

تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ۝ اور ہم نے ایک اندازہ

کے ساتھ آسمان سے پانی اُتارا پھر اُسکو زمین مین ٹہرادیا اور ہم اُس کے لیجانے پر قادر ہین

پھر اُس (پانی) کے ذریعہ سے ہم نے تمھارے لئے کہجوروں اور انگوروں کے باغ بنا کہڑے کئے

کہ تمھارے لئے اُن (باغون) مین بہت سے میوے ہین اور اُن مین سے (بعض) کو تم

سیناء نام ع دیکھی دیھری سا ... | تنبت یعنی نبری انفعال سے ۱۲

بقدر یعنے ایسے اندازہ سے کہ جس کا نفع اکثر اور ضرر کم ہوتاہے یا یہ کہ اُس اندازہ کے موافق جو ہمارے علم مین انکی صلاحیت ہے۔ بہ کا مرجع پانی ہے ۱۲

کھانے (بھی) ہو۔ اور (ہم ہی نے زیتون کا وہ) درخت (پیدا کیا) جو طور سیناء (پہاڑ) میں پیدا ہوتا ہے (اور) کھانے والوں کے لئے (گویا) تیل اور سالن لئے ہوئے اگتا ہے اللہ تعالٰے ان آیات میں پہلے پانی کی نعمت بیان فرماتا ہے کہ ہم اسکو اندازہ سے حسبِ مصلحت اتارتے ہیں۔

لہ اخرج عبد الرزاق وابن جریر وغیرھما عن قتادۃ فی قولہ وشجرۃ تخرج قال ھی الزیتون من طور سیناء قال جبل حسن تنبت بالدھن وصبغ للاکلین قال جعل اللہ فیھا دھنا وادما واخرج ابن جریر وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تنبت بالدھن قال ھو الزیت یؤکل ویدھن بہ (در) لہ شجرۃً معطوف ہے جنات پر۔ لہ ابن جریر وابن ابی حاتم ضحاک سے کہ انہوں نے فرمایا کہ طور سیناء وہی پہاڑ ہے جس سے موسٰے علیہ السلام کو ندا کی گئی تھی (در) طور پہاڑ کا نام ہے اور سیناء جگہ کا نام ہے یہ ترکیب اضافی ہو کر علم ہوگیا اور یہ غیر منصرف ہے (بیضاوی) تنبت بالدھن الباء للمصاحبۃ ای ملتبسۃ بالدھن کجاء بثیاب سفر والجار والمجرور حال او معدیۃ وفی قراءۃ تنبت وھو اما من انبت بمعنی نبت او علی تقدیر تنبت زیتونھا ملتبسا بالدھن صبغ بالکسر رنگ۔ اصباغ جمع۔ ونان خورش صباغ جمع (منتخب) صبغ معطوف دھن پر ہے وہی اعراب اسکا ہے۔ بات یہ ہے کہ روغن زیتون تیل اور سالن دونوں کا کام دیتا ہے اگر نرے روغن زیتون میں روٹی ڈبو کر کھالو تو سالن کا مزہ آئے ۱۲ لہ زیتون کا جھاڑ اُس پہاڑ پر کثرت سے ہوتا ہے یا یہ کہ ابتداءً اُسکی وہیں سے ہوئی ہے پھر وہاں سے منتقل چو طرف ہوا عرائس میں ہے۔ اور ہم نے ایک اندازہ کے ساتھ آسمان سے پانی اتارا الخ۔ اشارت میں ہے کہ عزت قیومیت انوار معرفت کا نزول فرماتا ہے بقدر اُس طاقت کے جو ارواح برداشت کر سکیں۔ اور اُسکو بندگانِ عارفین کے دلوں میں ٹھہراتا ہے پھر ان قلوب سے وہ معارف تمام اطراف میں ساری ہو کر درختانِ حقائق و دقائق اور گلہائے معارف کو اگاتے ہیں شیخ استاد نے کہا کہ (ایک) بارانِ رحمت ہے جس سے گنہگاروں کے معاصی و خطیئات دُھل جاتے ہیں (دوم) بارانِ عنایت ہے کہ جس سے اُن کے دلوں میں تسکین ہوتی ہے اور مردہ حالات زندہ کر دئے جاتے ہیں اور اُن کے قلوب میں طرح طرح کے شگوفے لگتے ہیں (سوم) بارانِ مقبولیت کہ جس سے گلہائے محبت نشو ونما پاتے ہیں اور وحشت زایل کرتے ہیں اور جو شِ عشق میں یہ لوگ جان فدا کرتے ہیں ۵

اور اُسکو زمین مین ٹھہرا دیتے ہین جیسے تالاب وغیرہ۔ اور کسی زمین مین جذب ہوتا ہے غرض دونون سے نفع ہے۔ اور جیسے ہم نے اُتارا ویسے ہی ہمکو قدرت ہے کہ جس طرح چاہین اُسکو لیجائین۔ پھر جو پانی سے نعمتین حاصل ہوین خصوص کھجور اور انگور کہ یہ حجاز کی طرف بہت ہین علاوہ فواکہ کے یہ بجائے طعام بھی ہوجاتے ہین اور اسی طرح زیتون کا بھی ذکر فرمایا کہ اسکا تیل جلایا جاتا ہے۔ اور اُس کو روٹی کے ساتھ بطور سالن کے بھی کھاتے ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1] کہ زیت کھاؤ اور اُس سے تیل لگاؤ کہ وہ درخت مبارک سے نکلا ہے۔ چوتھی دلیل احوال حیوانات سے

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ اور بیشک تمھارے لیئے چارپایون مین (بھی) عبرت (کا مقام) ہے کہ جو اُن کے پیٹون مین ہے اُسی مین سے ہم تم کو (دودہ) پلاتے ہین اور تمھارے لیئے چارپایون مین بہتیرے فائدے ہین۔ اور اُن پر اور کشتیون پر چڑھے چڑھے

پھرتے ہو۔ پہلے عبرت کو مجمل فرما کے اُس سے اعتبار و استدلال کی تفصیل اسطرح فرماتا ہے کہ ہم تم کو فرث و خون کے درمیان مین سے دودہ پلاتے ہین چنانچہ ایک جاے فرمایا مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ اور اس کے سوا گھی اور مسکہ اور اون وغیرہ

[1] امام احمد نے ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے۔ اور ترمذی و ابن ماجہ عمر رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی نے کہا کہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ مین عبد الرزاق راوی سے اضطراب کیا ہے (ابن کثیر) ۱۲

بہت سے منافع ہین اور زندگی تک تو یہ منافع اور جو ذبح کر ڈالو تو کھانے مین آتے ہین اور
ان پر خشکی مین سوار ہوتے ہین۔ تری مین کشتیون اور جہازون پر۔ کشتی قدرت و نعمت سے
اس سے لئے ہوئی کہ پانی اور ہوا کس نے پیدا کیا چنانچہ جب کسی وقت مین بادِ مخالف چلتی ہے
تو ناخدا پریشان ہوکر اپنے سرون پر سے ٹوپیان اتار کر کہتے ہین کہ ہم سے کچھ نہین ہوسکتا اسوقت
خدا کو پکارو۔ آجتک کسی سے بھی نہین ہوسکا کہ بادِ مخالف کے روکنے کی کوئی ترکیب نکالے۔
اور خود کشتی پہلے کس کے الہام سے بنائی گئی اُسی اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام کو الہام
کیا اور آپ ہی نے پہلے کشتی بنائی۔ اس لئے اب اُنکا قصہ شروع فرماتا ہے۔ اور اس لئے بھی
کہ دلائل توحید سے قصونکی آمیزش ہوجائے تا عبرت بھی ہو اور تفریح بھی۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا
اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ 2
الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ 2
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ 2
جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ 2

غیرہٗ
غیرِہ ۱ کسائی مباۃ جر کے ساتھ
لفظ کے اور دوسری
قرات باعتبار محل کے
یعنی آخر باعتبار محل کے
مرفوع ہے۔ مِن تعلیہ ہے
اور لفظاً مجرور تو لفظ
غیر مین بھی دونون طرح
اعتبار کیا گیا ۱۲

لہ خشکی مین جو نفع اونٹ پر لادنے اور سوار ہونے مین ہوتا ہے اوسی طرح تری مین کشتی سے ہوتا ہے۔
اسی لئے ان دونون وجہ کو اپنے انعام مین جمع فرما لیا تا آدمی شکر کرے (کبیر) يتفضل۔ اى يطلب الفضل
والتفضل الذى يدّعى الفضل على اقرانه (مختار) جنّة۔ الجنة الجنون والاسم والمصدر على
صورة واحدة (مختار) فتربصوا۔ التربص الانتظار (مختار)

اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ فَاسْلُكْ فِيْهَا
مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي
8 الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ
9 لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ
0 خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝ اور بے شک ہم نے نوح کو

فاسلك قال ابن عباس اجعل معك فی السفینة من کل زوجین اثنین اخرجه ابن جریر وابن ابی حاتم (در) یقال سلکته فی کذا واسلکته فیه (ابن جریر) فیها - ای فی الفلك من کل زوجین بالتنوین ای من کل نوع زوجین واثنین تاکید - وفی قراءة بغیر التنوین ای من کل امتی الذکر والانثی واحدین من زوجین ای فردان لاصنفان - واهلك ای اهل بیتك او ومن امن معك سبق علیه القول سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی کا نقیض ہے - کیونکہ علیٰ ضرر کے لئے استعمال پایا ہی جسطرح لام نفع کے لئے - منهم اس کا مرجع اہل ہے وہی اپنے دو معنوں سے - وقل رب عن مجاهد قال لنوح حین انزل من السفینة - (ابن جریر) یعنے جب حضرت نوح کشتی سے اتر چکے تو اسطرح کہنے کا حکم ہوا - قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے تمکو سکھلایا کہ سوار ہوتے وقت اسطرح کہو فَسُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ - بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ - اور اترتے وقت اسطرح کہو رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ - عبد بن حمید وابن منذر وابن ابی حاتم نے تخریج کی (در) وان کنا لمبتلین یہ اِن ثقیلہ سے خفیفہ ہے - لام لمبتلین فارقہ ہے اور ضمیر شان محذوف ہے - معنے یہ ہیں کہ تحقیق شان یہ ہے کہ ہم نے قوم نوح کو بلاء غرق میں مبتلا کیا - یا یہ کہ انکا امتحان منظور ہے جو اُن کے بعد آنیوالے ہیں - دیکھیں اُن میں سے کون کون اس قصہ سے عبرت لیتے ہیں قال قتادة ای ابتلی الناس قبلکم اخرجه عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم (در) ۱۲

اُنکی قوم کی جانب بھیجا تو نوحؑ نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اُسکے سوا تمھارا کوئی[١]
معبود نہین۔ پھر کیا تم نہین ڈرتے[٢] تو اُن کے قوم کے سردار جو کافر تھے بولے کہ یہ (نوح) تم
ہی جیسا ایک آدمی ہے چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت پائے اور اگر اللہ رسول بھیجنا چاہتا تو فرشتونکو
اُتارتا ہم نے اپنے اگلے باپ دادا مین یہ نہین سنا۔ وہ تو صرف ایک مرد ہے کہ جسکو جنون
ہو گیا ہے۔ تو ایک وقت تک اُسکا انتظار کرو (کہ مر جاے یا دیوانہ پن جاتے رہے) نوح نے
(اُن کے ایمان سے ناامید ہو کر) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار انہون نے مجھکو جھٹلایا
ہے تو میری مدد کر (یعنے جیسا کہ وہ مجھے جھوٹا کہتے ہین اُنکو اس بات کی سزا دے) تو ہم نے اُنکے
جانب وحی بھیجی کہ ہمارے آنکھون کے سامنے اور ہمارے حکم سے ایک کشتی بناؤ۔ پھر جب ہمارا
حکم (یعنے عذاب) آے اور تنور (پانی سے) اُبلنے لگے[٣] تو کشتی مین ہر جنس مین سے (نر و مادہ) دو دو کا
جوڑا بٹھا لو اور اپنے لوگون کو (بھی) مگر اُن مین سے جنکی نسبت (غرق ہونیکا) حکم پہلے ہو چکا
(اُنکو نہ بٹھاؤ) اور ان ظالمون کے بارے مین مجھسے کچھ نہ عرض کرنا (یعنے اُنکی نجات کے لئے دعا

[١] یہ جملہ بطور تعلیل واسطے امر عبادت کے آتا ہے یعنے جب دوسرا خدا ہی نہین تو پھر عبادت کیسی۔ ثبت العرش اوّلاً ثم انقش [٢] یعنے جب تم غیر خدا کی عبادت کرتے ہو تو پھر کیا تم اُس کے عذاب سے نہین ڈرتے کہ تم پر نازل ہو جاے۔ [٣] یعنے تنور جس مین روٹی پکائی جاتی ہے اُس سے پانی اُبلنے لگے تو اسوقت کشتی مین سوار ہو جانا جب تنور سے پانی جوش کرنے لگا تو آپکی زوجہ نے آپکو آگاہ کیا تو اُسی وقت آپ کشتی مین سوار ہو گئے۔ (کبیر) ان شاء اللہ پورا قصہ آیندہ لکھا جائیگا۔ ۱۲

نہ کرنا کیونکہ یہ (بسبب شرک و معاصی کے) ضرور ڈوبے جاوینگے۔ پھر جب تم اور وہ لوگ
جو تمھارے ساتھ ہین کشتی مین بیٹھ لین تو کہو اللہ کا شکر ہے جسنے ہم کو ظالمون سے نجات دی۔
اور عرض کر دے اے میرے پروردگار مجھکو برکت کا اتار اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔
بے شک اس (قصہ نوح) مین بہت سی نشانیان ہین اور ہم امتحان لینے والے ہین۔ اس
قصہ مین اشارات ہین۔ (پہلے) یہ کہ قوم نوح علیہ السلام نے حضرت کو جنون کی طرف منسوب
کیا۔ اس لئے کہ احوالِ اہلِ حقیقت کو اربابِ طبیعت جنون سمجھتے ہین۔ اسی طرح اہلِ حقیقت احوالِ
اربابِ طبیعت کو جنون جانتے ہین اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ۔ حافظ

در رہِ منزلِ لیلےٰ کہ خطرہاست درو	شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنون باشی

(دوسرے) یہ کہ کشتی کو اپنے روبرو بنانیکا حکم فرمایا حضرت جنید بغدادی فرماتے ہین کہ جو
کوئی بمشاہدہ حکم و مراقبہ الٰہی کام کرتا ہے تو اُس سے رضامندیِ حق حاصل ہوتی ہے۔ معاملات
عبادات ہو جاتے ہین۔ (تیسرے) یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے مبارک مقام مین اتارنے کی دعا کی۔
آدمی کو بھی چاہئے کہ ہر وقت ایسی منزل ڈھونڈھے کہ جہان نفس و شیطان کے وساوس نہ
نہ آنے پائین۔ اور قرب و وصال حاصل ہو ع ہرگز نرود جائے کانجا نہ ترا یابم۔ اور یہ

سلہ یعنے اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمنے جو قوم نوح کو ہلاک کیا اس مین تمھارے وقت کے مشرکین کو عبرت لینے کا مقام اور
نصیحتین ہین کہ جیسے وہ اپنے کفر و تکذیب کی پاداش مین خراب ہوئے اسیطرح یہ بھی کہین نہ ہلاک ہو جائین ۱۲ منہ
اگر تم ہمسے ٹھٹھا کرتے ہو تو اسی طرح ہم بھی تم سے ٹھٹھا کرتے ہین ۱۲

اُسیوقت ہوگا کہ جب سب کام اللہ کے لئے ہون۔ حدیث[ل] مین ہے کہ "جس نے دیا یا روکا
دوستی رکھی یا دشمنی رکھی (غرض) یہ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کیا تو اُس نے اپنا ایمان
پورا کر لیا" (چوتھے) یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسَو (۹۵۰) سال تک صبر کیا آخر مین اللہ تعالیٰ
نے مدد فرمائی۔ آدمی کو چاہیئے کہ شدت کے وقت صبر کو ہاتھ سے نہ دے اور ہر حال مین اُسکی مدد کا
منتظر رہے۔ ۵

اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار۔		نہو اُدس سے مایوس امیدوار

پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرا قصہ ثمود کا بیان فرمایا جو وہ بھی تکذیب صالح علیہ السلام سے
ہلاک ہوگئے۔ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ 2
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ 2
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا
بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ 2
بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا 2

ع ۲ — اَنُ / غَيْرُهٗ — نافع ابن کثیر و ابو عمرو و کسائی ... ساتھ ضم نون کے

مِلْتُمْ — نافع و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ ضم میم کے

ل ابن ماجہ ۱۲ قرنا۔ قال ابو مالك امة اخرجه ابن ابی حاتم (در) یعنے قرن سے مراد اہل
قرن ہے۔ اترفناهم۔ نعمناهم و جملته معطوفة او حالية بتقدير قد انكر۔ تكرير
للاول للتذكير والتاكيد مخرجون ای من الاجداث او من العدم تارة اخرى الى الوجود (بيضاوی)
القبور

أَنَّكُمْ مُخْرَجُونَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ

وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ

لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ۝

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ پھر ہم نے

اُن کے بعد دوسری اُمت (یعنے قوم ثمود) پیدا کی۔ تو ہم نے اُن میں اُن ہی میں سے ایک

رسول (یعنے صالح کو) بھیجا (تا اُن کو سمجھائے) کہ اللہ کی عبادت کرو اُس کے سوا تمھارا کوئی

هیهات هیهات۔ اس مین ایک ضمیر مستتر ہے جو اُسکا فاعل ہے مرجع اُسکا التصدیق یا صحت ہے جو کلام سابق سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور لما توعدون اُسکا بیان ہے اور متعلق مقدر سے ہے یعنے البعث المذکور کائن لما توعدون۔ ان هی یہ ضمیر شان نہین بلکہ اسکا مرجع حیاۃ ہے اور چند صورتون مین متاخر کی طرف ضمیر راجع ہوسکتی ہے جسکو نحویون نے بیان کیا۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ جب خبر تفسیر ہووے جسطرح یہان ہے۔ اسکا اصل ان الحیاۃ الا حیاتنا الدنیا ہے پھر لفظ ہی کو مقام حیاۃ مین رکھے کیونکہ خبر اُس پر دلالت کرتی ہے اور اسکے معنے یہ ہین کہ لا حیاۃ الا هذہ الحیاۃ یعنے نہین ہے زندگی مگر یہی۔ کیونکہ ان نافیہ لفظ ہی پر داخل ہوا جو معنی مین حیاۃ کے ہے اور جو جنس ... ہے تو مثل لا کے ... ما بعد کو نفی جنس کا فائدہ دیتا ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما بعید بعید اخرجه ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و قال قتادۃ ... فی انفسهم یعنے البعث بعد الموت اخرجه عبد الرزاق و ابن جریر و غیرهما ... ابن عباس جعلوا کالشئ المیت البالی من الشجر۔ اخرجه عبد الرزاق و ابن جریر و غیرهم (در) فبعدا۔ مصدر بعد اذا هلك و هو من المصادر التی تنصب با فعال لا یستعمل باظهارها (بیضاوی) یلحق بالرسول فی هذا الموضع صالحا و قومه ثمود (ابن جریر)

معبود نہین - تو کیا تم (اُس کے عذاب سے) نہین ڈرتے - اور رسول کی قوم کے اُن سردارون
نے کہا جو کافر تھے اور جنھون نے آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے اُنکو زندگی دنیا مین
آسودگی دے رکھی تھی کہ بس یہ (صالح) تو تم جیسا ایک بشر ہے جو تم کھاتے ہو وہی کھاتا ہے
اور جو تم پیتے ہو وہی پیتا ہے - اور اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کی تو تم اس صورت
مین ضرور خراب ہو گئے - کیا یہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیان
ہو جاؤ گے تو تم (قبرون سے زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے - بعید ہے بعید ہے جسکا تم سے وعدہ
کیا جاتا ہے (یعنے مر کے اُٹھنا عقل سے دور ہے) - بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے مرتے[1]
ہین اور جیتے ہین - اور ہمکو ہرگز زندہ ہونا نہین - اور یہ تو صرف ایک مرد ہے کہ جس نے
اللہ پر جھوٹ بہتان باندھا ہے اور ہم تو اسکو ماننے والے نہین ہین - (پیغمبر نے کہا) کہ اے میرے
پروردگار میری مدد کر کہ اُنہون نے مجھے جھٹلایا - (اللہ نے) فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد یہ
نادم ہون گے (یعنے جب علامات عذاب دیکھین گے تو تمھارے جھٹلانے سے پشیمان ہونگے
اور اُس وقت ندامت بھی نفع نہ دیگی) - پھر تو اُنکو ایک سخت آواز نے[2] سچے وعدہ کے مطابق

---

[1] یہ جملہ مفسر جملۂ سابق کا ہے یعنے بعضے مرتے ہین اور بعضے پیدا ہوتے ہین یا یہ کہ موت وحیات دونون ہمارے لئے ہین - دنیا مین حیات ہے اُس کے بعد موت ہے پھر اُسکے بعد حیات نہین صاحب تفسیر حسینی لکھتے ہین کہ کافرون نے کہا کہ یہ مرنا جینا بطور تناسخ ہے لیکن قیامت کا اُٹھنا محال ہے [2] جبرئیل علیہ السلام نے ایک سخت آواز کی جس سے اُنکے قلوب شق ہو گئے اور وہ سب مر گئے - اسی سے لوگون نے استدلال کیا کہ وہ قوم صالح علیہ السلام کی ہے کیونکہ آواز سخت سے اُنھین کی قوم ہلاک ہوئی تھی اور جنھون نے قوم ہود کہا تو وہ کہتے ہین کہ سخت ہوا کے ہمراہ صیحہ جبرئیل بھی ہوا ہو - ۱۲

پکڑ لیا تو ہم نے اُن کو خس[1] و خاشاک (یعنے ہلاک) کر دیا پس ظالمون پر[2] پھٹکار ہے اس قصہ
مین اشارہ ہی کہ جب اہل دنیا نے رسول کو عیب لگایا تو آپ نے اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو کر
اُسی سے مدد طلب کی۔ آدمی کو بھی چاہئے کہ حق بات کی اشاعت پر کسی کے عیب لگانیسے
کبھی بُرا نہ مانے بلکہ جس کے لئے وہ کام کر رہا ہی اُسی کے طرف متوجہ ہو جائے ع درِ دُر کرین
سہیلیان مین مر مر دیکھون تو ئے حکایت ایک شخص کو کسی کی محبت کے باعث کوڑے
لگائے جا رہے تھے اور وہ اُف تک نہین کرتا تھا اُسنے چند کوڑون کے بعد ایک کوڑے پر
چیخ ماری۔ لوگون نے پوچھا کہ تو نے اب تک ضبط کیا پھر اس بیقراری کا کیا سبب ہے کہا
جس کے لئے مجھپر کوڑے لگائے جا رہے تھے وہ جب تک مجھے دیکھتا رہا مجھے صبر آیا۔ جب
میرا محبوب اس جا سے چلا گیا تو طاقتِ ضبط نہ رہی۔ **فقیر** کہتا ہے کہ ہمارا محبوبِ حقیقی تو ہمیشہ
ہمین دیکھ رہا ہی۔ پھر رنج و مصیبت مین کیون گھبرائین اور کیون صبر کو ہات سے دین۔ یہ
اشارہ ہی کہ کافرون نے رسول کے ظاہری حال (کھانے پینے[3] کو) دیکھ کر عیب لگایا۔

---

[1] یہ عبارت کا ترجمہ ہے۔ اصل غثاء یہ ہے کہ جو بہتے ہوئے پانی پر سڑے ہوئے تنکے اور پتی وغیرہ پھر اچھالا ہوا ہو ماہی صاحب تفسیر حسینی کہتے ہین غثاء خس و خاشاک کہ سیل آن را با طراف اندازد و سیاہ کہنہ گردد یہان انکی ہلاکی کو غثاء سیل سے تشبیہ دی گئی جیسے ہلاک ہونیوالے کے لئے عرب کہتے ہین سال بہ۔ [2] یہ بد دعا ہے یا خبر ہو یعنے ہم نے کافرون کے لئے ایسی ہی پھٹکار رکھی ہے۔ [3] مولانا روم فرماتے ہین ؎

او خورد گردد پلیدے زو جدا		این خورد گردد ہمہ نور خدا

اگر سچ پوچھئے تو مقبولانِ حق تجلیات الٰہی سے سیراب رہتے ہین اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کھانا پینا تھا

اِس لئے آدمی کو نہ چاہئے کہ ظاہر بین ہو جائے۔ کسی نے خوب کہا مَنْ رَأى ظَاهِرَهُمْ
فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ وَمَنْ رَأى بَاطِنَهُمْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَنَجَا۔ یعنے جس نے خاصانِ حق کا ظاہر
دیکھا تو خراب ہوا۔ اور جس نے اُن کے باطن پر نظر ڈالی تو اوسکو نجات و کامیابی ہوئی
قصہ سوم جس مین بہت سے انبیا علیہم السلام کا حال بطور اجمال بیان فرماتا ہے۔ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ
بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ ثُمَّ اَرْسَلْنَا
رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ
اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ پھر ہم نے اُن کے بعد اور اُمتین پیدا کین۔
کوئی امت اپنے وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔ پھر ہم لگاتار اپنے
رسول بھیجتے رہے۔ جب کبھی کسی اُمت کے پاس اسکا رسول آیا انہون نے اسکو جھٹلایا

رُسُلَنَا بفتح ساتھ سکون مین کے ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰۳) اُمت ضعیف کے خیال سے تھا ورنہ آپکو کھانے پینے کی حاجت نہ تھی ...
پیٹ پر پتھر باندھتے تھے تو وہ گرسنگی کا باعث نہ تھا بلکہ آپکی کمال ...
اور اس عالم شہادت مین امت کی تربیت کے ... روح المعانی ۱۲ مَا تَسْبِقُ۔ ای ان کل امة
لها اجال مکتوبة فی الحیاة والموت ... تبیر ... قال ابن عباس رضی الله عنهما
یتبع بعضهم بعضا و فی لفظ بعضهم علی اثر بعض وعن قتادة مثله اخرجه ابن جریر وغیره (در) تترا اصله
من المواترة وهی التعاقب فی موضع الحال ای متواترین واحدا بعد واحد والتاء الاولی بدل من الواو
فانه ماخوذ من الوتر وهو الفرد احادیث جمع حدیث ... کسی شاعر نے کیا خوب کہا

وَاِنَّمَا الْمَرْءُ حَدِيْثٌ بَعْدَهُ		فَكُنْ حَدِيْثًا حَسَنًا لِمَنْ وَعٰى

یا جمع احدوثہ ہے یعنے ایسی بات جو بطور لہو اور ہنسا سنکے کی جائے (خفاجی) ۱۲

توہم بھی ایک کے پیچھے دوسرے کو (ہلاک) کرتے رہے اور ہم نے انکو کہانیان بنا دیا ۔
تو جو قوم کہ ایمان نہین لاتی اُسکو (رحمتِ حق سے) دوری ہو یہ مشرکون کے لیے وعید شدید
ہے یعنے جیسے دنیا مین یہ ہلاک ہوچکے آخرت مین تو ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہین گے **قصہ**
45 **چہارم** حضرت موسے علیہ السلام کا بیان فرمایا ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ
46 بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ
-48 فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا
9 مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ پھر ہم نے موسے
اور اُن کے بھائی ہارون کو بھیجا اپنی نشانیان اور دلیل ظاہر دیکر ۔ فرعون اور اُس کے
سردارون کی طرف تو وہ تکبر کرنے لگے اور وہ سرکش لوگ تھے (یعنے پیغمبرونکی نافرمانی کرتے تھے)

لے فاهلكنا بعضهم اثر بعض (ابن جریر) ای فاتبعنا فی الاهلاك (بیضاوی) باٰیٰتنا وسلطٰن
مبین ۔ آیات سے مراد ید بیضا اور جوا دو قمل وغیرہ اور سلطان سے مراد ایسی حجت کہ جو دشمن کو ساکت کردے
یا سلطان [illegible] اول اور اصل معجزات ہے اور اس سے بہت معجزے ظاہر ہوتے تھے ۔
اس لئے اُسکو علیحدہ بیان کیا [illegible] ۔ یا دونون سے مراد معجزات ہی ہین جیسے عطف ایک
صفت کا دوسری صفت پر باوجود اتحاد ذات [illegible] بالرجل والنسمة
المباركة ۔ اسیطرح نفسِ آیات سے سلطان مبین [illegible] لگئی ہے ۔ [illegible] ہے
جولازمی اور متعدی دونون طرح سے آتا ہے ۔ جس کے معنے واضح یا ملزم کے ہو سکتے ہین (خفاجی) ۔
سلے عالین قال ابن زید علوا علے رسلهم وعصوا رسلهم ۔ ذلك علوهم اخرجه
ابن جریر وابن ابی حاتم (در) ۱۲

پس کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیون پر ایمان لے آئین حالانکہ اُن دونون کی

قوم ہماری خدمت کرتی ہے۔ پس اُنھون نے دونون کو جھٹلا دیا تو ہلاک کر دیے گئے۔

اور البتہ ہمنے موسےٰ کو کتاب (یعنے توریت) عطا فرمائی تا کہ وہ لوگ (یعنے بنی اسرائیل)

ہدایت پائین۔ اِن قصون مین بڑا شبہ منکرین نبوت کا یہی تھا کہ احوالِ انبیاء کرام کو بلحاظ

بشریت اپنے حال پر قیاس کرتے تھے۔ لیکن یہ نہین سمجھا کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکو معارف

جلیلہ اور اعمالِ حمیدہ سے مختص کیا تھا۔ دیکھو بعضے غبی ایسے ہوتے ہین کہ کسیقدر بھی فکر کرین

لیکن اُس سے کچھ بھی فائدہ نہین ہوتا۔ اسی طرح بعضے نفوسِ قدسیہ کو اللہ تعالےٰ نے

وہ قدرت دی کہ بے فکر و تعلم کے لاکھون اشیاء کی حقیقت معلوم کر لی۔ انبیاء کرام کو

جو علومِ غیب عنایت ہوے تھے دوسرے اُس سے محروم۔ اُنکو جو باتین حاصل ہوین

دوسرے اُس سے بے نصیب اور جو کسی کو کچھ ملا تو اُنھین کی پیروی کی برکت

ملا۔ بعضے سست عقیدہ بھی اولیاء کرام کے فیوضات و برکات سے انکار کرتے ہین اور

جب خود مین وہ بات نہین پاتے ہین تو اُن بزرگون سے بھی اُسکی نفی کرتے ہین لیکن

لہ کیونکہ ضمیر کا مرجع فرعون اور اُسکی قوم نہین ہو سکتی اسلئے کہ توریت اُن کے اغراق کے بعد نازل ہوی بدلیل

قول خداوندی وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَهْلَکْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی۔ تو اب موسےٰ کے

پہلے قوم یعنے مضاف کو مقدر ماننا کیونکہ ضمیر جمع اور ذکر موسےٰ اس کے لئے قرینہ ہے۔ یا یہ کہ موسےٰ سے مراد

اُن کی قوم ہے جسطرح کہ تمیم و ثقیف کہتے ہین ۱۲

یہ قیاس بالکل صحیح ہنین اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۔ پانی کو دیکھو ایک تلخ و شور ۔ اور ایک شیرین بامزہ ۔ زمین کو دیکھو ایک موضع گل و لالہ سے پُر بہار ۔ ایک جگہ خس و خاشاک سے خراب ۔ اسی طرح ہزارون مثالین ہین ۔ مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

کار پاکان را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر
جملہ عالم زین سبب گمراہ شد ۔ کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا برداشتند ۔ اولیا را ہمچو خود پنداشتند
گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر ۔ ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور
این ندانستند ایشان از عمے ۔ ہست فرقے درمیان بے انتہا
ہر دو گون زنبور خوردند از محل ۔ لیک شد زان نیش و زان دیگر عسل
ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب ۔ زین یکے سرگین شد و زان مشک ناب
ہر دو نے خوردند از یک آبخور ۔ آن یکے خالی و آن از پر شکر
صد ہزاران اینچنین اشباہ بین ۔ فرقِ شان ہفتاد سالہ راہ بین
این خورد گردد پلیدی زو جدا ۔ وان خورد گردد ہمہ نورِ خدا
این خورد زاید ہمہ بخل و حسد ۔ وان خورد آید ہمہ نورِ احد

این زمین پاک وانشورہ است وبد	این فرشتہ پاک وآن دیو است ودد
ہر دو صورت گر بہم مانند رواست	آب تلخ وآب شیرین را صفاست

دوسرے یہ کہ فرعون اور اُسکی قوم نے اپنے مال ومتاع پر فخر کیا اور رسولون کو چشمِ ظاہری سے دیکھا اسلئے حقیقتِ حال سے آگاہ نہوے۔ مولانا فرماتے ہین ٥

حسِ دنیا نردبانِ این جہان	حسِ عقبیٰ نردبانِ آسمان
صحتِ این حس بجویند از طبیب	صحتِ آن حس بجویند از حبیب
صحتِ این حس زمعموریِ تن	صحتِ آن حس زتخریبِ بدن
شاہِ جان مرجسم را ویران کند	بعد ویرانیش آبادان کند
اے خنک جانے کہ بہرِ عشق وحال	بذل کرد او خان ومان وملک ومال
کرد ویران خانہ بہرِ گنجِ زر	وزہمان گنجش کند معمورتر

پانچوان قصہ آخرِ انبیاءِ بنی اسرائیل یعنے عیسیٰ علیہ السلام کا بطورِ اجمال
بیان فرمایا وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ 23

رُبْوَةٍ نافع ومکی وبصری وحمزہ وکسائی ساتھ ضمِ را

رَبْوَة۔ قال ابن عباس المستوی وفی روایۃ عنہ المکان المرتفع (در) ربوہ کے معنی رفعت کے ہین کیونکہ جو شخص اپنی قوم مین شریف وعزیز ہو تو کہا جاتا ہے وھو فی ربوۃ من قومہ (ابن جبیر) ذات قرار۔ ای مستویۃ یستقر علیہا ساکنوھا۔

وَّ مَعِيْنٍ۝ اور ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) اور انکی مان کو نشانی بنا دیا (یعنے بے باپ کے پیدا کیا) اور ان دونون کو ایک اونچی جگہ پر ٹھہرایا جو ٹھہرنے اور جاری پانی کی جگہ تھی - ظاہر تر قول یہ ہے کہ وہ جگہ بیت المقدس ہے جہان چشمہ جاری ہوگیا تھا - جس کا بیان سورۂ مریم مین گذرا - اب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور تعظیم بصیغۂ جمع مخاطب ہوکے فرمایا - یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کی حکایت فرمائی جو ہر زمانہ

(در)

معین - الماء الجاری وھو النھر الذی قال اللہ قد جعل ربک تحتک سریا - اخرجہ ابن جریر وغیرہ بعضون نے کہا میم معین زائد ہے بروزن مفعول کیونکہ بسبب ظہور کے وہ پانی مدرک بالعین ہے جب کسی شے کو آنکھ سے پالیا تو کہتے ہین عَانَہٗ جس طرح کسی کو رکبہ (یعنے گھٹنے) سے مارے تو کہتے ہین رَکَبَہٗ (اصل مین معیون ہے مثل مبیوع کے تعلیل ہوئی) اور بعضون نے میم اصلی کہا تو وہ بروزن فعیل ہے یعنے بسبب جاری رہنے کے نافع ہے تو وہ ماعون سے ہے جس کے معنی منفعت کے ہین (کبیر) اصل مین مَاءٌ مَعِیْنٌ ہے (یعنے موصوف مقدر ہے) جب پانی بہا تو کہتے ہین مَعَنَ الْمَاءُ (بیضاوی)

(در)

اخرج عبد الرزاق وابن جریر وغیرھم عن قتادۃ قال ولدتہ مریم من غیر اب ھو لہ یعنے ولادت بغیر باپ کے ان دونون کے درمیان ایک معجزہ تہا -

ابن عباس کا قول ابن جریر وغیرہ نے قتادہ سے انہون نے کہا کہ ربوہ بیت المقدس ہے ابن کثیر نے کہا وھو الاظھر لانہ المذکور فی الآیۃ الاخری -

رضی نے کہا کہ "کلام قدیم مین صیغہ جمع بقصد تعظیم غیر ضمیر متکلم مین واقع نہین ہوا" لیکن یہ خطا ہے - بلکہ بکثرت کلام عرب مین مطلقا اور اسی طرح تمام زبانون مین ہی پایا جاتا ہے چنانچہ ثعالبی نے فقہ اللغۃ مین اس کی تصریح کی ہے - اور مین نے بھی کلام متقدمین مین بہت سی جا پایا اس جا خوف تطویل سے ذکر نہین کیا - فَحَسْبُکَ مِنَ الْقِلَادَۃِ مَا اَحَاطَ بِالْعُنُقِ (خفاجی)

810

مین اپنے رسول[۱] کو حکم فرمایا یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوۡا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعۡمَلُوۡا 23.

صَالِحًا ؕ اِنِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِیۡمٌ ؕ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً 23.

وَّ اَنَا رَبُّكُمۡ فَاتَّقُوۡنِ ۝ فَتَقَطَّعُوۡۤا اَمۡرَهُمۡ بَیۡنَهُمۡ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزۡبٍۭ 23.

بِمَا لَدَیۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ۝ فَذَرۡهُمۡ فِیۡ غَمۡرَتِهِمۡ حَتّٰی حِیۡنٍ ۝ (ہمنے کہا کہ) 23.

اے رسولو پاک چیزون مین سے (یعنے حلال اور ستھری چیزین) کھاؤ اور اچھے

کام کیا کرو اسلئے کہ جو کچھ تم کرتے ہو مین جانتا ہون۔ اور بیشک یہ تمہارا

دین ایک ہی دین ہے اور مین تمہارا پروردگار ہون تو مجھ سے ڈرو۔

پھر امتون نے اپنا امر (دین) باہم متفرق کردیا۔ ہر ایک فرقہ اُس (دین)

سے جو اُسکے پاس ہے خوش ہے۔ تو (اے نبی) تم انکی غفلت مین انکو ایک وقت

تک چھوڑ دو۔ اللہ تعالی نے رسولون کو اکل حلال کا حکم عمل سے پہلے فرما

أَنَّ
نافع وابن کثیر وابو عمرو کے ساتھ فتح ہمزہ کے۔
أَنْ
شامی ساتھ سکون نون کے
یہ أَنْ ثقیلہ سے مخففہ ہے
یہ دونون قراءتون مین ماقبل پر عطف ہے یعنے وَاعْلَمُوا أَنَّ اور اہل کوفہ کی قراءت جو بکسر ہمزہ ہے وہ مستانفہ ہے کیونکہ وہ جملہ انی بما الخ پر معطوف ہے۔ تو مستانف کا معطوف بھی مستانف ہوگا ۱۲۔

[۱] اسمین عیسی علیہ السلام بھی پہلے ہیں داخل ہین کیونکہ ماقبل کے اتصال سے ظاہر ہے۔ اور راہب لوگ جو کھانے پینے اور نکاح وغیرہ کے ترک کو مشروع سمجھتے ہین انکا رد ہے۔ اخرج عبد الرزاق وابن جریر وغیرہما عن قتادة قال کتبا وقال الحسن قطعوا کتاب اللہ بینہم فحرفوہ وبدلوہ (د ر) زبر جمع زبور یعنے کتب کیونکہ زبرت کے معنی کتبت کے ہین وزن اسکا فعول ہے معنی مین مفعول کے جس طرح رسول ہے۔ اور زبرا دوسرا مفعول ہے تقطعوا کا کیونکہ تقطع معنی مین قطع کے ہے جیسے تقدم معنی مین قدم متعدی کے ہے غمرتہم۔ اخرج ابن جریر وغیرہ عن مجاہد قال فی ضلالتہم۔ حین۔ قال الموت (د ر) شبہ الضلالۃ بالماء الذی یغمر القامۃ لانہم مغمورون فیہا۔ وقال صاحب مختار الصحاح وقد غمرہ الماء ای علاہ وبابہ نصر والاغتمال الانغماس فی الماء ۱۲ [۲] اس ارشاد سے دوام مراقبہ کی ترغیب دلائی ۱۲

۲ رزقِ حلال

اس لیے کہ عمل کی عمدگی اکلِ حلال پر موقوف ہے جسکی روزی خالص حلال سے ہوا سکے عمل بھی نہایت ہی عمدہ ہوتے ہین۔ جو حرام کہاتا ہے اسکی دعا تک بھی قبول نہین ہوتی چنانچہ رسول[1] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ اے لوگو اللہ تعالی طیب ہے اور وہ طیب ہی کو قبول فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالی نے مومنون کو وہی حکم دیا جس کا رسولون کو حکم دیا رسولون کے لئے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ مومنین کے لئے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ پھر ذکر فرمایا کہ آدمی[2] سفرِ دراز کرتا ہے کہ بال پریشان وچہرہ گرد آلود ہوتا ہے حال یہ ہے کہ اُسکا کہانا حرام پینا حرام۔ لباس حرام۔ غذا حرام (دعا کیلئے) وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دراز کرکے یا ربِّ یا ربِّ کہتا ہے تو اب دعا کسطرح قبول ہوگی ام عبد[3] اللہ دخترِ شداد بن اوس سے روایت ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پیالہ دودہ وقتِ افطار بھیجا۔ آپنے اُس لانیوالے کو ... کرا یہ کہکر) کہ یہ دودہ تمہارے پاس کہان سے آیا۔ مین نے کہلایا کہ میری بکری کا ہے۔ پہر آپنے واپس کیا کہ یہ بکری کہان سے آئی

[1] صحیح مسلم وجامع ترمذی ومسند امام احمد اور لفظ اسی کے ہین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (ابن کثیر)
[2] یعنے باوجودیکہ مسافر کی دعا مقبول ہے لیکن بسبب حرام مین مبتلا رہنے کے قبولیت کہان۔
[3] امام احمد زاہد مین اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے مع تصحیح تخریج کی (در)

کہلا یا مین نے میرے مال سے خریدا ہے۔ پھر آپنے اسکو پیا۔ جب دوسرا روز ہوا
امّ عبداللہ نے خود حاضر ہوکر پوچھا کہ مین نے دودھ بھیجا تھا آپنے لانیوالے کو
واپس فرمایا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ رسولون کو بھی حکم ہے کہ وہی کہائین جو طیب ہو
اور وہی کرین جو نیک کام ہو۔ امام احمد بن حنبل کے ہمراہ یحییٰ بن معین
برسون سفر مین رہے۔ لیکن آپ انکا کہانا ایک کلمہ کے سبب سے نہین کہاتے
تھے۔ وہ یہ کہ یحییٰ بن معین نے کہا تھا کہ مین کسی سے سوال نہین کرتا اور جو
بغیر سوال شیطان بھی کچھہ دیدے تو کہا لونگا۔ امام احمد نے انسے دوری
اختیار کی۔ یحییٰ بن معین نے معذرت کی۔ اور کہا مین نے ہنسی سے کہا تھا

سلہ قوت القلوب جلد دوم صفحہ ۲۹۲ مین مذکور ہے کہ اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ کے اصل سے سوال فرمایا جب اسکی خبر دیگئی تو پھر اُس کے اصل اصل سے سوال فرمایا پھر اسکی بھی خبر دیگئی تو آپ کو پسند آیا پی لیا۔ یہی حلال کا حکم ہے۔ کہ پہلے ذات شے کو پہچاننا پھر اسکی اصل کو پہچاننا۔ جب اسکی اصل اور اصل اصل عمدہ ہو تو اسکے بعد کچھ معاف ہے۔ اور جو خود نہ دیکھا ہو لیکن کسی مسلمان متقی نے خبر دی تو وہ قایم مقام دیکھنے کے ہے حدیث مین ہے لَا تَأْكُلْ إِلَّا طَعَامَ تَقِيٍّ وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ یعنے تو متقی کا ہی کہانا کہا۔ اور متقی کو ہی کہلا۔ اسلئے کہ متقی اپنے دین کی احتیاط اور اپنے علم سے کوشش کرتا ہے اب تجھے بحث و کوشش کی ضرورت نہ رہی کیونکہ وہ خود تیری جاے پر ہو گیا اسی لئے احادیث مین آیا کہ جب کوئی اپنے بھائی کے مکان مین جاوے اور وہ اوس کے سامنے کہانا پیش کرے تو بغیر سوال کے اسکا کہانا کہالے۔ پانی پی لے۔ کیونکہ اُس متقی نے احتیاط سے ہی حاصل کیا ہے پھر اب سوال کرنا تکلف ہے اور مسلمان کو تکلف نہ چاہئے۔ اسی لئے متقدمین علما و صالحین کے

امام نے فرمایا کیا دین سے ہنسی کرتے ہو۔ تم کو معلوم نہین کہ کہانا بھی دینداری مین
داخل ہے اور اللہ تعالی نے اسکو عمل سے بھی مقدم فرمایا۔ ارشاد ہوا كُلُوا
مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا فقیر کہتا ہے کہ امام کی غرض یہ تھی کہ
ہر شخص جو کچھ دے نہ لینا چاہئے بلکہ متقیون سے لے۔ اور غیر متقی سے بعد دیانت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱۲} پاس کہانا کہانا پسند کرتے تھے۔ لیکن جو اپنے کسب مین احتیاط
نہ کرتا ہو اور اسکو پروا نہین کہ کسی طرح بھی کمائے اور جس طرح ہو کہالے اور ہمیشہ جہان سے
درہم آئے لے لیا کرے تو یہ متقی نہین ہے اسوقت تجھے سوال و بحث اپنے دین کے احتیاط
کیلئے ضروری ہے اسی لئے یہ حدیث آئی کہ تو متقی کا ہی کہانا کہا تو تقوی یہی ہے کہ حرام سے
بچے اور تجارت و پیشہ مین حکم کتاب و سنت پر چلے۔ خیانت و مکر معاملہ مین نہو۔ جہوٹ اور
دہوکا تجارت مین نہو۔ جو ملازمت و تجارت و صنعت خلاف حکم کتاب و سنت ہو وے وہ
تجارت و ملازمت حلال نہین۔ اسکا نام ہی تجارت و صنعت کہنا غلط ہے بلکہ وہ علما کے
پاس خیانت و مکر یا فریب و حیلہ ہے حضرت سہل فرماتے تھے کہ حقیقت اس کام
کی اُسی شخص کو حاصل ہوگی جو چار کام اختیار کرے گا (۱) فرائض با تحفہ سنت کے ادا کرے
(۲) تقوی سے حلال کہائے (۳) ظاہر و باطن مین منہیات سے باز رہے۔ (۴) ان باتون
پر موت تک صبر کرے۔ یہ بھی فرمایا کہ لوگ مشاہدہ ملکوت اور وصال سے بسبب دو چیزون
کے محروم ہوے۔ ایک غذا اچھی نہین۔ دوسرے خلق کو اذیت دیتے ہین۔ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہے کہ ایک فرشتہ بیت المقدس مین ہر رات ندا کرتا ہے کہ جو حرام کہائیگا
نہ اسکا صرف قبول ہوگا نہ عدل۔ کہا گیا کہ صرف نفل ہے اور عدل فرض۔ حضرت ابو ہریرہ
کی حدیث مین ہے کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگین اسکی طرف پیاسی ہوکر جاتی ہین
جب معدہ صحیح ہوا تو تمام عروق کو صحت ہوئی اور جو معدہ بیمار رہا تمام عروق مین بیماری
پہیل گئی اور دین مین کہانے کی مثال ایسی ہے جس طرح پایہ مکان کیلئے جب پایہ مضبوط ہو تو

اچھا ہو تو لیوے) **حضرت سری سقطی** اکل حلال کیلئے کوشش کرتے اور جب تک معرفت نہ ہوتی نہین کہاتے تھے۔ اور جب امام احمد کا ذکر آتا تو انکی تعریف فرماتے اور کہتے کہ وہ ایسے جوان ہین جو ساتھ غذا طیب کے معروف ہین بعضے علمانے ایک شخص صاحب عیال کو دیکہا کہ بیکار و معطل ہے۔ فرمایا کسب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱۳ } بنا مستحکم و مرتفع ہوا اور جب پایہ ضعیف اور ٹیڑھا ہو تو بنا گر پڑے اور خراب ہو۔ اخبار مشہور ہین حضرت علی وغیرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ دنیا کے حلال پر حساب ہے اور اُسکے حرام پر عذاب **سفیان ثوری** و یوسف بن اسباط فرماتے ہین کہ شبہ مین والدین کی طاعت نہین ہے **فضیل بن عیاض** فرماتے ہین کہ جو طلب حلال کیلئے ذلت کے مقام مین کہڑا رہا تو اللہ تعالی اس کا حشر صدیقون کے ہمراہ کریگا۔ اور قیامت مین شہداء کے مقام مین اسکو جگہ دیگا۔ **بشر بن حارث** فرماتے تھے کہ مین عمدہ چیزون کو زہد کے خیال سے نہین چہوڑتا بلکہ اُسکے خریدنے کیلئے حلال پیسہ نہین ملتا بعضے ابدال کو کسی مسافر نے کچہ کہانے کو دیا۔ انہون نے نہین کہایا۔ نہ کہانے کی وجہ پوچہی۔ فرمایا کہ ہم حلال ہی کہایا کرتے ہین۔ اسی لئے ہمارے قلوب کو زہد دنیا مین استقامت رہتی اور ایک ہی حالت پر رہتے ہین۔ اور ملکوت کا کشف اور مشاہدۂ آخرت ہوتا ہے۔ پہر فرمایا کہ اگر ہم تین دن تمہارا کہانا کہائین تو وہ ہمارا علم یقین اور خوف و مشاہدہ سب جاتا رہے ایک دوسرے شخص نے انسے کہا کہ مین صائم الدہر ہون اور ہر مہینہ مین تیس قرآن ختم کرتا ہون۔ بدل نے فرمایا یہ دودہ کا ایک گہونٹ جو اب مین نے پیا اس ثواب سے بہتر ہے جو تین سو رکعت مین تیس ختم ہون اور وہ دودہ جنگلی بکری کا تہا۔ ایک حدیث مین آیا کہ جو شخص چالیس دن حلال کہایگا اللہ تعالی اسکے دل کو نورانی کردیگا۔ اور حکمت کے چشمے اسکے دل سے جاری فرمائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ جو حلال کہائے اور سنت پر عمل کرے وہ اس امت کے ابدال سے ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو نماز پڑہے اور اُس کے شکم مین حرام ہو یا لباس حرام ہو تو اسکی نماز قبول نہین ہوتی

کیونکہ اگر تو کسب سے کچھ حاصل کریگا تو تیرے اہل وعیال تیری دنیا کہا وین گے اور جو تجھے کسب نہوگا تو تیرا دین کہا جائین گے (فقیر کہتا ہے کہ جب فاقہ کی تکلیف سہی نہ جائیگی تو پہر اپنے علم وعمل سے بطور ریا کچھہ نہ کچھہ حاصل کرنا پڑیگا۔ جیسے علماء سُوء اور مکار فقیر کرتے ہین خدا ہمکو اُنمین سے نہ کرے یا یہ کہ خلاف شرع مال حاصل کریگا) بشر فرماتے تھے کہ جب مال شُبہ سے جمع ہوتا ہے تو خواہشات

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸ ﴿بیان تفصیل حلال﴾ - اصل اسمین حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونون کے درمیان شبہات ہین جنکو اکثر لوگ نہین جانتے - جس نے انکو چھوڑ دیا اس نے اپنے دین وعزت کو بچا لیا - اور جو اطراف چراگاہ کے چرے گا قریب ہے کہ وہ اسمین گر جاوے گا - اور ہر اک بادشاہ کے لئے چراگاہ ہوتا ہے - اور اللہ کی چراگاہ اسکی زمین مین اُسکے محرمات ہین (بخاری ومسلم) کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث علم کا ایک تہائی حصہ ہے - اب حلال اُسی کو سمجھنا چاہیے کہ جو ظاہر ہو جاوے - اور جسکو اُس کی حلت کا یقین ہو اور دل مومن عالم کو اُس سے اطمینان ہو - حرام بھی اسی طرح ہے جسکی حرمت ظاہر ہو اور قلب مومن اُس سے نفرت کرے - کبھی بعضون کے قلوب کسی شے سے بسبب تقوی کم ہونیکے مطمئن ہوتے ہین اور بعضون کے قلوب کسی شے سے بسبب نقصان علم کے نفرت کرتے ہین - یہ دونون دل کسی کام کے نہین اور انکا کچھہ اعتبار نہین - ہان اُسی دل کا اعتبار ہے جو معادن ملکوت کے پرکھنے کیلئے کسوٹی بنا ہو - اور کہرے کہوٹے کو پہچان لیتا ہو - یہ اُسی کا دل ہے جو مومن موقن عالم ہو - یہ دل قلوب مین اُسی طرح نادر ہے جس طرح خالص سونا معادن مین نایاب ہوتا ہے بعضے علما نے کہا کہ حلال وہی شے ہے جو ساتھ حکم جایز کے متقی عادل کے پاس سے دیا جاوے - اور جو ایسے پاس سے آوے جسکی نہ عدالت اور نہ جرح معلوم ہو تو وہ شبہ ہے - اور جو ظالم یا فاجر کے پاس سے آوے تو وہ حرام ہے اگرچہ ساتھ حکم جایز کے لیوے - یہی قول حق سے قریب ہے اور اسی کے قریب قریب بعضے علما نے کہا کہ جس کا مال نہ خیانت سے نہ مال ظالم سے ملا ہو وہ حلال ہے

بیان تفصیل حلال

مین ہی خرچ ہوتا ہے۔ حضرت سری فرماتے تھے کہ وہی شخص شبہات سے کے
چھوڑنے پر صبر کریگا جو خواہشات چھوڑ دیگا۔ کسی زاہد کا ایک چاندی کا ٹکڑا گر گیا
تو وہ تمام دن اُسکو ڈہونڈہتے رہے۔ کہا گیا کہ آپ تو تمام دنیا کو چھوڑ بیٹھے پھر اتنے
سے ٹکڑے کیلئے اسقدر کوشش۔ فرمایا کہ یہ طلب بسبب اسی زہد دنیا کے ہے۔
کیونکہ اس ٹکڑے کا عوض مجھے ملنا دشوار ہے اسلئے کہ اسکی حلت سے مین آگاہ تھا اور
مین وہی کہاتا ہون جس کا مجھے علم ہوتا ہے۔ مشہور ہے کہ جو مال احتیاط سے پیدا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱۵ اور جو ظالمون سے ملا اور بد دیانتی سے مال فراہم کیا اُسکے پاس جو کچھ ہے وہ
حرام ہے۔ اور جس کا مال مختلط ہوا اور تمیز نہ ہو سکے۔ اسطرح کہ وہ کبھی ظالمون سے کبھی اہل تقوی سے
معاملہ کرتا تھا تو جو کچھ اسکے ہاتھ مین ہے شبہ ہے اور حدیث مین آگیا ہے دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا
يَرِيبُكَ یعنے جسکے حلال ہونے مین شک ہے اسکو چھوڑ دے اور جسمین شک نہین اسکو اختیار کر۔ ایک
حدیث مین آیا کہ گناہ وہی ہے جو دل مین کھٹکے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے بھی گناہ کو دل ہی سے متعلق کیا
اور اُسکے اوصاف مین سے ٹھہرایا۔ چنانچہ فرمایا وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ۔ ایک حدیث مین
آیا کہ جسپر دل کو اطمینان ہو وہی نیکی ہے اور جو سینہ مین کھٹکے وہ گناہ ہے اور لوگون کا اسپر آگاہ ہونا
بھی اچھا نہ معلوم ہو تو اُسکو چھوڑ دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمایا کہ مومنین شہداء
اللہ ہین۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جسکو مومنین اچھا سمجھین وہ اللہ کے پاس بھی اچھا ہے اور جسکو وہ برا جانین
وہ اللہ کے پاس بھی برا ہے چنانچہ حق سبحانہ فرماتا ہے فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ
یعنے قریب مین اللہ اور اُسکا رسول اور مومنین تمہارے عمل دیکھین گے۔ یعنے جس عمل کو کہ اللہ کا دیکھنا تجھے
ناپسند ہووے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اُسمین شک ہے اب بندہ کو چاہیئے کہ جہانتک ہو سکے
طلب حلال مین کوشش کرے اور جو عمدہ سے عمدہ کسب سے حاصل ہووے وہ اپنے ذات کیلئے اختیار کر
اور اوسکو طعام اور لباس مین صرف کرے۔ اور جسمین کہ شبہ ہو اور نفس مین خلش ہو لیکن اسکی ضرورت ہو

کریگا وہی محل پر خرچ کریگا۔ اور جسکو یہ خیال نہین کہ مین کس طرح حاصل کیا تو اسکو اسکی بھی پروا نہین کہ مین کس طرح خرچ کیا (فقیر کہتا ہی حدیث مین آیا کہ مال کے متعلق دو طرح کا سوال ہوگا کہ کہان سے فراہم کیا اور کہان خرچ کیا) **خلاصہ یہ کہ** آدمی پر اُسیقدر کوشش کرنی ضروری ہی جس قدر اسکی طاقت و وسعت ہی۔ تو چاہئے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱۶ ؎ تو اسکو عیال کے نفقہ مین یا ان چیزون مین جو طعام و لباس کے سوا ہون جیسے لکڑیان یا گھر کے کرایہ وغیرہ مین خرچ کرے۔ اگر کسی نے بسبب شک کے کوئی شے چھوڑ دیا گو وہ اللہ کے علم مین حلال تھی تو بھی اللہ تعالیٰ اُسکی نیت کا اُسکو ثواب دیگا۔ اور جو قلتِ ورع اور بے پروائی سے کوئی شے لیوے گو وہ حلال بھی ہو تو اُسکی سوءِ نیت اور عدم توجہ بسوے شرع سے وہ گنہگار ہوگا۔ جاننا چاہئے کہ حلال و حرام یہ دو تو ظاہر طور پر ایک دوسرے کے ضد ہین۔ اور شبہات یعنے شبہ حلال و شبہ حرام یہ دونون مشتبہ ہین کیونکہ ایک وجہ سے وہ حلال سے مشابہ ہی اور ایک وجہ سے حرام سے۔ تو اب حلال و حرام کی مثال سفید اور سیاہ رنگ کی طرح ہی۔ کیونکہ یہی دو رنگ اصل الوان ہین۔ یہ نہ کسی کی فرع ہین اور نہ کسی سے حاصل ہوے ہین۔ شبہ حلال کی مثال مثلِ زرد رنگ کے ہی کیونکہ وہ سفیدی سے پیدا ہوا ہے۔ اور شبہ حرام کی مثال سبز رنگ کی ہے کیونکہ وہ سیاہ رنگ سے پیدا ہوا ہی۔ اب اگر کسی رنگ مین زردی اور سبزی دونون جمع ہو جاوین تو یہی شبہات ہین جو اس شے مین مختلط ہو گئے ہین۔ تو اب اغلب و اکثر کو دیکھکر حکم لگانا چاہئے۔ اگر زردی غالب اور اکثر ہی تو یہ شبہ حلال اور حلال سے ہی قریب ہی تو اس سے لیوے لیکن وسعت و فراغت سے نہ لے کیونکہ وہ خالص حلال نہین ہی۔ اسکی مثال تاجرون اور اہلِ پیشہ کے اموال ہین جو اہلِ لشکر و معاملات کے پیسے سے مختلط ہو گئے ہین۔ اور جو سبزی اکثر و اغلب ہو تو یہ شبہ حرام ہی تو ضرورت کے موافق اس سے لے۔ اسکی مثال بادشاہ کے امراء و وزراء کا مال ہے کیونکہ انکا مال بادشاہ کے مال سے مل گیا ہے۔ اور جو خالص سفید نظر آئے تو وہ علامتِ حلال ہی جس قدر چاہے اُس سے لے اور فراغت سے اُس کا

حلال و حرام کی الوان سے تشبیہ

اپنے علم و کوشش کے موافق دین کے امور ادا کرے۔ اور جو اپنے علم مین قصور ہو تو دوسرے
عالم سے مدد لے۔ لیکن نفس مین خباثت چھپا نہ رکھے۔ اور نفس کی خواہش کے موافق حیلے
نہ ڈھونڈے پھر جو اسپر بھی حقیقتِ امر کو نہ سمجھے اور خطا ہو جاے تو معاف ہے۔
کہا جاتا ہے کہ جب شیطان آدمی کو برے کہانے مین مبتلا کر دیتا ہے تو پھر اُسکو اعمال مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱۷ کے استعمال مین کچھ گناہ نہین ہے۔ لیکن اسقدر وسعت سے زاہد رہیگا
اسکی مثال غنیمت کے مال کی ہے اور جو عمدہ میراث ملے۔ اور جو کچھ غیر مغصوبہ زمین مین اُگے اور آسمان
و دریا کا پانی۔ اور خشکی اور تری کا شکار۔ اور جو خالص سیاہ نظر آئے وہ علانیت حرام ہے اُس سے
ضرور دور رہے کچھ بھی اُسمین سے نہ لے۔ اگر تو لیگا تو فاسق کہلائیگا کیونکہ اکلِ حرام کبیرہ گناہ ہے۔ اسکی
مثال مغصوبہ (یعنے چھینے ہوے) اموال اور جو بذریعۂ گناہ حاصل ہووے۔ اور جو دینے والا اپنی خوشی
سے نہ دیوے۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ حلال و حرام یہ دونون تقوی اور فجور اور علم و جہل کے فرع ہین جب
متقی و عالم کثرت سے ہوتے ہین تو حلال بھی اسوقت اکثر ہوتا ہے (جیسے زمانۂ خیر القرون مین) اور
جب جاہل و فاسق کثرت سے ہووین تو حرام اکثر ہوتا ہے (جیسے یہ زمانہ) اور اصل وجودِ حلال بادشاہون
کے عدل و استقامت سے اور حاکمون کی توجہ صلاحِ دین اور خیر خواہیِ بادشاہ و مسلمین سے پیدا ہوتا
ہے جس طرح کہ ظہورِ حلال اور اوسکا پھیل جانا رعیت کی عمدگی پر موقوف ہے۔ اور جب یہ باتین نہوین
بلکہ اوسکے برعکس معاملہ ہوا تو حلال مخفی اور چھپ جاتا ہے اور حرام ظاہر ہو جاتا ہے۔ بشر بن حارث
سے پوچھا گیا کہ تم کہان سے کہاتے ہو۔ فرمایا تم جہان سے کہاتے ہو۔ لیکن وہ شخص جو روتے ہوے کہاتا
ہے اور وہ شخص جو ہنستے ہوے کہاتا ہے دونون برابر نہونگے۔ ایک دوسرے وقت مین فرمایا کسی کا لقمہ بڑا اور کسی کا
چھوٹا ہوتا ہے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آج کے دن کسب بگڑ گئے پیشون مین شبہات
پیدا ہو گئے اس زمانہ مین کثرتِ مال حلال نہین۔ اور اسکا جمع کرنا بھی جائز نہین۔ ہان ضرورت کے

مانع نہین ہوتا۔ اور کہتا ہی کہ میرا مقصد حاصل ہوگیا اب جو تو چاہے کرلے۔ اسکے بعد اعمال
سے دل مین ظلمت و قسوت پیدا ہوتی ہی۔ خطراتِ معصیت کا ہجوم ہوتا ہی۔ عزم و ہمت
مین فتور۔ توفیق و عصمت دور۔ علمِ مکنون و حکمت سے محروم رہتا ہی۔ بعضی حکما نے
کہا کہ دنیا ایک دریا موج زن ہی۔ اور سوداگر اس مین غوطے لگا رہے ہین۔ ایک غوطہ مار کے
موتی نکالتا ہی۔ یہ اہلِ آخرت ہین جو اُسی کیلئے عمل کرتے ہین۔ ایک ڈوب کے اینٹ
نکال لاتا ہی۔ یہ اہلِ دنیا ہین جو اُسکو حاصل کرنے مین بڑے حریص تھے۔ ایک مچھلی نکال لاتا
ہی۔ یہ درمیانی لوگ ہین۔ ایک تہ مین ڈوب ہی گیا۔ یہ وہ مردود لوگ ہین کہ طاعت چھوڑ
بازارون مین مشغول ہوجاتے ہین۔ یہی گناہون کی دریا مین غرق ہوگئے۔ ایک موجون
مین بقرار نجات کا امیدوار ہی۔ جب ایک موج اُسکو اوپر لاتی ہی نجات کی امید بندھتی ہے
اور جب دوسری موج اسکو غوطہ کہلاتی ہی مایوسی چھا جاتی ہی۔ یہ ہمارے زمانے کے وہ لوگ ہین
جو استقامت کے طالب ہین توبہ کرکے نجات کے جانب آتے ہین۔ پھر قدیمی عادت سی ہلاک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱۸ ؎ موافق مسلمانون کو اسمین سے لینا چاہی۔ اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ گویا
انبیا کے قاتل ہین کیونکہ انہون نے انبیا علیہم السلام کے سنتون اور طریقون کو مٹا دیا اور جو نبی کے راہون کو
مٹایا گویا اُسنے اُنکو قتل کیا۔ یہ آپکا ارشاد مین ایک سو ستر کا ہی سو اب اسوقت کیونکر ہو ہان اب زہد فرض ہوگیا
ہر چیز مین سے ضرورت کے موافق لے۔ اور جو کثرت سی لیگا اور جمع کریگا تو گنہگار ہو جائیگا۔ اور جو کچھ دنیا تیرے پاس سے
جاتی رہی تو وہ تیرے لئے بہتر ہی گو تجھے برا معلوم ہو تو ہو (یہ حاشیہ اور متن قوت القلوب سے ترجمہ کیا گیا۔) ۱۲

ہونے آمادہ ہوجاتے ہین (اللہ تعالی ہم سب کو نجات دے) امام[1] غزالی فرماتے ہین کہ رسول[2] اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنْ حَرَامٍ فَالنَّارُ اَوْلٰی بِہٖ یعنے جو گوشت کہ حرام سے بڑہی اُسکے لئے دوزخ شایان ہی۔ جاننا چاہئے کہ پاک غذا مین تصفیۂ قلب اور اوسکے نورانی ہونیکے لئے ایک بڑی خاصیت ہی۔ اور انوار معرفت کے قبول کرنیکے لئے ایک قوی استعداد ہی۔ اور ایک سِر ہے کہ جس کا بیان کتاب مین نہین ہوسکتا لیکن اسقدر سمجہنا چاہئے کہ حرام سے پرہیز کرنیکے چار درجے ہین۔ (پہلا درجہ) عادل شخصون کا ورع ہی یہ اُس حرام سے بچنے کو کہتے ہین کہ اگر آدمی اُسمین مبتلا ہو تو فاسق ہوجائے اور اسکا عادل ہونا جاتا رہے اور موجبِ دخولِ نار ہو اور گناہگار کہلائے یہ ورع اُسوقت حاصل ہوتا ہی کہ جتنی باتون کو فقہا حرام کہین اُس سے اجتناب کرے (دوسرا) ورع صالحین کا ہی یہ اُس چیز سے بچنے کو کہتے ہین جسمین حرمت کے شبہ[3] کو دخل ہو گو مفتی ظاہرِ حال کی روسے اُسکی حلّت کا فتوی دے اسکے متعلق

[1] کتاب الاربعین و احیا مین ۱۲ [2] ترمذی بروایت کعب ۱۲ [3] اسکے طرف التفات کرنیکی یہ دلیل ہے کہ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ مین نے ایک عورت سے نکاح کیا بعد اسکے ایک لونڈی سیاہ فام آئی۔ اور اوس نے کہا کہ مین نے تم دونون کو دودہ پلایا ہی اور وہ جہوٹی معلوم ہوتی تہی۔ آپنے فرمایا کہ اپنی منکوحہ کو چہوڑدے۔ اُنہون نے عرض کیا کہ حضرت وہ لونڈی سیاہ فام ذلیل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آخر اوس نے کہا تو کہ تم دونون کو دودہ پلایا ہے تیرے لئے اس منکوحہ مین بہتری نہین تو اسکو چہوڑ۔ اور ایک روایت مین یون ہی کہ کیسے نہ چہوڑیگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دَعْ مَا یُرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُكَ[۱] (تیسرا)
ورع متقین کا ہی وہ یہ ہی کہ کوئی چیز نہ تو فتوی کی رو سے حرام ہوا ور نہ اسکی حلت مین
شبہ ہو مگر اس سے یہ خوف ہی کہ نوبت حرام چیز کی طرف پہونچے یعنے جن چیزون مین
کچھ خوف نہین انکو خوف کی چیزون کی خاطر چھوڑ دینا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا لَا یَبْلُغُ[۲] الْعَبْدُ دَرَجَةَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِهٖ حَذَرًا[۳]
مِمَّا بِهٖ بَاْسٌ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم حلال کے نودسوین حصے کو
چھوڑ دیا کرتے تھے اس خوف سے کہ کہین حرام مین مبتلا نہو جائین - اور اسی لئے کسی
بزرگ کے سو درم ایک شخص پر آتے تھے جب وہ دینے کو لایا تو ننانوے لئے اور ایک چھوڑ دیا
اور بعض کا بر تجارت کرتے تھے جب اپنا دام لیتے تو ایک رتی کم لیتے اور دوسرے کو
دیتے تو رتی زیادہ دیتے ہر طرح اپنا نقصان کرتے تا دوسرے کا مال اپنے پاس نہ آجائے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۲۰) اب یہ جو کہا گیا (بخاری) ایک صحیح حدیث مین عبد اللہ بن زمعہ کے ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے لڑکے کا فیصلہ انکی طرف کر دیا کیونکہ وہ انہین کی فراش اور بچھونے پر پیدا ہوا تھا - اور اُس شخص کا دعوی باطل فرما دیا جو اس لڑکے مین منازعت کی تھی (کہ یہ میری اولاد ہی اگرچہ وہ اسکی اولاد تھی) جب اس مدعی سے اس لڑکے کی پوری مشابہت ملاحظہ مین آئی تو حضرت سودہ کو فرمایا کہ تم اُنسے چھپا کرو حالانکہ یہ انکی بہن تھین - پس فرمایا الولد للفراش یعنی احکام ظاہر جاری رکھتے ہین لیکن انکا چھوڑ دینا متقیون کا ایک مقام ہے ۱۲ [۱] یعنے چھوڑ اس چیز کو جو تجکو شک مین ڈالے اور اختیار کر اسکو کہ تجکو شبہ مین نہ ڈالے نسائی و ترمذی و حاکم بروایت امام حسن علی جدہ و علیہ الصلوۃ والسلام ۱۲ [۲] یعنے بندہ متقیون کے درجہ کو نہین پہونچتا جبتک بے خوف و مضایقہ کی چیزون کو خوف کی چیزون کے ڈر سے

(حاشیہ صفحہ ۸۲۲)

اور اسکے سبب سے اللہ دوزخ سے بچاوے۔ اور ایام[٥] طفلی مین حضرت امام حسن علی جدہ
وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدقہ کے چھوارون مین سے ایک اٹھا لیا۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا کہ چھی چھی یعنے اسکو ڈالدو۔ اور اسی تیسرے درجہ
کے ورع مین زینت اور خواہشات سے اجتناب کرنا ہی تا رفتہ رفتہ حرام تک نہ پہونچے
ورنہ زینت بذاتِ خود مباح ہی۔ اور اسی طرح توانگرون کے مکانون اور اُنکے
تجمل کو دیکھنا فی نفسہ مباح ہی مگر اُس سے حرص پیدا ہو کر حرام چیزون مین مرتکب
کرواتی ہی۔ اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا
بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ اسی لئے سلف کا قول ہی کہ جس شخص کا
کپڑا پتلا ہوتا ہی اسکا دین بھی پتلا ہوتا ہی۔ **غرض** یہ سب باتین اسی لئے ہین کہ
مباحات سے بڑھکر شہوات مین نہ پڑجائین۔ کیونکہ جب نفس خواہش مین چشم پوشی
کا عادی ہو جاتا ہی تو پانون پھیلاتا ہی اسی لئے خوف اس امر کا مقتضی ہوا کہ اس قسم
کے سب مباح چیزون سے اجتناب کیا جاوے اور جس مالِ حلال مین یہ خوف نہو کہ کسی
گناہ کی طرف لیجائیگا تو وہ تیسرے درجہ کا پاک اور حلال ہی **(چوتھا)** ورع صدیقین
کا ہی انکے نزدیک حلالِ مطلق وہ مال ہی جسکے حاصل ہونے مین کوئی معصیت نہوئی ہو

[٥] بخاری بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۲۔

اور جن اسباب سے کہ وہ حاصل ہوا ہو اُسمین کسی طرح کی کراہت نہو اور نہ اوس سے معصیت پر مدد لیجائے۔ اور نہ حال اور مآل مین اس سے قضاءِ حاجت مقصود ہو بلکہ صرف خدا کیلئے اور اسکی عبادت پر قوت حاصل کرنیکے لئے لیا جائے۔ ان لوگون کے نزدیک جو چیز خدا کے واسطے نہو وہ حرام ہے انکا عمل اس آیت پر ہے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ یعنے (اے پیغمبر) تم اللہ کہو پھر انکو اپنی بیہودہ باتون مین چھوڑدو کہ کھیلا کرین۔ اسی ورع سے ہے کہ حضرت ذوالنون مصری ایکبار بہو کے محبوس تھے ایک عورت نیکبخت نے اُنکے لئے کھانا داروغۂ محبس کے ہاتھ بھجوایا۔ آپ نے قید مین نہ کھایا۔ پھر اُس عورت سے عذر کیا کہ میرے پاس ظالم کے ہاتھ پر پہونچا تھا یعنے جس قوت تے مجھکو کھانا پہونچایا وہ اچھی نہ تھی۔ اسی لئے مین نے نہ کھایا۔ اور اسی قسم کی یہ حکایت ہے کہ بشر حافی اُن نہرون کا پانی نہین پیا کرتے تھے جو امرانے کھودوائی ہین۔ کیونکہ کھودنے کی اجرت مال حرام سے دیگئی تھی اس لئے گویا اس سے فائدہ لینا ہوگا۔ اگرچہ پانی بذاتِ خود مباح تھا۔ کسی بزرگ کا غلام ایسے لوگون کے پاس سے چراغ سلگالایا کہ جو ظالم تھے آپنے اسکو گُل کر دیا۔ ایک بزرگ نے دوا پی۔ انکی بی بی نے کہا کہ اگر تم صحن مین کچھ ٹہل لو تو بہتر ہے کہ دوا اپنا اثر کرلے۔ آپنے فرمایا کہ مین اپنے نفس کا حساب تیس برس سے کر رہا ہون یہ رفتار مجھکو معلوم نہین ہوتی کہ کیسے دین کے

متعلق ہو۔ اور اسی سے ہی جو حضرت[1] ابو بکر صدیقؓ نے اپنے غلام کی کمائی کا دودھ پی لیا
پھر جو اس سے دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ مین نے ایک قوم کیلئے کہانت کی تھی اُنہون نے
مجکو یہ دودھ دیا تھا۔ آپنے اپنے منہ مین انگلی ڈالکر قے کرنا شروع کیا یہان تک کہ غلام
کو خیال ہوا کہ شاید آپکا دم نکل جائیگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ الٰہی مین تیرے سامنے عذر
کرتا ہون اُس دودھ سے جو رگون اور آنتون مین رچ پچ گیا ہو غرض جسقدر
آدمی اپنے نفس پر احتیاط مین مبالغہ کریگا اُسی قدر صراط پر سے جلد گذر جائیگا۔ اور
جس طرح ورع کے درجے دنیا مین مختلف ہین اسی طرح آخرت کے درجے ہین بعضے
لوگون نے ورع کا باب بالکل بند کر دیا۔ اور جو شخص ایک مال مین دوسرے مال سے
فرق بتاتا ہی اسکو بُرا جانتے ہین اور یہ عین بدعت اور گمراہی ہے۔ اور یہ اس لئے
کہتے ہین کہ تا سب حلال و حرام بے کھٹکے اپنے تصرف مین لائین۔ اگر آخری تین درجات

[1] امام بخاری بروایتِ ام المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا۔ اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الورع مین بروایتِ قاسم بن عبد الرحمن بن مسعود سے بطور مرسل نقل کی کہ اس قصہ کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ "کیا تم کو معلوم نہین کہ صدیق اپنے پیٹ مین بجز مال طیب کے اور کچھ نہین ڈالتا" حضرت صدیق نے جو دودھ کو قے کر دیا اس خوف سے کہ کہین قوت نہ پیدا کرے باوجودیکہ آپنے اُسکو نادانستگی سے پیا تھا اور اس کا نکالنا واجب نہ تھا۔ لیکن خبیث مال سے پیٹ کا خالی ہونا صدیقون کا ورع ہے۔ اور اسی قبیل سے ہو احتیاط کرنی درزی کی کمائی سے جو مسجد مین بیٹھکر سیتا ہو اگرچہ اس کا پیشہ حلال ہو مگر اس کا مسجد مین بیٹھکر سینا مکروہ ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اُسکو مکروہ فرماتے ہین ۱۲

تجھسے نہین ہوسکتے ہین تو پہلا درجہ جو فقہا کا فتوی ہی اُسی پر چل۔ لیکن دو باتونکا خیال
رکھ پہلے یہ کہ جہان دہوکے کے مقام ہین اُن سے اجتناب کرنا اور فقہا کے قول کی طرف
اسوقت التفات نہ کرنا چنانچہ یہ مسئلہ کہ کسی شخص نے سال کے آخر مین اپنا مال اپنی
بی بی کو ہبہ کردیا اور اسی طرح بی بی کا مال آپ بطور ہبہ کے لیلیا تو دونون سے
مال کی زکوۃ ساقط ہوجاتی ہی۔ یعنے پادشاہ زکوۃ طلب نہ کریگا۔ اور اسی طرح نماز
ظاہری پڑہ لیا تو قتل سے بچ گیا۔ کیونکہ فقہا کے پاس وہی قانون ہی جسکو پادشاہ بطور
سیاست استعمال کرتا ہی تا دنیوی انتظام اور معیشت کا بندوبست پوری طرح ہو۔
کیونکہ یہ دنیا بھی منازل راہ کی ایک منزل ہی۔ ہان جو تجھے یہ منظور ہو کہ کل شاہنشاہ
حقیقی کے پاس بھی وہ بات نافع ہو تو اسطرف التفات نہ کر۔ (فقیر کہتا ہی کہ اسی طرح
بعضے لوگ کہتے ہین کہ سیندھی و تاڑی کلال کو بیچنا جایز ہی۔ لہذا جاگیرات سے جو
اسکا محاصل آتا ہی اسکو حلال طیب سمجھکر کہاتے ہین حالانکہ آنحضرت[۱] صلی اللہ علیہ وسلم نے
شراب کے باب مین دس شخصونکو لعنت کی کہ اُن مین نچوڑنیوالا اور نچوڑوانیوالا بھی
ہین۔ اور اسی طرح رسول[۲] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کہانیوالا اور کہلانیوالا اور
دونون گواہ اور کاتب سود سب پر لعنت کی ہی۔ امام غزالی نے توشے حلال کو فرد جنت

۱؎ ترمذی و ابن ماجہ بروایت انس رضی اللہ عنہ اور ترمذی نے کہا کہ غریب ہے ۱۲
۲؎ ابوداؤد و ترمذی ۱۲۔

کرنے مین جس سے نتیجہ معصیت پیدا ہو علما کا اختلاف تبلایا ہے۔ فرماتے ہین اور نتائج
مین معصیت کی مثال یہ ہی کہ جس تصرف کے کرنیسے آیندہ کو معصیت ہو۔ انمین سے
زیادہ کراہت اُن مسائل مین ہے کہ انگور کو شراب بنانیوالیکے ہاتھ فروخت کرے۔
یا تلوار کو رہزنون کے ہاتھ بیچے۔ اور علما کو اسمین اختلاف ہی کہ یہ معاملات صحیح ہین
یا نہین اور انسے جو ثمن آتا ہی وہ حلال ہی یا نہین اور قیاس کے بموجب یہ ہی کہ
یہ عقود صحیح ہین اور جو ثمن لیا جاتا ہی وہ حلال ہی ہان عاقد اس عقد کے سبب سے
گنہگار ہے اسلیئے کہ عاقد کو گناہ اسی بات کا ہی کہ اس نے معصیت پر دوسرے کی اعانت
کی اور اگر ریشمی کپڑا بیچ ہی اور بائع کو معلوم ہے کہ مشتری مرد اس کو پہنیگا تو یہ بیع حرام
ہی یہ اُن اشیا کا حال ہی جنسے خود سے معصیت ہوتی ہی اسیطرح وہ مسئلہ کہ کسی نے
اپنی بی بی کو اسغرض سے ستایا کہ تا وہ مہر معاف کردے۔ اگر وہ مہر اسکو معاف کردے
تو مفتی کہیگا کہ معاف ہوگیا لیکن اللہ کے پاس اوسکو ہرگز حلال نہین۔ کیونکہ اللہ تعالے
فرماتا ہی فَاِنْ[1] طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْہُ نَفْسًا فَکُلُوْہُ ھَنِیْٓئًا مَّرِیْٓئًا تو اس معاف
کرنے مین نفس کی خوشی کہان تھی۔ ہان دل راضی ہوا تھا۔ لیکن مولوی اور مفتی اس
فرق کو نہین خیال کرتے کیونکہ اُنکی غرض ظاہری جھگڑونکا فیصلہ کرنا ہی۔ چنانچہ فصد

[1] پھر اگر عورتین نفس کی خوشی کے ساتھ اُس دمہر) مین سے کچھ تمکو چھوڑ دین تو اسکو رچ پچ کے کہاؤ ۱۲

لینے اور کڑوی دوا پینے کیلئے نفس خوش نہین لیکن دل راضی ہی- اسکا بیان طویل ہی اصل
یہ ہی کہ تجھی غیر کا مال اُسیوقت حلال ہوگا کہ وہ اپنی پوری رضامندی سی تجھے دی- اور تجھے سوال کرکی بھی
کہانا نہ چاہیے- اور اگر سوال کرنا ہی ہو تو مجمع مین سوال کرنے سے پرہیز کر- شاید وہ شرم سے دی اور اسکی خوشی نہو کیونکہ
حیادار آدمی کو اپنی غیرت کا وہ خیال ہوتا ہے کہ مال کے جانیکا اسقدر خیال نہین ہوتا- اور ان دونوں مین کیا فرق ہے
کوئی ظاہری کوڑی مار کر مال لے اور کوئی باطنی کوڑا یعنی شرم و حیا دلا کر مال لے- اور اس سے بہی ڈرتا رہ
کہ کوئی تجھے تیرے دین کے خیال سے دی- یعنی وہ یہ گمان کرکے دیوے کہ تو متقی ہی- ہان اسوقت
یہ لینا تجھے حلال ہی کہ تیرے باطن مین کوئی ایسی بات نہو کہ اگر دینے والا اُس سے آگاہ ہووے
تو نہ دیوے- اور ان دونون مین بھی کچھ فرق نہین کہ ایک بسبب تقوی اور تصوف کے لیتا ہے
حالانکہ وہ اسطرح نہین اور ایک دوسرا جھوٹا دعوی کرکے علوی کہلاتا ہی تا کچھ مل جاوے-
بصیرت والون کے پاس یہ سب حرام ہی- اگرچہ فقیہ ظاہر کے لحاظ سے حلال ہونیکا فتوی دے
دوسری بات یہ کہ دل سی فتویٰ پوچھنا اگرچہ وہ فتویٰ دین- کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ وَاِنْ اَفْتَوْکَ- اسکا بیان طویل ہی- لیکن اسقدر ع حدیث ۱۲
جان لے کہ حرام کی ممانعت اسلئے ہوئی کہ تا دل مین ظلمت نہ پیدا ہو- اور حلال اسلئے مطلوب ہے
کہ تا دل نورانی ہو- اور تیرے اعتقاد سی اسکا ظہور ہوگا نہ نفسِ معتقد سی- چنانچہ کسی نے
کہانا دہرا ہوا کہا لیا اس گمان سی کہ وہ اجنبی کا ہی حالانکہ وہ اُسیکا تھا تو اُس سے قلب کی

تاریکی حاصل ہوگی۔ اور جو اجنبی کا کہانا اس گمان پر کہایا کہ وہ اپنا ہے تو ظلمت نہ پیدا
ہوگی یہی حال نجاسات مین ہی۔ اور جو طہارت کہ قلب کو نورانی بناتی ہے وہی تیرا اعتقاد
ہی۔ تجہے یہ حکم نہین ہوا کہ پاک لباس مین نماز پڑہ بلکہ یہ حکم ہو کہ تیرے اعتقاد مین وہ پاک ہو
تو طہارت ہوئی سمجہنا یہی دل کو نورانی بناتا ہی گو حقیقت مین نہوئی ہو۔ اسی لیئے
اہل وسواس پر سختی ہی کہ جب تک اُنکے دل کو اطمینان نہو اور طہارت کا اعتقاد نہو اُن کو
اسمین تکلیف اُٹہانی اور اعادہ کرنا چاہیے۔ انہون نے اپنی جان پر سختی کی تو اللہ نے بہی
ان پر سختی کی۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ۔
اسی طرح تجہے حلال مین دلی اطمینان ہونا چاہیے اگرچہ مفتی نے فتوی بہی دیا ہو آگاہ ہو
کہین اپنے نفس پر سختی کرکے یون نہ کہہ کہ دنیا کا سب مال حرام ہی۔ ظالمون اور بُرے معاملے
والون کے سبب سی وہ سب خبیث ہوگیا۔ اسلئے مین گہاس کہاکے رہونگا۔ یا یہ کہ سب
کہاؤنگا حرام حلال مین تمیز نہ کرونگا۔ بلکہ یقینی اور قطعی طور سے جان کہ حلال ظاہر ہی اور
حرام ظاہر ہی اور اُن دونون کے درمیان امور متشابہات ہین یہی حال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مین تہا اور قیامت تک رہیگا۔ اور اس قاعدہ مذکور کو یاد رکہ کہ اُسکا سمجہنا

لہ ایک شخص نے نماز پڑہی پہر بعد اسکو یاد آیا کہ اُسکا لباس نجس تہا تو صحیح تر قول پر اسکا اعادہ نہین ہی کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اثناء نماز مین نعلین نکال ڈالے جب جبریل علیہ السلام نے آپ کو آگاہ
کیا کہ اسمین نجاست تہی۔ پہر آپنے اسی نماز کو پوری کی (اربعین) یہی شافعیہ کا مذہب ہے ۱۲

حکم نہین کہ جو فی نفسہ حلال ہو بلکہ اُس کا حکم ہے جو تیرے اعتقاد مین حلال ہو اور کوئی سبب ظاہر اُسکے حرام ہونیکا نہ پایا جاے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرک کے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصرانی کے باسن سے وضو فرمایا۔ اور اگر پیاس کی ضرورت ہوتی تو (شاید) پی بھی لیتے حالانکہ نجس پانی پینا تو حرام ہی لیکن اُنہون نے اُسی طہارت کو باقی رکہا جو اصل مین تھی اور نجاست کے وہم سے اُنہون نے چھوڑ نہین دیا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مجہول الحال[1] تیری ضیافت کرے تو اُسکی ضیافت قبول کرلے۔ اور اگر کچھہ خرید کرنا ہو تو خرید بھی لے اس لئے کہ مسلمان سے حسنِ ظن رکہنا چاہئے اور اصل یہی ہی کہ جو کچھہ اسکے ہاتھ مین ہے حلال ہی اور اگر کسی کی نکوکاری کو تو پہچانتا ہو تو اُسکے مال کو تو بطریق اولی حلال سمجہنا چاہئے اور اُس سے معاملہ کرنا چاہئے۔ ہان اُس مال سے احتراز کرنا چاہئے جو بادشاہِ ظالم کے ہاتھ مین ہو یا ایسے شخص کے ہاتھ مین ہو جو سود خوار ہو یا شراب (اور سیندہی) بیچنے والا ہو اور تم اُسکو جانتے ہو تو ضرور ایسے مال سے پرہیز کرنا یہانتک دریافت کرنا کہ یہ مال کہان سے حاصل ہوا۔ اگر سببِ حصول ظاہر ہوجاے کہ وہ حلال ہی تو اسوقت لینا چاہئے۔ اور نہین تو ظاہری علامت پر اعتماد کرنا چاہئے کیونکہ وہ قرینۂ حالیہ ہی۔ اور یہ اُسیوقت ہی

[1] مجہول الحال وہ شخص ہی کہ جس کے ساتھہ کوئی قرینہ ایسا نہین جس سے اُسکا فساد اور ظلم معلوم ہو جیسے سپاہیون کا لباس یا تمغہ ہوتا ہی اور نہ کوئی علامت صلاح کی ہے جیسے تصوف والون اور تاجرون اور اہلِ علم کا لباس ہوتا ہے اور نہ اور کسی طرح کی علامت ہو۔ ۱۲

بادشاہ کی آمدنی کا بیان

جب اس کا اکثر مال اسی طرح کا ہو۔ اور جو اکثر حلال ہو تو تجھے کہانا جایز ہی اور اگر تو چھوڑ دے تو یہ ورع و تقویٰ ہی۔ چنانچہ ابن المبارک کے وکیلون نے جو بصرہ مین تھے وہان سی آپ سے سوال کیا کہ ہم ایسی شخص سے معاملہ کرین کہ بادشاہ[1] سی معاملہ کرتا ہی۔ آپنے جواب دیا کہ سوای بادشاہ کے وہ دوسرے سی معاملہ نہین کرتا ہی تو اُس سی معاملہ نہ کرو۔ اور جو غیرون سی بھی معاملہ

[1] زمین لاوارث کو قابل زراعت کرنیکے سوا جو مال کہ بادشاہ کو حلال ہی اور عیت اسمین شریک ہی وہ دو قسم پر ہی۔ قسم اول وہ ہی جو کفار سی لیا جاے جیسے غنیمت جو لڑائی جیتنے سی ہاتھ لگے اور فَے جو بدون لڑائی ہاتھ لگے اور جزیہ اور صلح کے اموال جو شرایط کے بموجب لئے جاتے ہین۔ قسم دوم وہ ہی جو مسلمانون سے بادشاہ کے ہاتھ لگے۔ اس قسم کی آمدنی سے صرف دو طرح کے مال اُسکو حلال ہین۔ اوّل وہ میراث یا مال جس کا کوئی وارث نہ ٹہرے۔ دوم وقف کا مال جس کا کوئی متولی نہو۔ اور صدقات تو اس زمانہ مین لئی نہین جاتے کہ اُنکا حال لکہا جائے۔ اور ان مدّون کے سوا جتنے خراج یا ڈنڈ کہ مسلمانون سے لئے جاتے ہین اور مال رشوت سب کے سب حرام ہین۔ پس اگر بادشاہ کی آمدنی بجز حرام کے اور کچہہ نہو تو قطعی حرام ہوگا۔ اور اگر یقیناً معلوم ہو کہ خزانہ شاہی مین حلال و حرام دونون ہین تو اس صورت مین لوگون کو اختلاف ہی۔ بعض کا قول تو یہ ہی کہ جس چیز پر مجھکو یقین نہو کہ یہ حرام ہی تو مین لے سکتا ہون۔ اور بعض یہ فرماتے ہین کہ جب تک یہ ثابت نہو جائے کہ چیز ندکور حلال ہی اُسوقت تک اُسکا لینا نہ چاہئے اسلئے کہ شبہ کبھی حلال نہین ہوتا۔ اور یہ دونون قول حد اعتدال سے بڑہے ہوے ہین۔ اور قول متوسط اسمین وہی ہی جو ہمنے لکہا ہی کہ اگر اغلب حرام ہی تو حرام ہی۔ اور اگر حلال غالب ہی اور حرام کے ہونے کا بھی یقین ہی تو محل توقف ہی غرض سلاطین کے اموال مین ورع کے چار درجے ہین درجہ اول یہ ہی کہ اُنکے مال مین سے کچہہ نہ لے۔ جس طرح سلف کے اہل ورع اور خلفاء راشدین کیا کرتے تھے۔ یہان تک کہ حضرت ابوبکر صدیق نے جو کچہہ بیت المال مین سے لیا تھا اُسکا حساب کرکے جمع کیا تو چھ ہزار درہم ہوے وہ چھ ہزار درہم آپنے بیت المال مین دلوادئے۔ تو یہ درجہ ورع کے درجون مین نہایت اعلی ہی درجہ دوم یہ ہی کہ بادشاہ کا مال اُسوقت مین لیوے کہ معلوم ہو جائے کہ جو کچہہ مین لیتا ہون بوجہ حلال ہی۔ اب اگر سلطان کے ملک مین کوئی دوسرا مال حرام ہوگا تو اس شخص کو ضرر نہ کریگا اور اکثر آثار صحابہ خواہ اکابر صحابہ جو اہل ورع تھے ان سب کا لینا اسی درجہ پر محمول ہے۔ درجہ سوم یہ ہی کہ بادشاہ سے جو کچہہ لیوے اُسکو فقیرون اور

کرتا ہی تو اُس سے معاملہ کرو حاصل کلام تیرے حق مین لوگ چھ قسم کے ہین پہلی یہ کہ وہ شخص
مجہول ہووے تو اُسکے مال سے کہا۔ اس سے بچنا واجب نہین بلکہ محض ورع ہی دوسری یہ
تو اُس شخص کی نکوکاری کو پہچانتا ہو تو وہان ورع بھی نہ کر اور ایسی جاے ورع وسوسہ ہے
اور جو اُس سے کسی کو ایذا پہونچے تو حرام و گناہ ہی کیونکہ یہ بدگمانی ہے نیک بخت آدمی کو ایذا دینا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳۰ مستحقون پر تقسیم کردے باین لحاظ کہ جس مال کا مالک معین نہو حکم شریعت اسمین بھی یہی ہے
اور اکثر سلف کا لینا اسی پر محمول ہی۔ درجۂ چہارم یہ ہو کہ نہ تو یہ ثابت ہو کہ وہ مال حلال ہی اور نہ تقسیم کیلیے
لیتا بلکہ رکھنے کیلیے لیتا ہے مگر ایسے سلطان سے لیتا ہے جس کا اکثر مال حلال ہی۔ اور جب کہ بیان گذشتہ سے
سلاطین کی آمدنی کے مدّات معلوم ہوگئے کہ فلان حلال اور فلان حرام ہے اب اگر فرض کیا جائے کہ کسی شخص کو
مدِ حلال مین سے بقدر اُسکے استحقاق کے گھر بیٹھے ملجایا کرے اور کسی عامل کی خوشامد اور خدمت کی ضرورت نہ پڑے
نہ سلاطین کی تعریف اور نہ تزکیہ کی نوبت آئے اور نہ اُنکے مطالب مین موافقت ہو تو ایسی صورت مین مال کا لینا
حرام تو نہ ہوگا مگر کئی وجہون سے مکروہ ہوگا۔ اور بعض اموال ملک سلطان کے ہین جیسے وہ زمین جسکو قابل
زراعت کرے یا جو چیز اسکی زرِ خرید ہو کہ اُنمین بادشاہ کو اختیار ہے جسکو چاہے اور جس قدر چاہے دیدے
اور بعض اموال وہ ہین جو مسلمانون کی مصلحتون کیلئے ہین جیسے چار خمس فئے کے اور میراثین لاوارثی ہین
تو جو شخص ایسی صفت سے موصوف ہو کہ اُس سے دین یا دنیا کی مصلحت متعلق ہو تو اُسکے لئے روزینہ کی بھی کوئی
مقدار نہین بلکہ امام کی راے پر منحصر ہی اُسکو اختیار ہی کہ چاہے اتنا دے کہ غنی کردے چاہے بقدر کفایت پر
اکتفا کرے جیسی مصلحت وقت اور مال مین گنجایش ہو کر سکتا ہی اور وہ شخص مال لینے ہی سے فاسق ہو جاتا
بلکہ فسق کے یہ حرکات ہین کہ سلاطین کی خدمت اور اعانت کرے اور انکے دربار مین جائے اور تعریف مین
مبالغہ وغیرہ امور کہ بدون انکے مال غالباً نہین ملتا بجالائے۔ غرض کہ سلاطین کے پاس جانا بدون
دو عذرون کے جائز نہین اول یہ کہ انکی طرف سے امر لازمی حاضر ہونیکا ہو نہ پیام اکرامی اور یہ معلوم ہو
کہ اگر مین نہ جاؤنگا تو مجکو ستائین گے۔ یا رعیت کی طاعت فاسد ہو جائیگی اور انتظام درہم برہم ہوگا
تو اس صورت مین اُسپر جانا واجب ہوگا دوسرے یہ کہ اسلئے اُنکے پاس جائے کہ کسی بھائی مسلمان پر سے
ظلم کو دور کرے۔ یا نیت ہو کہ خود لینے اور ظلم نہو خواہ اسکو سمجھانے سے یا فریاد و واویلا کرنے سے اسطرح جانیکی

تیسری یہ کہ تو اس شخص کو ظلم و ربوا سے پہچانتا ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ اس کا کل مال یا اکثر مال حرام ہے جیسے سلاطین اور ظالم لوگ وغیرہ تو انکا مال حرام ہے چوتھی یہ کہ تو پہچانتا ہو کہ اُس کا اکثر مال حلال ہے لیکن حرام سے خالی نہین جیسے ایک شخص کہ سوداگری کرتا ہے اور اوسکے پاس میراث کا مال بھی ہے۔ اُسکے علاوہ پادشاہ کے پاس بھی عمل کرتا ہے تو اب اکثر کے اعتبار سے لینا ہو سکتا ہے لیکن چھوڑ دینا اہم ورع ہے پانچوین یہ کہ تیرے پاس اُس شخص کا حال مجہول ہو لیکن

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳۱) اجازت ہے لیکن اس شرط سے کہ جھوٹ نہ بولے اور نہ تعریف کرے اور جس نصیحت کے قبول ہونے کی توقع ہو اسکو بدون بیان کئے نہ رہے۔ پادشاہون کے پاس جانیکا یہ حکم ہے جو بیان ہوا۔ سلاطین کے قاضیون اور عاملون اور خادمون سے معاملہ کرنا بھی اسی طرح ہے جس طرح پادشاہ سے ہے۔ بلکہ اُن سے زیادہ تر احتیاط چاہیے۔ اور پادشاہ وحکام کے ساتھ اس تشدد کی وجہ یہ ہے کہ معصیت دو قسم کی ہے ایک لازمی اور ایک متعدی۔ فسق اور کفر تصور لازم ہین یعنے ان کا مرتکب اللہ تعالی کا گنہگار ہے اور کسی کو ضرر نہین پہونچاتا اور انکا حساب خدا ے تعالی پر ہے۔ اور حکام کی معصیت ظلم سے ہے اور وہ متعدی ہے۔ اسی وجہ سے انکے باب مین تشدد زیادہ ہے۔ اور جس قدر اُن کا ظلم زیادہ اور عام ہوگا اُسی قدر اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ خفگی کے مستحق ہون گے۔ اسی لئے اُن سے بہت اجتناب کرنا اور اونکی داد و ستد سے بشدت محترز رہنا واجب ہے۔ یہ تمام بیان احیاء العلوم سے مختصر نقل کیا گیا ۱۲)

علامت ظلم کی موجود ہو جیسے قبا اور ٹوپی جو لباس کہ ظالم سپاہیون وغیرہ کی وضع کا ہو تو یہ ظاہری علامت ہو اُس کے مال سے بچنا چاہیئے اور اُس کے پاس بعد تفتیش و دریافت کے کہانا چاہیئے۔ چوتھی یہ کہ تو اُس پر علامت فسق دیکھے نہ علامت ظلم۔ جیسے موچہیان دراز ہون۔ یا آدہے سر کے بال نکال ڈالا ہو۔ یا تو نے دیکھا کہ وہ دوسرے کو گالی دیتا ہو یا اجنبی عورت کو گہورتا ہو۔ اب اگر تو جانے کہ اُسکے پاس مال موروثی یا تجارتی ہو تو اس سبب سے وہ مال حرام نہوگا۔ اور جو تیرے پاس وہ مجہول الحال ہو تو اسمین دیکہنا چاہیئے کیونکہ علامت فسق علامت ظلم سے ضعیف تر

سلہ یہ صورت شک ہے کیونکہ شک اُسکو کہتے ہین کہ ایک امر مین دو اعتقاد ایک دوسرے کے متقابل ہون اور ان دونون اعتقادون کے سبب بہی ایک دوسرے کے متقابل ہون۔ چنانچہ ایسی صورت مین دو احتمال ہوسکتے ہین۔ ایک تو یون کہہ سکتے ہین کہ قبضہ ملک کی دلیل ہے اور یہ علامتین ضعیف ہین تو چاہیئے کہ اس چیز کو تصرف مین لانا درست ہو اور اس کا ترک کرنا ورع مین متصور ہو۔ اور ایک احتمال یہ ہے کہ یون کہئے کہ قبضہ ایک دلالت ضعیف ہے اور اسکے مقابل یہ علامات موجود ہین جن سے شک پیدا ہوگیا تو چاہیئے کہ اسپر اقدام کرنا درست نہو اور ہم اسی دوسرے احتمال کو پسند کرتے ہین اور اسی پر فتوی دیتے ہین۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین دَعۡ مَا یُرِیۡبُکَ اِلٰی مَالَا یُرِیۡبُکَ کہ بظاہر اس حدیث مین امر وجوبی ہے۔ مگر مستحب ہونے کا احتمال بہی پایا جاتا ہے۔ اور ایک وجہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ وہ صدقہ ہے یا ہدیہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے اُس کی کمائی کا حال پوچہا۔ اور یہ سب تحقیقات شک کے مقام مین ہوئین ۱۲۔

بیان شک

دلالت ہی۔ لیکن میرے خیال مین ظاہر تر یہی ہے کہ اُس کا مال حرام نہین کیونکہ ظاہری
قبضہ اور اسلام ملک پر ظاہر تر دال ہے اُس دلالت سے جو علامت تحریم ہے اور
یہ دلالت اُس دلالت مجوسیت و نصرانیت سے جو پانی کی نجاست کیلئے ہے قوی تر نہین
ہو سکتی۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر رضی اللہ عنہ نے اُسطرف
التفات نہین فرمایا۔ لیکن علامت ظلم اس صورت سے مشابہ ہی کہ تُنے ایک ہرن
کو دیکھا کہ پانی مین پیشاب کرتا تھا پھر تُنے اُس پانی کو متغیر پایا اور یہ تغیر پانی کا
بہت دن رہنے سے ہونا ممکن نہ ہو سکے۔ اور پیشاب سے تغیر ہونا ممکن ہی تو اُس
سے بچنا ضرور ہے تا سبب ظاہری کا ہی اعتبار ہو۔ پھر اُسکو یہ سب کچھ ہوے بعد
بھی اپنے دل سے فتوی پوچھنا ضرور ہے اور جو دل مین کچھ خلش آئے تو اُس سے
دور رہی کیونکہ گناہ وہی ہوتا ہی جو دل مین کھٹکتا ہو۔ اس مقام پر ایک نکتہ یاد
رکھنے کا ہی جس سے اہل ورع غافل ہو جاتے ہین وہ یہ ہی کہ جہان ترک یا سوال ورع
ہے تو اُس جائے ترک یا سوال اسطرح کہ جس سے ایذا پہونچے جایز نہین ہے چنانچہ جب
کسی مجہول الحال نے تیرے سامنے کھانا پیش کیا اور تو اُس سے پوچھے کہ یہ کہان سے ہے

ف ۱ اور جب یقین ہو کہ اُسکا اکثر مال حرام ہے تو اُسوقت تفتیش کرنی واجب ہے اور پھر یہ پروا نہ کرنی
چاہیے کہ پوچھنے سے مالک خفا ہو گا۔ اس لئے ظالم کو تو اس سے زیادہ ایذا دینی ضرور ہے۔ اور
غالب یہ ہے کہ اسطرح کا آدمی سوال سے غصہ بھی نہ کرے گا ۱۲۔

ہے تو اُس کو تجھ سے نفرت ہوگی اور ایذا پہونچے گی۔ اور ایذا اور بدگمانی حرام
ہے۔ اور اگر تو کسی دوسرے سے پوچھے گا اور اُسکو اس کی خبر ہو جائے گی تو اور بھی
زیادہ تکلیف پہونچے گی۔ اور جو اس طرح پوچھے گا کہ جو کسی کو نہ معلوم ہو تو یہ تو نے
تجسس اور بُرا گمان کیا اور بعضے گمان تو گناہ ہین۔ اور تہمت وغیبت
مین مبتلا ہوتا ہے۔ اور ورع چھوڑنا حرام نہین ہے۔ اب اگر ترک کرنا ہو تو
نرمی سے کر اور جو بغیر ایذا کے ممکن نہ ہو تو کھا لینا چاہیے۔ کیونکہ مسلمان کا
دل خوش کرنا اور اُسکی ایذا سے بچنا یہ ورع سے ضرورتر ہے۔ اب تو بچتے رہ۔
کہ کہین اُن دہوکہ کہائے ہوئے قاریون مین سے نہو جائے جو ورع کے باریکیون
کو نہین پہچانتے۔ اور تجھے نہین معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے بی بی بریرہ کے صدقہ مین سے تناول فرمایا اور یہ نہ سوال فرمایا کہ یہ صدقہ
دینے والا کون تھا۔ آپ پاس ہدیے آتے تو آپ سوال نہ فرماتے تھے۔ ہان
جو پہلے پہل مدینہ مین تشریف فرمائی ہوئی تو اسوقت سوال فرماتے تھے کہ یہ ہدیہ ہے
یا صدقہ۔ کیونکہ اسمین کسی کو تکلیف نہ تھی۔ اور قرینۂ حالی اس بات کا مقتضی تھا
کہ ممکن ہے کہ وہ ہدیہ یا صدقہ ہو۔ اور جب دعوت آپکو آتی تو قبول فرماتے اور سوال
نہ فرماتے اور جو کبھی آپنے پوچھا وہ نادر طور پر شک کے موقع مین ہے۔

مسئلہ جب سلطان تمکو کوئی مال فقیرون کے دینے کیلئے بھیجے تو وہ دو حال سے خالی نہین - یا تو اُس مال کا کوئی مالک معین ہوگا - اس صورت مین لینا حلال نہین - اور جو معین نہوگا تو بھی بعض علما لینے سے انکار کرتے ہین ہم کہتے ہین اگر تم تین خطرون سے مامون ہو تو لے لینا بہتر ہے اول خطرہ یہ ہو کہ بادشاہ تمھاری لینے سے یہ سمجہہ لے کہ اسکا مال طیب ہے تو ایسی صورت مین مال نہ لو کہ خطرناک ہے کیونکہ جتنی بہتری اس مال کے تقسیم کرنیسے ہوگی تو اس برائی سے کم ہوگی کہ سلطان کو مال حرام پر جرأت ہونیسے ہوگی **دوم** یہ کہ دوسرے لوگ تمھاری پیروی کرین اور لینی کو جایز سمجھین اور مساکین کو نہ دیوین تو یہ خرابی پہلی خرابی سے بھی زیادہ ہے **سوم** یہ کہ بادشاہ نے خاص طور سے تمھارے پاس مال اسلئے بھجوایا تا تمھارے دلمین اسکی محبت پیدا ہو - اگر یہ معاملہ ہو تو ہرگز مال نہ قبول کرو کہ یہ زہر قاتل ہے - اسلئے کہ جسکو آدمی دوست رکھتا ہے اسکے متعلق مداہنت کرتا ہے - تو اس سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ مین سلاطین سے مال لینا گو وہ وجہ حلال ہی سے ہو مذموم ہے اسلئے کہ ان گذشتہ خرابیون سے خالی نہین ہوتا - اور اگر تو کبھی کسی بازار مین غلہ حرام ہے تو کیا اس بازار سے خریدنا چاہئے - مین کہتا ہون کہ اگر حرام کا اکثر ہونا ثابت ہو جاوے تو نہ خرید کر - مگر بعد دریافت - اور اگر تجھے معلوم ہو کہ حرام کثیر ہے[1] لیکن اکثر نہین ہے تو خرید کرنا ہو سکتا ہے - ہان دریافت کرنا ورع ہے - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے

[1] بعض لوگ کہتے ہین کہ ہماری زمانہ مین اکثر اموال حرام ہین - لیکن یہ بات غلط ہے - اور غلطی کی یہ وجہ ہے کہ کثیر اور اکثر کے معنون مین فرق نہین سمجھتے - اور جو چیز کمیاب نہو کہتے ہین کہ وہ اکثر ہے - اور کمیاب اور اکثر کو ایک دوسرے کی ضد سمجھتے ہین - انکے گمان مین ان دونون کے بیچ مین کوئی تیسرا مرتبہ نہین - حالانکہ واقع مین اشیا کی تین قسمین ہین - ایک قلیل جسکو نادر کہتے ہین دوم کثیر سوم اکثر - اب انکی مثالین معلوم کرنی چاہئے کہ

اصحاب اپنے سفرون مین بازارون سے خرید فرماتے تھے باوجود اس علم کے کہ اُن مین سود خوار ہین اور غاصب اور غنیمت کا مال چرانے والے بھی ہین۔ اور اُن سے معاملہ ترک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳۶) کہ خنثٰے خلق مین نادر ہے۔ اور اُسکی بہ نسبت اگر مریض کو دیکھو تو کثیر ہون گے اور ایسے ہی مسافر بھی خنثٰے کی بہ نسبت کثیر ہین چنانچہ کہتے ہین کہ مرض اور سفر عذر عام ہین اور استحاضہ نادر عذر ہے۔ ظاہر ہے کہ مرض نہ تو نادر ہے اور نہ اکثر ہے بلکہ کثیر ہے اور فقیہ بطور آسانی کہدیتے ہین کہ مرض اور سفر عذر عام اور غالب ہے اُس سے اُنکی یہ مراد ہوتی ہے کہ نادر نہین ہین۔ اور اگر یہ مراد نہ ہو تو یہ قول غلط ہوگا کیونکہ اکثر تو تندرست اور مقیم ہوتے ہین اور مسافر اور مریض کثیر ہین۔ اور استحاضہ والی اور خنثٰے نادر ہین جب یہ سمجھ چکے تو ہم یہ کہتے ہین کہ بعضون کا یہ کہنا کہ مال حرام اکثر ہے باطل ہے اس لئے کہ ظلم اور سود اور معاملات فاسدہ کثیر ہو سکتے ہین اکثر نہین کیونکہ اکثر اہل اسلام معاملے شریعت کی شرطون کے موافق کرتے ہین۔ اور گنتی مین اُن لوگون سے زیادہ ہین جو سود وغیرہ کے معاملات کرتے ہین۔ طالب علم کو چاہئے کہ اس تقریر سے معرفت اکثر کا طریق سمجھ لے کہ یہ قدم پھسلنے کی جگہ ہے اور اسمین اکثر علما غلطی کر جاتے ہین عوام کا تو کیا ذکر ہے۔ اور یہ **قاعدہ** یاد رکھنا چاہئے کہ جب اصل اور احتمال غالب کا تعارض ہو تو اصل مذکور صلاحیت سابقہ نہین چھوڑتا تو اصل ان اموال مین یہ ہے کہ تصرفات کو قبول کرین اور تراضی طرفین کی اُن پر ہو جاے۔ اور اس اصل کے مخالف ایک احتمال غالب واقع ہوا ہے جو اصل مذکور صلاحیت سابقہ نہین چھوڑتا تو اُسکی ایسی ہی صورت ہوگی جیسے حکم نجاسات مین کہ جب راستون مین نجاست کا نشان معلوم ہو تو نماز پڑھنی درست ہے کیونکہ راستونکا کیچڑ پاک ہے۔ اور مشرکونکے برتنون سے وضو کرنا جایز ہے باوجودیکہ وہ شراب پیتے اور مردار کھاتے ہین اور جس چیز کو ہماری شریعت نے نجس کہا ہے اُس سے احتراز نہین کرتے تو اُن کے برتن اُن کے ہاتھون سے کیسے صاف بچ رہتے ہون گے۔ علاوہ اسکے ہم قطعی طور سے جانتے ہین کہ اکابر سلف پوستین دباغت دیا ہوا اور کپڑے رنگے ہوے اور

نہین فرماتے تھے۔ اس باب کی شرح دراز ہے۔ اگر منظور ہو تو کتاب الحرام والحلال احیاء العلوم کی دیکھنا چاہئے۔ کیونکہ اس فن مین اس کے جیسی تحقیق کسی اور کتاب مین

سلف کی طہارت کا بیان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳۷) دہوے ہوے پہنا کرتے تھے اور جو شخص دباغت دینے والون اور دہوبیون اور رنگریزون کے احوال کو تامل کرے تو جان لے کہ اکثر نجاست ہی ہوتی ہے اور اُن کے یہان کپڑ و نکا پاک رہنا مشکل ہے۔ اس کے سوا ہمکو یہ بھی قطعًا معلوم ہے کہ اکابر سلف گیہون اور جَو کی روٹی کھایا کرتے تھے اور اُن کو دہوتے نہ تھے باوجودیکہ بیل وغیرہ جو خرمن کو روندتے ہین اناج پر پیشاب اور گوبر کرتے جاتے ہین ایسا غلّہ کم ہوگا جس پر یہ کیفیت نہ گذرے اسی طرح گہوڑون پر پسینے کی حالت مین سوار ہوا کرتے تھے اور اُن کی پیٹہون کو پاک نہ کرتے تھے باوجودیکہ سواریان اکثر نجاستون مین لوٹا کرتی تھین۔ اور یہ بھی دستور تھا کہ راستے مین ننگے پاؤن اور جوتیون کے ساتھ چلتے تھے اور ویسے ہی نماز پڑہ لیتے تھے اور مٹی پر بیٹھ جایا کرتے تھے حالانکہ راستے نجاسات سے صاف نہین رہتے کیونکہ کتّے اور گہوڑے وغیرہ پیشاب اور غلیظ کرتے رہتے ہین۔ اور یہ گمان نہ کرنا چاہئے کہ اس باب مین ہر ایک زمانہ کا حال جدا ہوگا اور کہین یہ نہ سمجھ لین کہ اگلے زمانہ مین راستے دہوے جاتے ہون گے یا جانورون کے گذر سے محفوظ رکھے جاتے ہون گے کیونکہ یہ امر عادت کی رو سے قطعًا محال ہے **غرض** معلوم ہوا کہ اُن لوگون نے اُسی نجاست سے احتراز کیا جو ظاہر ہو یا اُس کی کوئی علامت دالّہ ہو۔ اور جو احتمال غالب کہ احوال پر وہم دوڑانے سے پیدا ہوتا ہے اُس کا اعتبار نہین کیا تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ جس احتمالِ غالب کی کوئی علامت مشتبہ چیز مین نہو اُسکا اعتبار نہین الخ

(احیاء العلوم) ۱۲

نہین ہے اب درالمختار اور اُس کے شروح سے چند مسئلے لکھے جاتے ہین مسئلہ
بیع مالِ غیر متقوم کی باطل ہے یعنے وہ مال جس سے فائدہ لینا مسلمان کو شرعاً جائز
نہین۔ اور اُس ذبیحہ کی بیع بھی باطل ہے جس کے ذبح کے وقت نام خدا عمداً
متروک ہوا اگرچہ کافر کے ہاتھ اُسکو بیچے۔ امام شافعی کے پاس متروک التسمیہ عمداً حلال ہے
اگر ذابح اُسکا مسلمان ہو اس لئے کہ نامِ خدا ہر مسلمان کے دل مین ہے۔ فقیر کہتا ہے
کہ یہ مسئلہ باوجودیکہ مجتہد فیہ ہے اُس پر بھی اُس ذبیحہ کو کافر کے ہاتھ فروخت کرنیکی
بھی اجازت نہین دیگئی۔ وہ اشخاص خصوص بعضے علما ومشائخین اس سے عبرت
لین۔ اور سیندھی اور شراب کی بیع اور اُس کے محکمہ مین ملازم رہنے سے اجتناب
کرین ضعیف اقوال کو اپنے شکم پروری کے لئے اختیار کرکے دین کو نہ برباد کرین
مسئلہ حرام کی حرمت منتقل ہوتی رہتی ہے اگرچہ دست بدست منتقل ہوا ہو اور تبدیل
املاک بھی ہوی ہو۔ کیونکہ بسبب علم کے حرمت متعدد ہوتی ہے تو اس سے معلوم ہوا
کہ مالِ مسروق اور طعامِ مغصوب کی خریداری حرام ہے مگر یہ کہ غارت گر اور غاصب اُسکی
قیمت ادا کرے یا مالک اُسکو معاف کردے تو اب اُسکو مول لینا درست ہے۔ اور اسی
طرح اگر وارث جانے کہ مورث نے فلان فلان شخص کا مال چوری یا غصب یا رشوت
سے لیا تھا اُسپر واجب ہے کہ اُن کو یا اُن کے وارثون کو مالِ مذکور پھیر دے۔ اگر

نہ واپس کریگا تو وارث کے لیئے وہ مال حرام ہے۔ اور اگر مال والون کو نجانے لیکن مالِ
حرام کو بعینہ جانتا ہے تو بھی حلال نہین بلکہ اُس مال کو بہ نیت مال والے کے خیرات کردے
(یعنے یہ نیت کرکے کہ اُس مال کا ثواب صاحبِ مال کو پہونچے) اور جو مال مختلط ہوگیا
ہو اور اُس کے مالکون کو نہ جانتا ہو اور حرام کو بھی بعینہ نہ پہچانتا ہو تو بطور حکم کے حلال
ہے لیکن دینداری کے لحاظ سے اُس سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے مسئلہ خبیث مال پر زکوۃ
واجب نہین گو بقدرِ نصاب ہو۔ کیونکہ اُس کل مال کا خیرات کرنا واجب ہے۔ تو بعض کا
تصدق کسطرح مفید ہوگا مسئلہ حرامِ قطعی کو خیرات کرکے ثواب کی امید رکھنے سے
آدمی کافر ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس نے حرام کو حلال سمجھا جب ہی تو ثواب کی امید بندھی اور
اگر فقیر نے لیکر اُس کے لئے دعا کی۔ اور ایک غیر شخص نے آمین کہا باوجود علمِ حرمت
کے تو یہ سب کافر ہوے۔ فقیر پر ہی منحصر نہین اگر اُسی حرام کے مال سے مسجد
بنائی یا اور کوئی تقرب کا کام کیا تو بھی کافر ہوگا کیونکہ علت ایسی شے مین امیدِ ثواب
ہے کہ جو مستحقِ عقاب ہے۔ اور یہ اُسیوقت ہوگی جب اُسکو حلال سمجھیگا مسئلہ طحطاوی
مین حموی سے منقول ہے کہ جو عشر و خراج خلافِ شرع لیگا تو ظالم ہوگا اور جو اُسکو
حلال جانکر لے وہ کافر ہے۔ اور ہمارے زمانے کے حاکم فاسق اور ظالم ہین اسلیے
کہ وہ خراج وغیرہ کو خلافِ شرع خرچ کرتے ہین۔ اور اہلِ استحقاق کو محروم کرکے اُسکو

بیان محصول

بیہودہ اپنے عیش وآرام مین صرف کرتے ہین" عاشرؔ وہی ہے جسکو امام نے راہ مین تاجر مسافرون سے جوان کے ساتھ مال ہو اُسکا صدقہ وصول کرنیکے لئے مقرر کیا ہو۔ اب جو عاشر لیتا ہے وہ بطور زکوٰۃ لیتا ہے۔ پس جو تاجر مال پر ایک سال گذرنیکا انکار کرے۔ یا کہے کہ مین نے تجارت کی نیت نہین کی یا کہے کہ میرے ذمہ دَینِ محیط ہی یا اسقدر دَین کہ بعد ادائی کے مال بمقدارِ نصاب نہین رہتا۔ یا کہے کہ مین دوسرے عاشر کو دیچکا ہون اور وہان دوسرا عاشر بھی ہو۔ اوران سب صورتون مین قسم بھی کھائے تو اُسکا قول مانا جاے۔ ہان جو یہ کہا کہ مین فقیرون کو شہر مین ادا کرچکا ہون تو اُسکا قول نہ مانا جائیگا۔ اس لئے کہ جو مال عاشر کے سامنے آیا ہے اُس مین زکوٰۃ لینا امام کا حق ہے اور پہلا دیا ہوا نفل ہو جائیگا۔ اور عاشر مال والے سے بموجب اُسکے بیان کے زکوٰۃ لے۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے لَا تُنَبِّشُوا عَلَی النَّاسِ مَتَاعَھُمْ یعنے لوگون کے سامان ومتاع کی تفتیش نہ کرو۔ اور جو عاشر مال والے کو متہم جانے تو اُسکو قسم دیوے اور مسلمانون سے چالیسوان حصہ اور کافر ذمی سے

۱؎ اس سے ساعی نکل گیا۔ کیونکہ ساعی وہ ہے کہ جو قبائل مین جاے تا کہ مواشی کا صدقہ مواشی کے مکانون پر پہونچکر وصول کرے۔ ۲؎ اور اموال باطنہ جو مکان مین ہین اگر عاشر کو خبر بھی کرے تو انمین سے نہین لے سکتا (بحرالرائق) ۱۲

بیسوان حصہ اور حربی سے دسوان حصہ لیا جائے۔ بشرطیکہ مال ہر ایک کا نصاب کے موافق ہو۔ کیونکہ نصاب سے کم معاف ہے۔ اور نصاب سے کم مال مین سے کچھ لینا ظلم ہے۔ حربی سے ایک بار عشر لیا گیا تو دوبارہ اُس سے اُسی سال مین نہ لیا جائے مگر یہ کہ دار الحرب کو لوٹ جائے۔ **فقیر** کہتا ہے کہ اسلام کی تو یہ مہربانی ہے کہ حربی سے بھی یہانتک رعایت کی گئی۔ اور ذمیون کے لئے تو اس مقدمہ مین صاف کہدیا کہ لَهُمْ مَا لَنَا اب افسوس ہے اُن لوگون پر کہ جو محصول لینے مین نہ سال گذرنے کا خیال کرتے ہین (بلکہ اگر مسافر سال مین دس مرتبہ آئے تو ہر بار اُس سے محصول لین گے) اور نہ نصاب کا خیال کرتے ہین (بلکہ اگر ایک روپے یا دو روپیہ کی چولی یا رومال ہو تو محصول لے لیتے ہین) اور نہ دین و قرض سے سوال کیا جاتا ہے کہ یہ مال دین سے فارغ ہے۔ اور یہ تجارت کیلئے لایا گیا ہے (بلکہ اگر حاجی حج سے ہدیہ ہی لیکر آتا ہے تو اُسکا بھی محصول لیا جاتا ہے) حضرت

---

[1] یہ اُسوقت ہے کہ جب ہمکو نہ معلوم ہو کہ کافر حربی مسلمانون سے کسقدر لیتے ہین۔ پس اگر معلوم ہو تو اُسیقدر لیا جائے جسقدر وہ مسلمانون سے لیتے ہین تا مکافات ہووے۔ اور جو کفار مسلمانون سے جو دار الحرب مین جائین کل مال لیتے ہون تو ہم لوگ کل مال نہ لین گے بلکہ اسقدر اُس کے پاس چھوڑ دین گے کہ اُسکو اپنے مامن تک پہونچا دے واسطے ثبوت حق امان کے۔ اگر وہ نصاب سے کم مال مین لیتے ہون تو بھی ہم نہ لین گے۔ کیونکہ یہ ظلم ہے اور ظلم مین کسیکا اتباع نہین۔ اور جبکہ وہ ہم سے نہ لیتے ہون تو ہم بھی اُن سے نہ لیوین تاکہ وہ نہ لینے پر ثابت رہین۔ اور اسلئے کہ اتمام مکارم اخلاق کے ہم زیادہ مستحق ہین (فائدہ) اور یہ کافرون سے بجائے جزیہ کے ہے کیونکہ جزیہ کی قسم یہ ہے جزیہ مال۔ جزیہ زمین۔ جزیہ راس (رد المحتار) ۱۲

کافرون سے کمی نصاب کے کل مال میں محصول لینا چاہئے

عمر نے تو لاتفتشوا۔ اور ایک روایت مین لاتنبشوا۔ اور نبش وہی چھپی ہوی شے کو ظاہر کرنا ہے۔ جسکی ممانعت آئی ہے (اب اظہار روا براز اس حد تک پہونچا ہے کہ توشہ تک کہولا جاتا ہے فقیر بارہا اس عذاب مین مبتلا ہو چکا ہے۔ امراء اس مصیبت کو کیا جانین وہ تو بگی مین بیٹھ کر چل نکلے۔ حالانکہ محل شبہ وہی لوگ ہین۔ اور انھین سے محصول بھی زیادہ وصول ہونیکی امید ہے۔ لیکن یہ چپراسی غریبون کے ہی حریف ہین۔ قاعدہ ہے کہ بلا بھی جب عام ہوتی ہے اتنی بری نہین معلوم ہوتی۔ لیکن چونکہ اللہ تعالے نے دار آخرت مین اس کے برعکس معاملہ رکھا ہے کہ اغنیا اپنے حساب مین محبوس رہین گے اور فقرا ان سے پہلے پانسو برس آگے جنت مین جاینگے اس لئے یہ ان کے ترقی مقام کے اسباب ہین۔) احادیث مین ایسے ہی محصول لینے والے کے لئے وعید آئی ہے اِنَّ اللّٰہَ یَدْنُوْ مِنْ خَلْقِہٖ اَیْ بِرَحْمَتِہٖ وَجُوْدِہٖ وَفَضْلِہٖ فَیَغْفِرُ لِمَنْ شَاءَ اِلَّا لِبَغِیٍّ بِفَرْجِھَا اَوْ عَشَّارٍ۔ یعنی متعلق مقام یہ ہے کہ عشار کو اللہ نہ بخشیگا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ صَاحِبُ مَکْسٍ الْجَنَّۃَ قَالَ یَزِیْدُ بْنُ ھٰرُوْنَ یَعْنِیْ الْعَشَّارُ یعنے عشار جنت مین داخل نہ ہوگا۔ حافظ منذری فرماتے ہین کہ اب لوگ عشر بھی لیتے ہین اور ایک دوسرے قسم کا محصول لیتے ہین جس کا کچھ نام نہین۔

لہ طبرانی ۲ہ رواہ ابوداؤد وابن خزیمہ فی صحیحہ والحاکم عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ ۱۲

يَاْخُذُوْنَهٗ حَرَامًا وَّسُحْتًا وَّيَاْكُلُوْنَهٗ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا تَجِّجُهُمْ فِيْهِ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ[1] اور عشر لینا اسوقت جایز ہوتا کہ عاشر تاجروں کی
چوروں سے حفاظت بھی کرتا اور انکو اُن سے بچاتا۔ اور یہ تو شہر کے دروازہ پر بیٹھا رہتا ہے
اور چوروں اور ڈاکوؤں سے زیادہ تاجروں کو ہی تکلیف دیتا ہے۔ اور جبراً اُن سے
محصول لیتا ہے۔ چنانچہ شامی[2] فرماتے ہیں۔ وَقَدَّمْنَا اَيْضًا اَنَّهٗ لَابُدَّ مِنْ شَرْطِ اَنْ يَّاْمَنَ
بِهِ التُّجَّارُ مِنَ اللُّصُوْصِ وَيَحْمِيْهِمْ مِنْهُمْ وَهٰذَا يَقْعُدُ عَلٰى اَبْوَابِ الْبَلْدَةِ وَ
يُؤْذِي التُّجَّارَ اَكْثَرَ مِنَ اللُّصُوْصِ وَقُطَّاعِ الطَّرِيْقِ وَيَاْخُذُهٗ مِنْهُمْ قَهْرًا مسئلہ
اگر خلاف[3] شرع محصول لینے والا محصول میں کوئی شے لیکر دوسرے کو دے پھر اُس سے
ایک اور شخص لیوے تو بھی (اس ثالث کو) حرام ہے بشرطیکہ اُس کا علم ہووے۔ اور
جو علم نہ ہووے تو حنفیہ کہتے ہیں کہ حرام دو شخصوں کے ذمے پر نہیں ہوتا مسئلہ بعضے محصو

---

[1] یہ اُسکو بطور حرام لیتے اور انگارے اپنے پیٹ میں ڈالتے ہیں ان کے سارے دلائل اس مقدمہ میں اللہ کے
پاس باطل ہیں اُن پر غضب اور اُن کے لئے عذاب شدید ہے (ابن حجر زواجر میں) [2] رد المحتار جلد ثانی باب العاشر
صفحہ ۴۲ [3] رد المحتار جلد چہارم باب البیع الفاسد صفحہ ۴۴ انقل الحموي عن سيدي عبدالوهاب
الشعراني انه قال في كتابه المنن وما نقل عن بعض الحنفية من الحرام لايتعدى ذمتين
سألت عنه الشهاب بن الشلبي فقال هو محمول على ما اذا لم يعلم بذلك اما لو رأى المكاس مثلاً يأخذ
من احد شيئا من المكس ثم يعطيه آخر ثم يأخذه من ذلك الآخر آخر فهو حرام ۱۲

لینے والے صاحبِ مال سے قیمت دریافت کرتے ہین تو وہ بسبب خوفِ محصول کی قیمت
کم بتلاتا ہے تو اُسی حساب سے اُسکی ڈیوڑھی قیمت لگاکر خود خرید لیتے ہین حالانکہ وہ اُس
قیمت پر دینے ہرگز راضی نہین۔ پھر دوسرے اشخاص باوجود علم کے اُس عشّار سے لیتے
ہین حالانکہ مسئلہ سابق کے لحاظ سے دونون بھی حرمت مین مبتلا ہوتے ہین۔ کیونکہ
صاحبِ کنز فرماتے ہین اَلْبَیْعُ مُبَادَلَۃُ الْمَالِ بِالْمَالِ بِالتَّرَاضِی شامی نے بیع کے شرائط
صحت پچیس بتلائے جس مین سے رضا بھی ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مکرَہ کی بیع فاسد ہے
اور اُسکی اجازت پر موقوف ہے۔ اگرچہ وہ جبر و خوف سے صیغۂ عقد کہتا ہے لیکن وہ
اُس کے ثبوتِ حکم سے راضی نہین۔ اختیار کسی شے کا ارادہ کرنا ہے اور رضا اُس کو پسند
کرنا اور اچھا سمجھنا ہے۔ اور جس کسی پر جبر کیا جاتا ہے وہ اُسکو اختیار کرتا ہے لیکن اُس سے
راضی نہین ہوتا اور جب ارادہ و رضا مین فرق ہوا تو اسی لحاظ سے کہا گیا کہ معاصی اور
قبائح اللہ کے ارادہ سے ہین لیکن اُسکی رضا سے نہین **فقیر** کہتا ہے کہ سابق کے علمانے
سب کچھ لکھا اور ہر طرح سے ڈرایا لیکن ہمکو مال کی محبت مین کچھ نہین سوجھتا۔ حیدرآباد
ہی پر موقوف نہین عرب مین بھی یہی ظلم ہو رہا ہے۔ مین یہ نہین کہتا کہ سب لوگ ملازمت
چھوڑکر خانہ نشین ہوجائین بلکہ یہ کہتا ہون کہ بعض ملازمت صریح حرام ہے بعض حرام سے
قریب تر۔ بعض حلال سے قریب تر۔ بعض حلال ہے۔ تو جہان تک ہوسکے حلال اور

سلہ تاجرون کی عادت ہی کہ ہمارے حیدرآباد مین جو مال انگریزی علاقہ سے کمپنی روپیے کے حساب سے خریدا جاتا ہی وہ حیدرآباد کے حالی روپیہ سے دیوڑی قیمت پر فروخت کرتے ہین تا محصول و نفع وغیرہ سب نکل آئے۔ سلہ جیسے کہ جبر کیا گیا ہو ۱۲

حلال کی قربت ڈھونڈھے گو ماہوار کم ہو تو ہو اور جب تک حلال طیب نہ ملے خود کو قصور وار سمجھے۔ اور جہان تک ہو سکے اُس خدمت کی برائیان دور کرنیکی کوشش کرے اور خلق خدا کے آرام مین ساعی رہے اور حق العباد سے بہت بچتا رہے۔ خدا اُمرا کو توفیق دے کہ کارخانہ صنعت وحرفت کھولین تا ہزارہا آدمی پرورش پائین۔ بمبئی وغیرہ مین اسی صنعت وحرفت کے بدولت مخلوق فارغ البال ہے۔ صیغہ ملازمت بہت ہی کم ہے۔ **غرض** مسلمان آدمی مال کی طلب مین دین کو برباد نہ کرے۔ اور کافرونکی طرح یہ نہ سمجھ لے کہ مال واولاد کا حاصل ہونا اللہ کے تقرب کی علامت ہے۔ بلکہ یہ بھی ایک آزمایش ہے چنانچہ فرماتا ہے اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ٥ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ٥ کیا وہ سمجھ رہے ہین کہ یہ جو ہم انھین مال واولاد کی ترقی دے رہے ہین تو ہم اُن کے لئے بھلائیون کو سرعت سے پہونچا رہے ہین (نہین) بلکہ یہ لوگ سمجھتے ہئین۔ کافرون کے لئے مال واولاد باعث طغیانی اور سرکشی ہے۔ اور اگر مسلمانون کے لئے باعث تفرقہ ہو تو یہ اُن کے لئے فتنہ ہے۔ ہان جو بات مین مال ہو دل مین خدا کی یاد ہو۔ اور وہ مال بھی اسی کی راہ مین صرف ہو تو یہ اُس حدیث کا مصداق ہے کہ وہ مال اچھا ہی جو نیک آدمی کے لئے ہووے۔ اولاد سے بھی یہی مقصود ہو کہ میرے بعد اگر زندہ رہے گی تو میرے لئے دعا کرے گی۔ اور جو سامنے

مرجائے گی تو صبر کرکے اُسکا ثواب بھی خدا سے لوںگا۔ خلوص وصدق یہی ہے کہ آدمی سوائے
حضرتِ حق کے اور کسی شے سے خوش نہ ہووے۔ بلکہ اُسکی فرحت مشاہدہ عزت وعظمت
وجلالِ احدیّت وجمالِ قدس سے ہووے۔ اور جو شخص مال واولاد سے دل لگائے گا تو
اُسکی جناب سے منقطع ہوجایگا۔ اب اسی لئے اُن لوگون کے اوصاف بیان فرماتا
ہے جو نیک کامون مین سبقت کررہے ہین اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ 5
مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ 5
وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ یُسٰرِعُوْنَ 6
فِی الْخَیْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝ البتہ جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرنیوالے
ہین۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتون کا یقین رکھتے ہین۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار
کے ساتھ شریک نہین کرتے۔ اور جو لوگ دیتے ہین جو کچھ کہ دیتے ہین اور اُن کے دل
ڈرتے ہین کہ اُن کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے۔ یہی لوگ ہین کہ نیک کامون مین

یُؤتُون ما اَتَوا قال ابن عباس یعطون ما اعطوا۔ اخرجہ عبدالرزاق (در) ایک شاذ قرارت
مین یاتون ما اتوا مروی ہے چنانچہ امام احمد نے اُمّ المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ اور یہ
آپ ہی سے مروی ہے آپ فرماتے ہین کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اس قول مین والذین یُؤتون ما
اتوا کیا وہ شخص ہے کہ جس نے چوری کی اور زنا کیا اور شراب پی اور اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے۔ آپنے فرمایا اے صدیق کی بیٹی یہ لوگ وہ نہین
بلکہ یہ وہ لوگ ہین کہ نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے اور زکوٰۃ دیتے ہین باوجود اسکے خوفناک ہین کہ یہ خدمت اُن سے قبول نہو۔ ترمذی وابن ابی حاتم نے بھی روایت کی

(ابن کثیر)

جلدی کرتے ہین اور وہی اس کے لئے سبقت کرنے والے ہین یعنے باوجود اچھی کام ہونے
اللہ سے ڈرتے ہین حسن بصری فرماتے ہین کہ "مومن نیکوکاری کے ساتھ خوف حاصل
کرتا ہے اور منافق بدکاری کے ساتھ بےخوفی جمع کرتا ہے" یہ مثل اسی پر صادق آتی ہے کہ
چوری سو چوری اسپر سرزوری بعض مشایخ نے فرمایا کہ "عارف کو بہ نسبت اپنی معصیت
کے اپنی طاعت سے زیادہ خوف ہے کیونکہ معصیت توبہ سے مٹ جاتی ہے۔ اور طاعت
تو باقی رہتی ہے تو اب اسکا مطالبہ ہے کہ صحت کے ساتھ اخلاص وصدق سے ادا ہوئی
تھی یا نہین" فقیر کہتا ہے کہ جو کچھ دیجے گا (یعنے جان تک بھی اگر دی) تو پھر بھی خوف اسلئے
ہے کہ جب صاحب علت کی ہر شئے ناقابل ہے تو پھر کس طرح قبول ہوگی ؎

کیا نذر دیکو نگا مین مفلس ہون ای حضور   دل بھی پھٹا ہوا ہے جگر بھی پھٹا ہوا

اور جب عظمت وجلال الٰہی کو آدمی پہچانتا ہے تو تمام مخلوقات محض نابود معلوم ہوتی
ہے اور اسکا کیسا ہی نیک عمل ہو اسپر بھروسا نہین ہوتا۔ اور عارف سمجھ جاتا ہے کہ میرا
عرفان اس لایق نہین کہ اسکی شان پاک تک میری رسائی ہو۔ تو اسوقت مین یہ
شعر بار بار پڑھتا ہے ؎

گر نشاید بدوست رہ بردن   شرط یاریست در طلب مردن

؂ ابن جریر وابن ابی حاتم (در) ۱۲

اور کبھی اِس شعر کا ورد کرتا ہے ؏

جہان سی شکل کو تیری ترس ترس گذرے	جو تجھ بِس نہ جِلا اپنے جی سے بس گذرے

بعد بیانِ کیفیتِ اعمال مومنین مخلصین کے فرماتا ہے کہ کسی کو بھی ہم اُسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ۔ وَلَا نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ۝ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ اور ہم کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتے مگر اُسکی گنجایش کے موافق ۔ اور ہمارے پاس ایک کتاب ہی جو سچائی کے ساتھ ہر شخص کا

تُھْجِرُون سے نافع سا تہ ضم تا اور کسر جیم افعال سے یعنے بیہودہ بکتے ہین ۱۲

مُتْرَفِیهِم ۔ اترفته النعمة ای اطغته (مختار) نسائی نے ابن عباس سے روایت کی کہ آیت مین جو معذبین ہین وہ اہل بدر ہین (در) یجئرون ۔ قال ابن عباس یستغیثون ۔ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے تخریج کی (در) الجؤار کالخوار یقال جأر الثور یجأر جؤارا ای صاح وجأر الی الله تضرع بالدعاء (مختار) تنکصون ۔ النکوص الاحجام عن الشئ یقال نکص علے عقبیه ای رجع و بابه دخل وجلس (مختار) سامرا ۔ السمر الحدیث باللیل وبابه نصر (مختار) تھجرون ۔ الهجر ضد الوصل وبابه نصر والهجرة بالفتح ایضا الهذیان وقد هجر المریض من باب نصر فهو هاجر والکلام مهجور ۔ والهجر بالضم الاسم من الاهجار وهو الخنا والافحاش فی المنطق (مختار) مستکبرین ۔ سامرا تهجرون یہ تینون حال ہین ۱۲

بیان کرتی ہے۔ اور اُن پر ظلم نہین کیا جاتا۔ بلکہ اُن (کافرون[1]) کے دل اس (قرآن)
کی طرف سے غفلت مین ہین اور سوا اس (شرک) کے اُن کے اور بھی اعمال (بد) ہین
جنھین وہ کر رہے ہین۔ (یہ غفلت ہی مین پڑے رہین گے) یہانتک کہ جب ہم انکے
آسودہ لوگون کو عذاب کے ساتھ پکڑین گے تو وہ فوراً فریاد کرنے لگین گے۔ (کہا جائیگا
کہ) آج فریاد نہ کرو بے شک تم ہم سے مدد[3] نہین پا سکتے (کیونکہ) میری آیتین تمکو سنائی
جاتی تھین تو تم اُس (قرآن) کے ساتھ سرکشی کرتے ہوے قصہ کہتے ہوے فحش بکتے
ہوے اپنی ایڑیون پر لوٹ جاتے تھے۔ ان آیات[2] مین چند باتین ارشاد فرمایا (۱) ہم
کسی نفس کو تکلیف نہین دیتے مگر اُسکی وسعت کے موافق۔ چنانچہ نماز اگر کھڑے ہو کر نہ
ادا ہو سکے بیٹھ کر پڑھے اور جو بیٹھ کر بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھے۔ اسی طرح

---

[1] ابن عباس اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ ان کافرون کے سوائے شرک کے اور بھی اعمال بد ہین کہ وہ لامحالہ اُن کو کرنے والے ہین۔ درمنثور مین عبد بن حمید و ابن منذر و ابن حاتم سے ۱ ور عبدالرزاق و ابن جریر و غیرہ قتادہ سے کردہ کا فرعمل مومنین سے غفلت مین ہین اور ان کے اعمال مسلمین مخلصین کے اعمال (یعنے خوف حق وغیرہ مذکورہ) کے سوا ہین (درمنثور) [2] یہ کی مرجع آیات یعنی کتاب کے ہے۔ یا تالی (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) مراد ہین یعنے قرآن سے یا آپ سے تکبر کرتے۔ قرآن کو جادو اور آپ کو جادوگر کہتے۔ شب مین یہی باتین کیا کرتے ۱۲

[3] یا یہ کہ کوئی ہمارے مقابلہ مین تمھاری مدد نہین کر سکے گا۔ نیشاپوری نے فرمایا ای لاتغاثون من جهتنا ولا تمنعون منا ۱۲ -

اپنی معرفت کی تکلیف بقدر اپنی شان کے نہین دی بلکہ بندون کی وسعت کے موافق

اور اگر بندون کو بقدر اپنی شان کے معرفت کی تکلیف دیتا تو کسی کو بھی معرفت نہ حاصل

ہوتی کیونکہ قدر الٰہی کو سواے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا ہے

توان در بلاغت بہ سحبان رسید		نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

(۲) صحایفِ اعمال کا بیان ہے جس مین کسی طرح کا ظلم نہوگا۔ نیکیون مین تو کچھ کمی

نہ ہوگی۔ اور خداے تعالے بہت سی برائیون کو مسلمانون سے معاف کر دیگا۔ (۳)

کافرون کی غفلت وضلالت کا بیان ہے کہ انہون نے اللہ کی کتاب سے ٹھٹھا کیا۔ اور

رات کو بھی وہی چرچا رہا وقت عذاب اُنکی فریاد بھی نہ سنی جاے گی۔ اور اِس آیت

مین شب مین سواے طاعت الٰہی کی گفتگو کرنے کی بھی مذمت ہے قرطبی نے کہا

بعد نماز عشا کلام مکروہ ہے کیونکہ نمازین کفارہ سیأت ہین جب نماز پڑہی گئی تو عبادت

پر نامۂ اعمال ختم ہوا اسی طرح سو جانا اچھا ہے نہ یہ کہ خاتمہ لغو و باطل پر ہو۔ ہان علمی

مذاکرہ ہو (یا اپنے قلب سے بات چیت ہو) تو یہ سونے سے اچھا ہے۔ اور جو مولنت

کے لئے بات کرے تو پھر آخر کلام حمد و استغفار پر ہووے

بعد نماز عشا کلام کرنا مکروہ

جز یاد دوست ہر چہ کنم جملہ ضایعست		جز سر شوق ہر چہ بگویم بطالتست

بعد بیان احوال کفار انکار و فرماتا ہے اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَاءَهُمْ مَّا لَمْ يَأْتِ

اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ
جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ
السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝
اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ 23-
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝ 23-
وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ تو کیا انہون 23-

نے اس بات (یعنے قرآن) مین غور نہین کیا (کہ انکو کلام آلہی کا ثبوت ہوجاتا) یا
اُن کے پاس وہ چیز آئی جو اُن کے اگلے باپ دادا کے پاس نہ آئی تھی۔ کیا انہون نے
اپنے رسول کو نہین پہچانا جو یہ اُن کے منکر ہوگئے یا کہتے ہین کہ اُس (رسول) کو جنون ہے

(حاشیہ: خراجاً حمزہ وکسائی ساتھ الف کے — الربع)

بل اتیناهم بذکرهم۔ قال ابن عباس بیّنا لهم۔ ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے تخریج کی (در)
خرجاً۔ اجراً۔ عبدالرزاق وابن جریر وغیرہ حسن سے (در) خرج مقابلہ مین دخل کے مستعمل ہوتا ہے اور غالب استعمال
اسکا زمین کے محصول مین ہوتا ہے چونکہ وہ لازم یعنے ہرسال مین ہوتا ہے اور کثرت سے ہوتا ہے تو یہ ترجیح ہوا۔
اسی لئے عطاے آلہی کو اسی لفظ سے تعبیر فرمایا۔ لناکبون۔ قال ابن عباس عن الحق عادلون۔ ابن جریر وابن
منذر وابن ابی حاتم نے تخریج کی (در) نکب عن الطریق عدل وبابه نصر (مختار) للجّوا۔ اللجاج التمادی
فی الشئ۔ یعمهون۔ العمه الحیرة وعمی البصیرة (خفاجی) العمه التحیر والتردد وقد عمه من
باب طرب فهو عمه وعامه والجمع عمهٌ (مختار) ۱۲

(ہرگز انھین جنون نہین) بلکہ وہ اُن کے پاس حق بات لائے ہین اور اُن مین کے اکثر لوگ حق بات سے نفرت کرتے ہین۔ اور اگر حق اُنکی خواہشون پر چلے تو بیشک آسمان اور زمین اور جو کچھہ اُن مین ہے خراب ہوجاے۔ بلکہ ہم اُن کے پاس اُنکی نصیحت لائے ہین تو یہ اپنی نصیحت سے منہ پھیرتے ہین۔ (اے نبی) کیا تم اُن سے کچھہ اجرت مانگتے ہو پس تمھارے پروردگار کا اجر بہتر ہے اور وہی بہتر روزی دینے والا ہے۔ اور بیشک یقیناً (اے نبی) تم تو اُنکو سیدہی راہ کی طرف بلارہے ہو۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہین لاتے وہ بیشک اس راہ سے پھرے ہوے ہین۔ ان آیات مین اقدام کفر کے اسباب بتلاتا ہے (۱) کافرون نے قرآن مین غور نہ کیا اگر غور کرتے تو کوئی شبہ نہ رہتا اور اُسکی حقیقت ثابت ہوجاتی (۲) خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس کوئی نئی بات نہین لائے ہین بلکہ اُن کے آبا اولین کے پاس جو اسمٰعیل و اسحٰق وغیرہم انبیاء کرام علیہم السلام لائے تھے یہ وہی رسالت و نبوت متوارث چلی آرہی ہے (۳) کیا وہ رسول کو نہین پہچانتے تھے جو اس سبب سے انکار کیا بلکہ وہ خوب واقف تھے کہ آپ قبل نبوت محمد امین اور صادق اور دیانت دار مشہور تھے[1] پھر جو بندون سے جھوٹ نہ بولے

[1] ہرقل بادشاہ روم نے ابوسفیان کو جسوقت کہ یہ ملک شام مین تجارت کو گئے تھے بلا کر چند سوالات کیے اور بعد جوابات ہر ایک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت کی سوالات یہ ہین (۱) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم مین نسب کے اعتبار سے کس درجہ کے ہین۔ ابوسفیان نے جواب دیا کہ وہ نسب والے ہین۔ (۲)

اسلام کی حقیقت پر بادشاہ روم کے دلائل

وہ خدا پر جھوٹ کس طرح باندھیگا اور کس طرح یہ تہمت کریگا کہ مین اُسکا بھیجا ہوا ہون (۴)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵۳) آپ کے پہلے بھی کسی نے تم مین سے یہ بات کہی ہے (یعنے نبوت کا دعوے کیا ہے)
ابوسفیان نے کہا نہین۔ (۳) کیا آپ کے باپ دادا مین کوئی بادشاہ گذرا ہے۔ جواب دیا کہ نہین (۴)
امرا آپکی پیروی کر رہے ہین یا ضعفاء وغربا جواب دیا کہ ضعفاء (۵) آنحضرت کے متبعین روز بروز بڑہتے جاتے ہین
یا کم ہوتے ہین۔ جواب دیا کہ زیادہ ہوتے جاتے ہین (۶) کیا کوئی شخص آپ کے دین مین داخل ہوے بعد
پھر اُس دین کو بُرا سمجھکر پلٹ جاتا اور مرتد ہو جاتا ہے جواب دیا کہ نہین (۷) قبل اس دعوی نبوت کے کبھی
تم نے اُنھین جھوٹ سے بھی منسوب کیا ہے۔ جواب دیا کہ نہین (۸) کیا آپ غدر کرتے ہین یعنے مدت صلح
ٹہراکر پھر اُسمین لڑتے ہین۔ جواب دیا کہ نہین (۹) تم کو کس بات کا حکم کرتے ہین۔ جواب دیا کہ کہتے ہین
اللہ وحدہ کی عبادت کرو۔ اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور تمھارے باپ دادا جو کہتے ہین وہ
چھوڑ دو۔ اور نماز اور راستی اور عفت اور صلہ رحمی (یعنے ناتا ملانے) کا حکم کرتے ہین۔ پھر ہرقل نے ابوسفیان
سے کہا کہ مین نے تم سے اُن کے نسب سے پوچھا۔ تم نے کہا کہ وہ شریف خاندان کے ہین۔ تو اسی طرح جتنے
رسول ہوتے وہ اپنی قوم مین نسب والے ہوے۔ پھر مین نے پوچھا کہ تم مین سے کسی نے اسطرح کہا ہے۔
تم نے کہا نہین۔ اسلئے مین کہتا ہون کہ اگر آپ کے پہلے بھی کسی نے اسطرح کہا ہوتا تو البتہ مین سمجھتا کہ یہ شخص
بھی اُس قول کی اقتدا کرتا ہے جو پہلے اُن سے کہا گیا ہے۔ پھر مین نے سوال کیا کہ آپ کے باپ دادا مین
کوئی بادشاہ تھا۔ تم نے جواب دیا کہ نہین۔ اب مین کہتا ہون کہ اگر آپ کے باپ دادا مین کوئی بادشاہ
ہوتا تو مین کہتا کہ یہ ایسا شخص ہے (کہ اس حیلہ سے) اپنے باپ کے ملک کا طلبگار ہے۔ پھر مین نے
تم سے پوچھا کہ جو کچھ اُنہوں نے کہا ہے اس کہنے کے پہلے بھی کبھی تم اُنکو جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے۔

یہ کہ آنحضرت کو انھون نے دیوانہ کہا۔ افسوس کافرون نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ یہ عمدہ اعمال

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵۴) تم نے بیان کیا کہ نہین۔ پس مین پہچانتا ہون کہ یہ ہو نہین سکتا کہ وہ لوگون سے
تو جھوٹ نہ بولے اور اللہ تعالے پر جھوٹ باندہے پھر مین نے پوچھا تھا کہ اشراف ناس آپکی پیروی کر رہے ہین
یا ضعفا۔ تم نے بیان کیا کہ "ضعفا"۔ حالانکہ یہی لوگ رسول کے پیرو ہوتے ہین (یعنے ابتدا مین اُمرا و اشراف
اپنے جیسے کی پیروی کو عیب سمجھتے ہین۔ پہلے پہل یہی غربا و ضعفا معتقد ہوتے ہین تو پھر آخر مین وہ بھی شریک
ہو جاتے ہین چنانچہ اسلام مین اسی طرح ہوا) پھر مین نے تم سے سوال کیا کہ زیادہ ہوتے ہین یا کم۔ تم نے
بیان کیا کہ زیادہ ہوتے ہین" اور ایمان کا بھی یہی حال ہے یہانتک کہ کمال کو پہونچے۔ پھر یہ بھی مین نے تم سے
پوچھا تھا کہ کیا کوئی شخص آپکا دین اختیار کئے بعد پھر اُس دین سے ناخوش ہو کر پلٹ جاتا اور مرتد ہو جاتا ہے
تم نے جواب دیا کہ "نہین" اور اسی طرح ایمان جب قلوب سے اسکی بشاشت ملجاتی ہے (تو پھر کہان جاتی ہے) پھر مین نے
یہ بھی سوال کیا تھا کہ کیا آپ غدر کرتے ہین۔ تم نے بیان کیا کہ "نہین"۔ اور اسی طرح تمام رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام غدر
نہین کرتے پھر مین نے تم سے سوال کیا کہ کس بات کا تم کو حکم کرتے ہین۔ تم نے جواب دیا کہ "اللہ کی عبادت کرنیکا حکم
کرتے ہین۔ اور اُس کے ساتھ کسیکو شریک کرنے اور بتونکی عبادت کرنے سے منع کرتے ہین۔ اور نماز اور راستی اور پارسائی
کا حکم کرتے ہین" اب جسقدر تم نے بیان کیا ہے اگر چہ سچ ہے تو وہ میرے یہ دونون قدمونکی جگہ کا مالک ہو جائیگے
اور مجھے معلوم تھا کہ وہ نکلنے والے ہین اور مین خیال کرتا تھا کہ وہ تم مین سے نہ ہونگے (لیکن یہ خیال
غلط نکلا) پس اگر مجھے یقین ہوتا کہ مین اُن تک پہونچ جاتا ہون تو کسیطرح بھی اُنکی ملاقات کرتا۔ وَلَوْ كُنْتُ
عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ یعنے اگر اُن کے پاس ہوتا تو اُن کے دونون (مبارک) قدم دہوتا۔ (اتہہ
صحیح بخاری مین (یعنی چھٹی حدیث) ہے جسنے بطور استنباط مختصر سا کچہ ترجمہ کیا۔) خدا کی شان ہے کہ بادشاہ
روم نصرانی اسطرح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت ثابت کرے ۱۲

اور یہ اخلاقِ حسنہ اور شریعتِ غرا دیوانہ تو کیا سوائے تائیدِ ربانی اور وحی و نبوت کے
عقل والوں سے بھی ممکن نہیں جب یہ بات نہیں تو یقین کرلینا چاہیے کہ آپ دینِ
حق لیکر آئے ہیں لیکن لوگوں میں سے اکثر حق سے کراہت کرتے ہیں۔ چونکہ حق بات
اُنکی خواہش کے مخالف ہے اس لیئے اُسکا انکار کرتے ہیں۔ اور اگر خدائے تعالے وہی
کرتا جو یہ کافر چاہتے ہیں۔ یعنے بقولِ کفار اگر کئی[له] خدا ہوتے تو آسمان اور زمین اور جو
کچھ ان میں ہے سب خراب ہوجاتے۔ کافروں نے دینِ حق سے جو ناخوشی ظاہر کی
اُنہوں نے سمجھا نہیں بلکہ ہم اُن کے لیئے نصیحت و وعظ لائے ہیں جس سے وہ اپنی کو
آپ درست کرکے ہر طرحکا فخر و شرف حاصل کریں۔ لیکن وہ اُسکو نقصان سمجھتے
ہیں اسی لیئے اُس سے منہ پھیرتے ہیں جب اُنکی اتباع میں شرافت نقصان نہیں
تو مال کا بھی نقصان نہیں کیوں کیا اے پیغمبر تم اُن سے اور رسالت پر کچھ اجرت مانگتے
ہو (تم ایسی اجرت کیوں طلب کروگے کہ جس کے سبب سے ثواب آخرت فوت ہوجائے
تو تمھارے پروردگار کا اجر دنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ کیونکہ ہر معطی اپنے لائق دیتا ہے
اب اللہ کی عطا کے سامنے مخلوق کی عطا کیا شے ہے۔ اس لیئے کہ جب وہ خیرالرازقین
ہے تو اُسکی عطا بھی دوسرونکی عطا سے بہتر ہے۔ اور اے پیغمبر تم سیکڑوں تکلیفیں اٹھاکر اور

[له] دیکھو تفسیر ہذا کے صفحہ ۳۰۴ میں برہان تمانع تحت قول آلہی لَوْ کَانَ فِیْہِمَا آلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ۱۲

دنیوی فوائد پر لات مار کر اُن کو سیدہی راہ کی طرف جو دینِ اسلام ہے بلا رہے ہو اور
جو لوگ آخرت پر ایمان نہین لاتے بے شک وہ لوگ اس راہ سے پھرے ہوے ہین۔
اور اگر ہم اُنپر رحم کرین اور اُنکا مرضِ قلبی[1] دور کر دین تو بھی وہ اُسکے مطیع نہون
اور کفر و طغیان و سرکشی نہ چھوڑین۔ واسطی نے فرمایا کہ علم کا طغیان یہ ہے کہ آدمی
اُس سے دوسرون پر فخر کرے۔ مال کا طغیان یہ ہے کہ بخل یا اسراف ہو۔ عمل و عبادت کا
طغیان یہ ہے کہ دکھانے اور سنانے کو ہووے۔ نفس کا طغیان یہ ہے کہ شہوات کی
پیروی کرے اسی لئے صحیح حدیث مین ہے کہ تم مین کوئی مسلمان نہوگا جبتک کہ اُسکی
خواہش موافق ہو اُس شے کے کہ جو مین لایا ہون غرض ہر کام مین اخلاص ضرور
ہے۔ جامی ؎

تہیست سبحۂ زاہد ز گوہر اخلاص	ہزار بار من آن رشتہ دیدہ ام یک یک

اور دعوتِ خلق مین مخلوق سے اجرت طلب کرے بلکہ قناعت اختیار کرے حافظ ؎

[1] شیخ ابن کثیر نے کہا کہ یہ کافرونکی شدتِ کفر و قساوتِ قلبی کا بیان ہے کہ اگر ضر (یعنے مرض قلبی) کہولدیا جائے اور
قرآن سمجھا دیا جائے تو بھی اُسکی اتباع نہ کرین گے اور اُسی کفر و عناد پر اڑے رہین گے۔ جسطرح کہ فرمایا وَلَوْ عَلِمَ اللّٰہُ
فِیْهِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ یعنے اگر اللہ تعالیٰ ان مین بہتری جانتا تو
اُن کو قرآن سُنا دیتا اور اگر سنا دیتا تو پھر جاتے منہ موڑے ہوئے یہ اُس قبیلِ علمِ الٰہی سے ہے کہ فلان شے ہوگی اگر ہوگی تو
کسطرح ہوگی ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی کہ جس مین حرفِ لَو ہے وہ کبھی نہوگی" ۱۲

گنج زر گر نبود گنج قناعت باقیست	آنکہ آن داد بشاہان بگدایان این داد

جب یہ بیان ہوا کہ ازلی کافر طغیانی و سرکشی نہین چھوڑتے۔ چنانچہ اسکا تجربہ بھی
23 ہوچکا ہے۔ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى
اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ اور بیشک
یقیناً ہم نے اُنکو عذاب مین (بھی) مبتلا کیا پھر بھی وہ اپنے پروردگار کی طرف نہ جھکے
اور نہ وہ تضرع و زاری کرتے تھے۔ یہان تک کہ جب ہم نے اُن پر عذاب کا سخت
دروازہ کھولدیا تو وہ اُسوقت فوراً نا اُمید ہوگئے۔ **روایت** ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوسفیان سردار قریش آیا اور کہا کہ اے محمد مین تمکو اللہ تعالیٰ کی

استکانوا۔ استکان کے معنی ذلّ و خضع کے ہین۔ اسکا وزن استفعل ہے کون سے یعنے انتقلوا من کون العزۃ والتحیر الی کون الخضوع جسطرح استحجر الطین او استنوق الجمل ہے۔ اور ابن فارس نے کہا کہ یہ قول عرب (یعنے لغت ہذیلیہ) سے ہے کہ جب کسی سے عاجزی کرے تو کہتے ہین کنت لک۔ تو اب استفعل معنی مین فعل کے ہے جسطرح قرّ و استقرّ ہے (خفاجی) مبلسون۔ ابلس من رحمۃ اللہ ای یئس ومنہ سمّی ابلیس وکان اسمہ عزازیل و الابلاس ایضا الانکسار والحزن یقال ابلس فلان اذا سکت غمّاً (مختار) لہ نسائی و ابن جریر و بیہقی دلائل میں وغیرہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (در) صحیحین مین اسکی اصل ہے کہ جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو آپ نے بددعا فرمائی اللھم اعنّی علیھم بسبع کسبع یوسف یعنے الٰہی مجھے مدد دے ان کافرون پر سات سال قحط کی جیسے سات سال قحط یوسف علیہ السلام کے (عہد والونپر پڑا تھا) (ابن کثیر) ۲ جسوقت کہ یہ کافر تم

اور قرابت کی قسم دلاتا ہون (کیونکہ بسبب قحط کے) ہم لوگون نے تو علہز (یعنے خون
ساتھ بال اونٹون کے) کھایا ہی۔ تو یہ آیت وَلَقَدْ اَخَذْنٰھُمْ کی اتری غرض کافر
سختی وعذاب مین بھی اللہ کی طرف متوجہ نہین ہوتے۔ اور جب موت آئیگی (اور
قبر مین) ایکلہ دروازہ عذاب کا سوئے جہنم کھل جائیگا۔ تو اُسوقت اُن سے کچھ نہ بن
آئیگا پھر وہ پاک بے نیاز غایب سے التفات فرما کے انکو مخاطب ہوتا ہے۔ اور
اپنی بڑی بڑی نعمتون کو بیان فرماتا ہے پہلی نعمت وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ لَکُمُ 78
السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ٥ اور وہی ہے کہ جسنے
تمھارے لئے کان اور آنکھین اور دل پیدا کردے۔ تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ یہان
سماعت و بصارت و دل کا خاص طور سے اس لئے ذکر فرمایا کہ جیسے منافع دینیہ و
دنیویہ ان سے متعلق ہین ایسے کسی سے متعلق نہین۔ پھر جس نے یہ نعمتین دین
اُسی کو بھول جانا ہی تو ناشکری ہے۔ دوسری نعمت وَھُوَ الَّذِیْ ذَرَاَکُمْ فِی 79
الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ٥ اور وہی ہے کہ جسنے تمکو زمین مین پھیلا رکھا ہی

لہ کافرون کے لئے تو دوزخ مین سب دروازے عذاب کے کھل جائینگے۔ فی الحال برزخ یعنی قبر مین بھی ایک
دروازہ کھل جاتا ہی جسطرح حدیث صحیح مین آیا ہی۔ السمع۔ ای الاسماع۔ الافئدۃ جمع فواد وھو القلب
قلیلا ما تشکرون۔ یہ مراد نہین کہ انکا تھوڑا شکر ہے۔ بلکہ جو نعمتون کا ناشکرا ہوتا ہی تو اسکو کہا جاتا ہے
ما اقل تشکر فلان ۱۲ ذراکم۔ ذرا خلق وبابہ قطع ومنہ الذریۃ وھی نسل الثقلین ترکوا ھمزھا والجمع الذراری

اور اسکی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔ تیسری اور چوتھی نعمت وھو الذی یحیی
ویمیت ولہ اختلاف اللیل والنھار افلا تعقلون ۰ اور وہی جلاتا اور مارتا ہے
اور رات اور دن کا بدلنا اسیکا کام ہے۔ تو کیا تم نہین سمجھ سکتے۔ تیسری نعمت زندگی
ہے گو وہ سب سے عمدہ نعمت ہے لیکن مقصود اس سے یہی ہے کہ جلد زاد راہ لے لو اس لیے
فرمایا و یمیت۔ چوتھی نعمت رات دن کا بدلنا ہے۔ اور جو کچھ اس سے آرام ملتا ہے
وہ ظاہر ہے۔ تو کیا پھر تم نہین سمجھتے کہ جسکی قدرت تمام ممکنات پر عام ہے تو وہی
زندہ بھی کر سکتا ہے مگر وہ نہین سمجھتے اس لیے تو انکا یہ حال ہے بل قالوا مثل ما
قال الاولون ۰ قالوا ءاذا متنا وکنا ترابا وعظاما ءانا لمبعوثون ۰ لقد 23-
وعدنا نحن واباؤنا من قبل ان ھذا الا اساطیر الاولین ۰ بلکہ ان لوگون
نے ویسا ہی کہا جو اگلے لوگون نے کہا تھا۔ کہا کہ کیا جب ہم مر جائین گے اور مٹی اور
ہڈیان ہو جائین گے۔ کیا ہم اٹھا کھڑے کیے جائین گے۔ البتہ ہم سے اور اس سے پہلے
ہمارے باپ دادا سے اسکا وعدہ دیا گیا تھا۔ یہ تو محض اگلے لوگون کے کہانیان
ہین۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ پہلے بھی انبیاء کرام علیہم السلام گذرے ہین
اور انہون نے بھی قیامت کے آنے کا یقین دلایا ہے۔ تو ان سب انبیاء کا توحید

مُتنا ابن کثیر ساتھ ضم میم کے

۱ اساطیر۔ جمع اسطورۃ (کبیر)

وآخرت پر متفق ہونا اُسکے ثبوت کی دلیل یقینی ہے۔کیونکہ ایسے سچے اور دیانت دار
لوگ اس معاملہ مین جھوٹ کس طرح کہتے اور اُن کو اس سے کیا فائدہ تھا۔ جب
کافرون نے مرکے اُٹھنے کا سخت انکار کیا تو اب حضرت کو حکم فرماتا ہے کہ تین باتون
سے اُنکو الزام دیجے جن کے وہ خود مقر ہین۔ اور جب اُن کو تسلیم کرلین گے تو قطعی
طور سے قیامت کا تسلیم کرنا بھی اُنپر لازم ہوجائیگا۔ **پہلی بات** قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ
وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اے پیغمبر اُن سے) کہو کہ زمین اور جو کہ اُس مین ہے
کسکا ہے اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) اسکا انکار تو کوئی عاقل بھی نہ کریگا۔ جسے کہ وہ
بھی اس بات کے مقر تھے۔ اس لئے اُن کے جواب کے پہلے آپ ہی جواب ادا
5 فرماتا ہے سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وہ کہین گے کہ (سب) اللہ کا
ہے (اُن سے) کہو کہ پھر تم کیون نصیحت نہین مانتے۔ پھر اُس کے ملک مین اب کون
شریک ہوسکتا ہے اور جو ابتداءً پیدا کرنے پر قادر ہے وہ بعد موت بھی زندہ کریگا
اور حکمت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ مرکے اُٹھنا ضرور ہے۔ چنانچہ دیکھو کہ تمھین لوگون
مین سے ایک کم درجہ کا آدمی اپنے غلامون کا حساب نہ لینے اور اُن کے
6 درمیان عدل نہ کرنے پر ہرگز راضی نہ ہوگا **دوسری** قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ
7 السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ کہو کہ

تَذَّكَّرُوْنَ نافع وابن کثیر و ابو عمرو وابن عامر و شعبہ و یعقوب ساتھ تشدید ذال کے بسبب ادغام تا کے ذال مین ۱۲

اللّٰهُ ابو عمرو ساتھ ہمزۂ وصل بدل مین لام جر کے۔ اور نصب جلالہ مرفوع یعنے اوپر سے ۱۲

سات آسمانون اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے ۔ وہ کہین گے کہ (سب کچھ) اللہ کا
ہے ۔ کہدو پھر کیا تم پرہیزگاری نہین کرتے یعنے ساتون آسمان اور خصوص عرش
کہ جو سب سے بڑا ہے ان سب کا پیدا کرنیوالا اور مالک وہی ہے ۔ پھر جب اسکا
اقرار ہے تو کیون اُس سے نہین ڈرتے اور کیون متقی نہین ہوجاتے تیسری

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ 23-8

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ (اے میرے نبی) کہو کون ہے جس کے ہاتھ 23-8

مین ہر چیز کی حکومت ہے اور وہی پناہ دیتا ہے اور اُس کے مقابلہ مین کسیکو پناہ
نہین دیجاتی اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) وہ کہین گے کہ (یہ سب صفتین) اللہ کی
ہین ۔ کہدو پھر تم پر کہان سے جادو پڑجاتا ہے پہلے سوال مین زمین کا ذکر فرمایا ۔

اللہ
مثل سابق ۔

لے ابوداود مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی شان بہت ہی بڑی ہے ۔ اللہ تعالے
کا عرش ان آسمانون پر اسطرح ہے ۔ اور اپنے (مبارک) ہاتھ سے شل قبہ کے اشارہ فرمایا ۔ اور دوسری حدیث
مین ہے کہ ساتون آسمان اور ساتون زمینین اور جو کچھ اُن مین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے وہ کرسی کے مقابلہ
مین اسطرح ہے جیسے بیابانِ وسیع مین ایک لوہے کا چھلا پڑا ہو ۔ اور کرسی اور جو کچھ اُسمین ہے بہ نسبت عرش کے
ایسی ہے جیسے بیابان وسیع مین ایک چھلا پڑا ہو (ابن کثیر) ولا یجار علیہ ۔ اجرت فلانا علے
فلان اذا اغثته منه ومنعته ۔ سے یعنے وہ جسکو چاہتا ہے مدد کرکے دوسرے سے بچا لیتا
ہے اور کسی مین یہ قدرت نہین کہ اللہ تعالے کے غضب سے کسیکو بچا لے ۱۲

دوسرے مین آسمان کا۔ اب یہان حکم کو عام کرکے فرماتا ہی۔ پھر جب تمام جہان
کی حکومت اسی کے قبضہ قدرت مین ہی اور تمکو بھی اسکا اقرار ہے تو پھر تم کس طرح
دہوکے مین آکر حق کو چھوڑ بیٹھے، اور اُسے اپنے خیال مین باطل سمجھنے لگے۔ یہ خیال
تمھارا غلط ہے بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ بلکہ ہم اُن کے پاس حق
لے آئے ہین اور بے شک وہ لوگ جھوٹے ہین۔ کیونکہ خدا کا کوئی شریک نہین اور
سب مین بڑی جھوٹ اللہ کے لئے اولاد ثابت کرنا ہے۔ اس لئے فرمایا مَا اتَّخَذَ
اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا
92 بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ نہ اللہ نے کوئی بیٹا بنایا نہ اُس کے ساتھ کوئی معبود ہے
ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیجاتا (یعنے اُسپر متصرف ہوتا) اور ایک دوسرے پر چڑہائی
کرتا اللہ پاک ہے اس سے جو یہ بیان کرتے ہین۔ غائب وحاضر کا جاننے والا
بس وہ برتر ہے اُس سے جسے یہ (اُسکا) شریک مقرر کرتے ہین۔ تو اب یہ بات
قطعی طور سے ثابت ہو گئی کہ صرف ایک ہی ذات الوہیت کے قابل ہے اور وہی
سب سے اعلےٰ ہی اور باقی سب باطل ہین۔ اور اللہ تعالےٰ ان مشرکون کے

لہ جب نفی شریک کے مطابق دلیل الزامی ہوچکی تو اسی سبب سے اپنی ذات پاک کیلئے تنزیہات فرمانیکے لئے سبحٰن اللہ فرمایا۔

عٰلِمُ نافع وشعبہ وحمزہ وک لی ساہنہ ضمیر کے ذریعے بتدا محذوف کی اور دوسری قراءت بہ جر صفت ہے

شرک سے بلند و برتر ہے۔ اور اس شرک کے باعث غضب کا مقتضے ہے کہ مشرکوں پر عذاب آجاوے اور جب عذاب آیگا تو عام ہوگا اس لئے آپ کو اس طرح سکھلاتا ہے

قُل رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ۝ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ 23-93

(اے پیغمبر) تم کہو اے میرے پروردگار اگر تو مجکو وہ چیز دکہاوے جس سے انکو ڈرایا جاتا ہے تو اے میرے رب مجھے ظالم لوگون مین شامل نہ کر اُس کے جلال و کبریائی کے نظر کرتے حبیب رب العلمین بھی اسطرح دعا مانگتے ہین۔ اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ تخویف مین مبالغہ ہے بلکہ حقیقی طور پر اس سے ڈرنا چاہیئے اس لئے فرمایا وَإِنَّا عَلَىٰ أَن نُّرِيَكَ 23-95

مَا نَعِدُهُمْ لَقَادِرُونَ ۝ اور (اے پیغمبر) ہم اسپر قادر ہین کہ تمکو دکھلائین جو انسے وعدہ کر رہے ہین۔ لیکن چونکہ ہم اس امت مرحومہ کو عذاب سے ہلاک نہین کرتے

لہذا اے نبی تم بھی لطف کی روش اختیار کرو ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ 23-96

بِمَا يَصِفُونَ ۝ (اے پیغمبر) بدی کا دفعیہ ایسی خصلت سے کرو جو بہت اچھی ہو ہم خوب جانتے ہین جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہین یعنے جو برائی کرے اُس کے ساتھ نیکی کرنا خلق محمدی ہے۔ اگرچہ برائی کا بدلہ کرنا جایز ہے لیکن اُس سے درگذر کرنا بلکہ اُس کے عوض نیکی کرنا ہی مردون کا کام ہے

بدی را بدی سہل باشد جزا	اگر مردی احسن الی من اسا

چونکہ ایسے عمدہ کام کے وقت شیطان ضرور دافع آتا ہی ۔ اس لئے اپنے حبیب[1] کو خطاب
فرمایا اور حقیقت مین آپکی اُمت کو تعلیم دی وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ 7
الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ اور کہو اے میرے پروردگار مین 8
شیطان کے وسوسون سے تیری پناہ مانگتا ہون ۔ اور اے میرے پروردگار تیری
پناہ مانگتا ہون اس سے (بھی) کہ وہ میرے پاس آئین ۔ بندون کے لئے یہ نہایت
ہی عمدہ تعلیم ہے کہ جب کسی کو شیطان وسوسہ دلائے تو اُسیوقت خدا کی پناہ لے ۔
تا وہ خطرہ دفع ہو کے بجائے اُس کے کوئی زاجر یا باعث خدا کی طرف سے آئے اور
زاجر و باعث مین بھی باعتبار صفائی قلوب کے بہت ہی بڑا فرق ہوتا ہے جسطرح
پانی کہ جب جھاڑ مین سرایت کرتا ہے تو باعتبار محل کے کہین ڈالی کہین پتہ کہین
پھول بنتا ہے ۔ اور یہی حال خون کا ہے ۔ بہتر ہوگا کہ ہم زاجر و باعث کو بہ تفصیل
لکھین ۔ (زاجر[2]) وہ خطرہ ہے کہ الہام الٰہی سے بندہ کے دل پر وارد ہوتا ہے
اور جس بُرے کام مین کہ بندہ تھا اُس سے اُسکو باز رکھتا ہے ۔ پھر بعض کو معاصی سے

لہ کیونکہ شیطان کی رسائی آپ کے قلبِ مبارک تک محال تھی ۔ سلہ حضرت شیخ عبدالکریم جیلی کا ایک رسالہ عربی مین چہل کلمات ہی جسکا ترجمہ فارسی مین میری والدہ کے جد کے جد حضرت قاضی میر محمد دائم صاحب عثمانی نے کیا ہی ۔ اگر خدا چاہی تو یہ فقیر اُسکا اردو ترجمہ اسی تفسیر کے مختلف مقامون مین درج کرتا ہی ۔ چنانچہ یہ دو کلمے زاجر اور باعث انھین کلمات مین سے ہین ۱۲

بازرکھتا ہے اور یہ مرتبہ عوام مسلمین کا ہے۔ اور بعض کو ارادۂ گناہ سے یہ مرتبہ عوام
سالکین کا ہے اور بعض کو طاعت مین فتور ہونے سے باز رکھتا ہے اور یہ مرتبہ
خواص عباد کا ہے اور بعض کو موافقتِ نفس سے اور یہ مرتبہ خواص سالکین کا ہی
اور بعض کو ایسے عمل سے جو طلبِ جنت یا خوفِ دوزخ کے لئے ہو باز رکھتا ہے تاکہ
سارے عمل لوجہ اللہ ہووین اور یہ ایک مقام مقاماتِ سلوک سے ہے اور بعض کو
رسوم و عادات پر ٹھہرے رہنے سے اور یہ خاص محبون کے لئے ہے۔ اور بعض کو حجاب
اسماء و صفات کے پاس ٹھہرنے سے مانع آتا ہے اور یہ ایک حال احوالِ عارفون سے
ہے اور بعض کو اسماء و صفات کا حقایقِ ذات سے احتجاب ہونے کو مانع آتا ہے
اور بعض کو شہود و عیان سے مانع آتا ہے تا حقیقتِ وجدان کے ساتھ متحقق ہووے
(**باعث**) وہ خاطرِ الہامی ہے کہ بندہ پر خوبیان و محاسن اچھے کام اور معالیِ امور
کے ظاہر کرتا ہے۔ اور اُس کے حاصل کرنے پر اُسکو برانگیختہ کرتا ہے۔ تو زاجر امور
سفلیہ سے باز رہنے کے لئے ہوتا ہے اور باعث امورِ علویہ کے حاصل کرنے کی ترغیب
دلاتا ہے۔ اور کبھی ایک دوسرے کا سبب ہوجاتا ہے اور اکثر زاجر باعث سے پہلے ہوتا ہی
پس بعض کو فعلِ طاعات کی تحریص دلاتا ہے اور یہ عوام مسلمین کے لئے ہے اور بعض کو
دوامِ عبادت اور زیادتیِ عبادت کے لئے ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ عبّاد کا ہے۔ اور بعض کو

واسطے اخلاص کے تاریا وسُمعہ وعُجب ساقط ہووے اور یہ مرتبہ خواصِ عباد کا ہے۔
اور بعض کو کوشش واجتہاد سلوک مین ساتہ انواع مخالفات کے نفس سے اور اقسام
ذکر سے رغبت دلاتا ہی اور یہ مرتبہ سالکین کا ہی اور بعض کو ترکِ اسباب پر اور بعض کو
محبتِ حق سبحانہ پر اور یہ مرتبہ عام مریدونکا ہی۔ اور بعض کو مراقبۂ حق سبحانہ پر جمیع احوال و
اقوال و افعال پر اور بعض کو محاسبہ پر۔ اور بعض کو سخت ریاضتین کرنے اور مشقتین اُٹھانے
اور بعض کو شہود افعال وجود مین اگر یہ شہود بے تصنّع وتکلّف کے ہووے تو تجلیاتِ افعال مین
عین الیقین ہے۔ اگر تکلف وتصنع سے تجلیاتِ افعال مین ہووے تو علم الیقین ہے اور
بعض کو ظہورِ کبریائی کی تحت مین انعدام وفنا رِ نفس کے لئے برانگیختہ کرتا ہے۔ اور بعض کو
شہودِ کمالات آلہیہ پر تا اس مشہد مین مُصطلم ہووے۔ اور بعض کو علم الیقین وعین
الیقین وحق الیقین تجلیاتِ صفات مین حاصل کرنے کے لئے برانگیختہ کرتا ہی
تا ساتھ اسماء وصفات کے تخلقًا واتصافًا متحقق ہووے بعد ایسے وجود کے
کہ اُس سے پہلے شہود ہووے اور ایسے فنا کے کہ بعد اُسکے بقا ہووے اور ایسے تمکین کے
کہ قبل اُسکے تلوین ہووے یہ واسطے ایسے شخص کے ہے کہ متوقف ایک مقام سی مقامات
معرفت مین کسی مصلحت سے ہوا ہے کہ جس کا حق سبحانہٗ نے ارادہ کیا ہے اور
یہ باعث اُسی کو ہوتا ہے جس کے حق مین مشیتِ آلہی سیر فی اللہ کی مقتضی ہو۔"

جب منکرِ بعث معائنہ موت کرین گے تو رجعتِ دنیوی طلب کرین گے جسطرح

فرمایا حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۙ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا

فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

یہان تک کہ جب اُن (کافرون) مین سے کسیکی موت آئیگی تو کہیگا کہ اے میرے

ارجعون بجاے ارجعنی صیغہ جمع بسبب تعظیم و ہیبت رب عزوجل کے ہے یا یہ کہ تکرار فعل کے لیے ہے یعنے ارجعنی ارجعنی ارجعنی یعنے ایک ہی فعل پر بار بار الحاح مقصود ہے من ورائہم قال سفیان بن حسین امامہم ۔ اخرجہ ابن ابی حاتم (در) برزخ ۔ قال مجاہد الحاجز ما بین الدنیا والآخرۃ ۔ اخرجہ ابن ابی حاتم (در) لہ مرزا قادیانی جہان عام آیتین نظر پڑتین کہ خاص آیتون کے معنی اپنے مطلب کے موافق کرلیتے ہین ۔ اور دونون مین تعارض سمجھکر ما من عام الا وخص عنہ البعض کے قاعدہ کو بھول جاتے ہین ۔ بعضے خاص امور اور خرق عادات خاص ہوا کرتے ہین ۔ اسکو عام آیتون سے خاص کرلینا چاہئے ۔ چنانچہ آدمی کی خلقت متعدد آیتون مین زمین اور نطفہ سے فرمائی لیکن اس عام قاعدہ سے آدم و حوا و عیسےٰ علیہم السلام مخصوص ہین اسیطرح اور بھی باتین مخصوص ہوتی ہین لیکن مرزا صاحب کو عیسےٰ علیہ السلام کے معجزۂ احیاء موتے اور مٹی کے پرندے بناکر اور اُن مین پھونک مار کر سچ مچ طور سے زندہ کرنے سے جو انکار ہے وہ اس سبب سے ہے کہ وہ خود ازالۂ اوہام صفحہ ۲۹۶ مین لکھتے ہین ”چنانچہ اسی بنا پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت مین مثیلِ مسیح ہونے کا دعوے ہے تو پھر آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بناکر اُسکو زندہ کرکے دکھلاتے الخ ۔ اب مرزا صاحب سے اسکا جواب ادا ہونا مشکل تھا اسلیے ازالۂ اوہام صفحہ ۳۲۲ مین یہ جواب دیتے ہین ”غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے“ پھر لکھا بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم مین سے تھا اور وہ

ردِ مرزا قادیانی ص ان آیتونکو عدم احیاء موتی کی دلیل گردانتے ہین اور

پروردگار مجھے (دنیا مین) جسے مین چھوڑ آیا ہون واپس کردے تاکہ مین نیک عمل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۶۸) مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔ فتدبر۔ فانہ نکتۃ جلیلۃ ما یلقّٰہا الا ذو حظّ عظیم!! سبحان اللہ مرزا صاحب نے خوب نکتہ بتلایا کہ معجزہ بھی کھیل کی قسم مین سے ہوتا ہے۔ اسی لئے مرزا صاحب کے معتقدین نے کورانہ تقلید سے ان نکتون کو یاد رکھ کے رسالے چھپوا چھپوا کے انھین عقیدون کو پھیلا رہے ہین چونکہ مرزا صاحب کے کلام سابق سے معترضین یہ سمجھ جائین گے کہ مرزا صاحب ایسے معجزون پر قادر نہین تو اس لئے اسکا یہ جواب دیتے ہین۔ ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیان (یعنے مسمریزمی) زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھین۔ مگر یاد رکھنا کہ یہ عمل ایسا قدر کے لایق نہین جیسا کہ عوام الناس اسکو خیال کرتے ہین۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالے کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیون مین حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا الخ اے مرزائیو اسکا جواب دو کہ وایدنٰہ بروح القدس جسکی شان ہے اُس کے عمل کو اُسکا فرضی مثیل قابل نفرت سمجھتا ہے اور عمل مسمریزمی تبلاتا ہے۔ اب تم اصیل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھوگے اور اُس کے عمل کو مکروہ سمجھوگے یا اُس کے مثیل کو۔ اگر ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو بہتر ہوگا کہ اصیل (یعنے حضرت عیسے علیہ السلام) کو ہی عزت کی نگاہ سے دیکھو اور اُس کے عمل کو جس کو اللہ تعالے بطریق معجزہ[1] اور بطور فخر قرآن مین بیان فرماتا ہے قابل نفرت نہ سمجھو کیونکہ وہ اولوالعزم پیغمبر ہے۔ قرآن سے اُسکی نبوت ثابت ہے۔ یہ بیچارہ تو انبیاء کرام علیہم السلام پر اعتراض کرکے اُمتی بننے سے بھی خارج ہونیکو ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا۔ مرزا صاحب

[1] کیونکہ آخر آیت مین فرمایا ان فی ذلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مومنین۔

کرون - ہرگز نہین (واپس کیا جائیگا) یہ ایک (حسرت کا) کلمہ ہے جو وہ کہتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۶۹) جسکو یہان شرک کہکے معجزہ دکھانے سے انکار کرگئے پھر اُسی شرک کے آئینہ کمالات صفحہ ۶۵ مین اسطرح قائل ہوگئے "اس درجہ لقا مین بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہین کہ جو بشریت کی طاقتون سے بڑھے ہوے معلوم ہوتے ہین - اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہین صفحہ ۶۰ مین لکھا - اب ان تحریرات سے ہماری غرض اسقدر ہے کہ لقا کا مرتبہ جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اُس مرتبہ کے توجہ کے اوقات مین آلٰہی کام ضرور اُس سے صادر ہوتے ہین - کیونکہ اس توجہ کی حالت مین کچھ الٰہی صفات کا رنگ ظلّی طور پر انسان مین آجاتا ہے - یہان تک کہ اُسکا رحم خدا تعالےٰ کا رحم اور اُسکا غضب خداے تعالےٰ کا غضب ہوجاتا ہے - اور بسا اوقات وہ بغیر کسی دعا کے کہتا ہے کہ فلان چیز پیدا ہوجاے تو وہ پیدا ہوجاتی ہے اور جیسا کہ خداے تعالےٰ کا کُن دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلا تخلّف پیدا کرتا ہے ایسا ہی اُسکا کُن بھی اُس توجہ اور مد کی حالت مین خطا نہین جاتا" انتہیٰ ملخصاً - اگر اب کوئی کہے کہ عیسےٰ علیہ السلام بھی اُسی توجہ کی حالت مین نفخ فرماتے تھے تو اللہ تعالےٰ اپنی قدرت سے اُسی وقت اُس جسم کو حیات بخشتا تھا تا اُس نبی کا یہ معجزہ ہوجاے - اس مین کونسا شرک ہے - جتنے خرق عادات ہون گے سب اسیطرح ہون گے - کاش اگر مرزا صاحب اسیقدر کہکے معترض کو ٹالدیتے کہ ابھی وہ توجہ کی حالت اور الٰہی کام مجھسے صادر نہین ہوتے ہین آیندہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ امید ہے - تو یہ بے ادبی نہ ہوتی اور یہ کہنا بھی نہ پڑتا کہ وہ معجزہ کھیل کی قسم سے تھا اور وہ عمل ترب تھا - یا یون کہکے جان بچالیتے کہ اصیل و مثیل مین کچھ تو فرق ہونا چاہیے - لیکن آپ کو تو وہ القا ہو ہی چکا تھا کہ انّی معین من اراد اھانتک - لیکن آپ بجاے معین کے مہان سمجھنے لگے - جو حرف کہ وسط حلق سے تھا اُسکو اقصاے حلق سے سمجھنے لگے - اور اسطرح اولو العزم پیغمبرون سے منہ آنے لگے ۵

اور اُن کے آگے ایک پردہ رہیگا اُسدن تک کہ وہ (قیامت مین) اُٹھا جائینگے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۰) چون خدا خواہد کہ پردۂ کس درد ۔ میلش اندر طعنۂ پاکان زند ۔ ۸
جواب انوار الحق مین لکھا "تخلق کے ساتھ تخلق اللہ نہین" ہم کب یہ کہتے ہین ہم تو یہ کہتے ہین کہ حضرت
عیسٰے علیہ السلام نفخ کرتے تھے اور اللہ تعالے حیات بخشتا تھا ۔ یہ شرک تو آپ کے امام کا دعوٰے ہے کہ اربعین
نمبر (۳) صفحہ ۲۵ مین لکھا کہ دانیل نبی نے اپنی کتاب مین میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی مین لفظی معنے
میکائیل کے ہے خدا کے مانند (معاذ اللہ) گویا اُس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ مین ہے
انت منّی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی (لہٰذ) افسوس اپنے امام کا شرک نظر نہین آتا ۔ اور دوسرونکی
ذری ذری باتون پر شرک کا الزام لگایا جاتا ہے ۔ ضمیمہ انوار مین ایسے اعتراضون کے جواب سے گریز
کر گئے ۔ کاش سنے ہی امام سے پوچھکر جواب دیا ہوتا کہ اُسکی ذات تو لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ہے ۔
چھوٹے چھوٹے بچون کو یہ توحید کا سبق یاد ہے کہ ع نہ شریک اُسکو نہ کوئی مانند ہے ۔ ہر ایک کے مثل ہوتے
ہوتے تم خدا کے بھی مانند ہو گئے ۔ **قادیانیو** یاد رکھو کہ جسدن روز محشر ہوگا ۔ اور خداوند عالم کے روبرو
اس لفظ کا محاکمہ ہوگا اور خداوند عالم مرزا قادیانی سے پوچھیگا کہ تو نے ہی کہا تھا کہ مین خدا کے مانند ہون
تو اسوقت مرزا صاحب سے سوائے اقرار کے اور کچھ بن ہی نہ آئیگا ۔ اگر مرزا صاحب وہان انکار کرینگے
تو یہ فقیر بحوالہ کتاب و صفحہ اُسکا ثبوت دیگا ۔ ہان مرزائی کچھ چال چلین گے ۔ کہ پروردگار یہ بطور استعارہ
کہا تھا ۔ پھر مشرکین بھی اسیطرح کچھ کہہ لین گے تو اگر ان حیلون سے نجات ہو جائے گی تو پھر دوزخ مین کوئی
نہ جائے گا ۔ چنانچہ جس کے یہ فرضی مثیل ہین (یعنے حضرت عیسٰے علیہ السلام) اُنھین سے خود یہ پوچھا ہونیوالا
ہے ۔ وہ صاف کہدین گے کہ مین نے نہین کہا تھا ۔ مین نے تو وہی کہا جس کا تو نے مجھے حکم کیا وہ
یہ کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمھارا پروردگار ہے چنانچہ اس آیت مین اُسکا تفصیل سے بیان ہے

ابجاز مسیح ...

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا" کہ مومن (آخری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۱) واذ قال اللہ یا عیسے بن مریم أأنت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ. قال سبحٰنک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق الخ مین تم سبکو عذابِ شدید سے ڈراتا ہون جو اُسکی پیروی مین تمھین نصیب ہونے والا ہے۔ انبیاءِ کرام کے ساتھ وہ گستاخی کی خداوند عالم جل جلالہ کی شان مین یہ بے ادبی کی۔ تم کب تک اُسکا ساتھ دیتے رہوگے اور کہان تک اُسکی باتون کی تاویل کرتے جاؤگے۔ **مرزا صاحب** کہتے ہین کہ جو میرے مقابلہ مین آتا ہے مرجاتا ہے فلان مرگیا فلان مرگیا۔ اُن کے مریدین نے بھی مجھے موت سے ڈرایا ہے سبحان اللہ۔ احیاءِ اموات پر وہ شرک کا ڈر بتایا کہ جس کی حد نہین۔ اب اماتتِ احیاء (یعنے زندون کو مارنے کا) خود خوف دلاتے ہین نہین معلوم وہ صفتِ خداوندی ہے تو یہ صفت کس کی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے تو ایک ہی آیت مین سبکو جمع فرمادیا ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ حضرت ابراہیم فرماتے ہین رَبِّیَ الَّذِیْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ۔ پھر دونون مین کونسا فرق ہے۔ کہ حضرت مسیح جب توجہ کرین تو اللہ حیات نہ بخشے۔ اور غلام احمد جب غضب مین آجائین تو اللہ تعالےٰ اُس سے حیات چھین لے گو دس سال کا بچہ ہی کیون نہ ہو۔ فقیر کہتا ہے کہ ظاہر تو دونون مین کچھ بھی فرق نہین۔ پھر مرزا صاحب نے جان بخشی کی کرامت نہ لیکر جان ستانی کی کرامت کیون لی۔ تو اُسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ مرزا صاحب کی کرامتین بھی مصلحت پر مبنی ہوتی ہین اس لئے اسی کو اختیار کرنا مناسب معلوم ہوا۔ وہ یہ ہے کہ احیاء ہوتے تو معجزہ یا کرامت بغیر ہو نہین سکتا اب رہا اماتت احیا یہ خرقِ عادت نہین بلکہ عادت سے کیونکہ خود ہی لوگ کوچ کر رہے ہین یکے بعد دیگرے مر رہے ہین۔ اگر کوئی اپنا مخالف مقابلہ کرکے مرجائے تو کرامت کا اچھا موقع مل آتے۔ اگر کوئی قادیانی کہے کہ نہین مرزا صاحب

وقت مین) ملائکہ کو دیکھتا ہی۔ وہ کہتے ہین کہ ہم تجھے دنیا کی طرف لوٹاتے ہین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۲) مدت بھی بتلاتے ہین۔ فقیر کہتا ہے کہ ہان لیکن وہ مدت تاخیر ہوسکتی یا بالکل ٹل بھی سکتی ہے چنانچہ رسالہ مسمّٰے بہ دنیا کے مذاہب پر نظر صفحہ ۳۲۸ مین مرزا صاحب نے لکھا اصل بات یہ ہے کہ وعید کی پیشگوئیان یعنے وہ پیشگوئیان جن مین کسی پر عذاب نازل ہونے کا وعدہ ہو وہ خدا کے نزدیک ہمیشہ توبہ کی شرط سے یا صدقہ خیرات کی شرط سے مشروط ہوتی ہین یا خوف کی شرط سے مشروط ہوتی ہین۔ اور توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات اور خداتعالے سے ڈرنے کے ساتھ ان پیشگوئیون مین تاخیر ہوسکتی ہے یا بالکل ٹل سکتی ہین الخ فقیر کو موت سے کیا ڈراتے ہو جو ضعیف الاعتقاد ہے وہ موت سے ڈریگا جسکو ایمان جان سے پیارا ہو وہ بھی کچھ ایمان ہے۔ عاشق ہمیشہ موت کا طالب رہتا ہے۔ اور جو رضا و تسلیم کے مقام مین ہے وہ اپنے تمام امور اپنے مالک کو تفویض کردیتا ہے

ما بندہ ایم مصلحت ما رضائے تست		خواہی بدار خواہ بکش رائے رائے تست

چار سال کا عرصہ ہوا جب مین نے تفسیر قادری کے قصۂ معراج مین ضمناً مرزائین (یعنے حیرت و قادیانی) کا رد کیا تھا اُسی کے خاتمہ پر یہ دعا کی تھی۔ الٰہی اگر زندگی میرے لئے بہتر ہو تو تھوڑے دن چلا۔ نہین تو بہت جلد اپنی طرف بلا۔ الحمد للہ کہ اب تک زندہ ہون۔ آیندہ اُسکا بندہ ہون سہ

مارے جلاے دلمین جو آسے کرے خلیق		راضی ہین ہم اُسی مین جو مرضی خدا کی ہے

اور مرزا صاحب کو جو مجلس اہل سنت کی جانب سے دعوت مباہلہ دی گئی تھی اُس مین کیا عمدہ شرط لگائی گئی تھی تا فیصلہ کو دیر ہو چنانچہ اُسکی عبارت یہ ہے "اور ضرور ہے کہ جب تک کہ کسی فریق کو غلبہ ہو لے اور دوسرا ہلاک ہووے اُس وقت تک دونون فریق کے سرگروہ اُسی ایک جاے پر رہین۔ اور اپنی اپنی دعاؤن اور روحی اثرون سے ایک دوسرے پر اثر ڈالین اور چاہئے کہ دعا کی قبولیت اور روحی اثر کے پورا ہونیکے لئے

یہ کہتا ہے کہ اُس طرف جو مکانِ رنج و حزن ہے۔ بلکہ مجھے اللہ کی جانب لیچلو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ) دونون جانب کے پیشوا ترکِ غذا کرین تاکہ فیصلہ کو دیر نہ ہو۔ اور جھوٹے
سچے کا بہت جلد ظہور ہو الخ چنانچہ یہ دعوتِ مباہلہ قریب مین طبع ہو کر شایع ہوتی ہے جس کو منظور ہو
طلب فرمائے۔ لیکن مرزا صاحب ایسا مباہلہ نہین چاہتے تھے جس مین ترکِ غذا بھی ہو۔ چنانچہ مجیب رسالہ
انوار الحق نے لکھا کہ اگر دو دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غذا چھوڑ دیتے تو آپ کی صورت پر ضعف
کے آثار ظاہر ہو جاتے اَوْ کَمَا قَالَ۔ پھر اگر مرزا صاحب غذا چھوڑ دین گے تو روح ہی قالب سے
پرواز کر جاے گی۔ اس لئے اس مباہلہ کو ناپسند کر کے جواب ہی نہ دیا۔ اللہ کی قسم کھا کے کہتا ہون
کہ اگر مرزا صاحب اس مباہلہ کو پسند فرماتے ہوتے تو بہت جلد حق ظاہر ہو جاتا۔ اور اسقدر تصنیفات
مین تکلیف اُٹھانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اور اسدرجہ مخلوقِ خدا پریشان نہ ہوتی۔ اے قادیانیو
تم مین کچھ بھی روحی قوت نہین ہے جو سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے نسبت یہ گستاخی کی۔ ہم نے تجربہ
کیا کہ ایک ہفتہ بے غذا کے گذرا اور سوائے پانی کے کوئی شے نہ کھانے مین آئی اور نہ پینے مین علاوہ اس کے
وہی ذکر جہری ہوتا تھا۔ اور کہنے والا کہتا تھا کہ چالیس دن تک بھی تجھے کچھ نہ ہوگا۔ کیونکہ صمدانی چالیس دن
تک نہین کھاتا ہے۔ اور حضرت رسالت روحی فداہ سے یہ القا ہوتا تھا کہ ہم نے تو اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ
یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ کہا ہے۔ تو اسطرح کہہ۔ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔ ہماری
پیشگوئیان اور جو جو اسرار کہ ہمارے اور ہمارے رب کے درمیان ہین اُس کے ظاہر کرنے پر ہم مامور نہین
صرف یہ ایک واقعہ کو ہم نے تمھاری طلب پر ظاہر کیا۔ اور اللہ گواہ ہے کہ مین اس بیان مین سچا ہون
اگر اس ترکِ غذا مین جو وہ بھی دفعتہً ترک ہوی تھی جھوٹا ہون تو خدا اُس جھوٹے کا ایمان سلب کر کے موت
دے۔ اور جو مجھے اس واقعہ مین جھٹلائے تو وہ بھی اپنے پر اسی طرح بد دعا کرے۔ کاش اگر مرزا صاحب
مباہلہ کو تیار ہوتے تو خداوندِ عالم اس مجلس اہلِ سنت سے کیا کیا خرقِ عادت دکھلاتا اور جھوٹے کو روسیاہ کر کے سچے کی

اورجب کافر سے کہتے ہین توکہتاہے کہ پروردگار مجھے لوٹادو شاید مین اس (دنیا مین)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۴) مدد کرتا۔ مرزا صاحب احیارِ موتےٰ کے معجزہ کو تو شرک کہتے ہین لیکن پیش گوئیون کے مدعی ہین۔ کیا احیارِ موتےٰ صفتِ خداوندی ہے علمِ غیب صفتِ خداوندی نہین اور دونون مین کونسا فرق ہے۔ ہم کہتے ہین کہ حقیقت مین یہ سب افعال خداوندی ہین بظاہر اس بندہ کی طرف منسوب ہوتے ہین۔ ورنہ کچہہ بھی فرق نہین۔ حضرت عیسےٰ نے یا حضرت سیدالمرسلین علیہما الصلوٰۃ والسلام نے احیارِ موتےٰ کا معجزہ دکھلایا تو کیا تعجب ہے۔ اللہ تعالے نے آبِ حیات مین یہ اثر رکھاہے کہ جس جاندار کو پہونچ جائے اُس مین اللہ تعالے جان ڈال دیتا ہے دیکھو صحیح بخاری کتاب تفسیر سورہ کہف صفحہ ۶۹۰ وفی اصل الصخرۃ عین یقال لہ الحیاۃ لا یصیب من ماۂھا شیٔ الا حیی الخ لیکن مرزا صاحب نے پیش گوئی کو جو اختیار کیا ہے اس لئے کہ پیشگوئیان اُن کے پاس تشبیہ و استعارہ کے رنگ مین ہواکرتی ہین۔ (یعنے دمشق قادیان بنتا ہے اور عیسےٰ بن مریم علیہما السلام مرزا غلام احمد ہوتا ہے) اب اس رنگ سے جس کو چاہئے رنگ لیجے احیارِ موتےٰ مین یہ منتر کہان چل سکتا تھا اس لئے اُسکو شرک و کھیل بنایا۔ اور بقول مرزا صاحب پیشگوئی کبھی جھوٹ بھی نکلتی ہے اس لئے اس دائرہ وسیع کو اختیار کرکے اپنی مسیحیت کی بنا رکھی چنانچہ آئینہ کمالات صفحہ ۳۰۴ مین لکھا "الہامی بیٹا تولد ہونے کی پیشگوئی جھوٹ نکلی جواب ان اگر مین نے اجتہادی طور پر کہا ہو کہ شاید یہ لڑکا وہی موعود لڑکا ہے تو کیا اس سے ثابت ہوجائے گا کہ الہام غلط نکلا۔ آپ کو معلوم نہین کہ کبھی ملہم اپنے الہام مین اجتہاد بھی کرلیتاہے اور کبھی وہ اجتہاد خطا بھی جاتا ہے۔ مگر اُس سے الہام کی وقعت اور عظمت مین کچہہ فرق نہین آتا الخ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے الہام اجتہادی ہین۔ ورنہ الہام تو

جسکو مین چھوڑ آیا ہون نیک عمل کرون ؛ کافر کو نہ مال و اولاد کی خواہش ہوی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۵) وہ ہے کہ جو انسانی قوے اور اجتہاد سے بکلی برتر و اعلےٰ ہو . اور
کمالیت و قدرت و تقدس سے بھرا ہو . جس کے ظہور و بروز کے لئے اول شرط یہی ہے کہ
بشری قوتین بکلی معطل و بیکار رہون . نہ فکر ہو نہ نظر - بلکہ انسان مثل میت کے ہو اور سب
اسباب منقطع ہون . مرزا صاحب نے بھی براہین مین اسی طرح لکھا ہے . لیکن جب آپکے الہامات
مین غلطی ہونے لگی تو اب الہام مین اجتہاد کو ثابت کرنے لگے . اور اپنی بگڑی بنانے کے لئے
حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیون پر بھی غلطی کا الزام لگانے لگے . چنانچہ ازالۂ اوہام صفحہ
سات مین لکھا کہ " اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جسقدر حضرت مسیح کی پیشگوئیان
غلط نکلین اُسقدر صحیح نکل نہین سکین " اب پوری مشابہت و مماثلت کے لئے ضرور ہوا کہ
مرزا صاحب کی پیش گوئیان بھی اکثر غلط نکلین چنانچہ اس فقیر نے تفسیر قادری صفحہ ۵۰
مین یہ اعتراض کیا تھا کہ ازالہ اوہام صفحہ ۴۱۸ مین مرزا نے لکھا تھا کہ اُس مسیح کو یاد رکھو جو
اس عاجز کی ذریت مین سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو
براہین مین مریم کے نام سے پکارا ہے الخ تو اس عبارت سے یہ مفہوم ہوا تھا کہ مرزا صاحب
مریم ہین اور اُنکی ذریت مین کوئی ابن مریم ہونے والا ہے تو پھر مرزا صاحب کا مسیح موعود
ہونا کس طرح ثابت ہو گا تو گویا اسکا جواب رسالہ دنیا کے مذاہب پر نظر صفحہ ۳۲۰ مین اسطرح
دیتے ہین کہ براہین احمدیہ مین خدا تعالےٰ نے اپنی وحی مین اول میرا نام مریم رکھا اور فرمایا
یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ یعنے اے مریم تو اور تیرے دوست (لفظی معنی تو اور تیرا شوہر ہین)

اور نہ کوئی آرزو ۔ چاہا تو عمل کو چاہا۔ اچھا ہے وہ آدمی کہ کافر عذاب دیکھکر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۶) بہشت مین داخل ہو جاؤ۔ اور پھر فرمایا یا مریم نفخت فیك من روح الصدق یعنے اے مریم مین نے صدق کی روح تجھہ مین پھونک دی۔ اور پھر آخر مین فرمایا یا عیسٰے انی متوفیك ورافعك الیّ یعنے اے عیسٰے مین تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ پس اس جگہ مریمی مقام سے مجھے منتقل کرکے میرا نام عیسٰے رکھا گیا اور اسطرح ابن مریم مجھے ٹہرایا گیا الخ کچھہ بھی ہو مرزا صاحب مریم بنتے بنتے عیسٰے بنگئے۔ پھر دونون کے جامع ہوے کہ خود ہی مریم اور خود ہی عیسٰے۔ پھر بھی وہ ازالۂ اوہام کا وہم دور نہ ہو سکا کہ آپ کی ذریت مین کون ابن مریم ہونے والا ہے۔ شاید اب مرزا اور مریم اور بیٹا تینون ایک ہی ہوگئے ہین۔ افسوس قاعدہ ہے کہ جو مدعی اپنے اظہار دعوے مین غلطی کرتا ہے اُس کا دعوائے نامسموع ہوتا ہے۔ یہان دعوون مین سیکڑون طرحکے رنگ بدلتے جاتے ہین لیکن قادیانی ہین کہ آمنا وصدقنا کہے جاتے ہین۔ حیات وممات مسیح پر بحث کرنے سے مقدم تو یہی ہے کہ اس مدعی کے اظہار کو قلمبند کیا جائے۔ تاآیندہ اپنی بات بنانے کے لئے سیکڑون حیلے نہ نکالے۔ مرزا صاحب جس طرح خود کو مسیح کہتے ہین اسیطرح مہدی موعود بھی کہتے ہین۔ حالانکہ مرزا صاحب اسکے بھی مقر ہین کہ مغل ہین فارسیون کی اولاد ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نہین سیادت سے انکو کچھہ تعلق نہین چنانچہ آئینۂ کمالات صفحہ ۴۹۴ مین مرزا صاحب نے اپنے نسب کے متعلق لکھا اعلموا انّ آبائی کانوا لفارسیین اصلاً۔ عبد الکریم مرزائی نے اسطرح ترجمہ کیا کہ بزرگان من پارسی نژاد بودند یعنے مرزا کے آباؤ اجداد پارسیون کی اولاد ہین۔ اور احادیث مین آیا کہ مہدی قریش سے اور اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے

جس عمل کی آرزو کریگا وہ ابھی کر رہا ہے۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ ایک جنازہ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۷) ہو گئے۔ کنز العمال جلد ہفتم صفحہ ۱۸۶۔ ابشروا بالمهدي رجل من قريش الخ (امام احمد والباوردی عن ابی سعید) لا تذهب الدنيا ولا تنقضی حتى يملك رجل من اهل بيتي يواطي اسمه اسمي (امام احمد وابو داؤد وترمذی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ) المهدی من عترتی من ولد فاطمة رضی اللہ عنها (ابو داؤد ومسلم عن ام سلمة رضی اللہ عنہا) المهدی من اهل البیت (امام احمد وابن ماجہ عن علی رضی اللہ عنہ) منا الذی یصلی عیسی ابن مریم خلفہ (ابو نعیم فی کتاب المهدی عن ابی سعید رضی اللہ عنہ) رجل من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی (ابو داؤد عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ) اس حدیث مین تو یہہ بھی تصریح ہے کہ مہدی کا نام میرا نام ہوگا اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ اس کے سوا اور بہت سی حدیثین ہین۔ صواعق محرقہ صفحہ ۹۵ مین لکھا کہ ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ اور دوسرے لوگون نے اس حدیث کو روایت کی کہ مہدی میری عترت اور اولادِ فاطمہ سے ہے۔ اور ایک دوسری روایت مین امام احمد سے ہے کہ مہدی ہماری اہل بیت مین سے ہے طبرانی کی روایت مین بھی اسی طرح ہے اور ابو داؤد نے اپنی سنن مین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ آپ نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھہ کر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے جس طرح کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکا نام رکھا ہے اور انکی اولاد سے ایک شخص ہوگا کہ تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمنام ہوگا الخ اور حدیث لا مہدی الا عیسے بن مریم کی معلول ہے۔ یا کہ نہین ہے مہدی

ہمراہ تھے جب میت دفن ہوی فرمایا یہی برزخ قیامت کے دن تک ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۸) کامل علے الاطلاق مگر عیسیٰ فقیر کہتا ہے کہ مرزا صاحب کا معلول
وموضوع احادیث پر ہی عمل ہے۔ علاوہ اس کے مرزا صاحب نے خود ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۱
مین لکہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ وہ مہدی خُلق اور خَلق مین میری مانند ہوگا
یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یعنے میرے نام جیسا اُسکا نام ہوگا اور میرے
باپ کے نام کیطرح اُس کے باپ کا نام" مرزائیو اسقدر احادیث سے ہم نے ثابت
کیا کہ مہدی اولاد رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ہون گے اور تمھارا مہدی تو مغل ہے۔
حدیث سے ثابت ہوا (جس کو تمھارے مرزا صاحب نے بھی نقل کی ہے) کہ مہدی کے
باپ کا نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام (یعنے عبداللہ) ہوگا۔ تمھارے
مرزا صاحب کے باپ کا نام تو غلام مرتضےٰ ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ مرزائی اسکا یہ جواب
دین گے کہ جیسے ہمارے مرزا صاحب مثیل عیسےٰ ہین اسیطرح اُن کے والد مثیل عبداللہ ہین۔
شیعون کے پاس بچاؤ کے لئے جس طرح تقیہ ہے مرزائیون کے پاس تشبیہ واستعارہ
ہے۔ نقل ہے کہ کسی امام کے پاس ایک شیعی نے آکر شیخین کے متعلق پوچھا تو انہون نے
فرمایا ھما امامان عادلان رحمۃ اللہ علیہما تو اب شیعی نے اُس کے یہ معنے کئے کہ
وہ دونون دوزخ کے امام ہین۔ عادل عدول سے ہے یعنے دونون ظالم ہین۔ رحمۃ اللہ

قتادہؒ فرماتے ہین کہ اہل قبور برزخ مین ہین۔ درمیان دنیا وآخرت کے

عبد بن حمید

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۹) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے علیہما یعنے اُن دونون کے ضرر
پر ہین۔ کیونکہ علےٰ ضرر کے لئے آتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ احادیث سے تو مہدی اور عیسےٰ
دو شخص ثابت ہوتے ہین۔ اور مرزا صاحب تو دونون لقب اپنے ہی لئے تجویز
کرتے ہین۔ اُسکا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ایک باریک استعارہ ہے کہ دو کے دو بھی
ایک کا ایک۔ اس کے قبل آپ نے نہین سنا کہ اُنکو مریم کا بھی خطاب ہوا اور پھر
ابن مریم کا بھی۔ پھر اُنکی ذریت مین سے بھی ایک ابن مریم ہونے والا ہے کیونکہ
براہین مین ان کو خدا نے مریم کہکے پکارا ہے۔ یہ استعارے ہر ایک کی سمجھ مین
کیون آنے لگے اس کو معارف قادیانی درکار ہین۔ اور احادیث موضوعہ کی
ضرورت ہے جس طرح مرزا صاحب نے معراج جسمی مین وہ موضوع حدیث کی بی بی
عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی اور اُسی پر اپنا عمل رکھا اور اس سے بڑھکر تو یہ دلیری کرتے ہین
کہ جب کھینچ تان کر استعارہ و مجاز سے بھی احادیث صحیحہ اپنے دعوے پر مطابق نہین آتے
تو صاف کہدیتے ہین کہ اس مین تحریف ہوئی صفحہ ۱۳ حمامۃ البشرےٰ واما ما جاء
فے حدیث مسلم ان نشاب یاجوج و ماجوج وقسیہم تحرق کالوقود ویستوقدھا
المسلمون فھذا التحریف اخر فے الحدیث فان القسی والسہام قد انعدمت و
ذھب وقتھا وقامت الاسلحۃ الناریۃ مقامھا فتقبل ان شئت او اعرض کالمنکرین
الخ یعنے حدیث صحیح مسلم مین جو یہ بیان ہے کہ یاجوج و ماجوج کے تیر و کمان مسلمان جلائینگے

مبعوث ہوئے تک رہین گے" حدیث صحیح مین ہے کہ قریبا تو حبت کے باغو مین سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۰) تو یہ دوسری تحریف ہے کیونکہ تیر وکمان کا وقت اب نہین رہا اور آتشی ہتیار اُس کے قایم مقام ہوگئے الخ سبحان اللہ مرزا صاحب کے پاس جب یاجوج وماجوج روس ونصارا ٹہرے تو اپنے دعوے کے ثبوت کے لئے حدیثون پر تحریف کی تہمت لگائی - اور وہ سدّ و دیوار کے احادیث بہول گئے چنانچہ بخاری ومسلم نے ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم خواب سے بیدار ہوئے اور آپکا چہرۂ مبارک سرخ تھا اور آپ فرماتے تھے لا الٰہ الا اللہ عرب کے واسطے خرابی ہے اُس بُری چیز سے جو نزدیک آپہونچی - آج کے دن یاجوج ماجوج کی دیوار مین سے اس کے برابر کہل گیا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے حلقہ باندہا الخ اور امام احمد و ترمذی وابن ماجہ وغیرہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج وماجوج ہر روز اُس دیوار کو کہودتے ہین الخ جب ان احادیثِ صحیحہ پر غور کرو تو یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ وہی قدیم ہتیار یعنے تیر وکمان اُن لوگون کے پاس ہون گے . لیکن مرزا و مرزائیون نے تو نیچرون کی طرح تحریف کا باب کہولدیا ہے - اور صحیح حدیثون کے رد پر آمادہ ہوگئے ہین چنانچہ درخواست مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۰ء صفحہ ۴ مین مرقوم ہے کیونکہ اِس حکم کا یہ حق ہے کہ اُس علم کے ساتھ جو خدا سے اُس نے پایا ہے

ایک باغ ہے۔ یا دوزخ کے گڑہون مین سے ایک گڑہا ہے" آدمی کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۱) ایسی حدیثون کو رد کرے اگرچہ وہ دس لاکھ یا اُس سے بھی زیادہ ہون الخ کیا اچھا ہوتا کہ مرزائی بجاے دس لاکھ حدیثون کو رد کرنیکے خود مرزا کو ہی رد کردیتے۔ ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا کی اطاعت کرتے۔ کیا بڑا کلمہ اس گروہ کے منہ سے نکلا۔ کہ دس لاکھ احادیث مرزا کے قول سے مردود ہوجائین۔ اور اسی کورانہ تقلید پر احادیث پر چلنے کا دعوے ان یقولون الا کذبا۔ **مرزا صاحب کی ہاتھ چالاکی حدیث امامکم منکم مین** مرزا صاحب نے ازالۂ اوہام مین متعدد جا اس حدیث کو اپنے دعوے کی دلیل بنائی ہے۔ اور مرزائیون کے بھی وردِ زبان ہے۔ اس لئے اسکی حقیقت بھی ناواقفون کو معلوم ہونا ضروری ہے۔ مرزا صاحب نے ازالۂ اوہام صفحہ ۳ ہم مین لکھا" کہ ایک حدیث کا مضمون یہ ہے کہ ابنِ مریم تم مین اتریگا۔ اور پھر بیان کے طور پر کہولدیا ہے کہ وہ ایک تمہارا امام ہوگا جو تم مین سے ہی ہوگا پس ان لفظون پر خوب غور کرنی چاہیئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لفظ ابنِ مریم کی تصریح مین فرماتے ہین کہ وہ ایک تمہارا امام ہوگا جو تم مین سے ہی ہوگا اور تم سے ہی پیدا ہوگا۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس وہم کو دفع کرنے کے لئے جو ابنِ مریم کے لفظ سے دلون مین گذر سکتا تھا بعد کے لفظون مین بطور تشریح فرمادیا کہ اُسکو سچ مچ ابنِ مریم ہی نہ سمجھ لو بلکہ ہو امامکم منکم"۔ پھر ازالہ صفحہ ۱۴۲ مین لکھا کہ بخاری صاحب اپنی صحیح مین صرف

ایک حدیث امامکم منکم

چاہیئے کہ اپنے عمل کو اسی زندگی مین درست کرے - قصد و انابت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۲) اما مکم منکم کہکر چپ ہوگئے ہین یعنے صحیح بخاری مین صرف یہی مسیح کی تعریف لکھی ہے کہ وہ ایک شخص تم مین سے ہوگا اور تمھارا امام ہوگا۔ صفحہ ۹۶ مین لکھا "کہ دراصل حضرت اسمعیل بخاری کا یہی مذہب تھا کہ وہ ہرگز اس بات کے قایل نہ تھے کہ سچ مچ مسیح ابن مریم آسمان سے اُتر آیگا۔ بلکہ اُنہون نے اس فقرہ مین جو اما مکم منکم ہے صاف اور صریح طور پر اپنا مذہب ظاہر کر دیا ہے" ناظرین امام بخاری نے پہلے کتاب الانبیاء لکھی (دیکھو بخاری صفحہ ۴۶۸ سید الاخبار دہلی) پھر ایک ایک نبی (آدم و نوح وغیرہما) کے لئے باب باب باندہتے گئے صفحہ ۴۹۰ مین باب نزول عیسے بن مریم ہے۔ اس باب مین دو حدیثین لکھین پہلی ان سعید بن المسیب سمع اباھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتے لایقبلہ احد حتے تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا۔ ثم یقول ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ واقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا دوسری ان اباھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم - پہلی حدیث صحیح مسلم و ترمذی و ابن ماجہ و مسند امام احمد و ابن ابی شیبہ وغیرہ مین بھی ہے جسکا حاصل مطلب یہ ہے -

توبہ وزہد اختیار کرے۔ تاہر طرح قبر وحشر مین آرام سے رہے۔ اِن چار دن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۳) کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قسم کھاکے فرماتے ہین کہ قریب ہو کہ ابنِ مریم تم مین اترین گے۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (جو راوی حدیث ہین) فرماتے ہین کہ اگر چاہو تو پڑھو وان من اهل الكتاب الخ یعنے نہین ہے کوئی اہلِ کتاب سے مگر یہ کہ ضرور ایمان لانے والا ہے عیلے پر اُسکی موت سے پہلے۔ اور قیامت کے دن عیلے اُن پر گواہی دین گے"۔ دُرِّ منثور کی روایت مین امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کی کہ آپ نے فرمایا یؤمن بہ قبل موت عیسٰی یعنے اہلِ کتاب قبل موت عیلے علیہ السلام کے ایمان لاوین گے۔ ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کی تفسیر مین روایت کی یعنے وہ لوگ اہلِ کتاب سے جو عیلے علیہ السلام کے تشریف فرما ہونے کو پاوین گے وہی ایمان لاوین گے حاکم سے بھی اسی طرح مروی ہے (درمنثور) دیکھئے جہان مسیح علیہ السلام کے رفع کا ذکر ہے وہان متوفی کا لفظ ہے جس کے حقیقی معنی بھر پور لینے کے ہین اور موت کے معنے مجازی ہین اساس البلاغہ مین ہے "استوفاہ وتوفاہ استکملہ ومن المجاز توفاہ اللہ۔ اور آخری زمانہ مین جب نزول فرماوین گے اور اُس وقت کے اہلِ کتاب ایمان لاوین گے تو اُس کے بعد موت آئیگی۔ اسی لیئے یہان قبل موتہ فرمایا کیونکہ موت کے حقیقی معنی مرنے کے ہین دیکھو اساس البلاغہ وغیرہ اور دوسرے معنے مجازی ہین۔ اب اگر کسی مفسر نے متوفی کے معنی ممیت کے کیا ہے تو ہمکو چاہیئے قرآن کے حقیقی معنے بحال رکھکر اس مفسر کے معنی مجازی کرلئے جاوین یعنے نوم وغشی وغیرہ کے لیکن

کلمات کی شرح اسطرح ہی (کلمہ ۳) فصل وہ چیز ہے کہ جسپر عمل کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۴) مرزا صاحب اس کے برعکس معنے لیتے ہین - جہان قرآن مین توفی ہے وہان موت کے معنے لیتے ہین - اور جہان قرآن مین اماتہ اٰتا ہے وہان نوم وغشی کے معنے لیتے ہین - اب سچ کہئے کہ کس نے قرآن کے حقیقی معنی پر عمل کیا اور کس نے مجاز پر - اب مرزا صاحب یہ آیت اور صحابہ کی اس طرح تفسیر دیکھہ کر اب منقول سے منہ پھر اکر عقلی سہارا ڈھونڈتے ہین - اور ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۲ اس آیت کی تفسیر مین لکھتے ہین "بعض لوگ کچھ شرمندے سے ہو کر دبی زبان پر تاویل پیش کرتے ہین کہ اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہین جو مسیح کے دوبارہ آنیکے وقت دنیا مین موجود ہون گے - اور وہ سب مسیح کو دیکھتے ہی ایمان لے آئینگے لیکن یہ خیال بھی ایسا باطل ہے کہ زیادہ لکھنے کی حاجت نہین الخ" افسوس صحابہ کی تفسیر کو کہدیا کہ خیال باطل ہے - اس سے زیادہ سنئے ازالہ اوہام صفحہ ۱۴ "اب سمجھنا چاہئے کہ جبکہ پیشگویون کے سمجھنے کے بارے مین خود انبیا سے امکان غلطی ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے" یہ تو امکان غلطی تھا اب وقوع کی سنئے صفحہ ۴۰۰ - ازالہ اوہام "کیونکہ پیشگوئیون کے سمجھنے مین قبل اس کے جو پیشگوئی ظہور مین آوے بعض اوقات نبیون نے بھی غلطی کھائی ہی پھر اگر کسی صحابی نے غلطی کھائی تو کون سے بڑے تعجب کی بات ہی" امام بخاری کی پہلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ابن مریم علیہ السلام نازل ہون گے - اور ابو ہریرہ صحابی جو خود اس حدیث کے راوی ہین - آیت وان من اهل الکتاب سے اسکا ماخذ بتلایا - اب قرآن کی آیت - حدیث سے اسکی تقویت - حضرت ابوہریرہ کی تفسیر - ان سب باتون کو امام بخاری کا اس دھوم دھام سے نقل کرنا صاف دلالت کر رہا ہی کہ امام بخاری کا وہی مذہب ہے جو تمام

بنا ہوتی ہو اور وہ نیت سے خاص ہو کیونکہ ہر قصد نیت ہے اور ہر نیت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۵) اہل سنت کا ہو۔ اب رہا مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ بخاری صاحب کا وہی مذہب ہو یعنے جو مرزا صاحب کا ہو بالکل غلط ہے۔ مرزا صاحب جب دیکھتے ہین کوئی اپنا ہم مشرب نظر نہین آتا تو خواہ مخواہ کسی نہ کسی کی جانب اس عقیدہ کی تہمت لگاتے ہین۔ ضرورۃ الامام صفحہ ۲۵ مین لکھتے ہین" مین امام مالک اور ابن حزم اور معتزلہ کے قول کو مسیح کے وفات کے بارے مین صحیح قرار دیتا ہون۔ اور دوسرے اہل سنت کو غلطی کا مرتکب سمجھتا ہون" یہان امام بخاری کا نام نہین لیا۔ بجاے ان کے امام مالک کو اپنا ہم مشرب بنایا۔ کیا کرین گے الغریق یتشبث بالحشیش۔ مگر یہ نہین سمجھتے کہ امام مالک کچھ غیر معروف نہین اور ان کے اہل مذہب اور ان کے مذہب کے کتب غیر شایع نہین بلکہ ہزارون کتب ان کے مذہب مین مدون ہو چکے۔ اور لاکھون آدمی ان کے مذہب والے ہین۔ تمام مغرب ان کے مذہب والون سے بھرا ہے۔ باوجودیکہ ہم نے ابتدا ہی مین اسی تفسیر کے صفحہ ۹۵ مین لکھدیا تھا کہ علامہ زرقانی مالکی جلد سادس صفحہ ۳۰ شرح مواہب مین فرماتے ہین" الاتفاق علی رفعہ بجسدہ۔ یعنے عیسے علیہ السلام کا جسم عنصری سے اٹھاے جانے پر سب کا اتفاق ہے" لیکن محبوب انوار الحق نے اپنی کتاب صفحہ ۲۵ مین پھر وہی لکھا کہ امام مالک و امام بخاری الخ اگر اب تمام کتب مالکی مرزائیون کے سامنے پیش کردیے جائین تو بھی پھر وہی اپنی ہٹ نہ جاے گی۔ اتنا تو سمجھا ہوتا کہ اگر امام مالک کا یہہ مذہب ہوتا تو اسیوقت نزاع شروع ہو جاتی۔ مرزا صاحب کی تکفیر مین علما کو قلم اٹھانے کی

قصد نہین ہی۔ نیت عمل سے پہلے اور بعد شروع اور عمل سے فارغ ہونیکے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۶) کیون نوبت آتی اور یہ تو مرزا صاحب کو بھی معلوم ہوگا کہ یہ چارون مذہب مین اصول کا ایسا اختلاف نہین جس سے ایک دوسرے کو کافر کہین۔ صرف جو کچھ اختلاف ہی فروعات مین ہے۔ ہان مرزا صاحب معتزلہ کے ہم مذہب ہوتے ہین تو پھر کیون اہل سنت کو اپنے ساتھ شریک کرکے دوسرے اہل سنت وجماعت کو دہوکا دیتے ہین۔ اگر تمام مرزائی متفق ہوکر عمر بھر کتابین صفحہ وار الٹتے رہین گے تو ایک سنی کا قول بھی صریح طور سے اپنے مذہب کی تائید مین نہ پائین گے۔ افسوس مرزا صاحب کہتے ہین "کہ پیشگوئیون کے سمجھنے مین نبیون نے بھی غلطی کھائی اور امت کا اجماع کوانہ اتفاق ہے" معلوم ہوا صرف ایک ذات اقدس آپ ہی کی ہے جو پیشگوئیون کے سمجھنے مین غلطی نہین کرتی کسی مرزائی کو یہ شبہ نہین آتا کہ جو نبیون کی غلطی ثابت کرے وہ خود سرتاپا کیون نہ غلط ہو۔ پھر کس طرح سے اطمینان ہوگیا کہ مرزا صاحب جو کچھ پیشگوئیان کہہ رہے ہین اور سمجھہ رہے ہین وہ سب صحیح ہین۔ کاش اتنا تو کہا ہوتا کہ ہم آپ کے قول منفرد سے اجماع امت نہین چھوڑتے اور اللہ سے ڈرتے ہین کہ جب ان کا ساتھ چھوڑ دین تو کہین ہمین جہنم مین نہ پہونچا دے۔ چنانچہ فرماتا ہے ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ دوسری حدیث واما مکم منکم کی کیونکہ مرزا صاحب نے عیسے علیہ السلام کے امتی ہونے کی بہت کچھ کوشش کی لیکن سوائے اس ایک حدیث کے جو ان کی سمجھہ مین ان کے موافق ہے اور کوئی حدیث انھین نہ ملی چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۱ مین مرقوم ہے"

بعد بھی ہوسکتی ہے۔ اور قصد عمل سے پہلے ہی ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۷) اور اگر یہ کہو کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو امتی کرکے کہان پکار گیا ہے تو مین کہتا ہون کہ صحیح بخاری کی وہ حدیث دیکھو جس مین امامکم منکم موجود ہے الخ ہم اس حدیث کو سابق مین بعینہٖ نقل کر چکے ہین جسکا لفظی ترجمہ یہ ہے "تمھارا کیا حال ہوگا۔ جب تم مین ابن مریم نزول کرین گے۔ اور تمھارا امام تمھین مین سے ہوگا" اب مرزا صاحب سے کوئی پوچھ دیکھے کہ تم سے ہی پیدا ہوگا کس لفظ کا ترجمہ اور مضمون ہے۔ علاوہ یہ کہ اس پر ہی کفایت نہ کی۔ بلکہ حدیث مین سے حرف واو کم کرکے بجاے اُس کے دو لفظ عربی گھڑ کے لگا دئے تا اپنا مطلب نکل آئے۔ ایک تو بَلْ ہے دوسرا ھُوَ ہے یعنے بَلْ هُوَ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ جس طرح ہم نے سابق مین ازالۂ اوہام صفحہ ۹۴ سے نقل کی ہے سبحان اللہ مرزا صاحب تحریف و تاویل کرتے کرتے اب الفاظ بھی بڑھانے لگے۔ کیون نہ ہو جب احادیث رد کرنے کا منصب ملا ہے تو احادیث مین خلط ملط کرنا کیا بڑا ہے لیکن صریح نہین بڑھاتے ہین بلکہ گویا کی تہی مین ٹکا رکھیلتے ہین اوّلاً ہم بطور فرض مرزا صاحب ہی کے معنے اختیار کرکے جواب دیتے ہین تو یہی معنی ہون گے کہ ابن مریم تم مین اُترین گے اور (وہ) تمھارے امام تمھین مین سے ہون گے۔ یعنے تمھارے خلیفہ ہون گے۔ قرآن پر حکم کرین گے نہ انجیل پر۔ ایک دوسری حدیث مسلم مین جو فامّکم ہے اُس کے بھی یہی معنے ہین کہ تمھاری امامت کرین گے اُس مین منکم کا لفظ بھی نہین ہے۔ یہ جو مرزا جی نے قول الجمیل کے صفحہ ۵۸ مین لکھا کہ جناب خاتم المرسلین نے منکم کا لفظ بڑھا کر یہ تفہیم کی کہ وہ بنی اسرائیل کا نبی عیسےٰ بن مریم نہین ہے الخ یہ کس لفظ کا معنی اور کونسے جملہ کا مضمون ہے مطلب صاف تھا

صدقہ مین قصدِ ریا و سُمعہ کیا۔ اور مال صندوق سے دینے کے لئے نکالا۔ اور دیتے وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۸) یہ تھا کہ ابنِ مریم علیہ السلام تمھارے امام ہین۔ منکم کا لفظ اسلیے بڑھا دیا کہ تا یہ معلوم ہو جاسے کہ تم مین سے ہون گے یعنے تمھارے دین پر ہون گے اگر منکم کا لفظ نہ ہوتا تو یہی فہم مین آتا کہ عیسے علیہ السلام اپنی ہی شریعت پر ہون گے اور انجیل پر حکم کرین گے۔ مرزا صاحب جو کہتے ہین کہ تم سے ہی پیدا ہوگا یہ کس لفظ کے معنے ہین سرکارِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم خود ہی فرما رہے ہین کہ جو مریم سے پیدا ہوے اور مریم کے بیٹے ہین۔ پھر تم سے ہی پیدا ہونے کے کیا معنے۔ حدیثِ صحیح جو ترمذی و نسائی و ابن ماجہ مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علیؑ منی وانا من علیؓ یعنے علی میرے سے ہین اور مین علی سے ہون۔ بقولِ مرزا صاحب تو اس کے یہ معنے ہونا چاہیے کہ علی میرے سے پیدا ہوے اور مین علی سے پیدا ہوا۔ (معاذ اللہ) علاوہ اسکے مرزا صاحب ازالۂ اوہام کے صفحہ ۱۹۲ مین لکھتے ہین "کہ یہ اُمتیون کو خوشخبری دیگئی کہ ابنِ مریم جو آنیوالا ہے وہ تم مین سے ہی ہوگا اور تم مین سے ہی پیدا ہوگا" قولِ عجیب کے صفحہ ۷۵ مین لکھا "کیف جو استفسارِ احوال کے لئے آیا کرتا ہے اس سے اظہارِ خوشی اور فخر کا معنی استنباط کرنا حضرتِ مجیب ہی کا کام ہے" بے شک یہ کتاب قولِ عجیب ہی ہے کیونکہ اپنی ہی بشیر کو جھٹلا رہی ہے وہ تو کیف سے خوشخبری کے معنے لیتے ہین اور چنانچہ ہجرت کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک سے فرمایا تھا کیف بك اذا لبست سواری کسریٰ۔ مرزا صاحب سچ کہتے کہ خوشخبری کس مین ہے ایا سچ مسیح عیسے بن مریم جو روح اللہ

الہامِ الٰہی سے رجوع کیا اور نیت دفع بلا کی - اور بعد عطا خالص لوجہ اللہ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۹) اور صاحبِ شریعت ہین - وہ ہمارے زمرہ مین شریک ہوکر اسی دین پر حکم کرنے مین خوشخبری زیادہ ہے - یا یہ کہ اسی امت مین سے ایک شخص فرضی طور سے مریم کا بیٹا بن جائے - اس مین تو کوئی بھی خوشی نہین - یا در کہو کہ اگر ہم اہل سنت نے موافق قرآن وحدیث کے عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر چڑہایا تو پھر زمین پر اُتارکر آنحضرت کا تابع بھی بنایا - نصاریٰ کی خوشی تو آپ نے کی کہ عیسےٰ علیہ السلام جو اُن کے اور ہمارے نبی ہین - اس سید الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع اور اس شریعت کے پابند ہونیسے آپ نے انکار کیا - یہ اُنکی مسرت کا طریقہ خوب نکالا - کہ خود ہی عیسےٰ بن بیٹھے اور خود آپکی مریم کے بیٹے کہلانے لگے - نصاریٰ کی مدح سرائی (یعنے صفائیِ قلب وحُسنِ نیت) اور دعاگوئی جو کچھہ تم نے آئینہ کمالات کے صفحہ ۱۸ - اور صفحہ ۴۴ مین کی ہے وہ تمھارے لئے کافی نہ ہوئی - جو مسلمانون مین پھوٹ اور تفرقہ ڈالکر اسلام پر جگ ہنسائی کر رہے ہو ہم نے یہانتک تو واما مکر منکر کے تمھارے ہی معنے لئے یعنے وھو اما مکم منکم - یعنے عیسےٰ ہی امام مانے جائین - اور اگر آپ یہ معنے لینا چاہتے ہین کہ عیسےٰ بن مریم تم مین اتریگا (لیکن وہ عیسےٰ بن مریم نہین جو بنی اسرائیل کا تھا بلکہ وہ) امام تمھارا تم مین سے پیدا ہوگا چنانچہ اسی بل پر تو آپ نے بل کو زیادہ کیا - کیونکہ بل اضراب کے لئے بھی آتا ہے تو آپکے معنے بھی بن جاتے ہین ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند - یہ معنے تو تراشیدہ آپ کو اور آپ کے متبعین کو مبارک - اب ہمارے معنے سنو جو دوسرے احادیث بھی اُسکی تائید کیلئے

نیت کی تو اُسکا صدقہ آخیر نیت پر منعقد ہوتا ہے۔ کیونکہ مذہب[ل] مین سنت سے

لہ شافعی اور حنفی مذہب مین ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۰) موجود ہین۔ اور اس مین اُس سے بھی زیادہ خوشخبری ہے۔ اور کس قدر صاف معنے ہین جس مین کوئی تاویل کی ضرورت نہین یعنے تمھارا کیا حال ہوگا (یعنے کس قدر خوشی ہوگی) جب تم مین ابنِ مریم نزول کرینگے۔ اور تمھارا امام تمھین سے ہی ہوگا۔ یعنے جسوقت ابنِ مریم نزول فرماینگے تو امام اس امت مین سے ہوگا۔ اس دعوے پر دلیل احادیث سے لیجے پہلی حدیث اخرج الامام احمد ومسلم عن جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیٰمۃ۔ قال فینزل عیسے بن مریم علیہما السلام فیقول امیرھم تعال صل بنا۔ فیقول لا ان بعضکم علی بعض امیر تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ (کنز العمال جزو سابع صفحہ ۲۰۲ و درمنثور جزو ثانی صفحہ ۲۴۵) یعنے امام احمد و مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت سے ہمیشہ ایک جماعت حق پر قتال کرتی رہے گی۔ قیامت تک غالب رہے گی۔ فرمایا پس اترینگے عیسے[علیہ السلام] بن مریم۔ پس اُن کا (یعنے اس امت کا) امیر کہیگا (یعنے حضرت عیسے سے) آیئے ہمین نماز پڑھایئے۔ تو عیسے فرماینگے نہین بے شک تم مین سے بعض بعض پر امیر ہین۔ اللہ کی طرف سے بزرگی اس امت کے لئے ہے۔ دوسری حدیث ابو داؤد و ابن ماجہ نے ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا (خطبہ دراز ہے جس مین یہ لفظ بھی موجود ہین) و امامھم رجل صالح۔ فبینما امامھم قد تقدم یصلی الصبح اذ نزل علیھم

فرض کی طرف انتقال ہو سکتا ہی۔ اور علما نے تصریح کی ہے کہ محرم مطلق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۱) عیسےٰ بن مریم الصبح فرجع ذلک الامام یمشی القہقری لیتقدم
عیسےٰ فیضع عیسےٰ یدا بین کتفیہ ثم یقول لہ تقدم فصل فانہا لک اقیمت فیصلی بہم امامہم الخ
(درمنثور جزء ثانی صفحہ ۲۴۴ وکنز العمال ہ وابن خزیمہ ک والضیا۔ جزء سابع صفحہ ۱۹۳)
یعنے اور امام اُنکا ایک مرد نیک بخت ہوگا۔ اس حال مین کہ اُن کا امام صبح کی نماز پڑہانے
آگے بڑہا ہوگا کہ اُس صبح کے وقت عیسےٰ ابن مریم اُن پر نازل ہون گے تو وہ پیچھے پاؤن
پلٹیگا۔ تا عیسےٰ علیہ السلام آگے بڑہین۔ پس عیسےٰ اپنا ہاتھ اُس امام کے دونون شانوںمین
رکھکر فرمائین گے کہ بڑہو اور نماز پڑہو اس لئے کہ یہ نماز تمھارے ہی لئے قایم کی گئی ہے۔
پھر انھین کا امام اُن کو نماز پڑہائے گا الخ تیسری حدیث امام احمد و ابن ابی شیبہ و
طبرانی وحاکم مع تصحیح عثمان بن ابی العاصی رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا فینزل عیسےٰ عند صلاۃ الفجر۔ فیقول لہ امیر الناس تقدم
یا روح اللہ فصل بنا۔ فیقول انکم معشر ہذہ الامۃ امراء بعضکم علے بعض تقدم انت
فصل بنا۔ فیتقدم فیصلے بہم الخ مختصرا۔ (درمنثور جزء ثانی صفحہ ۲۴۳) یعنے عیسےٰ علیہ السلام
فجر کی نماز کو اُتریں گے۔ پس اُن کو لوگون کا امیر کہیگا کہ اے روح اللہ آگے بڑہکر ہمین
نماز پڑہائیے۔ عیسےٰ علیہ السلام فرمائین گے کہ تم گروہ اس امت کے بعض بعض پر امیر ہو
(اے امیر) تو ہی آگے بڑہکر ہمین نماز پڑہادے تو وہ امیر مقدم ہو کر سبکو نماز پڑہائیگا الخ
کیون مرزا صاحب اب واماکم منکم کے معنے سمجھ مین آئے۔ کہ جس کے پیچھے خود عیسےٰ نماز

اپنے احرام کو حج و عمرہ سے جس طرح چاہے مقرر کرے اور محرم عمرہ کو قران

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۲) پڑہین گے۔ اور امام دوسرا ہوگا یعنے امام مہدی جس طرح ہم نے سابق مین ذکر کیا ہے اقتبار اقول صرورۃ الامام صفحہ ۳ مین کہ مہدی اور مسیح ہونیکا مدعی تو یہی ایک شخص میدان مین کھڑا ہے" دعوے بلا دلیل ہے۔ پہلے تو مسیح کو امتی بنایا چاہیئے موہ مہدی و مسیح کو ایک کر دیتے ہو۔ اگر کہو تو اور احادیث نقل کرون لیکن آپ کو احادیث کی کب پروا ہی شارح حدیث علامہ طیبی وہی معنے فرماتے ہین کیف حالکم وانتم مکرمون عنداللہ والحال عیسے ینزل فیکم وامامکم منکم وعیسے یقتدی بامامکم ویشھد لہ الحدیث الاٰتی ابن حجر مکی صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۲ مین فرماتے ہین لان القصد بامامۃ المھدی لعیسے انما ھو اظھار انہ نزل تابعا لنبینا حاکما بشریعۃ غیر مستقل بشیئ من شریعۃ نفسہ واقتداءہ ببعض ھذہ الامۃ مع کونہ افضل من ذلک الامام الذی اقتدی بہ فیہ من اذاعۃ ذلک واظھارہ مالا یخفے علے انہ یمکن الجمع بان یقال ان عیسے یقتدی بالمھدی اولا لاظھار ذلک الغرض ثم بعد ذلک یقتدی المھدی بہ علی اصل القاعدۃ من اقتداء المفضول بالفاضل وبہ یجتمع القولان یعنے مہدی جو عیسے علیہ السلام کی امامت کرینگے وہ صرف اس لئے ہے کہ تا ظاہر ہوجاوے کہ وہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع اور آپ کی شریعت پر حکم کرنیوالے ہین۔ اپنی شریعت کا حکم مستقل طور پر جاری نہ کرینگے۔ اور اس امت مین سے کسی کے پیچھے نماز پڑھنا (حالانکہ جس امام کی یہ اقتدا کرینگے اس سے افضل ہونگے) صرف

حج کے لئے احرام کا پھیرنا جائز ہے۔ یہ ظاہری مسئلہ ہمارے باطنی مسئلہ کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۳) اسی بات کا پوری طور سے ظاہر کرتا ہے۔ پھر بعد اسکے
مہدی یا عیسے علیہ السلام کی اقتدا کریں گے۔ اسی اصلی قاعدہ پر کہ مفضول فاضل کی اقتدا
کرتا ہے۔ اور اسی سے دونوں قول جمع ہو جاتے ہیں!! علامہ زرقانی نے شرح مواہب
میں اسی طرح لکھا۔ کیوں مرزائیو اب بھی توافق وتطابق بین الاحادیث ممکن ہے
کہ نہیں سچ کہو کہ اب تخالف درمیان احادیث کہاں رہا۔ الحمد للہ کہ حدیث وامامکم منکم
پر مرزا صاحب کی جو کچھ ملمع کاری تھی سب کھل گئی۔ اور عیسے بن مریم علیہما السلام وہی
ایک رہے دوسرے نہ ثابت ہو سکے۔ اب صریح حدیث سماعت کیجے کہ وہی بنی اسرائیل
کے عیسے بن مریم نازل ہونے والے ہیں۔ اخرج ابن ابی شیبہ والامام احمد
وابوداؤد وابن جریر وابن حبان عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال الانبیاء اخوات لعلات امہاتھم شتّٰی ودینھم واحد۔ وانی اولی الناس
بعیسے بن مریم لانہ لم یکن بینی وبینہ نبی وانہ خلیفتی علی امتی وانہ
نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض الخ یعنے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام علاتی بھائی ہیں یعنے باپ کی طرف سے ایک ہیں لیکن ان
علیحدہ ہے۔ اور دین ایک ہے۔ اور میں عیسے بن مریم علیہما السلام سے قریب تر ہوں اس لئے
کہ بے شک میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ اور یقیناً وہی میری امت
پر میرا خلیفہ ہے۔ اور بے شک وہ اترنے والا ہے تو جب تم اسکو دیکھو تو پہچان لو کہ

نظیر ہے تو عمل نیتوں پر معقود ہے اور قصد اول عمل پر باعث ہے پس قصد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۴) وہ آدمی درمیانی قد والا ہے۔ سرخ و سفید رنگ کی طرف
مائل ہے الخ اس حدیث کو غور سے دیکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
کس قدر صراحت سے فرمایا کہ وہ عیسے بن مریم کہ جو میرے اور اُس کے درمیان کوئی نبی
(اولوالعزم) نہین ہے وہی اُترنے والا ہے اب اس حدیث مین کسی طرح تاویل کی
گنجایش نہین۔ کیونکہ انّہ کی ضمیر کسی دوسرے کی طرف راجع کرنا ممکن نہین یہ حدیث درمنثور
کی جلد ثانی صفحہ ۲۴۲ مین ہے اور اس حدیث سے مرزا صاحب کے اُس قول کا بھی رد
ہوگیا جو ازالہ صفحہ ۴۴ مین لکھا کہ مسیح اول کا حلیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور طرح کا
فرمایا اور مسیح ثانی کا حلیہ اور طور کا ذکر کیا ہے جو اس عاجز کے حلیہ سے بالکل مطابق ہے الخ
کیونکہ اس حدیث مین آنے والے مسیح کا حلیہ مربوع الی الحمرة والبیاض ہے اسی
طرح بخاری مین معراج کی حدیث صفحہ ۴۸۹ مین قال لقیت عیسے فنعتہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال ربعة احمر۔ اسی کی ایک دوسری حدیث مین فاما عیسے فاحمر
اس سے معلوم ہوا کہ دونون حلیے ایک ہی ہین اور مسیح بھی ایک ہی ہے اور جو دوسری
دو حدیثون مین آدم کا لفظ ہے وہ خواب کا ذکر ہے۔ ایک مین فی المنام دوسری مین
بینما انا نائم ہے۔ خواب کے لئے تعبیر ہے۔ اور بیداری تو اپنی حقیقت پر محمول ہوگی
مرزا صاحب اپنی اشاعت فتنہ کے لئے اسی طرح خلط ملط کرتے ہین۔ چنانچہ اس سے
پہلے بھی ایک شخص نے اسیطرح دعوے کیا تھا کہ علامہ زرقانی مقصد خامس صفحہ ۲۹۱ مین

باعتبار لزوم صحت اُس کے طلب حق میں ایسا مقام ہے کہ جو جدا نہیں ہو سکتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۵) والقرامطة اصلهم رجل من سواد الکوفة یقال له قرمط کان احمر البشر والعینین وکان ظهوره سنة ثمان وسبعین ومائتین وقال انه الکلمة والمهدی و زعم انه انتقل الیه کلمة المسیح الخ یعنے ایک شخص قرمط یا حمدان بن قرمط کوفہ کی اطراف سے ۲۷۸ھ میں خروج کیا جو سرخ رنگ اور سرخ چشم تھا۔ اور کہا کہ وہی کلمۃ اللہ اور مہدی ہے اور اسی کی طرف کلمہ مسیح انتقال کر آیا ہے۔ اور قرآن کی تعریف کرکے تاویلات بعیدہ کرتا الخ مرزا صاحب بھی ایسے ہی لوگوں کے قدم بقدم چلنا چاہتے ہیں۔ جب صریح قرآن و حدیث سے عیسےٰ کا رفع ثابت ہو جاوے تو پھر نزول انھیں کے لئے ہو گا۔ نہ یہ کہ رفع تو ابن مریم کے لئے ہو اور نزول غلام احمد کے لئے۔ بعضے مرزائی کہتے ہیں کہ رفع الی السماء کسی حدیث میں نہیں ہے۔ دیکھو در منثور جلد ثانی صفحہ ۲۳۸ اخرج عبد ابن حمید والنسائی وابن ابی حاتم وابن مردویه عن ابن عباس رضی الله عنهما قال لما اراد الله ان یرفع عیسےٰ الی السماء خرج الی اصحابه وفی البیت اثنا عشر رجلا من الحواریین فخرج علیهم من عین البیت ورأسه یقطر ماء۔ فقال ان منکم من یکفر بی اثنی عشرة مرة بعد ان آمن بی۔ ثم قال ایکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثهم سنا فقال له اجلس ثم اعاد علیهم فقام الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیهم فقام الشاب فقال انا فقال انت ذاك۔ فالقی علیه شبه عیسےٰ ورفع عیسےٰ من روزنة فی البیت الی السماء۔ وقال وجاء الطلب من الیهود

اور باعتبارِ تجدد ہر عملِ مخصوص مین حال ہے۔ تو بعضون کا قصدِ عمل سے دونخ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۶) فاخذوا الشبہ فقتلوہ ثم صلبوہ الیٰ یہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سند کے ساتھ ہے کہ عیسٰی علیہ السلام جانبِ آسمان مرفوع ہوے۔ اور آپ سے ممیتک کے معنے بطورِ تعلیق ہین۔ تعلیقات احادیثِ صحیحہ مسندہ کو نہین پہونچ سکتے سخاوی فتح المغیث مین لکھتے ہین وبما تقدم تایید حمل قول البخاری ما ادخلت فی کتابی الا ما صح علی مقصودہ بہ وھو الاحادیث الصحیحۃ المسندۃ دون التعالیق والآثار الموقوفۃ علی الصحابۃ فمن بعدھم والاحادیث المترجم بہا ونحو ذلک۔ اور اُس حدیث مین کس قدر صراحت ہے اور مثیلِ مسیح کا ابطال ہے جس کو ہم نے درمنثور سے اسی تفسیر کے صفحہ ۹۰۴ مین ترجمہ کیا پھر یہان بعینہٖ اعادہ کرتے ہین عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلۃ اسری ابراھیم وموسٰی وعیسٰی قال فتذاکروا امر الساعۃ قال فردوا امرھم الی ابراھیم فقال لا علم لی بہا فردوا امرھم الی موسی فقال لا علم لی بہا فردوا امرھم الی عیسٰی فقال عیسٰی اما وجبتہا فلا یعلم بہا احد الا اللہ وفیما عھد الی ربی ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذا رانی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیھلکہ اللہ اذا رانی حتی ان الحجر والشجر یقول یا مسلم ان تحتی کافرا فتعال فاقتلہ فیھلکھم اللہ ثم یرجع الناس الی بلادھم واوطانھم فعند ذلک یخرج یاجوج وماجوج الخ یعنے درمنثور جلد رابع صفحہ ۱۵۲ تحتِ اسریٰ بعبدہ مین سعید بن منصور وامام احمد وابن ابی شیبہ وابن ماجہ وابن جریر وابن منذر وحاکم وابن مردویہ وبیہقی یہ سب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین

شبِ معراج مین خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی آنیکا ذکر کرنا -

نجات اور جنت مین داخل ہونا ہے۔ یہ رتبہ عوام ہے۔ بعضون کا قصد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۷) کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے شب اسراء مین ابراہیم و موسے و عیسے علیہم السلام سے ملاقات کی قیامت کا ذکر آیا۔ ابراہیم و موسے علیہما السلام نے فرمایا کہ مجھے اُس کا علم نہین۔ عیسے علیہ السلام نے فرمایا کہ وقوع کا علم تو اللہ ہی کو ہے لیکن مجھ سے جس کا اللہ نے عہد کیا ہے وہ یہ ہے کہ دجال نکلیگا۔ اور میرے پاس دو عصا ہون گے۔ جب وہ مجھے دیکھیگا سیسے کی طرح پگھل جائے گا۔ اللہ تعالے میرے دیکھنے کے باعث اُس کو ہلاک فرمائے گا۔ یہان تک کہ جھاڑ اور پہاڑ پکارین گے کہ اے مسلمان میرے پیچھے کافر چھپا ہے تو آکے قتل کر تو اُن سبکو اللہ تعالے ہلاک فرمائے گا۔ پھر لوگ اپنے شہرون اور وطنون کو پلٹ آوین گے۔ اُس وقت یاجوج ماجوج نکلین گے الخ علامہ زرقانی اور ابن کثیر اور بہت سے محدثین نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے اس حدیث مین تو عیسے علیہ السلام نے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دوبدو اپنے آنے کی کیفیت بیان کی ہے اب کسطرح سے غلام احمد عیسے بن مریم ہوسکتے ہین۔ باوجود اس کے مرزا صاحب ان احادیث پر چلنے والون کو رسالہ انجام آتہم کے صفحہ ۲۱ مین اس طرح خطاب دیتے ہین "اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا" اس سے معلوم ہوا کہ مولوی اور اُن کے اتباع سب بے ایمان ہوگئے ہین۔ اب ایمان داری مرزائیون مین ہی منحصر ہے۔ بھلا یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ مرزائیون کی تعداد کتنی ہے۔ رسالہ ضرورۃ الامام جو تیرہ سو پندرہ کی تالیف اور

طلبِ رضائے حق ہی۔ بعضون کا قصد عبودیت لوجہ اللہ کی تحقیق ہی نہ جزا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۸) اٹھارہ مین مطبوع ہوا ہے اُس کے صفحہ ۴۴ و ۴۳ مین نقل رپورٹ تحصیل دار سے اُن کی مردم شماری صحیح طور سے معلوم ہوسکتی ہے وہ لکھتے ہین" مثل عذرداری انکم ٹیکس مسمی مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضے ذات مغل سکنہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پھر لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد ابتدائی ایام مین خود ملازمت کرتا رہا ہے کچھ مدت سے ملازمت وغیرہ چھوڑکر اپنے مذہب کی طرف رجوع کیا اور اس امر کی ہمیشہ سے کوشش کرتا رہا کہ وہ ایک مذہبی سرگروہ مانا جاوے۔ اس نے چند مذہبی کتابین شایع کین رسالہ جات لکھے۔ اور اپنے خیالات کا اظہار بذریعہ اشتہار کیا۔ چنانچہ اُسکی کل کارروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ کچھ عرصہ سے ایک متعدد اشخاص کا گروہ جن کی فہرست (بحروف انگریزی) منسلک ہذا ہی اُس کو اپنا سرگروہ ماننے لگ گیا اور بطور ایک فرقہ کے قایم ہوگیا۔ اس فرقہ مین حسب فہرست منسلکہ ہذا ۳۱۸۔ آدمی ہین الخ اس ہندسہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی تین سو اٹھارہ ہین۔ لیکن اہلِ اسلام کے مقابلہ مین یہ کس گنتی مین ہین۔ اہلِ اسلام کی تعداد خود مغل صاحب ہی براہینِ احمدیہ صفحہ ۲۱۰ مین اسطرح بتلاتے ہین" اور مسلمانون کا پھر شرک اختیار کرنا اس جہت سے ممتنعات مین سے ہے کہ خدائے تعالےٰ نے پیشین گوئی کی اور فرمایا ما یبدئ الباطل وما یعید سورۂ سبا الجزء ۲۲ یعنے یہ شرک اور مخلوق پرستی دور ہوچکی ہے پھر نہ وہ اپنی کوئی نئی شاخ نکالیگی اور نہ وہ اُسی پہلی حالت پر عود کریگی سو اس پیشین گوئی کی صداقت بھی اظہر من الشمس ہی کیونکہ جیسا دائل ایام مین کہ مسلمانونکی تعداد بھی قلیل تھی تعلیم توحید مین کچھ تزلزل واقع نہین ہوا۔ بلکہ روز بروز ترقی ہوتی گئی تو اب جماعت اس موحد قوم کی بیس کروڑ سے کچھ زیادہ ہی کیونکر تزلزل ممکن ہے الخ

مرزائی تین سو اٹھارہ ہین

اس لیئے کہ بدلہ کا طلب کرنا مزدور کا کام ہے نہ غلام کا۔ اور بعضے اشتغال بحق ظاہرًا و باطنًا ہونے کا قصد رکھتے ہین یہہ افرادِ سالکین کے لیئے ہے۔ اور بعضے نفس کی دوری اُسکی عادات اور اُسکی طبیعت سے چاہتے ہین۔ اور بعض کو اقتدارِ جنابِ نبوت مضمونِ افلا اکون عبدًا شکورًا مقصود ہوتی ہے۔ اور بعض کو اپنے توابع (و مریدین) کی تحریص و ترغیب منظور ہوتی ہے۔ (کلمہ) انابتہ بندہ کا رجوع بسوئے حق ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۹) مغل صاحب۔ یہ تو خداے تعالےٰ کی پیشین گوئی تھی کہ مسلمانون کو تزلزل نہین اور نہ شرک کی پھر کوئی نئی شاخ نکل سکتی ہے۔ پھر آپ کس طرح بیس کروڑ مسلمانون سے منہ پھیر کر اپنے ہی تین سو اٹھارہ آدمیون کو مسلمان سمجھتے ہو اور دوسرونکو کبھی مشرک کبھی بے ایمان کہتے ہو اور صفحہ ۲۸ اربعین نمبر ۳ مین اسطرح لکھتے ہو کہ "یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمھارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑہو۔ بلکہ مقتدین دوسرے جو دعوے اسلام کرتے ہین بالکل ترک کرنا پڑیگا الخ سبحان اللہ وہ خدا کی پیشگوئی اور یہ اسکے مخالف خدا کی اطلاع۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے پاس جیسے نبیون کے پیشگوئی مین غلطی ہوا کرتی تھی اب خدا کی پیشگوئیون مین بھی غلطی ہونے لگی۔ براہین سے خدا کے معجزہ کو ثابت کیا اربعین سے اُسکو رد کر دیا۔ یہ قرآن کے ساتھ کھیل تھا اور یہہ اہلِ اسلام پر حملہ۔ و من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ اگر ان چند سطور سے مرزائیون کو تشفی ہو تو بہت سی جگہ عیسےٰ علیہ السلام کا ذکر اسی تفسیر مین آتا ہے اگر خدا چاہے تو ہم بسط سے بیان کرین گے۔ ۱۲

مرزا صاحب نے قرآنی معجزہ کی تکذیب کی (۲) کلمہ انابت

اور یہہ مقام ہے۔ بعضے معاصی سے طاعات کی طرف رجوع کرتے ہین۔ یہہ نصیب عوام ہے۔ اور بعضے اسباب سے مسبّب کی طرف یہ نہایت عُبّاد ہی۔ اور بعضے اشتغالِ عبادات سے معبود کی طرف۔ یہہ مرتبہ سالکون کا ہی۔ اور بعضے عمل نفس کی رویت سے شہودِ فعل حق کی طرف جمیع حرکات وسکنات مین۔ بعضے اشتغال تہذیب اخلاق سے اُس کے شہودِ کبریا جلال وجمال کی طرف۔ اور بعضے تفرقہ سے جمع کی طرف اور یہہ انابت والے چند قسم ہین۔ بعضے شہودِ خلق سے شہودِ حق کی طرف بطور اجمال راجع ہین اور بعضے بطورِ تفصیل۔ پھر اصحابِ تفصیل کے انواع ہین۔ بعضے مطلق اجمالِ توحیدی سے شہودِ تجلیاتِ افعال کیجانب راجع ہین۔ اور بعضے شہودِ تجلیاتِ صفات سے شہودِ تجلیاتِ ذات کی طرف۔ اور بعضے احتجاب ذات سے جو اسماء وصفات سے ہووے طرف شہودِ ذات وصفات کے معًا۔ بعضے شہودِ جمال سے طرف شہودِ جلال کے۔ بعضے معرفتِ ذات سے جو ساتھ اسماء و صفات کے ہو طرف معرفتِ اسماء وصفات کے جو ساتھ ذات کے ہو۔ بعضے معرفتِ حق سے ساتھ معرفتِ حق کے ساتھ نفس کے۔ اور یہ رجوع اگر عروج وبدایت مین ہووے تو وہ اہلِ تجلیات اسماء وصفات سے ہی۔ اور اگر نہایت نزول مین ہووے تو وہ اہلِ تجلیاتِ ذات سے ہی اسطرح کہ محوق ترہات خلقیہ سے حالًا وشہودًا وذوقًا ووجودًا۔ (ترہات: چیزہاے باطل)

رکوع (۵)

(کلمہ) توبہ - بندہ کا اُس (ادنی) عمل و حال و اعتقاد کو چھوڑنا کہ جس پر وہ تھا - ظاہر اصطلاح مین اُس کی تین علامتین مین (۱) ندامت (۲) فی الحال ترک کرنا (۳) آیندہ نہ کرنیکا عزم کرنا - اور توبہ بھی ایک مقام ہی - عام مسلمانون کی توبہ گناہون سے ہوتی ہے - اور سالکون کی گناہ کے خطرہ سے - اور مریدونکی خاطرِ ماسوی اللہ سے - اور عارفون کی حجاب انوارِ اسما و صفات کے پاس وقوف کرنے سے - پھر بعضون کا ترک کرنا شہودِ اجمال کا بسبب شہودِ تفصیل کے ہوتا ہی اور بعضون کا شہودِ ذات سے بواسطہ الوہیت کے بسبب شہودِ اُس کے بواسطہ احدیت ہی - اور یہ ترک بسبب ترقی ہے کہ ولی کو حاصل ہوتی ہے - اسلئے کہ ہر مشہد مین مشاہدِ الوہیت کے مراتب و مدارج و معارج ہین - ہر اسم و صفت کیلیئے ایک مشہدِ خاص ہے - اور اُس مشہد کو سات بطن ہوتے ہین کہ ایک دوسرے سے اعلےٰ ہوتا ہی جسکو مدارج کہتے ہین اُن کے مابین تفاوتِ عظیم ہوتا ہے - جو شخص کہ مشہدِ اسم قادر کے بطنِ اوّل مین ہوتا ہے وہ قدرتِ حق سبحانہٗ اور اُس کے تصرف کو بلندی و پستی مین دیکھتا ہی - اور جو شخص کہ اسی مشہد کے بطنِ سابع مین ہوتا ہے وہ[۱] یدِ قدرت سے اکوان و مخلوقات مین تصرف کرتا ہے زندہ کرتا اور مارتا ہے اکمہ[۲] و ابرص[۳] کو اچھا کرتا ہے - اور اسی طرح اُس شخص کو

[۱] حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ اسی مقام مین تھے - وہابی اور مرزائی اس کے منکر ہین [۲] مادرزاد اندھا ۱۲
[۳] جس کے بدن پر داغ ہون ۱۲

کہ اسمِ ذاتی مین بطنِ اوّل کے ہووے اُس شخص پر کہ بطنِ ثانی مین اسمِ صفاتی کے ہووے تقدم نہووے۔ بلکہ حاصلِ اوّل قشر اُس مشہد کا ہے۔ اور حاصلِ ثانی اُسکی نسبت کرتے لب ہووے۔ پس حکم نہ کیا جائیگا اُس شخص کی تقدیم کا کہ جس کا مشہد اسم عالی ہے مگر اُس وقت مین کہ مدارج مین مساوی ہووین فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (کلمہ) زہد۔ اوس شئے کا چھوڑنا ہے جو ہاتھ مین بھی اور شرط اُس مین یہ ہے کہ پھر اُدھر التفات نہووے ورنہ زاہد نہین بلکہ تارک ہوگا۔ اور زہد ایک مقام ہے جو پانچ مرتبون کا جامع ہے زہد حرام مین۔ زہد شبہ مین۔ زہد حلال مین۔ زہد مین زہد۔ اب تناولِ اشیاءِ قدرتِ الٰہی سے کرتے ہین۔ پانچوان مرتبہ وہ سب سے اعلےٰ ہے کہ ولیِ کامل عارف زہد مین بصفتِ اہلِ ہدایت ہوتا ہے اور ترکِ اشیا بغیر التفات اُس ترک کے کرتا ہی اور اُس کو اقتداءِ رسالت مآب منظور ہوتی ہے کہ آپ پر دنیا باوجود عدمِ نقصانِ آخرت کے پیش کی گئی تو بھی فقر کو اختیار فرمایا۔ بعض کا زہد اپنی ملک سے ہوتا ہے۔ اور بعض کا ملکِ غیر سے اور قناعت اسی کا ایک شعبہ ہے اور بعض کو دونون سے اور بعض کہ اُس کے پاس کچھ بھی نہین ہے فقیر الفطرت ہووے تو ایسا شخص زہد طلب دنیا اور اُنکی لذتون مین کرتا ہی۔ اور یہ پانچون

زہد (۲)

مرتبے عوام کے ہین۔ آور بعض کا زہد دنیا مین واسطے آخرت کے ہوتا ہے
یہ زہد عابدون کا ہے۔ اور بعض کا زہد آخرت مین ہوتا ہی کیونکہ اعمال مین طلبِ
جنّت کی نیّت اِخلاص کا شرک ہی۔ اور یہ مقام والا پہلے دنیا سے پھر جنّت سے
زہد کرتا ہے تا اُسکی عبادت لوجہ اللہ ہووے آور یہ پہلی منزل سالکون کی ہے۔
آور بعض کا زہد ریاست مین ہوتا ہے اور یہ محبت وارادت کی پہلی علامت ہے
پس وہ عزت کو چھوڑ ذلت اختیار کرتا ہی آور بعض کا زہد اپنے حظِّ نفس سے
ہوتا ہے اگر کسی عمل مین کوئی حظ پایا تو اُس حظ کو چھوڑتا ہے اور اگر نہ ہو سکا تو خود
اُس عمل کو چھوڑ دیتا ہے یہانتک کہ محبّتِ آلہی اس غرض سے نہین کرتا ہے کہ
کشفِ جمال ہو اور نہ اُس کے صفات سے اتصاف ہو بلکہ اس لئے کہ حق سبحانہٗ
محبوبیت کے لایق ہے آور بعض کا زہد اپنے افعال دیکھنے سے ہوتا ہے پس
سب فعلِ آلہی دیکھتا ہے آور بعض کو اپنے صفات مین اور بعض کو اپنے
شہودِ ذات مین۔ تو اب صفات صفاتِ حق اور ذات ذاتِ حق جانتا ہی
آور بعض کا زہد مطلقاً شہودِ کون مین پس مشاہدہ نہین کرتا ہے نہ پاتا اور نہ
دیکھتا ہے مگر حق کو اب وہ للہ مع اللہ باللہ ہو جاتا ہے آور بعض کا زہد مشاہدہ
افعالیہ سے مشاہدۂ صفاتیہ کے تحقق کے لئے ہوتا ہے آور بعض کو مشاہدۂ

صفاتیہ مشاہدۂ اسمائیہ کے لئے اور بعض کو مشاہدۂ اسمائیہ سے بلحاظِ وجود تجلیاتِ ذاتیہ کے ہوتا ہے اور بعض کو مجالی ذاتیہ مین بلحاظِ رجوع از حق بحق بسوے حق ہوتا ہے اور زہد مجالی مذکورہ مین نہ اس اعتبار سے ہے کہ وہ اُس تجلّی کے تارک ہین بلکہ اس اعتبار سے کہ وہ ماخوذ تجلّیِ ادنےٰ سے ساتھ تجلّیِ اعلےٰ کے ہوے ہین اور رجوعِ قہقری نہین کرتے ہین ورنہ زہد اُس کے اسماء و صفات مین لایق بندہ کے نہین ہے بلکہ اُسکے لئے اُسکے ماسوا سے زہد ہوتا ہے "جب روزِ بعث و نشر کا ذکر

ہوا تو اُس دن کے احوال اس طرح بیان فرماتا ہے۔ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا ·10

أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ۝ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ·10

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ·10

تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ پھر جب صور پھونکا جایگا تو نہ اُنہین ·10

اُس دن رشتہ داریان (باقی رہین گی) اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیگا۔ پھر

فی جھنم خلدون۔ بدل اشتمال ہے۔ کیونکہ کافرونکا خلود فی النار اُن کے خسران کو بتاتا ہے۔ یا اولئک کی دوسری خبر ہو۔ "تلفح۔ لفحتہ النار والسموم بحرھا احرقتہ وبابہ قطع قال الاصمعی ما کان من الریاح لہ لفح فھو حر۔ وما کان لہ نفح فھو برد (مختار) کالحون۔ اخرج عبد الرزاق وابن ابی شیبہ والطبرانی وغیرھم عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال کلوح الراس النضیج اذا بدا اسنانھم وتقلصت شفاھم (در) الکلوح تقلص الشفتین عن الاسنان کما تری الرؤس المشویہ (روح البیان)۔

جن کا پلہ بھاری ہوا تو وہی لوگ مراد کو پہونچنے والے ہین۔ اور جس کا پلہ ہلکا ہے تو وہی لوگ ہین جنھون نے اپنا آپ نقصان کیا جہنم مین ہمیشہ رہین گے اُن کے منہ کو آگ جھلس دیگی اور وہ وہان بدشکل ہو رہے ہون گے۔ اِس آیت مین انساب نہ ہونے سے یہ مراد ہی کہ انساب پر فخر نہ کرین گے جسطرح دنیا مین فخر کرتے تھے۔ یا یہ کہ بغیر مشیت آلٰہی نسب نفع نہین دیگا جس طرح کہ عمل نفع نہین دیگا۔ حدیث صحیح مین آیا کہ لَن یَّدخُلَ الجَنَّۃَ اَحَدٌ بِعَمَلِہٖ۔ بلکہ اُسی کے فضل سے نسب بھی نفع دیگا چنانچہ فرمایا وَالَّذِینَ اٰمَنُوا وَاتَّبَعَتھُم ذُرِّیَّتُھُم بِاِیمَانٍ اَلحَقنَا بِھِم ذُرِّیَّتَھُم۔ یعنے اہل جنت کے عالی منزلت ایمان دارون کے ساتھ اُنکی ذریات کو بھی کر دیگا۔ اور اُسی کے فضل سے عمل بھی نفع دیگا چنانچہ فرمایا۔ اُدخُلُوا الجَنَّۃَ بِمَا کُنتُم تَعمَلُونَ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا [ل] کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اگلون اور پچھلون کو جمع فرمائیگا پھر پکارنے والا پکاریگا کہ آگاہ رہو کہ جس کا جو کچھ حق ہو چاہئے کہ وہ آئے اور اپنا حق لے۔ تو (یہ سنکر) آدمی خوش ہوگا کہ اسکا کوئی حق اُس کے باپ پر یا اولاد پر یا جورو پر ہوئے اگرچہ تھوڑا ہی ہو اور اس کے مصداق کے لئے

ل ابن المبارک نے زہد مین اور ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم اور ابو نعیم حلیہ مین اور ابن عساکر (در)۔

یہی آیت فاذا نفخ فی الصور - پڑھی" لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک نسب ہر وقت کام آئیگا چنانچہ رسول اللہ[1] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزِ قیامت نسب منقطع ہو جائینگے - سوائے میرے نسب و سبب[2] و صہر (یعنے رشتۂ خسر و دامادی) کے شیخ ابن کثیر نے کہا کہ اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فاطمہ مجھ مین سے ایک پارہ ہے جو شئے اُسے دلگیر کرے مجھے دلگیر کرتی ہے - اور جو چیز اُسے ایذا دے مجھے ایذا دیتی ہے" امام احمد نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس منبر پر فرماتے سنا ہے کہ کیا حال ہے اُن لوگون کا جو کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ناتا اُن کی قوم کو نفع نہ بخشیگا - بلکہ ضرور نفع دیگا - اللہ کی قسم ہے میرا ناتا تو دنیا و آخرت مین ملا ہوا ہے - اے لوگو مین تو تمہارا فرط[3] ہون الخ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق و اسانید سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچی ہے کہ جب آپ نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نافع ہوگی -

---

[1] امام احمد و طبرانی و حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے (در) [2] جیسے رضاعت وغیرہ - ۱۲ [3] پیش رفتن با آب برگروہی براے اصلاح حوض و دلو و نگاہداشتن آن (منتخب) [3] طبرانی و بزار و ہیثم بن کلیب و بیہقی اور ضیاء مختارہ مین (ابن کثیر) ۱۲ -

امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی دختر ام کلثوم رضی اللہ عنہا ابنت فاطمہ رضی اللہ عنہا) سے نکاح کیا تو کہا اے لوگو آگاہ رہو کہ واللہ مجھے کچھ بی بی کی حاجت نہ تھی لیکن مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ نے فرمایا ”کُلُّ سَبَبٍ وَّنَسَبٍ مُّنْقَطِعٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ یعنے ہر سبب ونسب قیامت کے روز منقطع ہوگا سوائے میرے سبب ونسب کے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے بسبب حضرت[لہ] ام کلثوم کی اکرام وبزرگی کے مہر چالیس ہزار درہم مقرر فرمایا“ بعد بیان عذاب کفار اُن کے زجر و توبیخ کا حال اس طرح 23-
ذکر فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِیْ تُتْلٰی عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا 23
رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا

شَقَاوَتُنَا ہمزہ وکسر فتح شین و زیادتی الا

لہ فقیر کہتا ہی کہ صحیح بخاری باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو صفحہ (۴۰۳) ثین یہ حدیث ہی فقال له بعض من عندہ یا امیر المؤمنین اعط هذا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم التی عندك یریدون ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما الخ یعنے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے چادرون کو عورتون مین تقسیم فرمایا ایک چادر بچ گئی تھی تو حاضرین مین سے کسی نے آپ سے کہا کہ یہ چادر بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدیجیے جو آپ کے پاس (یعنے آپکی بی بی) ہین الخ اس حدیث سے یہ بھی بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابۂ کرام نواسی کو بھی بنت رسول اللہ کا لقب دیتے تھے۔ اور یہ اُسکی اقتدا تھی جو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کل بنی ام ینتمون الی عصبة الا ولد فاطمه فانا ولیهم وانا عصبتهم رواہ الطبرانی ۱۲

شقوتنا۔ قال مجاهد شقوتهم التی کتبت علیهم۔ اخرجه عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم (در)

فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ (اللہ تعالے بطور ملامت اُن سے فرمائیگا کہ) کیا میری آیتین تمپر
نہین پڑھی جاتی تھین پھر تم اُن کو جھٹلاتے تھے۔ وہ کہین گے کہ اے ہمارے
پروردگار ہم پر ہماری کمبختی غالب آگئی اور ہم لوگ بہکے رہے۔ اے ہمارے
پروردگار ہمکو اس جہنم سے نکال پھر اگر ہم (ایسا) کرین تو ہم قصوروار ہین۔ یعنے
ہین نے تمہارے پر رسول بھیجے۔ کتابین اُتارین۔ تمہارے شبہات دور کیے
اب تمہارے لیے کوئی حجت و دلیل باقی نہین رہی۔ تو اس کے جواب مین
کچھ بن نہ آئیگا تو کہین گے کہ ہم پر حجت قایم ہوگئی۔ ہماری بدبختی اور خواہشات
نفس نے ہمین گمراہ بنایا۔ اب ہمین اس آگ سے نکال اور دنیا مین واپس
بھیجدے اگر پھر ہم وہی کام (یعنے شرک و کفر) کرین تو ہم البتہ ظالم اور
مستحقِ عذاب ہین۔ چنانچہ دوسری جاے فرمایا فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ
مِّنْ سَبِيْلٍ یعنے ہم نے اپنے گناہون کا اقرار کیا تو اب نکلنے کی کوئی راہ ہے۔
تو کچھ جواب ملیگا۔ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ
سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا

اخسئوا۔ یقال خسأ الکلب و خسأ بنفسه من خسأت الکلب اذا زجرته فخسأ یعنی لازمی و متعدی دونون طرح سے آیا ہے ۱۲

سخریا
وحمزہ و کسائی سا...
مین سکے ... نسبت ...
... کی ... دونون
... ایک ہی ...
... اسی سے ... ۱۲

صَبَرُوۡۤا اَنَّهُمۡ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۝ اللہ فرماے گا کہ اسی جہنم مین خوار و ذلیل پڑے
رہو اور مجھسے بات نہ کرو۔ ایک گروہ میرے بندون مین ایسا بھی تھا جو کہا کرتے
تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لاے تو ہمکو بخشدے اور تو ہم پر رحم فرما اور
تو سب سے بہتر مہربان ہے۔ تو تم نے اُن کو مسخرہ بنایا یہانتک کہ اُنھون نے تم کو
میری یاد بھلادی اور تم اُن سے ہنستے رہے (یعنے تم اُن کی ہنسی اُڑانے مین میرا ذکر
شغل سب بھول گئے) مین نے آج اُن کے صبر کا اُن کو بدلا دیا کہ وہی مراد کو پہونچے
حکم ہوگا کہ تم اسی مین ذلیل وخوار پڑے رہو۔ اور نہ بات کرو۔ یعنے پھر نکالنے کا
سوال نہ کرو کیونکہ ایسے مہمل سوال کا کوئی جواب نہین پھر اللہ تعالے اُن کے وہ
گناہ جو حد سے بڑھے ہوے تھے یاد دلاتا ہے کہ تم نے مومنین سے اور میرے دوستون
سے جو میرے سے تضرّع وزاری کرتے تھے ہنسی کی اور اسطرح اُن سے مسخرہ
پن کرنے لگے کہ میری یاد بھلادی اور تم اُنکی دعا وعبادت پر ہنستے تھے۔ جب تم اُنکی
دُعا۔ رَبَّنَا اٰمَنَّا پر ہنستے تھے تو اب کیون رَبَّنَا کہکے پکار رہے ہو۔ پھر اللہ تعالے اپنے
دوستون کو جو کافرون کی ایذا اور استہزا پر صبر کرتے تھے یہ بدلا دیا کہ وہ سعادت
ابدی سے فائز ہوے اور کافرون کو حسرت دلاتا ہے کہ تم نے تھوڑی سی عمر کو
مضحکہ اور تمسخر مین کہو دیا۔ اگر میری ادائی عبادت پر صبر کرتے تو وہی مقامات و

درجات جس طرح متقیون کو عنایت ہوئے تم کو بھی سرفراز ہوتے چنانچہ فرماتا ہے

3 قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۝ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ

5 الْعَادِّينَ ۝ قٰلَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ

عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ

الْعَرْشِ الْكَرِيمِ (پھر اللہ) فرمائیگا تم کتنے سال زمین مین رہے۔ وہ کہین گے

کہ ہم ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے تھے تو گن نے والون (یعنی فرشتون)

سے پوچھ لے۔ فرمائیگا کہ تم تہوڑی ہی دیر رہے کاش تم جانتے ہوتے۔ تو کیا تم

یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے

نہ جاؤ گے تو اللہ بادشاہ برحق ہے کوئی اُسکے سوا معبود نہین عرش بزرگ کا

مالک ہے۔ یعنے تمھاری اقامت دنیا مین کسقدر رہی بولین گے ایک دن پورا

یا تھوڑا دن (یعنے باعتبار اس دوامی حیات کے دنیوی زندگی کچھ بھی نہین)

اے پروردگار تو حساب کرنے والے (فرشتون سے) پوچھ لے حکم ہوگا بہرحال

قٰلَ ابن کثیر و کسائی و حمزہ ... قُل حمزہ و کسائی ... لا تَرجِعون حمزہ و کسائی بصیغہ معروف

عبثًا۔ اسے عابثین یا مفعول لہ ہے اے ما خلقنٰکم للعبث۔ والعبث ہو ما لیس لفاعلہ غرض صحیح وارتکاب امر غیر معلوم الفائدۃ۔ الکریم۔ کرم کے معنے خوبصورت اور اچھی شکل کے بھی ہوتے ہین۔ اور عرش کا ذکر اسلئے فرمایا کہ وہ تمام مخلوقات کا سقف ہے (ابن کثیر) ۱۲

تم تھوڑی مدت رہی کاش اگر تم جانتے ۔ تو اس فانی کو اس باقی پر ترجیح نہ دیتے ۔ اور لذائذ دنیوی مین گرفتار ہو کر آخرت کو نہ بھول جاتے ۔ اور اسطرح اپنے نفوس کی تکمیل کا زمانہ ضایع نہ کرتے ○

اِذَا کَانَ رَاْسُ الْمَالِ عُمْرَکَ فَاحْتَرِسْ ۔	عَلَیْہِ مِنَ الْاِنْفَاقِ فِیْ غَیْرِ وَاجِبٖ
جبکہ تیری عمر ٹھہری راس مال	پھر نہ بیجا صرف کر اے خوش خصال
ہر دم از عمر گرامی ہست گنج بے بدل	میرود گنجے چنین ہر لحظہ برباد آہ آہ

پھر کافرون کو زجر و توبیخ فرماتا ہی کہ کیا تم نے گمان کیا تھا کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ہے یعنے بغیر قصد و ارادے اور بغیر حکمت کے پیدا کیا ہے ۔ بعضون نے کہا کہ واسطے عبث کے یعنے لہو و لعب مین رہنے اور بیکاری مین گذارنے کے لئے پیدا کیا جسطرح جانور کہ نہ اُن کے لئے ثواب ہی نہ عذاب ہی بلکہ ہم نے تم کو عبادت کے لئے پیدا کیا ۔ اور تم نے یہ سمجھا تھا کہ تم آخرت مین ہماری جانب نہ پلٹائے جاؤ گے ۔ پھر اپنی ذات پاک کو فعل عبث سے منزّہ فرماتا ہی کہ اللہ تعالے پاک برتر بادشاہ برحق ہے (وہ شے عبث کے پیدا کرنے سے مقدّس ہے ۔) کوئی معبود اُس کے سوائے نہین عرش کریم کا رب ہی ۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے

لہ حکیم ترمذی و ابو یعلی و ابن ابی حاتم اور ابن سنی عمل یوم و لیلہ مین اور ابو نعیم حلیہ مین اور ابن مردویہ (در) ۱۲

ایک مرد آفت زدہ (جس کو خللِ جن تھا) یہی آیت اَفَحَسِبْتُمْ کو آخر سورت تک اُس کے کان مین پڑھ دی۔ وہ اچھا ہو گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اُس کے کان مین کیا پڑھا۔ انہون نے بیان کیا تو آپنے فرمایا کہ قسم اُسکی جس کے قبضہ مین میری جان ہے کہ اگر یقین والا آدمی اسکو پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی ٹل جائے۔ ابراہیم ابن الحارث تیمی سے روایت ہے کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک لشکر مین روانہ فرمایا اور حکم کیا کہ ہم لوگ صبح و شام یہ پڑھ لیا کرین۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ تو ہم اُسکو پڑھ لیا کرتے تھے تو سالم و غانم واپس آئے۔

حکایت حضرت بہلول فرماتے ہین کہ مین ایک روز راستہ سے بصرہ کے جا رہا تھا۔ لڑکے جوز و بادام سے کھیل رہے تھے۔ ایک صاحبزادے اُن لڑکون کو دیکھتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ مجھے خیال ہوا کہ یہ صاحبزادے کے پاس کھیلنے کیلئے کچھ بھی نہین جو لڑکون کے ہاتھ مین ہے اُسکو دیکھکر حسرت سے رو رہے ہین۔ مین نے عرض کیا کہ کیون روتے ہین فرمایئے تو مین آپ کے کھیلنے کے لئے

لہ ابن سنی و ابن مندہ اور ابو نعیم معرفت مین ساتھ سند حسن کے (ر) لہ صواعق محرقہ صفحہ (۱۲۷) و روح البیان و حکایت الصالحین ۱۲

علاج آسیب زدہ

حکایت

جوز و بادام خرید کراؤن۔ آپ نے میری طرف ایک نظر کی اور فرمایا مَا
لِلّعَبِ خُلِقْنَا یعنے ہم کھیل کے لئے نہین پیدا کئے گئے ہین۔ مین نے پوچھا
پھر آپ فرمایے کہ ہم کس لئے پیدا ہوے ہین۔ فرمایا علم و عبادت کے لئے
مین نے کہا یہ کہان سے آپ کو معلوم ہوا۔ فرمایا اللہ کے اس قول سے۔
اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ مین نے کہا کچھ مجھے نصیحت
کیجئے۔ آپ نے اشعار مین کچھ نصیحت کی پھر خود ہی بیہوش ہو کر گر گئے۔
مین آپ کا سر اپنے گود مین لیا۔ اور اپنی آستین سے آپ کے چہرۂ مبارک
سے مٹی پوچھنے لگا۔ جب افاقہ ہوا تو مین نے عرض کیا کہ کیون اسطرح آپکا
حال ہوا ابھی تو آپ چھوٹے ہین معصوم ہین۔ فرمایا اے بہلول تو مجھ سے
دور ہو جا۔ مین نے اپنی والدہ کو دیکھا ہی کہ بڑے لکڑیون سے آگ سلگاتی
مین تو نہین سلگتی ہے جب تک کہ چھوٹی لکڑی سے نہ سلگا لی جائے۔ مجھے
خوف ہوتا ہی کہ کہین مین اُن چھوٹی لکڑیون مین سے جہنم کے نہ ہو جاؤن۔
پھر مین نے لوگون سے پوچھا تو کہا یہ اولادِ امام حسین علیہ السلام سے اگیارہوین امام
ابو محمد حسن خالص علیہ السلام) ہین۔ ''جب بیان فرمایا کہ بادشاہ برحق اور خدائے
واحد اُسی کی ذات پاک ہی۔ تو اب جو کوئی دوسرے الٰہ کا مدعی ہوئے تو

اُسکا دعوےٰ باطل ہی۔ کیونکہ اسپر کوئی دلیل ہنین۔ اور بے دلیل کے کوئی
بات بھی ثابت ہنین ہوسکتی اس لئے فرمایا وَمَنۡ یَّدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰهًا اٰخَرَ
لَا بُرۡھَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا یُفۡلِحُ الۡکٰفِرُوۡنَ ۝ اور جو اللہ
کے ساتھ دوسرے معبود کی بھی عبادت کرے جس کی اُس کے پاس کوئی
دلیل ہنین۔ تو اُسکا حساب اُس کے پروردگار کے پاس (ہونا) ہے بیشک
کافر نجات نہ پائین گے۔ یعنے جو اُس معبودِ حقیقی کے سوا دوسرے معبود
کی عبادت کرے تو اُس کے لئے کوئی دلیل وحجت ہنین پھر اللہ تعالےٰ اُس سے
حساب لیگا۔ اور اُس بُرے عقیدہ پر مواخذہ کریگا۔ بے شک کافر نجات و
فلاح نہ پائین گے۔ ابتدائے سورہ مین قد افلح المؤمنون فرما کے اپنے دوستونکو
بشارت دی۔ اور قریب ختم لا یفلح الکٰفرون فرما کے اعدا کو ڈرایا۔ جب
احوالِ کفار کی شرح ہوچکی کہ دنیا مین جاہل رہے اور آخرت مین معذب ہونگے۔
اب اپنے نبی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے منقطع ہوکر اپنے ہی طرف
متوجہ ہونیکے لئے حکم فرماتا ہی۔ وَقُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ ۝ اور

لا برھان لہ یہ جملہ معترضہ ہے اور جواب شرط فانما حسابہ عند ربہ ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ اُسکا
حساب لیگا (ابن کثیر) ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم مجاہد سے
کہ آپ نے فرمایا لا برھان لہ۔ لا بینۃ لہ (درم) انہ ضمیر شان ہے ۱۲۔

(اے پیغمبر) کہو اے میرے پروردگار معاف کر اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانیو ۱۱۸
ہی یعنی تیرے کمالِ معرفت مین جو مجھسے تقصیر ہوی ہے اسکو بخشدے اور مقامِ عروج
کی ترقی کے لئے مجھپر رحم کر **غرض** ہر ایک کا گناہ اُس شخص کے حال و مقام کے موافق
ہوتا ہی۔ آدمی کو چاہئے کہ ہر گنہ کے بعد توبہ کرے۔ اگر پھر گناہ ہو تو پھر توبہ کرے۔
یہ خیال نہ کرے کہ کتنے بار توبہ کرون اور کتنے بار توڑون۔ کیونکہ اس مین دو فائدے
ہین ایک تو یہ کہ توبہ کرے بعد شاید موت آجائے اور پھر گناہ کرنیکی نوبت نہ آئے
دوسرا یہ کہ اگر توبہ پر استقامت ہوی تو فہو المطلوب۔ ورنہ گذشتہ گناہ تو معاف ہوگئے

آنکہ نا خواستہ عطا بخشد	گر تو خواہش کنی جہا بخشد
پادشاہیست او اگر خواہد	ہر دو عالم بہ یک گدا بخشد

بے استحقاق کے دینا کریم کا کام ہے۔ کیا مخلوق کے گناہ اللہ کی رحمت سے
بڑھکر ہین۔ کیا انکی آلودگی اُسکی کمال قدوسی کو ملوّث کرتی ہے۔ اگر تو چیونٹی ہے تو
سلیمان کیطرح آ۔ اپنی تردامنی اور گناہون مین ملوّث ہونیکو نہ دیکھ۔ اُسکی قدرت و
رحمت کو دیکھ کہ کافر کو مومن۔ عاصی کو مطیع۔ شقی کو ولی کرتا ہی **حکایت** ایکدن مشرک
زنّار دار اپنے زنار کو آراستہ کر رہا تھا۔ رحمتِ حق نے اُسے گھیرا۔ اور زنّار ہی مین سے
ایک سِر ظاہر ہوا عشق و محبتِ الٰہی نے بیقرار کیا۔ گھر سے باہر دوڑتا اور یہ نعرہ کرتا نکلا

این اللہ یعنے اللہ کہان ہے ۔ مین اُسکو ڈہونڈہ رہا ہون شہر بشہر پھرتا پھرتا جبل لبنان پر (جہان ابدال واوتاد رہتے تھے) آیا ۔ چھ آدمیون کو دیکھا کہ کسی کے منتظر کھڑے ہین ۔ اور اُن کے سامنے ایک جنازہ دہرا ہے ۔ چاہا کہ انکا حال دریافت کرے ۔ اُنہون نے کہا تم اس جنازہ کی نماز امام ہوکے پڑہا دو پھر قصہ بیان کرین گے ۔ جب اس شخص نے نماز پڑہائی اور دفن ہوگیا تو اُن لوگون نے کہا ہم وہی سات شخص ہین جنسے عالم قایم ہے ۔ تم نے جسکی نماز پڑہائی یہ ہمارے سردار قطب عالم تھے جب وقتِ نقلِ مکان آیا اور آخری وقت ہوا تو فرمانے لگے کہ بعد موت مجھے نہلا دہلا کر جنازہ مین رکھو اور منتظر رہو کہ ایک شخص کسی جانب سے آئینگے اُنسے کہنا کہ میرے جنازہ کی نماز پڑہائین پھر وہی میرے بدل قطب عالم ہونگے" کسی بزرگ نے فرمایا عِلْمُهُ بِمَعَاصِيْنَا فِي الْأَزَلِ لَا يَمْنَعُهُ عَنْ إِيجَادِنَا ۔ فَمَعَاصِيْنَا كَيْفَ يَمْنَعُهُ عَنْ تَطْهِيرِنَا بِالْعَفْوِ وَالْغُفْرَانِ ۔ یعنے باوجودیکہ وہ علم ازلی سے ہمارے گناہون کو جانکر ہمین لباسِ وجود پہنایا ۔ اور ہمارے گناہون کا علم اُسکو پیدا کرنے سے مانع نہ ہوا ۔ تو اب ہمارے گناہ اُسکی مغفرت کو کسطرح مانع ہوسکتے ہین

مشو ای عاصی بیچارہ نومید	کہ چون پیدا شود اشراقِ خورشید
اگر افتد بقصرِ بادشاہی	ہم افتد نیز بر کنجِ گدائی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ سورہ مدینہ مین نازل ہوا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے مردون کو
سورہ مائدہ سکھاؤ اور تمھاری عورتون کو سورہ نور اس سورہ
مین چونسٹھ آیتین ہین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰھَا وَفَرَضْنٰھَا وَاَنْزَلْنَا فِیْھَآ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝
اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْکُمْ بِھِمَا
رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْیَشْھَدْ
عَذَابَھُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (یہ) ایک سورہ ہی جس کو ہم نے اتارا
اور اس (کے احکام) کو فرض کردیا اور اس مین ہم نے واضح آیتین اتارین تاکہ
تم نصیحت حاصل کرو ۔ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد (جوان یا بیوہ ہون)

فَرَضْنٰھَا مکی و بصری سا تہ تشدید راکے تفصیل سے ۱۲ | تَذَّکَّرُوْنَ نافع و مکی و بصری و شامی و شعبہ ساتہ تشدید ذال کے ۱۲
رَأَفَۃٌ مکی سا تہ فتح ہمزہ کے ۱۲

ؔ ابن مردویہ (در) ؔ سعید ابن منصور و ابن منذر و بیہقی مجاہد سے (در) سورۃ ای ھذہ
سورۃ ۔ فرضناھا قال ابن عباس بیّناھا ۔ اخرجہ ابن ابی شیبہ و ابن جریر وغیرھما
(در) فی دین اللہ قال مجاہد فی اقامۃ الحدود (ابن کثیر) ۱۲

تو اُن مین سے ہر ایک کو سو دُرّے مارو۔ اور اگر تم اللہ پر اور روزِ قیامت پر
ایمان رکھتے ہو تو چاہیئے کہ اللہ کے حکم کی تعمیل مین (یعنے حد مارنے مین) تمھین
اُن دونون پر شفقت نہ دامنگیر ہو۔ اور چاہیئے کہ اُن دونون کی سزا کو مسلمانون کا
ایک گروہ دیکھے۔ یعنی یہہ سورہ ہی کہ ہم نے اسکو اُتارا اور ہم نے اسمین حلال و
حرام و امر و نہی حدود بیان کردئے۔ اور اُس مین آیات بینات اتارین تاکہ تم
نصیحت لو۔ زناکار عورت اور زناکار مرد ہر ایک کو ان دونون مین سے سو[100]
دُرّے مارو۔ نکتہ یہان زانیہ کو زانی پر اس لئے مقدم فرمایا کہ زنا کی جانب جو چیز
راغب کرتی ہی وہ عورت مین زاید ہی۔ اگر وہی مرد کو قابو نہ دے تو زنا واقع نہو۔

[1] نکتہ۔ ایک سال کے تین سو ساٹھ[360] دن مین جسمین حیض کی اکثر مدت ہر ماہ مین دس دن جاتے ہین
تو سال بھر مین یہ ایک سو بیس[120] روز گئے۔ اور نفاس کے چالیس[40] دن کل ایک سو ساٹھ[160] دن۔ بچے
دو سو دن[200]۔ جو عددِ ایامِ استمتاع تھے جس مین دونون اپنی شہوت رانی حلال سے کرسکتے تھے۔ لیکن
انھون نے حرام کیا تو وہی عدد یعنے دو سو کے اعتبار سے زانی اور زانیہ ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو۔
[2] نکتہ۔ چار عورتین حلال ہین۔ غالب مدتِ حیض پانچ دن ہوتی ہی۔ ہر مہینے مین آدمی پچیس دن حلال
کرسکتا ہی۔ تو چارون کے پاس اشتغالِ بالحلال کے سو دن ہوے۔ اسی عدد کے اعتبار سے ہر ایک کو سو
[3] نکتہ۔ سال کے بارہ[12] مہینے۔ ہر مہینے کے چار جمعے۔ اور ہر مہینے کے تیس[30] دن اور تیس[30] رات اور ہر دن
رات کے چوبیس[24] گھنٹے۔ ان سب اعداد کو جمع کرو تو سو ہوتے ہین۔ نکتہ۔ پیٹھ پر کوڑے اس لئے مارے
جاتے ہین کہ امانتِ نسل پیٹھ مین ہوتی ہی تو جس نے اس امانت کو غیر موضع مین رکھدیا تو وہ مستحقِ سزا ہوا۔

اور آیت السارق والسارقۃ مین چور مرد کو چور عورت پر اس لئے مقدم فرمایا کہ
چوری قوت وجرأت سے ہوتی ہے اور وہ مرد مین زیادہ ہے۔ **غرض** اس آیت
مین بیان حدِّ زنا کا ہے۔ اور علما کو اس مین تفصیل ہے۔ تو اب زناکار مرد ہو یا عورت
دو طرح پر ہین۔ یا بکر جو نکاح نہ کیا۔ یا محصن جس نے نکاح صحیح کے ساتھ وطی کی ہو
اور وہ عاقل و بالغ آزاد ہو۔ پھر اگر بکر جس نے نکاح نہین کیا تو اُسکی حد یہی سو
درّے ہے۔ اور جمہور کے پاس سو درے کے ساتھ ایک سال شہر بدر بھی کیا جائے
جس طرح صحیحین[1] کے حدیث مین آیا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ
شہر بدر کرنا امام کی راے پر موقوف ہے۔ چاہے شہر بدر کرے چاہے نہ کرے۔ چونکہ

---

[1] ابوہریرہ اور زید بن جہنی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دو
اعرابی آئے۔ ایک نے کہا یا رسول اللہ میرا بیٹا اس شخص کے یہان مزدوری پر تھا۔ پھر اس نے اُسکی جورو
سے زنا کیا تو مین نے اپنے بیٹے کے عوض سو بکریان اور ایک لونڈی چھوکری فدیہ دی۔ پھر مین نے اہل
علم سے دریافت کیا تو اُنہون نے مجھے آگاہ کیا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال شہر بدر کی سزا ہے
اور اس شخص کی جورو پر رجم (یعنے سنگساری) ہے۔ یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا قسم اسکی جسکے قبضہ مین
میری جان ہے کہ مین تم دونون کے درمیان کتابِ آلہی کے موافق حکم کرون گا۔ وہ چھوکری اور
بکریان تجھپر واپس ہونگی اور تیرے لڑکے پر سو درے اور ایک سال شہر بدر ہے اور اے انیس (بنی اسلم مین کا
ایک شخص تھا) تو صبح کو اس دوسرے شخص کی عورت کی پاس جا۔ اگر وہ عورت اقرار کرے تو اسکو سنگسار کر دے پھر
انیس دوسرے روز صبح کو گئے تو اس عورت نے اقرار کیا انہون نے اسکو سنگسار کر دیا (ابن کثیر از بخاری و مسلم)

حدیث ظنی ہے اس لئے اُس پر عمل کرنا امام کی رائے پر موقوف رہا۔ اور اگر محصن ہو
یعنے وہ مرد (یا عورت) جو آزاد بیاہا ہو۔ عاقل بالغ ہو تو اسکے لئے رجم (یعنے سنگسار
کرنا) ہے اور حکم رجم کا اُس آیت قرآنی سے ہے جسکا حکم باقی اور تلاوت منسوخ ہے
اور اجماع بھی منعقد ہے۔ کیونکہ حضرت عمر[1] رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا کہ "جو اللہ تعالے
نے اُتارا اُس مین آیت رجم بھی سو ہم نے اُسکو پڑھا اور یاد رکھا۔ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا۔ اور ہم نے آپ کے بعد رجم کیا۔ اور ایک[2] روایت
مین یہ بھی فرمایا" اور اگر کہنے والا یہ نہ کہتا کہ عمر نے کتاب اللہ مین بڑھا دیا جو اُس مین
نہ تھا تو مین مصحف کے ایک طرف مین لکھدیتا۔ اور خبردار ہو کہ ایک قوم
تمھارے بعد آئیگی جو رجم اور شفاعت اور عذاب قبر کا انکار کریگی"۔ الحمد للہ
قرآن کی کتابت مین کسقدر انتظام تھا کہ قرآن ہی کی آیت جو قابل عمل۔ لیکن
اُسکے پڑھنے کا حکم نہ تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے نہ لکھا
کہ لوگ کہین آپ پر قرآن مین زیادہ کرنیکا الزام نہ لگائین لیکن اس احتیاط پر
بھی بعضے روافض نے یہ الزام لگایا۔ اور یہ بھی کرامت آپکی ظاہر ہو گئی کہ منکرین

آیت منسوخ التلاوت

کرامت حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

[1] یہ حدیث طویل صحیحین مین امام مالک سے مروی ہے اور امام احمد و نسائی نے بھی اسی کے
قریب قریب روایت کی (ابن کثیر) [2] امام احمد (ابن کثیر) ۱۲

شفاعت و عذاب قبر بیدا ہو گئے۔ یہ بھی فرمایا اِیَّاکُمۡ اَنۡ تَھۡلِکُوۡا عَنۡ اٰیَةِ الرَّجۡمِ الحدیث[۱]
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہم پڑھتے تھے اَلشَّیۡخُ وَالشَّیۡخَةُ اِذَا
زَنَیَا فَارۡجُمُوۡھُمَا اَلۡبَتَّةَ۔ تو مروان نے کہا کہ کیون اس آیت کو مصحف مین
نہین لکھتے تو آپ نے کہا کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسیطرح ذکر کیا۔ آپنے
فرمایا تھا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور رجم کی آیت
لکھنے کے لئے عرض کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اب یہ نہین ہو سکتا یا اسی کے مانند
کچھ فرمایا" شیخ ابن کثیر نے کہا کہ یہ سب طرق متعدد باہم ایک دوسرے کو قوت دیتے
اور اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ آیت رجم لکھی ہوئی تھی پھر اوسکی تلاوت منسوخ ہو گئی
اور اسکا حکم باقی رہا جس پر عمل ہوتا رہا چنانچہ صحیحین کی حدیث (جو قریب مین حاشیہ مین گذری)
جس مین وہ عورت رجم کیگئی جو اپنے مزدور سے زنا کی تھی۔ اور رسول اللہ علیہ وسلم نے
ماعز کو اور غامدیہ کو رجم فرمایا چنانچہ صحیح مسلم مین یہ حدیث اس طرح ہے کہ ماعز بن مالک حضور
مین سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مجھے پاک کیجے۔ فرمایا تجھپر افسوس ہے پھر جا (یعنی اس مقام سے یا اس کلام سے)

---

[۱] یعنی بچو کہ کہین آیتِ رجم کے انکار کرنے سے ہلاک نہ ہو جاؤ آخر حدیث تک۔ امام احمد و ترمذی (ابن کثیر)
[۲] ابو یعلےٰ موصلی اور نسائی (ابن کثیر) [۳] مشکوۃ کتاب الحدود اور بخاری وغیرہ مین بھی ماعز کے رجم کا ذکر ہے

اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کر (یعنے زبان سے) اور اُسی کی طرف رجوع کر (یعنے دل سے)
راوی نے کہا کہ وہ پھر اور تھوڑی سی دور گیا اور پھر آیا اور عرض کی یا رسول اللہ
مجھے پاک کیجے۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی طرح فرمایا۔ جب اسی طرح چار مرتبہ ہوا اور چوتھے
بار عرض کی کہ مجھے پاک کیجے۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کس سبب سے تجھے پاک کرون
عرض کی زنا سے (یعنی حد قایم کرکے زنا کے گناہ سے پاک کیجے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اس کو جنون ہے عرض کیا گیا کہ اسکو دیوانہ پن نہین ہے۔ فرمایا کیا اس نے شراب پی ہے
تو ایک شخص کھڑا ہو کر اُس کے منہ کی بو سونگھی تو شراب کی بو نہ آئی۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیا تو نے زنا کیا ہے عرض کی ہان۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سنگسار کرنیکا حکم فرمایا جب
سنگسار کئے بعد دو تین روز گذر گئے اور انکا کچھ ذکر ہوا۔ پھر حضرت تشریف لائے
اور فرمایا کہ تم ماعز بن مالک کے لئے استغفار کرو (یعنے اُن کے لئے زیادتی مغفرت اور
ترقیِ درجات طلب کرو) بیشک ماعز نے ایسی توبہ کی کہ اگر درمیان اُمت کی تقسیم
کی جاے (یعنی اُسکا ثواب) تو البتہ اُن کو کفایت کرے۔ پھر حضرت کے پاس ایک
عورت قبیلۂ غامد سے آئی کہ وہ قبیلہ[1] ازد سے ہے عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کیجے۔ فرمایا تجھپر افسوس ہے۔ پلٹ کر جا اور اللہ سے مغفرت چاہ

بیان قصۂ غامدیہ رضی اللہ عنہا

[1] یعنے بڑا قبیلہ ازد تھا۔

اور اُسکی طرف رجوع کر۔ عورت عرض کرنے لگی کہ جس طرح آپ نے ماعز بن مالک کو پھرایا اُسی طرح مجھے بھی پھرانا چاہتے ہین۔ مین تو حاملہ ہون (یعنے اگر ماعز انکار کرتے تو ممکن تھا اور مین تو حاملہ ہون کس طرح انکار کر سکتی ہون) حضرت سے نے فرمایا تو زنا سے حاملہ ہو (یہ ایک طرحکا تغافل ہو اور اُسکو اُس کے اقرار سے پھیرنا ہے وہ بولی ہان۔ حضرت سے نے فرمایا تو جنے تک صبر کر۔ پھر جب جنی۔ فرمایا جا اسکو دودہ پلا یہان تک کہ تو اوسکا دودہ چھڑائے۔ پھر جب دودہ چھڑایا تو اُس لڑکے کو حضرت کے پاس اس حال مین لائی کہ اُس کے ہاتھ مین روٹی کا ٹکڑا تھا۔ اور عرض کی کہ اے اللہ کے نبی بے شک مین نے اسکا دودہ چھڑایا۔ اور یہ کھانا کھانے لگا ہے حضرت نے اُس لڑکے کو ایک مسلمان شخص کے سپرد کیا۔ پھر حضرت نے حکم فرمایا کہ اس کے لئے ایک گڑہا کھودا جائے جسب حکم اُس کے سینے تک گڑہا کھودا گیا۔ اور لوگون کو اُس کے سنگسار کرنیکا حکم فرمایا پھر اُسکو سنگسار کیا۔ خالد بن ولید نے ایک پتھر اُسکے سر پر پھینکا تو خالد کے منہ پر خون گرا خالد نے اُسکو بُرا کہا۔ یہ سنکر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خالد باز رہ (یعنے وہ بخشی گئی اُسے بُرا نہ کہہ) قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے ہاتھ مین میری جان ہے بے شک اس عورت نے ایسی توبہ کی کہ

سلہ اللہ رے خوفِ باری اور شوقِ جان نثاری ۱۲

اگر محصول[1] لینے والا بھی اس طرح کی توبہ کرے تو اُسکی بخشش ہو جائے۔ پھر اُس پہ نماز پڑھنے کا حکم فرمایا۔ نماز پڑھی گئی اور دفن کی گئی"۔ **فقیر** کہتا ہے کہ ان دونوں صاحبوں پر خوف آلہی اس طرح غالب ہوا کہ جان تک دینا آسان ہو گیا۔ وہ عین الیقین سے ایسے مقام پر پہونچے کہ خود کو نثار جانان کر دیا۔ نہ مال و اولاد کا خیال کیا۔ نہ عزت وجاہ کا۔ ایسے ہی تائب محبوب خدا اور اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ کے مصداق ہیں۔ خود پاک ہو کر دوسروں کو بھی اپنی شفاعت سے پاک کریں گے بخلاف اُس شخص کے کہ جس پر گواہ گذرنے سے حد جاری ہوئی ہو۔ اُس کے خود پاک ہونے میں اختلاف ہے۔ کیونکہ یہاں جان نثاری مفقود اور جبر و اکراہ موجود ہے

خوابِ مؤلف

[1] یہ جو چوکیوں پر خلافِ شرع محصول لیتے ہیں بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ براہِ ظلم لوگوں سے مال لینا ہے (اشعۃ اللمعات) اسی تفسیر کے صفحہ ۴۴۸ سے ۴۴۹ تک حرمتِ محصول کا بسط سے بیان ہوا ہے۔ فقیر نے اسی ہفتہ میں ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص جو اسی محکمۂ محصول میں نوکر ہے اور مجھے معرفت بھی ہے اس کا انتقال ہو گیا۔ میں بھی دفن میں شریک ہوں۔ لیکن جب اُس کے بھائی قبر میں منہ کھولنے کے لئے اترے تو وہ شخص اُٹھ بیٹھا۔ میرے پیر و مرشد اور میں واپس ہو گئے۔ کچھ تھوڑے لوگ وہاں باقی تھے۔ جب وہ آئے تو میں نے اُسکا واقعہ پوچھا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ اُس میں شیطان حلول کیا اور وہ ہر ایک کو کاٹنے دوڑتا تھا۔ اور اُس کے پیشانی پر ہندؤں کی طرح ٹیکا تھا۔ مجھے خواب میں ہی خیال آرہا ہے کہ اس کو تفسیر میں لکھنا چاہئے۔ تا اس محکمہ سے دوسرے محکمۂ ملازمت کی طرف لوگ منتقل ہوں

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ۱۲

جان بجانان دہ وگرنہ از تو بستاند اجل   خود تو منصف باش حافظ این نکو یا آن نکو

ان احادیث مین صرف رجم ہی درّے مارنا نہین اسی لئے ائمہ ثلاثہ اسطرف گئے
کہ محصن ومحصنہ کو صرف رجم کرین اور درّے نہ مارین۔ لیکن امام احمد رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ دونون کو جمع کرنا چاہئے۔ درّے تو بحکم آیت اور رجم بحکم سنّت
واجب ہی۔ چنانچہ امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے
کہ جب آپ کے پاس سراحہ عورت کو لائے اور اُس نے زنا کیا تھا تو آپ نے
پنجشنبہ کو اُسکو سو درّے مارے اور جمعہ کے روز اُس کو رجم کردیا۔ اور فرمایا کہ مین نے
اُسکو درّے بحکم کتاب الٰہی مارے اور رجم اُسکو بسنّتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم
کردیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھسے لو مجھسے لو کہ اللہ تعالے نے
ان عورتون کے لئے راہ کردی کہ بکر ساتھ بکر کے (اُسکی سزا) سو کوڑے اور ایک
سال شہر بدر ہی۔ اور ثیب ساتھ ثیب کے سو کوڑے اور رجم ہے" مسئلہ لواطت
(یعنی مرد کے ساتھ مرد برا کام کرے) تو ائمہ ثلاثہ کے پاس اُس کا بھی زناکار کا حکم
ہی۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پہلے بار تعزیر دینی چاہئے اور جو بار بار

[1] امام احمد نے روایت کی (ابن کثیر) [2] امام احمد و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ
(ابن کثیر) [3] اسی تفسیر کے صفحہ ۳۴۹ مین میزان شعرانی سے بیان گذر چکا۔ ۱۲

ہو تو قتل کرنا چاہئے۔ رسول[۱] اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جس شخص کو
تم عمل قوم لوط کرتا ہوا پاؤ تو فاعل ومفعول دونون کو قتل کر ڈالو مسئلہ اگر کوئی جانور
سے وطی کرے تو چارون امام متفق ہین کہ اسکو تعزیر دی جائے۔ اور حدیث مین
قتل کا لفظ تہدید کے لئے ہے۔ اگر وہ جانور کھایا جاتا ہے تو قتل کیا جائے۔ اور اگر کھایا
نہین جاتا تو دو وجہین ہین۔ چاہے قتل کرے یا نہ کرے۔ روایت[۲] ہے ابن
عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی جانور سے فعل بد
کرے تو اُس شخص کو اور اُس کے ساتھ اُس جانور کو بھی قتل کرو۔ ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہا گیا کہ جانور کا کیا حال ہے (یعنے وہ کیون قتل کیا جاتا ہے) ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے فرمایا کہ مین نے اس مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہین سُنا۔
لیکن مین گمان کرتا ہون کہ حضرت نے اُس کے گوشت کھانیکو اور اُس سے
(یعنے دودہ اور پشم اور ولادت سے) نفع لینے کو مکروہ جانا۔ رسول[۳] اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی حدون سے ایک حد کا جاری کرنا چالیس رات
خدا کے شہرون مین پانی برسنے سے بہتر ہے۔ یعنے حدود جاری کرنے سے مخلوق

۱؎ ترمذی وابن ماجہ (مشکوٰۃ کتاب الحدود) ۲؎ ترمذی وابو داؤد وابن ماجہ (مشکوٰۃ کتاب الحدود)
۳؎ ابن ماجہ ونسائی از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ) ۱۲

فاعل و مفعول قوم لوط کی تعزیر

حدود جاری کرنا بارش سے بہتر ہے

معاصی سے باز رہتی ہے۔ تو اس سے بہت کچھہ خیر و برکت پھیلتی ہے۔ اور جو حدود قایم نہون تو طرح طرح کے معاصی اور بُرے بُرے عقاید شایع ہو جاتے ہین جس سے طاعون و زلزلہ و قحط وغیرہ ہزارون قسم کی آفتین نازل ہوتی ہین چنانچہ رسول اللہ[1] صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس قوم مین کہ زنا ظاہر ہوتا ہے تو وہ ضرور قحط مین گرفتار ہوتی ہے۔ اور جس قوم مین کہ رشوت ظاہر ہوتی ہے تو ضرور وہ رعب مین گرفتار ہوتی ہے۔ یعنے جب آدمی رشوت خوار ہوتا ہے تو خوفناک رہتا ہے"

اب اس کا بیان ہے کہ حاکم کو حدود جاری کرنے مین ایسی شفقت نہ آئے کہ جس[2] سے حد معطل کردے یا یہ کہ خفیف[3] سے کوڑے مارین کیونکہ ہم سب اللہ کے بندے ہین ہم کس طرح حد کو کم یا ترک کرسکتے ہین کیا ہماری رحمت اس سے زیادہ ہے۔ اور ایسی دھار دار چیز سے حدود مین نہ مارا جائے کہ جس سے زخم پڑ جائین یا خوف دلانے کے لئے حد سے زیادہ مارین بلکہ ہر حال مین مردون کی مار دیادتی اُس کے حکم کے مطیع رہین۔ اسی لئے فرمایا کہ اگر تم اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہو تو ہمارے مطیع رہو۔ اور فرمایا کہ زانیہ اور زانی کے عذاب کے وقت ایک

[1] امام احمد از عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ) [2] یہی قول مجاہد و عکرمہ و عطاء بن ابی رباح و سعید بن جبیر کا ہے (ابن کثیر و در) [3] حسن بصری عامر شعبی (ابن کثیر و در) ۱۲

بیان کہ حد شرعی میں رحم نہ کرو

طائفہ مومنون مین سے حاضر ہووے - ابن عباس[1] رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
کہ طائفہ ایک مرد اور اُس سے اوپر جتنے ہون - مجاہد[2] نے کہا کہ طائفہ ایک مرد
سے ہزار تک ہے اور یہی قول عکرمہ کا ہے - اسی لئے امام احمد[3] نے فرمایا کہ طائفہ کا
لفظ ایک پر بھی صادق آتا ہے - سعید[4] بن جبیر نے کہا کہ طائفہ چار شخص یا زیادہ - امام
مالک نے بھی اسی طرح فرمایا کیونکہ زنا کی گواہی مین چار سے کم نہین ہین تو چار ہون
یا زیادہ ہون - اور یہی امام شافعی کا قول ہے - اور اُن کا حاضر ہونا اس لئے ہے
کہ تا زانی و زانیہ کے لئے نصیحت و عبرت ہو یا اس[5] واسطے کہ اُن دونون کیلئے
رحمت و مغفرت کی دعا کرین - کہا گیا کہ یہ حضور حکم استحبابی ہے - اور زنا کا ثبوت
چار آدمی کی گواہی یا مجرم کے اقرار سے ہوتا ہے - تفصیل کے لئے فقہ کی جانب رجوع
کرین - فقیر عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالے ارحم الراحمین ہے اور اس کے رسول رحمۃ
للعلمین ہین - یہ رحمت کا ہی تقاضا ہے کہ معصیت کے عوض جسم کو تکلیف دیجاوے
تا اس تکلیف سے روح کو طہارت حاصل ہو کیونکہ اُسی کی صحت مقصود اصلی ہے
اور جسم اُسکی گویا سواری ہے - قاعدہ ہے کہ جب گھوڑا شرارت کرتا ہے تو سوار اُسکو

۱؎ عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم (در) ۲؎ ابن جریر (در) ۳؎ ابن کثیر ۴؎ عبد بن حمید
وابن منذر وابن ابی حاتم از قتادہ (در) ۵؎ ابن ابی حاتم از نصر بن علقمہ (در) ۱۲-

بہت سے کوڑے مارتا ہے۔ اور جب اُس پر بھی شرارت سے باز نہین آتا ہے تو پھر ذبح کرنے آمادہ ہوجاتا ہی کیونکہ سوار کے مقابلہ مین سواری کی کچھ بھی عزت نہین اسلئے کہ دوسری سواری اس سے بہتر مل سکتی ہی۔ اسی طرح سمجھو کہ اگر یہ جسم حدود مین ہلاک بھی ہوجاے تو اس سے بہتر دوسرا جسم عنایت ہوگا۔ اس نکتہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کرام نے خوب سمجھا تھا۔ جب ہی تو دوڑے دوڑے حضرت کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کرتے تھے کہ ہم پر حد جاری کیجے اور ہمارے جسم کو پامال کیجے بعد بیان سزا ے زنا کے اُسی کا ایک دوسرا حکم بیان فرماتا ہی۔ اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ زانی نکاح نہین کرتا مگر زنا کرنے والی عورت سے یا مشرکہ سے اور زنا کرنے والی عورت سے نکاح نہین کرتا مگر زنا کرنے والا یا مشرک۔ اور یہ نکاح مسلمانون پر حرام کردیا گیا ہی۔ نکاح کے معنے لغت مین وطی کے ہین۔ اور اصطلاح شرع مین وہ عقد ہے کہ بسبب اُس کے اجنبیہ عورت سے جو محل نکاح ہو وطی حلال ہوجاتی ہی۔ قرآن مجید مین نکاح دونون معنے سے مستعمل ہے۔ اگر یہان وطی کے

ف ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت مین لا ینکح کے معنے نکاح کے نہین ہین بلکہ جماع کے ہین ابن کثیر نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہی اور اس سند کے اور کئی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر مروی ہے۔ اور اسیکے مثل مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و عروہ بن الزبیر و ضحاک و مکحول و مقاتل بن حبان وغیرہ سے مروی ہے ۱۲

زانیہ عورت سے نکاح کا حکم

معنے لئے جائین تو اللہ کی طرف سے خبر دینا ہو کہ مرد زناکار عورت زانیہ سے یا مشرکہ سے ہی وطی کرتا ہے۔ یعنے زانی کی مراد پوری نہین ہوتی۔ اور اُس کے حکم کی تعمیل نہین کرتی مگر وہی عورت جو زانیہ گنہگار ہے یا مشرکہ ہے کہ زنا کو حرام نہین سمجھتی اور اسی طرح زانیہ فاحشہ عورت ہو کہ اُس کو اس فعل کے لئے وہی ملیگا جو زانی گنہگار یا مشرک ہو کہ زنا کو حرام نہین سمجھتا۔ اور آخرت کے عذاب سے نہین ڈرتا۔ بات یہ ہو کہ ہر ایک اپنے ہم رنگ سے موافقت کرتا ہو۔ اسی لئے صالحہ بی بی فاسق کو پسند نہین آتی۔ اور وہ کسی اور فاسق سے مبتلا رہتا ہے۔ اسی طرح فاسقہ کو نیکبخت مرد اچھا نہین معلوم ہوتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالے نے مومنون پر (زنا کرنا) حرام کیا ہو۔ اور اگر نکاح[2] کے معنے لئے جائین تو یہ معنے ہون گے اللہ تعالے نے مومنون پر فاجرہ کسبیون سے نکاح کرنا حرام کردیا ہے[3]۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہو کہ مرد عفیف و پارسا کا نکاح کسبی و فاحشہ عورت سے

---

[1] ابو داؤد طیالسی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (ابن کثیر) [2] قتادہ و مقاتل بن حبان (ابن کثیر)

[3] عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت تھی کہ جس کو ام مہزول کہتے تھے یہ عورت زناکار و فاحشہ تھی کسی صحابی نے اُس عورت سے نکاح کرنا چاہا تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً الآیہ (ابن کثیر نسائی سے اور اسی کے قریب امام احمد سے بھی) اور ایک دوسری حدیث مین مرثد ابن ابی مرثد کا ذکر ہے کہ آپ مکہ سے (مسلمان) قیدیون کو لادلا دکر

شان نزول

صحیح نہین ہوتا جبتک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ پھر اگر توبہ کرلے تو صحیح ہے۔ اور اسی طرح عورتِ عفیفہ پارسا کا نکاح مردِ فاجر زناکار سے صحیح نہین یہانتک کہ وہ توبہ کرے۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) مدینہ پہونچاتے تھے۔ اور مکہ مین ایک عورت فاحشہ تھی جسکا نام عناق تھا۔ یہ عورت جاہلیت کے زمانہ مین مرثد کی آشنا تھی غرض مرثد نے مکہ سے ایک قیدی کو جس کے چھڑانے کا وعدہ بھی کیا تھا لادلائے اور ایک دیوار کے سہارے مین کھڑے رہے۔ اسوقت چاندنی رات تھی کہین عناق عورت بھی اسیوقت آگئی۔ فرماتے ہین کہ وہ مجھے پہچان کر بولی۔ (اے مرثد۔ مین نے کہا ہان۔ کہنے لگی مرحبا آج میرے یہان رات کو رہو۔ مین نے کہا اے عناق اللہ تعالے نے زنا حرام کیا ہے (اس پر خفا ہوگئی) چلانے لگی کہ اے گھر والو یہی وہ شخص ہے جو تمھارے قیدیونکو لادلیجاتا ہے۔ اسوقت آٹھ آدمیون نے میرا پیچھا کیا۔ مین خندق کی راہ چلا یہان تک کہ ایک غار پر پہونچکر اس کے اندر چھپ رہا۔ وہ لوگ بھی آئے۔ مین غار مین تھا۔ اور وہ لوگ میرے سر پر کھڑے ہوے۔ اور انہون نے جو پیشاب کیا وہ تمام پیشاب میرے سر پر گرا لیکن اللہ تعالے نے انکو میری دیکھنے سے اندھا بنادیا۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ مین وہان سے نکلکر اس شخص کو لادا اور وہ بھاری شخص تھا غرض مین اذخر تک پہونچا۔ وہان پہنچکر مین نے اس کے بند کھولے۔ آخر مدینہ کو پہونچا دیا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین عناق سے نکاح کرون۔ دو بار عرض کیا۔ آپنے مجھے کچھ جواب نہین دیا۔ یہانتک کہ آیت نازل ہوی اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مرثد زانی نہین نکاح کرتا ہے مگر زانیہ یا مشرکہ سے۔ تم اس کو نکاح نہ کرو۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابوداؤد و نسائی نے کتاب النکاح مین ذکر کیا۔ (ابن کثیر) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نکرے زانی مجلود (یعنی درے مارا گیا) مگر اپنی مثل کو ابوداؤد و ابن ابی حاتم نے تخریج کی (ابن کثیر) ۱۲

فقیر کہتا ہے کہ جن لوگون نے فاحشہ سے نکاح جایز رکھا ہے وہ اُسی وقت ہو کہ
وہ عورت فسق وفجور چھوڑ دے ورنہ وہ مرد دیوث[1] کہلائیگا اور اُسکی حرمت مین
کسی کو کلام نہین چنانچہ رسول[2] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے
لوگ ہین کہ نہ وہ جنت مین جائین گے اور نہ اللہ تعالے روزِ قیامت اُنکی طرف
نظر فرمائیگا۔ (۱) اپنے والدین کا عاق (جو امورِ جایز مین اُن کا نافرمان ہو) (۲)
مترجلہ (یعنے وہ عورت[3] جو مردون سے مشابہت پیدا کرلیتی ہے گو مردانہ جوتہ پہننے
مین ہی کیون نہو۔) (۳) دیوث الخ۔ بعد برائی زنا اور اُسکی سزا اور زانیہ کو نکاح
کرنیکی مذمت بیان فرمانیکے اب زنا کی جھوٹ تہمت لگانے کی برائی اور اُس
4 تہمت کی سزا ذکر فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ
شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ
5 هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور جو لوگ پاک دامن عورتون کو (زنا کی) تہمت لگائین پھر چار گواہ

المحصنٰت کسائی ساتھ کسر صاد کے۔ ثعلب نے کہا جو عورت پارسا ہو اسکو محصنہ ساتھ فتح اور کسر صاد کے کہتے ہین۔ اور جو عورت کے تزوجہ ہو وہ فتح صاد سے ہے نہ کسر سے ۱۲

[1] دیوث وہ بے حیا ہو جسکو (اہلیہ کے مقدمہ مین) غیرت نہو (صحاح جوہری) [2] امام احمد ونسائی۔ (ابن کثیر) [3] خداوندِ عالم اُن جاہل مشایخون کو ہدایت دے جو عورت کو داخلِ سلسلہ کرکے مستان بناکر اُسکو مردانہ لباس پہناتے ہین۔ ۱۲ یرمون۔ علماء نے کہا کہ رمی سے مراد زنا کی تہمت لگانا ہے ۱۲۔

نہ لائین تو انہین اسّی دُرّے مارو۔ اور اُن کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ اور یہی لوگ

فاسق ہین۔ مگر جنہون نے اس کے بعد توبہ کرلی اور سنور گئے تو بے شک

اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اِن دونون آیتون مین حدِ قذف کا بیان ہے یعنے

جس نے محصنہ (عورت پارسا مکلفہ[1]) کو زنا کی تہمت لگائی۔ اُسکو اسّی دُرّے

مارے جائین اور اسی طرح جسنے محصن (یعنے مرد پارسا مکلف) کو تہمت لگائی تو اُسپر بھی

وہی حد جاری کرین۔ اس مین کسی عالم کو اختلاف نہین۔ پھر اگر قاذف (تہمت لگانیوالا)

اپنے قول کی صحت پر گواہ لائے[2] تو اُس سے حد ساقط ہوجائے گی۔ اس لئے اللہ

تعالے نے گواہ نہ لانے پر قاذف کے لئے تین حکم مقرر فرمائے (۱) اسّی کوڑے

لگائے جائین (۲) ہمیشہ کے لئے اُسکی شہادت مردود (۳) وہ فاسق ہے

نہ اللہ کے پاس عادل رہا نہ لوگون کے پاس۔ پھر فرمایا مگر جو لوگ کہ توبہ کرین۔

علمانے اختلاف کیا کہ یہ استثنا کس طرف راجع ہے۔ پہلا حکم جو اسّی کوڑے مارنا ہے

اس مین تو ائمہ اربعہ کو اختلاف نہین۔ کیونکہ اگر تہمت لگانے والا توبہ بھی کرے

---

[1] مکلفہ وہ کہ جو عاقلہ بالغہ مسلمان ہو اور عفیفہ ایسی کہ اُسوقت تک کبھی زنا نہ کیا ہو۔ اسی طرح مکلف ہے۔ [2] آیت مین محصنات کا خاص طور سے اس لئے ذکر فرمایا کہ اُن کے لئے زنا کی تہمت نہایت ہی بُری ہے جسطرح پارسائی اور عفت اُن کے لئے بہت ہی زیبا ہے۔ [3] چار مرد عادل آزاد ہون اور وہ قطعی گواہی معائنۂ زنا کی حاکم پاس ادا کرین۔

اور جس پر تہمت لگائی گئی ہے وہ دعوے کرے تو یہ حد ساقط نہین ہوتی اسلئے[1] کہ یہ بندہ کا حق ہے۔ اب رہے دو حکم یعنے شہادت نہ قبول کرنا اور اوس پر فسق کا حکم لگانا۔ امام مالک و امام احمد و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہین کہ یہ استثنا دونون سے ہے۔ یعنے اگر قاذف توبہ کیا تو اسکی شہادت قبول ہوگی۔ اور اس سے حکم فسق بھی مرتفع ہوجائے گا (یعنے وہ فاسق نہین ہے) اور امام[2] ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ استثنا صرف اخیر جملہ سے ہے تو توبہ سے فاسق نہ رہیگا۔ لیکن ہمیشہ کے لئے مردود الشہادۃ ہوگا۔ اگرچہ توبہ کیا ہو۔ کیونکہ یہہ شخص جھوٹ بولنے سے بے خوف ہے۔ اور جھوٹ بھی وہ کہ اگر اس کذّاب کی بات مانی جاتی تو ایک نیک بخت کے جان پر صدمہ ہوتا یا سنگساری سے اسکی جان جاتی۔ مسئلہ ایک[3] شخص نے ایک شخص سے کہا اے زانی۔ دوسرے نے جواب مین کہا بلکہ تو ہے۔ دونون کو حد ماری جائے۔ مسئلہ مرد[4] نے زنا کے لئے عورت پر جبر کیا اور کسی طرح اوسکو روکنا ممکن نہین تھا تو اُس عورت کو حق ہے کہ

زن کو قطعی ضرر ہے

---

[1] یہی سید التابعین اور سعید بن المسیب سے منصوص اور ایک جماعت سلف سے مروی ہے۔ (ابن کثیر)
[2] سلف مین سے جن لوگون نے اس قول کو اختیار کیا ان مین سے قاضی شریح و ابراہیم نخعی و سعید بن جبیر و مکحول اور ابن زید ہین (ابن کثیر) [3] درمختار کتاب الحدود [4] درمختار کتاب الحدود ۔ ۱۲

اُس کو قتل کر ڈالے۔ اور اسی طرح لڑکے کا حکم ہے (یعنے جب لواطت پر جبر
کیا جائے) مسئلہ کسی نے اپنی عورت کے ساتھ یا دوسری عورت کے ساتھ
کسی مرد کو زنا کرتے ہوئے دیکھا اور وہ دونوں اس فعل سے راضی تھے تو دونوں کو
قتل کر ڈالے۔ بشرطیکہ جھڑکانے سے یا اختیار کے سوائے اور کسی شے سے مارنے
سے باز نہ رہتے ہوں۔ بعد بیان سزائے تہمت کے اس سے اُس صورت کو
کہ جب شوہر اپنی زوجہ کو زنا کی تہمت لگائے خاص فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ
شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ
اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ
بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ
ع ۱۰ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

اَرْبَعُ: نافع و مکی و بصری و شامی و شعبہ ساتھ نصب عین کے پڑھتے ہیں۔
اَنْ لَعْنَةُ: نافع ساتھ تخفیف نون اور رفع تا کے ۱۲

اَلْخَامِسَةُ: سوائے حفص کے سب قرار رفع تا سے بسبب ابتدا کے اور مابعد اس کے خبر ہے ۱۲

اَنْ غَضِبَ اللّٰهُ: نافع ساتھ تخفیف نون اور کسرۂ ضاد کے اور رفع اللہ کے فعل و فاعل ہے ۱۲

لہ یہ قتل کرنا بطور دیانت مباح ہے نہ بطور قضا۔ لیکن اگر گواہ ہوں تو قاضی بھی اُس کو مان لیگا۔ اور اس قتل میں احصان کی شرط نہیں کیونکہ یہ بطور حد نہیں ہے بلکہ یہ امر بالمعروف ہے (یعنے اچھی بات کا حکم کرنا ہے) وعلیٰ هذا القياس المكابر بالظلم وقطاع الطريق وصاحب المكس وجميع الظلمة بادنى شئ له قيمة وجميع الكبائر والاعونة والسعاة يباح قتل الكل ويثاب قاتلهم (درمختار و ردمحتار کتاب الحدود) ۱۲

اور جو لوگ اپنی بی بیون کو (زنا کی) تہمت لگائین اور اُن کے پاس سوا
اُن کی ذات کے (اور) گواہ نہ ہون تو ایسے لوگون مین سے ہر ایک کی
گواہی یہی ہے کہ چار بار گواہی اللہ کے (نام کے ساتھ دے کہ وہ بے شک
سچ بولنے والون مین سے ہے۔ اور پانچوین (مرتبہ) یہ (کہے) کہ اُس پر اللہ
کی لعنت اگر وہ جھوٹ بولنے والون مین سے ہو۔ اور اُس عورت سے سزا کو
ٹال دیگا اُس کا چار بار اللہ کے (نام کے) ساتھ گواہی دینا کہ بے شک یہہ
(خاوند) جھوٹ بولنے والون مین سے ہے۔ اور پانچوین (مرتبہ) اس طرح (کہے)
کہ اُس (عورت) پر اللہ کا غضب آئے اگر یہ (شوہر) سچ بولنے والون مین سے
ہو۔ اور اگر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرمانیوالا
اور حکمت والا ہے (تو تم دیکھتے کیا کچھہ نہ ہو جاتا) یعنے جب شوہر اپنی عورت کو
زنا سے منسوب کیا اور گواہ نہ لا سکا تو اُس وقت یہ شوہر اُس عورت سے لعان کرے
جس طرح کہ اللہ تعالے نے حکم فرمایا اور وہ اسطرح ہے کہ شوہر حاکم کے پاس
جا کر اُسکی طلبی کروائے بعد حاضر ہونے کے اپنا دعوے (یعنے زنا کی تہمت کا۔)
بیان کرے تو حاکم اُس کو چار شہادتین[ل] اللہ تعالے کے (نام کے) ساتھ دے

ل یعنے ہر بار کہے کہ مین اللہ تعالے کے ساتھ شہادت دیتا ہون کہ مین صادقین سے ہون اس بات مین
کہ جو مین نے اس عورت کو زنا کی نسبت لگائی ہے ۱۲

(جو بجاے چار گواہ کے کافی ہے) کہ وہ سچون سے ہی یعنے اپنی بی بی کو اس
زنا کی نسبت لگانے مین اور پانچوین بار یہ کہے کہ اسپر اللہ کی لعنت اگر یہ جھوٹون سے
ہو۔ اب عورت اپنی حدِ زنا کو اسطرح دور کرے کہ وہ بھی چار بار اللہ کے
(نام کے) ساتھ گواہی دے کہ وہ مرد کاذبین سے ہے یعنے اس زنا کی تہمت
لگانے مین۔ اور پانچوین بار اپنے آپ کو کہے کہ اسپر اللہ کا غضب[ل] اگر یہ مرد
صادقین سے ہو۔ اب میان بی بی مین جدائی ہو جائے گی[ل۲]۔ پھر اللہ تعالے
اپنی رأفت و رحمت بیان فرماتا ہے کہ اگر اللہ تعالے کا فضل اور اُسکی رحمت ہوتی
یعنے اس مقدمہ مین جو تمھارے لئے مشروع فرمایا تو تم ضرور تکلیف اور مشقت مین
پڑ جاتے اور بہت سے امور تم پر شاق ہو جاتے۔ کیونکہ جب عورت اور اُس کے
شوہر مین بسبب لعان کے جدائی ہو گئی تو مرد بھی دوسری عورت سے نکاح
کریگا اور عورت بھی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ ورنہ غیرت دار آدمی

ل غضب کی خصوصیت عورت کے حق مین کی کہ غالب حال یہ ہے کہ مرد اپنی جورو کو فضیحت و رسوا نہین کرتا
اور زنا کی تہمت نہین لگاتا مگر یہ کہ وہ صادق ہو۔ اور عورت کو اُسکا صدق معلوم ہوتا ہے۔ اور غضب اُسی پہ
ہی جو حق بات جان کر اُس سے پہلو تہی کر جاے (ابن کثیر) ل۲ امام شافعی فرماتے ہین کہ شوہر کے لعان سے
ہی جدائی ہوتی ہے اور امام مالک اور امام احمد ایک روایت مین کہ صرف عورت کے لعان سے حاکم جدا کر دے
اور امام ابو حنیفہ اور ایک روایت امام احمد سے کہ دونون کے لعان اور حکم حاکم سے کہ وہ کہے کہ مین نے تم
دونون مین جدائی کر دی تو جدائی ہو جائے گی۔ (میزان شعرانی) ۱۲

فاحشہ عورت کو ایک گھڑی بھر اپنے نکاح مین رکھنے کو راضی نہ ہوگا۔ احادیث بھی
اس آیت کے موافق تعمیل کرنے مین بہت سی ہین چنانچہ ایک شخص[۵] رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میری عورت زنا کی۔
حضرت نے سکوت فرمایا اور زمین کی جانب سر جھکا لیا۔ پھر سر اُٹھا کے فرمایا کہ
کہ اللہ تعالے نے تیرے اور تیری بی بی کی شان مین اُتارا ہے (یعنے یہی آیتین)
اُسکو لیکر آ۔ وہ آئی۔ پھر مرد سے آپ نے فرمایا اُٹھ کھڑا ہو اور چار بار گواہی دے
وہ اُٹھا اور چار بار شہادات باللہ اداکین کہ وہ صادقین مین سے ہے۔ پھر آپ نے
فرمایا تجھکو خرابی ہے اب یہ گواہی تو موجبہ ہے (یعنے اگر تو جھوٹا ہے تو تجھپر عذاب
واجب کردیگی) پھر پانچوین بار کہا کہ اُسپر اللہ کی لعنت اگر وہ کاذبین سے ہے
پھر اُسکی عورت کھڑی رہی اور چار شہادات باللہ اداکین کہ یہ مرد کاذبین سے
ہے۔ پھر پانچوین وقت مین عورت سے فرمایا کہ تجھپر خرابی ہے اور افسوس کہ
اب یہ گواہی تو موجبہ ہے (یعنے تجھپر عذاب کو ضروری کردے گی) پھر وہ عورت
پانچوین بار شہادت دی کہ اس عورت پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ مرد صادقین
سے ہو۔ اُسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد سے فرمایا کہ تو جا اب اس

[۵] بخاری و مسلم بطریق سعید بن جبیر از ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ (در) ۱۲

عورت سے کوئی تعلق نہیں رہا اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا مال (یعنی
مہر جو میں نے اسکو دیا ہے وہ واپس ہونا چاہیے) فرمایا کہ تیرے لئے مال
بھی نہیں۔ اگر تو اس عورت کو زنا کی نسبت کرنے میں سچا ہے تو وہ مال بعوض
اُس کے گیا جو تو نے اس عورت سے فائدہ اٹھایا (یعنے جماع کیا) اور اگر تو نے
اسپر جھوٹ باندھا تو پھر کسی طرح تو مستحق ہی نہیں رہا"۔ ہلال بن اُمیہ اور عویمر
رضی اللہ عنہما نے بھی حسبِ حکم اسی طرح لعان کیا۔ بعد بیانِ عام تہمت اُس
خاص تہمت کا (جو ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما پر لگائی
گئی تھی) بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا
تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ
وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ بے شک جن لوگوں نے

لہ ہلال بن اُمیہ کے لعان کے خبر کو امام احمد و عبد الرزاق و ابو داؤد و ابن جریر وغیرہم نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ۲ہ قصہ لعان عویمر رضی اللہ عنہ کو امام احمد و بخاری و مسلم و ابو داؤد
و نسائی و ابن ماجہ وغیرہم نے سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی (در) الافك۔ الكذب وقد
افك يافك بالكسر ورجل افاك اى كذاب (مختار) عصبة۔ والعصبة من الرجال ما بين العشرة
الى الاربعين (مختار) لاتحسبوه۔ اى الافك۔ لكل امرئ منهم ما اكتسب من الاثم
اے على كل امرئ من العصبة جزاء اثمه على مقدار خوضه فيه (مدارک) ۱۲

(عائشہ پر) تہمت لگائی ہے وہ تم ہی مین کی ایک جماعت ہے۔ تم اس (تہمت)
کو اپنے حق مین برا نہ سمجھو۔ بلکہ یہ تمھارے حق مین بہتر ہے۔ اُن مین سے ہر شخص
کے لئے وہ گناہ ہے جو اُس نے کیا اور ان مین سے جس نے اس (تہمت) کا
بڑا حصہ لیا اُس کے لئے بڑا عذاب ہے یعنے جو لوگ کہ جھوٹ اور بہتان باندھے
وہ تم مین سے ہی ایک جماعت ہے (اے آل ابوبکر رضی اللہ عنہ) اس افک کو
اپنے حق مین برا خیال کرو بلکہ وہ تمھارے لئے (دنیا و آخرت مین) بہتر ہے۔
آخرت مین تو رفعت منزلت ہے۔ اور دنیا مین قرآن پاک مین برأت نازل ہوئی
جسکی زبانِ مومنین پر تلاوت اور اُن کے سینون مین حفاظت ہے۔ احادیث مین[۲] آیا ہے

[۱] عن ابن عباس رضی اللہ عنہما یرید خیرا لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و
براءۃ لسیدۃ نساء المؤمنین وخیرا لابی بکر وام عائشہ وصفوان المعطل (در از طبرانی
و ابن مردویہ) [۲] چنانچہ امام زہری رح نے سعید بن المسیب و عروہ بن الزبیر و علقمہ بن وقاص
و عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کی کہ ان سب اکابر ثقات نے ام المومنین عائشہ صدیقہ
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جہاد کے لئے سفر کو جانا چاہتے تو اپنے
ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جسکا نام نکلتا اُسکو اپنے ساتھ لیجاتے تھے (یعنے انکی
تسکین کے لئے قرعہ ڈالتے تاکہ دوسری بی بیون کو ملال نہ رہے) چنانچہ ایک جہاد کا ارادہ
فرما کر قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا پس مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئی اور یہ واقعہ بعد

حدیث افک

(حاشیہ مین پورا بیان دیکھو) کہ منافقون کے بہتان لگانے سے یہہ دس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۱) نازل ہونے حکم حجاب کے تھا (یعنی عورتون کے پردہ کرنے کا
حکم نازل ہوچکا تھا اُس کے بعد یہہ سفر کو میرا جانا ہوا تو) مین اپنے ہودج کے اندر ہی اونٹ
سوار کیجاتی اور منزل پر اپنے ہودج کے اندر ہی اتار دیجاتی (یعنے ہودج کو اُٹھا کر اونٹ پر
لادتے اور منزل پہ ہودج کو اوتار دیتے اور مین ہودج کے اندر پردہ مین رہتی تھی۔ بوجہ
حکم حجاب کے بے پردہ نہین ہوسکتی تھی۔) پس ہم لوگ روانہ ہوے یہان تک کہ جب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جہاد سے فارغ ہوے اور مدینہ کی طرف واپس ہوے اور ہم مدینہ کے
نزدیک آگئے تو ایک رات کوچ کا حکم دیا تو جب مین نے کوچ کا حکم سنا تو مین بھی اپنی ضرورت
رفع کرنے کے واسطے چلی یہان تک کہ لشکر سے تجاوز کر گئی جب قضاء حاجت سے فارغ ہوچکی تو
اپنے کجاوہ کی طرف واپس ہوی اور اپنے سینہ پر ہاتھ پھیری تو ناگاہ میرا ہار جزع ظفاری کا کہین ٹوٹ
گرا ہے تو مین لوٹ گئی اور مین نے اُس ہار کو تلاش کیا سو مین تو اُسکی تلاش مین وہان جنگل
مین تھی اور یہان جو لوگ میرا کجاوہ لادتے تھے وہ آئے اُنھون نے میرا کجاوہ اُٹھا کر اُس اونٹ پر
لاد دیا جس پہ مین سوار ہوتی تھی اور وہ لوگ یہی گمان کرتے تھے کہ مین اُس ہودج مین
ہون ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عورتین اُس وقت تک ہلکی ہوا کرتی تھین اُن پر گوشت نہین
چڑھے تھے کیونکہ وہ تو طعام سے سد رمق (یعنے جان بچانے کے لئے تھوڑا سا) کھا لیا کرتی تھین
سو ان لوگون نے ہودج کے ہلکے ہونے کو کچھہ خیال بھی نہین کیا اور اُٹھا کر اسکو لاد دیا اور
مین اُس وقت ایک لڑکی کم سن بھی تھی انہون نے اونٹ اُٹھا دیا اور روانہ ہوے اور
مجھے وہ ہار اُس وقت ملا کہ یہ لوگ یہان سے کوچ کر چکے تھے تو جب مین منزل پہ آئی تو یہان

943

(بعضون نے کہا پندرہ) آیتین ام المؤمنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کی شان مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۲) نہ کوئی پکارنے والا اور نہ کوئی جواب دینے والا ملا تو ناچار مین نے اپنے اترنے کی جگہ کو قصد کر کے تلاش کر لیا اور گمان کیا کہ قوم ضرور مجھے ڈہونڈہیگی تو واپس میری طرف آئے گی سو مین اُسی جگہ بیٹھی تھی کہ آخر میری آنکھ جھپک گئی اور مین سو گئی اور صفوان بن معطل السلمی لشکر کے پیچھے رہ گیا تھا اور صبح کے وقت اس منزل پر پہونچا جہان مین تھی تو اُسنے ایک سوتے ہوے آدمی کو دیکھکر مجھے پہچان لیا کیونکہ اُس نے پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے مجھے دیکھا تھا تو جب مجھے پہچانا تو اُس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا مین اُس کے استرجاع کے آواز سے جاگ اُٹھی اور مین نے اوڑھنی سے منہ ڈھانپ لیا واللہ نہ تو اُس نے مجھ سے کچھ کلام کیا اور نہ مین نے اُس کی کوئی اور بات سنی سواے استرجاع پڑھنے کے اور اُسنے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور اُسکا پانون داب دیا تو مین اُس اونٹ پر سوار ہو گئی اور وہ پیادہ اُس اونٹ کی مہار تھامے لے چلا یہانتک کہ ہم اُس وقت لشکر مین پہونچے کہ دوپہر کو شدتِ گرمی سے لوگ منزل پر اتر چکے تھے پھر میرے بارہ مین ہلاک ہونے والے ہلاک ہوے (یعنے تہمت کی) اور الذی تولی کبرہ منہم وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول ہے پھر ہم لوگ روانہ ہو کر مدینہ مین آے اور مین یہان آکر ایک مہینے تک بیمار پڑی اور بہتان باندہنے والون کی باتون کو لوگ پہیلاتے تھے مگر مجھے کچھ بھی اُسکا شعور نہ تھا لیکن مجھے اِس بات کا اپنی بیماری مین تردد تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مین وہ مہربانی نہین پاتی ہون جو اپنی بیماری کی حالت مین تسلی و دلدہی وغیرہ کی مہربانی پاتی تھی صرف اسی قدر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آکر سلام کر کے اتنا فرماتے کیف تیکم یعنے کہ تم کیسی ہو

عہ طبرانی از علقمہ بن ... (د.ر)

[illegible]

تا نازل ہوین غیرت خداوندی کو جوش ہوا اور آپ کی برائت کاملہ کا بیان فرمایا تا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۳) پس یہی بات مجھے متردد کرتی تھی اور مجھے اس بہتان کا کچھ بھی شعور نہ تھا یہانتک کہ مجھے افاقہ ہونے کے بعد مناصع کو نکلی اور میرے ساتھ مسطح کی مان نکلی اور مناصع ہمارے پیخانہ پھرنے کے مقام تھے اور ہم عورتین رات کو جاتے پھر دوسری رات کو جاتے اور یہہ واقعہ قبل اس کے تھا کہ گھرون کے قریب پیخانہ بنائے جائین اور ہمارا طریقہ وہی عرب اول کا طریقہ تھا کہ جنگلون مین پیخانہ پھرتے اور گھرون مین پیخانہ بنانے سے ہم کو اذیت ہوتی تھی پس مین اور ام مسطح روانہ ہوئی اور یہہ ام مسطح دختر ابورہم ابن المطلب بن عبدالمطلب بن عبدمناف تھی اور اس عورت کی مان دختر صخر بن عامر کی خالہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی تھی اور اس عورت کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب ہے پس مین اور یہہ عورت ابورہم کی دختر جو کہ مسطح کی مان ہے جب اپنی حاجت سے فارغ ہو چکی تو اپنے گھر کی طرف چلی پس ام مسطح کے پاؤن مین چادر آگئی اور ٹھوکر کھائی تو بولی کہ مسطح ہلاک ہووے (یعنے اپنے بیٹے کو بددعا دی) تو مین نے اس سے کہا کہ تو نے بہت بری بات کہی بھلا ایسے شخص کو برا کہتی ہے جو جنگ بدر مین حاضر ہوا تھا تو وہ بولی کہ اے ہنتہ یعنے نادان الٹر تو نے سنا نہین جو اس نے کہا ہے مین نے کہا کہ وہ کیا تب اس نے مجھے اہل افک کی باتون سے آگاہ کیا تو میری بیماری پر یہ دوسری بیماری بڑھ گئی پس جب مین گھر مین آئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آکر سلام کر کے پوچھا کہ تم کیسی ہو مین نے عرض کی کہ آپ اجازت دیتے ہین کہ مین اپنے والدین کے پاس جاؤن مجھے مقصود یہہ تھا کہ مین والدین سے اس خبر کی تصدیق حاصل کرون تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دیدی پس مین

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دامنِ عزت اور حرمت پر کسی قسم کا دھبّہ نہ لگے۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۴) اپنے والدین کے یہان آئی اور مین نے اپنی ماں سے کہا کہ اے
ماں لوگ کیا باتین کرتے ہین ماں نے کہا کہ اے بچی اسکو اپنے اوپر گوارا کر لے بہت کم ہوا ہے
کہ عورت جمیلہ کسی مرد کے پاس ہو جو اُس کو پیار کرتا ہو اور اُس کی سوتین ہون مگر آنکہ سوتین
اُس پر بڑھ بڑھ کر لگائی کرتی ہین تو مین نے کہا کہ سبحان اللہ کیا لوگ ایسی فحش باتین بناتے
ہین سو مین تمام رات روئی یہان تک کہ صبح ہوگئی نہ میرا آنسو تھما اور نہ آنکھ مین نیند کا نشان
آیا پھر مین صبح سے بھی برابر روتی رہی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو بلایا جب کہ وحی کو دیر ہوئی تو
آپ نے اِن دونون کو بلا کر میرے جدا کرنے کے بارہ مین پوچھا اور مشورہ لیا۔ ام المومنین
نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے تو جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اہل کی برارت کو
بیان کیا اور اُن کے ساتھ جو محبت قلبی تھی اس طرح ظاہر کیا یا رسول اللہ وہ آپ کی اہل خانہ
ہین اور واللہ مین تو سوائے بہتری کے اور کچھ نہین جانتا ہون اور رہے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
تو انھون نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ پر اللہ تعالے نے تنگی نہین کی اور عورتین اُس کے
سوائے بہت ہین اور آپ اس چھوکری سے دریافت کیجے وہ سچی خبر آپ سے بیان کردے گی
پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلایا اور کہا کہ بھلا تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی کوئی
بات دیکھی جو تیرے دل مین کھٹکی بریرہ نے کہا کہ قسم اُسکی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے
کہ مین نے تو عائشہ رضی اللہ عنہا پر کوئی بات جسکا مین اسپر نقص لگاؤن اس سے زیادہ نہین دیکھی کہ وہ

اس تہمت کا بانی اور عذابِ عظیم کا مستحق سردارِ منافقین عبداللہ بن اُبی بن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۵) کم سن لڑکی ہے اپنے گھر کا آٹا گوندھا چھوڑ کر سو جاتی ہے گھر کی بکری آکر اُس کو کھا جاتی ہے۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُسی روز آکر منبر پر کھڑے ہوے اور عبداللہ بن ابی بن سلول پر غضب فرمایا اور کہا کہ اے گروہ مسلمین کے کون میری مدد کرے گا ایسے شخص پر جسکی طرف سے مجھکو اپنی اہل کے بارہ مین ایذا پہونچی ہے سو واللہ مین نے تو اپنے اہل کے حق مین سوائے بھلائی کے کچھہ نہ جانا اور ان لوگون نے ایسے مرد کو تہمت دی ہے جس پر سواے بھلائی کے مین کچھہ نہین جانتا اور وہ نہین آتا کبھی میرے اہل کے یہان مگر میرے ہی ساتھ۔ تو سعد بن معاذ انصاری سردارِ اوس نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ مین امداد کو حاضر ہون اگر وہ اُوس کے گروہ مین سے ہوگا تو ہم اُسکی گردن مار دین گے اور اگر وہ ہمارے برادرانِ خزرج مین سے ہوگا تو آپ ہم کو حکم دینگے تو ہم آپ کے حکم کی فرمانبرداری کرین گے۔ پس سعد بن عبادہ کھڑا ہوا وہ سردار خزرج تھا اور تھا مردِ صالح ولیکن اُسکو حمیت پیدا ہوگئی تو اُس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واللہ تو نے جھوٹ کہا نہ تو اُس کو قتل کر سکتا ہے اور نہ تو اُس پر قدرت رکھ سکتا ہے پس سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر سعد بن عبادہ سے کہا کہ قسم اللہ تعالے کی تو نے جھوٹ کہا اور ہم اُس کو قتل کرین گے اور تو مردِ منافق ہے کہ منافقون کی طرف سے جھگڑتا ہے پس دونون گروہ اوس و خزرج جوش مین آگئے یہان تک کہ اُنھون نے باہم قتال کا قصد کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے اور برابر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو دہیما کرتے تھے یہان تک کہ وہ ٹھنڈے ہوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

سلول تھا۔ وہی اُس کی اشاعت کرتا۔ یہانتک کہ بعضے مسلمانون کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۶) خاموش ہوگئے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مین اُسدن بھی برابر روئی اور میرا آنسو نہ تھمتا تھا اور نہ مجھے نیند آتی تھی اور میرے والدین جانتے تھے کہ یہ رونا میرا کلیجہ چاک کردے گا پس اِس حال مین کہ دونون میرے پاس بیٹھے تھے اور مین روتی تھی کہ ایک عورت نے انصار مین سے اجازت چاہی اور مین نے اُس کو اجازت دی تو وہ بھی میرے ساتھ بیٹھکر رونے لگی ہم لوگ اسی حال مین تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے اور جب سے میرے حق مین کہا گیا جو کہا گیا تھا اُسوقت سے کبھی نہین بیٹھے تھے اور ایک مہینہ ہوچکا تھا کہ آپ کو میرے بارہ مین کچھ وحی نہین کی گئی تھی ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر حمد و ثنا پڑھی پھر فرمایا کہ اے عایشہ رضی اللہ عنہا مجھے تیری طرف سے ایسی ایسی خبر پہونچی ہے سو اگر تو اس سے بری ہے تو عنقریب اللہ تعالے تیری برارت ظاہر کردے گا اور اگر تو گناہ سے قریب ہوگئی تھی یا یہہ کہ چھوٹے گناہ ہوگئے ہون تو اللہ تعالے سے استغفار کرلے اور اس سے توبہ کرلے کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرکے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالے اُسکی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا کلام ختم کرچکے تو میرے آنسو رکھ گئے حتے کہ اب مجھے ایک قطرہ بھی محسوس نہین ہوتا تھا تو مین نے اپنے باپ سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو باپ نے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دون تو مین نے ماں سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جواب دیدو۔ ماں نے کہا کہ واللہ

ذہن مین بھی یہہ خبیث بات جاے نشین کرائی گئی - اور اُن کی زبان سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۷) مین نہین جانتی کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دون مین نے خود کہا کہ حالانکہ مین کم عمر لڑکی تھی اور بہت سا قرآن بھی نہین پڑھا تھا کہ واللہ مین جان چکی کہ تم لوگون نے اس خبر کی طرف اپنے کان لگا لیے مین حتے کہ تمھارے نفوس مین یہہ خبر جم گئی ہے اور تم نے اُسکی تصدیق کر لی ہے سو اگر مین تم سے کہون کہ مین بری ہون اور اللہ تعالے جانتا ہے کہ مین بری ہون تو تم میری تصدیق نہ کروگے اور اگر مین ایسے امر کا اعتراف کرون حالانکہ اللہ تعالے جانتا ہے کہ مین اس سے بری ہون تو تم میری بات کی تصدیق کر لوگے پس واللہ مین نہین پاتی اپنے اور تمھارے مثل مگر وہی جو یوسف کے باپ نے کہا کہ فصبر جمیل واللہ المستعان علے ما تصفون - یہہ کہکر مین نے کروٹ بدل لی اور اپنے بچھونے پر لیٹ رہی اور مین جانتی تھی کہ اللہ تعالے جانتا ہے کہ مین بری ہون اور اللہ تعالے مجھے میری برارت کے ساتھ بری فرماویگا ولیکن واللہ مین یہہ گمان بھی نہین کرتی تھی کہ میری شان مین کوئی ایسی وحی اُترے گی کہ وہ تلاوت کی جاے اور مین تو اپنے آپ کو کہین اس سے حقیر جانتی تھی کہ اللہ تعالے میرے بارہ مین ایسا کلام کرے جو تلاوت کیا جاسے ولیکن مجھے یہی امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب دیکھین جس سے اللہ تعالے میری برارت فرماے ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس سے علٰحدہ نہ ہوے تھے اور نہ اہل بیت مین سے کوئی نکلا تھا یہان تک کہ اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا

کبھی ناگفتہ بہ بات نکلی۔ اور قریب ایک ماہ کے یہی حالت رہی اور جب[ل]

ل ابن ماجہ و نسائی و ترمذی وابوداؤد (ابن کثیر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۸) تو آپ پر وہ شدت چھا گئی جو وحی کے وقت آپ پر چھا جاتی
تھی حتےٰ کہ سخت جاڑے میں آپ سے مثل موتی کے عرق کی بوندیں ٹپکنے لگتی تھیں بوجہ
ثقل اِس قول کے جو آپ پر نازل فرمایا جاتا تھا۔ پھر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
وہ کیفیت رفع ہوئی تو آپ مسکراتے تھے اور پہلا کلمہ آپ نے یہ فرمایا کہ بشارت ہو تجھے
اے عائشہ کہ اللہ تعالےٰ نے تیری برارت نازل فرمائی پس مجھ سے میرے والدین نے
کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو کھڑی ہو تو میری زبان سے (بسبب رنج)
یہی نکلا کہ واللہ میں رسول اللہ کی طرف کھڑی نہ ہونگی اور میں تو سوائے اللہ تعالےٰ کے
کسیکی حمد وثنا نہ کرونگی کہ اُسی نے میری برارت نازل کی اور تم نے تو اس افک کو سنا
پھر نہ تم نے انکار کیا اور نہ اُسکو متغیر کیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ان الذین جاءو
بالافک دس آیات تک۔ پس جب اللہ تعالےٰ نے میری برارت نازل فرمائی تو ابوبکرؓ
جو کہ مسطح بن اثاثہ کو بوجہ اُسکی قرابت کے اپنے ساتھ اور فقیر ہونے کے نفقہ دیتے تھے تو
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ اب میں کبھی اُسکو کچھ نفقہ نہ دونگا بعد ازانکہ اُس نے عائشہ
کے حق میں کہا جو کہا پھر اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ
تا قولہ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں واللہ مجھے بہت محبوب ہے
کہ اللہ تعالےٰ میری مغفرت کرے پس مسطح کو جو نفقہ دیتے تھے پھر اُسکو دینے لگے اور کہا کہ
واللہ کبھی اُس سے موقوف نہ کرونگا ام المومنین نے بیان کیا کہ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی بی بی زینب بنت حجش سے میرے بارے میں پوچھتے کہ اے زینب تو نے

آیات برات نازل ہوین تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہوکر ذکر کیا۔ اور آیات تلاوت فرمائین۔ پھر جب منبر سے اترے تو دو مرد اور ایک عورت کے لئے حکم فرمایا۔ اُن پر دُہری حدِّ قذف ماری گئی علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ نبی علیہم السلام معصوم کی زوجہ کا اس رذیل بات سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کافرون کی دعوت کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴۹) کیا جانا اور کیا دیکھا تو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ مین تو اپنے کان و آنکھون کو بچاؤن گی مین نے واللہ سوائے بہتری کے کچھ نہین جانا ہے (یعنی جو کانون سے نہین سنا اور نہ آنکھون سے دیکھا مین کسی طرح اُسکو نہین بیان کرون گی یہ تعریض اپنی بہن حمنہ بنت جحش پر ہے جس نے افک مین شرکت کی تھی) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حالانکہ زینب ہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مین میرے برابر بڑائی چاہتی تھی۔ لیکن اللہ تعالے نے اُن کو بسبب تقوے کے محفوظ رکھا اور اُن کی بہن حمنہ بنت جحش کہ وہ اپنی بہن کے واسطے محاربہ کرنے لگی تو وہ بھی اُنھین لوگون مین ہلاک ہوی جو افک مین ہلاک ہوے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اور وہ مرد جس کے ساتھ افک کرتے تھے کہتا کہ سبحان اللہ قسم اُسکی جس کے قبضہ مین میری جان ہے کہ مین نے کبھی کسی عورت کا دامن نہین اُٹھایا ہے (بعضون نے کہا وہ عنین تھے) پھر وہ مرد بعد اس کے اللہ تعالے کی راہ مین شہید ہوا۔ رواہ الامام احمد والبخاری ومسلم وغیرہما احد من الائمۃ الثقات (ابن کثیر و در منثور) اور بھی احادیث ہین ہمنے صرف اسی ایک حدیث پر اکتفا کیا ۱۲۔

طرف مبعوث ہوئے ہین توکوئی ایسی شے اُن انبیا کی جانب منسوب نہ ہونی
چاہیے کہ جس سے کافر متنفر ہون۔ اور انسان کی زوجہ کا بدکار ہونا نفرت
کا بہت ہی بڑا باعث ہے۔ اور یہہ نبی کی زوجہ کے لیے ہرگز لایق نہین اسی لیے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل نزولِ براءت خطبہ مین فرمایا وَاللہِ
مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا یعنے اللہ کی قسم کہ مین اپنی اہل کے مقدمہ مین سوائے
بھلائی کے اور کچھ نہین جانتا۔ اور بخاری کی ایک روایت مین ہے وَاَیْمُ اللہِ
مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ مِنْ سُوْءٍ۔ اور اسی لئے جب بریرہ سے پوچھا گیا تو انہون
نے بھی قسم کھاکے فرمایا وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا رَاَیْتُ عَلَیْھَا اَمْرًا قَطُّ اَغْمِصُہٗ
یعنے اُس کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنایا کہ مین نے ہرگز بی بی عائشہؓ
سے کوئی ایسا کام نہین دیکھا جس سے کہ مین اُن کو عیب لگاؤن۔ اور
ایک روایت مین بخاری کے یہ لفظ ہین وَاللہِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْھَا اِلَّا مَا یَعْلَمُ
الصَّائِغُ عَلٰی تِبْرِ الذَّھَبِ الْاَحْمَرِ۔ یعنے اللہ کی قسم ہے کہ مین تو اُن کے
حق مین سوائے اُس کے کچھ نہین جانتی جو سنار کھرے سرخ سونے کو
جانتا ہے **فقیر** عرض کرتا ہے کہ صحابہ کا آپ کی براءت پر قسمین کھانے کے
علاوہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی قبلِ براءت قسم کھائی

ف اُسی بخاری ومسلم کی طویل حدیث کا جزو ہے جو حاشیہ مین مکتوب ہے ۱۲

تو اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اصل واقعہ مین سرمو تردد نہین تھا۔ منافقین کی شہرت سے البتہ آپ کو رنج تھا اور قبل وحی مشورہ فرمانے مین محض تشریع منظور تھی۔ اور توقف صرف انتظار وحی کا تھا ورنہ آنحضرت سے کوئی شے مخفی نہ تھی۔ افسوس باوجود آنحضرت کے حلفیہ بیان کے بھی بعض سست عقیدہ جو حضرت کے وسعت علمی کے منکر ہین کہتے ہین کہ "اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو کیون غم ہوتا" حالانکہ قسم کھانے سے مقصود نفی شک اور پوری طور سے آپ کی برأت ظاہر کرنا مقصود تھا۔

علماء سیر لکھتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے اس مشورہ مین عرض کی یا رسول اللہ مکھی آپ کے جسم مبارک پر اس لئے نہین بیٹھتی کہ وہ نجاست اور پلید چیز وغیرہ پر بیٹھ جاتی ہے اور اُس کے پاؤن نجس ہو جاتے ہین۔ جب خدائے تعالے آپ کو اُس سے بچاتا ہے تو پھر اُسکی صحبت سے کسطرح نہ بچائے گا جو بدترین گناہ مین آلودہ ہو۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کی کہ آپ کا سایۂ شریف زمین پر اس لئے نہین گرتا ہے کہ شاید کبھی نجس زمین پر گر جائے۔ جب آپ کے سایہ کی اسطرح محافظت فرماتا ہے تو آپ کے حرم محترم کو ایسی ناشائستہ بات سے کس طرح نہ بچائیگا۔ حضرت علیؓ نے عرض کی کہ اللہ تعالے کو آپ کے

عه [illegible]

عه تفسیر مدارک ومعالم التنزیل ص ۱۴

پائے مبارک میں نعلین ملوث رہنا منظور نہیں ہوا اور اُس کے نکالنے کا حکم فرمایا۔ اگر بفرضِ محال یہ بات ہوتی تو آپ کو ضرور اطلاع فرماتا عہ مناظرہ نصرانی نے مسلمان سے (اپنی خباثت چھپاکر) پوچھا کہ اسکی کوئی وجہِ معقول بتلاؤ کہ تمھارے نبی کی بی بی یعنے عائشہ رضی اللہ عنہا قافلے سے پیچھے رہ گئیں اور اپنے ہار کھوے جانے کا عذر کیا۔ مسلمان نے کہا کہ مریم بنت عمران کے لئے جو وجہ ہے یعنے جب وہ عیسیٰ کو بغیر خاوند کے گود میں اٹھالائی تھی وجہ یہاں بھی ہے تو اپنے دین میں اُن کی برأت و پاکی کا جس طرح اعتقاد رکھتا ہے اسی طرح ہم بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے نبی کی بی بی کی برأت و پاکی کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ پھر نصرانی جواب نہ دے سکا۔ رِوایت [۵] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ آپ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قبلِ انتقال آئے اور عرض کی کہ کسطرح آپ خود کو پاتے ہیں۔ فرمایا اگر میں نے تقوے اختیار کیا ہے تو اچھی ہوں۔ عرض کی آپ اچھے ہی ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہیں۔ اور آنحضرت نے باکرہ کو سوائے آپکے نکاح نہیں کیا اور آپ کی طرفداری آسمانوں سے نازل ہوی۔ بعد بیان

عہ علامہ قسطلانی شرح صحیح بخاری میں ۱۲

[۵] امام بخاری و ابن مردویہ (در) ۱۲

24

قصہ افک و تہمت کے بعض مؤمنون کو نو طرح سے زجر بلیغ فرماتا ہے۔

پہلی قسم لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ جب تم نے اس (تہمت) کو سنا تو ایمان دار مردون اور ایمان دار عورتون نے اپنے لوگون پر بھلائی کا گمان کیون نہ کیا اور کیون نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے۔ اس مین اُن مؤمنین کو تادیب ہے جنھون نے تہمت ام المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کو پھیلایا اور جابجا اُسی بُری بات کا ذکر کیا۔ یعنے یہ کیون نہین ہوا کہ جب تم لوگون نے افک کو سُنا تھا تو مؤمنون و مؤمنات اپنے نفوس پر قیاس کرتے۔ جب اُن کے لایق یہ بات نہین تو امّ المؤمنین اس سے بطریق اولےٰ پاک و بری ہین تو جس طرح اپنے لئے بھلائی پسند ہے اسی طرح مومنون کے ساتھ بھی گمان خیر کرو۔ یہ تو باطن کے متعلق ہے۔ اور ظاہر مین زبان سے کہدو

لَوْلَآ هَلَّا۔ یعنے لولا تحضیض کے لئے ہے۔ ۱۲۔ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ای ذلک الکلام الذی رمیت بہ ام المومنین ۔۱۲ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ یہان خطاب سے غائب کی طرف عدول فرمایا تا توبیخ مین مبالغہ ہے اور اسبات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ایمان مقتضی ہے کہ مؤمنین سے گمان خیر کیا جاتے۔ ۱۲

کہ یہہ ظاہر جھوٹ ہے۔ روایت ہے کہ ابوایوب کی بی بی نے اہلِ
افک کے اقوال سنکر اپنے خاوند سے کہا کہ کیا تم نہین سن رہے ہو جو
لوگ بی بی عائشہ کی شان مین کہہ رہے ہین۔ ابوایوب نے کہا ہان مین
سب سن رہا ہون اور یہہ بالکل جھوٹ ہے۔ اے ام ایوب کیا تو یہہ برا
کام کرتی۔ بولی اللہ کی قسم ہرگز نہ کرتی۔ کہا اللہ کی قسم بی بی عائشہ تو تیرے
سے بہتر اور پاکیزہ ترین۔ یہ تو نری جھوٹ اور صریح بہتان ہے۔ اللہ
3 نے بھی اسی طور سے ذکر فرمایا جس طرح ابوایوب نے اپنی بی بی سے کہا تھا۔
دوسری قسم لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا
بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ (جن لوگون نے
یہہ بہتان لگایا) وہ اسپر چار گواہ کیون نہ لائے۔ پھر جب وہ گواہ نہ
لاسکے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہین۔ یعنے کیون اپنے دعوے
14 پر دلیل قایم نہین کی اور جب دلیل قایم نہ کرسکے تو یہ لوگ جھوٹے ہین
تیسری قسم وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

لہ ابن اسحٰق وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر بعضے انصار سے (در منثور)۔

لولا فضل اللہ - لولا ھذہ لامتناع الشئ لوجود غیرہ (بیضاوی)

لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور

اوسکی رحمت دنیا و آخرت مین نہ ہوتی تو بے شک اس امر کی گفتگو کرنے

مین تمھین ایک بڑا عذاب پہونچ جاتا یعنے اگر اللہ تعالے کا فضل تم پر دنیا

مین اقسام کی نعمتون سے (منجملہ اُس کے توبہ مین تاخیر ہے) نہ ہوتا اور

اُسکی رحمت آخرت مین ساتھ عفو و مغفرت کے تمھارے لئے مقدر نہ

ہوتی تو البتہ تم کو اس امر کی (یعنے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت کی) گفتگو کرنے

مین جلد بڑا عذاب پہونچ جاتا جس کے روبرو ملامت و دُرّے کچھ بھی

نہین ہین۔ اور یہہ فضل و رحمت دنیا و آخرت مین اُسی کے لئے ہے جو

اصل ایمان رکھتا ہو۔ اور منافقین اس سے مراد نہین کیونکہ وہ نہ ایمان 2

دار ہین اور نہ عمل صالح رکھتے ہین جو اُن کی توبہ قبول ہو۔ چوتھی قسم اِذْ

تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ

اَفَضْتُمْ فِيْهِ قال الراغب فاض سخی ومنہ استعیر افاض فی الحدیث و ہو من افاض

الماء فی الاناء (ای ملأہ) فاستعیر لنشر الحدیث والاکثار منہ فہو متعدٍ یعنے

نخاص (خفاجی) اِذْ۔ ظرف ہے لمسکم یا افضتم کا۔ تلقونہ ضمیر لما کی طرف راجع ہے۔ ای

یاخذہ بعضکم من بعض بالسؤال عنہ یقال تلقی القول و تلقفہ و تلقنہ ۔ ۱۲

هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ جب تم اُس (تہمت) کو اپنی زبانون پر لانے لگے اور اپنے منہ سے وہ بات بکنے لگے جس کا تمھین علم نہین اور تم اِس کو

ہلکی بات سمجھتے ہو حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی (سخت گناہ کی) بات ہے یعنی اُس افک[1] کو ایک دوسرے سے نقل کرتا۔ ایک کہتا مین نے اُسکو فلان سے سُنا اور فلان نے یہ کہا اور فلان نے یہ ذکر کیا" حالانکہ جس کا تم کو علم نہین وہ کہتے ہو۔ اور یہ سب کچھ اُمّ المومنین کی شان مین کہتے ہو پھر اس کو سہل سمجھتے ہو۔ اگر نبی کی بی بی کے سوائے اور کسی کی شان مین بھی یہ بات کہی جاتی تو آسان نہ تھی۔ اور یہ تو اُن کی بی بی ہین جو خاتم الانبیاء سید المرسلین صلّے اللہ علیہ وسلم ہین اگر کسی نبی کی بی بی کی شان مین کہی جاے تو غیرتِ خداوندی کو جوش ہوتا ہے چہ جائیکہ جو علے الاطلاق سیدِ اولادِ آدم دنیا و آخرت مین ہو اُن کی بی بی کی شان مین یہ تہمت لگائی جاے۔ اسی لیے فرمایا کہ تم اُسکو آسان سمجھتے ہو اور وہ اللہ کے پاس بڑا ہے۔ حدیث[2] ہے کہ آدمی ایک کلمہ آسان سمجھکر زبان پر لاتا ہے۔ اور بولنے والا نہین جانتا کہ اس کلمہ سے غضبِ الٰہی کس حد تک ہوا۔ حالانکہ وہ اس کلمہ سے جہنم مین

[1] مجاہد و سعید ابن جبیر (ابن کثیر) [2] بخاری ومسلم از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (ور) ۱۲

اسقدر دور چلا جاتا ہی جس قدر آسمان و زمین کے درمیان دوری ہے

پانچوین قسم وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ق 24

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ اور جب تم نے اُسے سنا تو کیون نہ بول اُٹھے

کہ ہمین زیبا ہنین کہ ہم ایسی بات زبان پر لائین (الٰہی) تو پاک ہے یہہ تو

بڑا بہتان ہے۔ جب تمنے سنا تو کیون ہنین کہا کہ ہم اسکو زبان سے بھی

نکال ہنین سکتے۔ یعنے آدمی کو چاہیے کہ جب کسی اچھے آدمی کی بُرائی سنے

تو اُس سے نیک گمان کرے۔ پھر اگر بطور وسوسہ اور خیال کے کوئی بات

دلمین آجائے تو اُس کو زبان پر نہ لائے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ "اللہ تعالٰے خیالاتِ نفوس سے میری امت کے اُسوقت تک

درگذر فرماتا ہے کہ جب تک کہے یا کرے"! سبحان اللہ ایسی بات زوجۂ

رسول اللہ صلے اللہ علے بعلہا وعلیہا اور صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کی

شان مین کہی جائے۔ یہ تو بڑا ہی بہتان ہے چھٹی قسم يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا 2

سبحنك. یعنے اُس شخص سے تعجب ہی جو ایسا کہتا ہی۔ لا الٰہ الا اللہ بھی تعجب کے لئے مستعمل ہوتا ہی (خفاجی)

له صحیحین (ابن کثیر) ان تعودوا یہ مفعول لہ ہے اور وعظ عود کے لئے ہنین بلکہ عدم عود کیلئے ہی تو ایسی جگہ

پر مضاف مقدر مانا جاتا ہی چنانچہ یہان کراہیۃ مقدر ہی۔ اور فی کو مقدر ماننا بھی جایز ہی۔ یعنے یعظکم اللہ

فی العود یعنے عود کے مقدمہ مین کیونکہ اُس مین بہت کچھ گناہ و ضرر ہے (خفاجی) ۱۲

لِمِثْلِہٖٓ اَبَدًا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَیُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ ۭ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ 24-

اللہ تمھین نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مسلمان ہو تو کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور اللہ تمھارے

لئے اپنی آیتین بیان فرماتا ہے۔ اور اللہ جاننے والا و حکمت والا ہے۔ یعنے

اللہ تمھین منع کرتا ہے پھر کبھی آیندہ ایسی بات نہ کہنا۔ کیونکہ مسلمان تو اپنے

نبی کی بی بی کو یہ عیب نہ لگائے گا۔ ہان جو کافر ہو اُس کا دوسرا حکم ہے۔

اور اللہ تعالے اسی طرح آیات یعنے احکامِ شریعت اور آدابِ معاملہ مسلمین بیان

فرماتا ہے یعنے اُن کے ساتھ حُسنِ ظن رکھو۔ اور جو بات کہ اُنکی لایقِ شان نہو

اُسکی تکذیب کرو۔ اور اللہ تعالے تمام احوال سے آگاہ اور اپنی تدابیر مین حکمت 9

والا ہے ساتوین قسم اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا

تَعْلَمُوْنَ ۝ بے شک جو لوگ چاہتے ہین کہ مسلمانون مین بدکاری (کی تہمت)

کا چرچا ہو اُن کے لئے دنیا و آخرت مین دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ

جانتا ہے اور تم نہین جانتے۔ یعنے جو لوگ کہ ایمان دارون مین تہمت کا

چرچا ہونے کو پسند کرتے ہین۔ اور اُسکی اشاعت چاہتے ہین تو اُنکے لئے

تشیع شاع الخبر یشیع شیوعۃ ذاع۔ واشاع الخبر اذاعہ (مختار) ای اظہرہ ۱۲

دنیامین عذاب دردناک یعنے حد[1] اور آخرت مین دوزخ ہے۔ اللہ جانتا

ہے تم نہین جانتے ہو۔ اسی کی طرف سب امور تفویض کرو تو راہ سیدھی

ملے گی۔ رسول اللہ[2] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندون کو ایذا

نہ دو۔ اُن کو عیب نہ لگاؤ۔ اور اُن کی پردہ کی باتون کو نہ تلاش کرو۔ اسلئے

کہ جس نے اپنے بھائی مسلمان کی چھپی ہوی بات کو تلاش کیا تو اللہ تعالے

اسکی بھی بے ستری کرتا ہے یہان تک کہ اُسکو اُس کے گھر مین رسوا کر دیتا 24

ہے۔ آٹھوین قسم وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ

۲۰ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ

شفقت رکھنے والا مہربان ہے (تو کیا کچھ نہ ہو جاتا) دوسرے بار پھر اپنا

احسان جتلایا کہ ہم نے باوجود گناہِ عظیم کے فوراً تم کو عذاب مین ماخوذ نہین

فرمایا یہ سب ہمارے فضل و رحمت کا باعث ہی ورنہ تم اب تک عذاب مین

گرفتار کئے جاتے۔ بے شک اللہ اپنے بندون پر شفقت رکھنے والا مہربان 24

ہے۔ نوین قسم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ وَ

رَءُوْفٌ بصری و شعبہ و حمزہ و کسائی بغیر واو کے۔

خُطُوٰتِ دو نون جاے ساتھ سکون طا کے نافع و بزی۔

---

[1] حد تو اُن مسلمانون کو ماری گئی جو صرف نقل کرنے مین شریک ہوے تھے۔ اور دوزخ اس منافق ابن ابی کیلئے ہے جو بانی افک تھا (خفاجی) [2] امام احمد از ثوبان رضی اللہ عنہ (ابن کثیر) ۱۲

مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ
مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؀ اے ایمان والو شیطان کے قدم بقدم نہ چلو
اور جو کوئی شیطان کے قدموں کی پیروی کرے گا تو (وہ بیحیائی اور بُرے
کاموں مین مبتلا ہوجائے گا) کیونکہ شیطان[1] بے حیائی اور بُرے کاموں کا
حکم دیتاہے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت نہوتی تو تم مین سے
کوئی شخص کبھی پاک نہ ہوتا۔ ولیکن اللہ پاک کرتاہے جسے چاہتاہے اور
اللہ سننے والا جاننے والاہے۔ یعنے اے ایمان والو شیطان کی راہ نہ چلو
ایمانداری کے ساتھ اتباع شیطان کس طرح ہوگی۔ کیونکہ شیطان بیحیائی
اور بُری باتون کا حکم دیتاہی اور اللہ تعالے اس سے منع کرتاہی[2]۔ یہہ تو
اللہ تعالے کی فضل ورحمت ہے کہ پھر تم کو توبہ وندامت سے پاک کرتا
ہے ورنہ کوئی پاک نہ ہوتا فقیر عرض کرتاہی کہ بعضے گناہ کی ایسی حد[3] ہے کہ

الفحشاء۔ ماافوط قبحہ۔ المنکر ماانکرہ الشرع۔ [1] جواب شرط صریح طور سے اس لئے نہین بیان کیاگیاکہ یاتو اس مذکور کو اقامۃ السبب مقام المسبب گردانا یا مقدر ہے اور یہ اس کے قایم مقام ہی اور تقدیر اس طرح ہے وقع فی الفحشاء والمنکر فانہ لایامر الابہما [2] ان اللہ ینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی الآیۃ ۱۲ [3] جیسے کہ محصن اور محصنہ کا زنا کرنا۔ یا قتل ناحق۔ ۱۲

اگر گنہگار پر جاری ہو جاتی تو معدوم و فنا ہو جاتا۔ جب حد جاری نہ ہوی تو اسکی معافی کے لیے جس قدر گریہ و زاری کرے کم ہے۔ اور اب عزم کرے کہ یہ میرا جسم جو قابل قتل تھا صرف اللہ کی ستاری سے بچ گیا۔ لیکن قیامت مین تو اسکا مواخذہ موجود ہے۔ بہتر ہو گا کہ خود ہی اسکو جہاد اکبر یعنے مخالفت نفس مین اس طرح پامال کرے کہ مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا کا مزہ چکھا دے۔ اب اللہ سے قوی امید ہے کہ اس کو دنیا سے پاک کرکے اٹھائیگا۔ اور اگر وہ چاہے تو بغیر اسکے بھی پاک فرمادیگا۔ خلیق

ساری برائیان ابھی ہو جائین نیکیان	گر فضل تیرا اے مرے غفار ہو گیا

جب مختلف طور سے آداب تعلیم کیے اب ان لوگون کی نسبت جن پر
حد تہمت جاری ہوی تھی رعایت کرنے کا حکم فرماتا ہے وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ 24

مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اور تم مین سے بزرگی اور وسعت والے لوگ قرابت والون اور مسکینون اور

ولا یأتل۔ افتعال من الالیۃ ای القسم ای لا یحلف۔ منکم۔ ضمیر جمع اس لیے کہ گو اسکا سبب خاص ابوبکر ہی ہیں پر وہ تمام مسلمانون کیلیے عام ہے اور بعضون نے کہا تعظیم ابوبکر کے لیے ہے۔ یا تو یہ صفات

اللہ کی راہ مین ہجرت کرنے والون کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھین اور چاہیئے

کہ معاف کردین اور درگذر کرین. کیا تم اسے دوست نہین رکھتے کہ اللہ تمھین

بخشدے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے. **شان نزول**۔ اس آیت کا

نزول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین ہی۔ آپنے قسم کھائی تھی کہ مسطح کو (جو

تہمت کے ناقل تھے) نفقہ اور کسی طرح کی منفعت نہ پہونچاینگے۔ چنانچہ حدیث

بخاری مین جس کو ہم نے حاشیہ مین نقل کی ہے اس کا بیان گذر چکا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۲) ایک ہی موصوف کے ہین تو عطف اسمین اس طریق پر ہے کہ تغایر صفات منزلہ مین تغایر موصوفات

کے ہے کیونکہ مسطح کی شان مین اتری ہی۔ یا چند موصوف کے لئے ہے جو اس کے قایم مقام ہو گئے ہین

اور یہ ابلغ ہی کیونکہ جو ایک صفت سے متصف ہو کر اسکا مستحق ہووے تو جو سب صفات کا جامع ہو وہ بطریق

اولے مستحق ہوگا ۱۲ منہ اولوا الفضل سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین۔ لیکن یہ تخصیص

شرکت غیر کی مانع نہین۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف فرما تھے حضرت

علی مرتضے رضی اللہ عنہ حاضر ہوے اور سلام عرض کیا۔ اور اپنے لئے نشست کی جگہ دیکھنے لگے۔ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کی طرف ملاحظہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت کے

سیدھے بازو بیٹھے تھے ہٹ گئے۔ اور کہا یہان آئیے۔ تو آپ درمیان مین حضرت ابوبکر اور حضرت

بیٹھ گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر آثار خوشی نمایان ہو۔ اور فرمایا انما یعرف الفضل لاھل الفضل

ذووالفضل یعنے اہل فضل کا فضل صاحب فضل ہی جانتے ہین (خطیب و حافظ عسکری و دیلمی) ۱۲

غرض جن پر حد جاری ہونے کی تھی جاری ہو چکی اور مسلمانون کی توبہ
مقبول ہو گئی اور اہلِ نفاق کا فتنہ مردود ہو گیا تو اب جن لوگون نے اللہ
تعالے کی نارضامندی سے اپنی بھی ناخوشی ظاہر کی تھی۔ اب بعد قبولِ توبہ اُن کو غیر
وہ بھی مہربانی کرین اور اپنا احسان نہ روکین اور سابق کی طرح احسان
جاری رکھین۔ خواہ یہ مسلمان جن سے لغزش ہوئی تھی اُن کے قرابتی
ہون یا مساکین و مہاجرین فی سبیل اللہ ہون۔ جب[1] یہ آیت اُتری تو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور
آیت پڑھی جب اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ پر پہونچے یعنے کیا تم نہین دوست
رکھتے ہو کہ اللہ تعالے تم کو بخشدے۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض
کی کہ کیون نہین اور ہم تو اے پروردگار تیرے مغفرت ہی کے طالب ہین۔
پھر آپ مسطح کو سابق کی طرح نفقہ دینے لگے۔ اور فرمایا کہ واللہ اب کبھی نہ
منع کرونگا مسئلہ جو شخص ایسے کام پر قسم کھاے کہ جو معصیت ہو تو بالاجماع
اُس قسم کو توڑ کر کفارہ دینا واجب ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۙ

اَلْمُحْصَنٰتِ
کسا فی ساتہ کسر صاد
۱۲

[1] ابن کثیر ۱۲۔ الغٰفلٰت۔ فاحشہ باتون سے غافل۔ اور غافلہ کی قید بطریق غالب ہو الاعم

يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ○

تَشْهَدُ حمزہ وکسائی ساتھ یاکے بصیغۂ تذکیر

بے شک جو لوگ پاکدامن بے خبر ایمان دار عورتوں کو (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں انھیں دنیا و آخرت میں لعنت کی گئی اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے جس دن کہ ان پر ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں اوسکی گواہی دیں گے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۴) یعنے جو عورت کہ سچی ایمان دار ہوتی ہے وہ زناکاری اور اس کے حالات سے غافل ہوتی ہے۔ جب مومن عورت کا یہ حال ہے تو ازواج مطہرات ساری عفیفہ عورتوں سے زیادہ اس صفت سے متصف ہیں۔ بخصوص یہ ام المومنین یعنے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا جو مہبط انوار رحمت اور ان آیات کے نزول کا سبب ہیں۔ ابن ابی حاتم اور حاکم نے صحیح کرکے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ "آپ نے فرمایا کہ یہ آیت خاص حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی" (در) اور یہی قول سعید بن جبیر و مقاتل بن حبان وغیرہ کا ہے۔ اور ابن جریر نے بھی بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ یہ آیت میری ہی شان میں نازل ہوئی (ملخصاً ابن کثیر) محصنٰت و غٰفلٰت جمع فرمایا حالانکہ مراد اس سے بی بی عایشہ ہیں۔ علما نے فرمایا کہ جب آپ ام المومنین ہیں تو اس لئے جمع فرماکے آپکی بیٹیوں کو بھی اسی حکم میں شامل فرمالیا۔ دِیْنَهُمْ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حسابهم۔ اور جہاں قرآن میں دین ہے اس کے معنی حساب کے ہیں۔ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم (در) فقیر عرض کرتا ہے کہ اکثر یہی معنی آئے ہیں اس لئے یہ حکم لگایا گیا۔ ۱۲

جو وہ کرتے تھے۔ اُس دن اللہ اُنھین اُنکی واجبی سزا پوری دیگا اور جان لینگے کہ بے شک اللہ برحق ظاہر کرنے والا ہے۔ ان آیات کا نزول بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان مین ہے اس لئے اُس کے مصداقِ کامل آپ ہی ہین اور بسبب عموم دوسرون کو بھی شامل ہین۔ اور دنیا و آخرت مین ملعون ہونا منافقون کے لئے ہے۔ یا اُس کے حق مین ہے جو توبہ نہ کرے۔ اور علما نے اتفاق کیا ہے کہ تہمت لگانے والا مرد ہو یا عورت اور اسی طرح جس پر تہمت لگائی جاتی ہے مرد ہو یا عورت سبکا یہی حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم لوگ سات چیزون سے جو ہلاک کرنے والی ہین بچو (۱) اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) ناحق مار ڈالنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) کافرون سے لڑائی کے دن پیٹھ پھیرنا۔ (۷) بھولی بھالی مسلمان عورتون کو زنا کی تہمت لگانا" مسئلہ اجماع ہو گیا کہ

عـ۵ یعنے ہر چیز کی حقیقت ظاہر کرنے والا ہے خطیب نے کہا کہ اللہ تعالے نے چار کی برات چار سے کی (۱) یوسف علیہ السلام کی برات شاہد کی زبان سے (۲) موسٰے علیہ السلام کی برات اُس پتھر سے جو اُن کے کپڑے لیکر بھاگا تھا (۳) مریم علیہا السلام کی برات اُن کے بیٹے عیسٰے علیہ السلام سے (۴) ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برات قرآن مجید سے۔ اور آپ کی برات کا ہر ایک شخص ہمیشہ قیامت تک معائنہ کرتا رہیگا ۱۲

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد اب جو کوئی بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا پر
تہمت لگائے وہ کافر ہے کیونکہ وہ منکرِ قرآن ہے۔ اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ

الخبیثٰت۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خبیثاتِ قول یعنے کلماتِ خبیثہ کو خصوصیت خبیث مردون سے اور خبیث لوگون کو خصوصیت کلماتِ خبیثہ سے ہے اور کلماتِ طیبہ کو پاک مردون سے اختصاص ہے اور پاک مردون کو کلماتِ طیبہ سے اختصاص ہے اور فرمایا کہ نزول اس کا حضرت عایشہ علیہم السلام اور اہلِ افک کے حق مین ہے " ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن مردویہ (در) اور اسیطرح مجاہد و عطا و سعید بن جبیر و شعبی و حسن بن ابی الحسن و حبیب بن ابی ثابت اور ضحاک سے مروی ہے اور اس کو شیخ ابن جریر نے اختیار کیا۔ اور وجہ اسکی یہ ہے کہ قبیح کلمات انھین لوگون کے لایق ہین جو قبیح ہین اور کلماتِ طیبات انھین لوگون کے لایق ہین جو طیبین ہین (ابن کثیر) غرض دونون تفسیرون کا مطلب ایک ہی ہے غرض اس مین ہے کہ خبیثون کے لئے ہر خبیث چیز ہے جیسے کہ خبیثہ کے لایق خبیث ہی ہین۔ اشارہ ہے کہ ہواجسِ نفسانی و وسواسِ شیطانی انھین لوگون کے دلون مین پیدا ہوتے ہین جو خبیث ہین۔ یعنے جن کے دل پاک نہین ہین۔ اور ان وساوس کے لایق ہی وہی ہین۔ اور عارفون کے دلون مین الہاماتِ الٰہی و صدق و معارف پیدا ہوتے ہین۔ اور ایسے علوم و عرفان کے لایق بھی وہی ہین۔ اور اسی طرح دنیا اور اس کے خباثت مزخرفات خبیث آدمیون کے لئے ہین اور خبیثون کے لایق بھی یہی ہے تو دنیا ان کے واسطے اور وہ دنیا کے واسطے۔ اور آخرت کی طیبات اور اسکی کرامات پاکیزہ مردون کے لئے جو طالبِ آخرت ہین اور ان مردانِ خدا کیواسطے لایق بھی وہی ہین۔ اور ایسے ہی طاعات پاکیزہ اور اذکار جمیلہ انھین لوگون کے لئے ہین جو دنیا کی خواہشات سے پاکیزہ ہین اور جو لوگ شکوک شرک سے پاک ہین وہی لایقِ قرب و طاعات ہین اشارہ جھوٹے دعوے اور اخلاقِ رذیلہ کے لئے نفس ہے اور علوم و اخلاقِ محمودہ کے لئے روح ہے ۱۲

وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ
مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ناپاک عورتین ناپاک
مردون کے لیے اور ناپاک مرد ناپاک عورتون کے لیے ہین اور پاکیزہ عورتین
پاکیزہ مردون کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتون کے لیے ہین۔ یہ (پاک)
لوگ اُس سے بری ہین جو (ان کی نسبت لوگ) کہتے ہین۔ ان کیلیے بخشش
ہی اور اچھا رزق ہی۔ یہ آیت بھی اُمّ المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کی
شان مین نازل ہوی۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو اُس منافق کے بہتان سے
بری فرمایا۔ اور وہ عبداللہ بن اُبی تھا۔ اور وہی خبیث ہی کہ اُس کے لیے جورُو
بھی خبیث ہونا والے ہی اور یہ منافق اُس کے لئے ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اطیب تھی تو آپ کے لئے بی بی بھی طیب ہونا والے ہی۔ اور عائشہ
طیبہ ہین اور اسی لایق ہین کہ آپ کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اطیب
زوج ہون اسی سے لئے فرمایا أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ یعنے وہ لوگ
اس بہتان سے پاک وصاف ہین جن کو یہ خبیث لوگ تہمت لگاتے ہین۔

ع ۶

ف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر طیب سے زیادہ اطیب ہین اسی لئے بی بی عایشہ کا بھی
طیب ہونا ضروری ہوا۔ ورنہ ہماری شریعت مین ازدواج ممکن نہ تھا (ابن کثیر) ۱۲

اور اونکی شان مین جو بدگوئی کی گئی اس کے معاوضہ مین ہم دُنیا مین اُن کی مغفرت کرین گے اور جنت مین عزت کی روزی دین گے۔ **اشارہ** - اس آیت مین وعدہ ہی کہ "بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا جنت مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ رہین گے"۔ رسول اللہ[۵۱] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عایشہ کی فضیلت عورتون پر ایسی ہے جس طرح ثرید[۵۲] کی فضیلت طعام پر ہی"۔ آپ کے مناقب مین احادیث[۵۳] صحیحہ بہت ہین۔ اور خود کلام الٰہی سے آپ کا طیب و طاہر ہونا اور آپ کے لئے مغفرت و رزق کریم کا ہونا ظاہر ہے۔ اور یہانتک کلام الٰہی کا سلسلہ آپ ہی کی شان مین تھا۔ اس سے زیادہ اور کونسی فضیلت ہوسکتی ہی۔ **جب** زنا اور اُس کے اتہام کے فضایح بیان ہوچکے تو اب اتہام و اشتباہ سے بچانے کے لئے آداب استیذان (یعنے اذن طلب کرنیکے آداب)

فضیلت ام المؤمنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا

---

۵۱ امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ از انس رضی اللہ عنہ (درمنثور) ۵۲ ثرید ٹکڑی روٹی کے شوربہ مین بھیگے ہوے۔ عرب ایسے کھانے کو نہایت لذیذ اور عمدہ سمجھتے ہین۔ ۵۳ صحیح بخاری کی حدیث مین ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے بی بی عایشہ کی صورت ایک پارۂ حریر مین لاکر بتلائی اور کہا کہ یہ آپکی زوجہ دنیا و آخرت مین ہین۔ اور یہ بھی ہی کہ جس روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا آپ کا سر مبارک ام المؤمنین صدیقہ کے گود مین سینہ سے لگا ہوا تھا۔ اور یہ بھی ہے کہ کسی بی بی کے ساتھ ایک لحاف مین ہونیسے وحی نہین اُترتی تھی اور آپکے پاس ایک لحاف مین ہونے مین بھی وحی اُترتی تھی ۱۲

سکھلاتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا
وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ
اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا
هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا
بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ

اے ایمان والو تم اپنے گھرون کے سوا دوسرے گھرون مین نجایا کرو۔ یہانتک
کہ اجازت مانگ لو اور گھر والون پر سلام کرلو۔ یہ تمھارے لیے بہتر ہی تا کہ تم
نصیحت مان لو۔ پھر اگر اُن مین کسی کو نہ پاؤ۔ تو اُن مین نجاؤ یہان تک کہ تمھیں
اجازت دیجائے۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ جاؤ یہ تمھارے لیے
بہتر ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ غیر آباد مکان جن مین تمھارا اسباب ہو

تستانسوا وتسلموا۔ استیناس سے مراد استعلام ہے یعنے اہلِ خانہ کو آگاہ کردینا جیسے قول اُس تعالی کا ہے فان اٰنستم منھم رشدا ہیر وتسلموا اگر تستانسوا پر معطوف ہے تو دخولِ بیت بعدِ اذن وسلام دونون کے چاہیئے۔ اگر وتسلموا جملہ مستانفہ ہو تو سلام بوقتِ ملاقات ہوگا۔ اور اسی کو ابن کثیر نے اختیار کیا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کے متعلق پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے سلام کرنا تو جان لیا پھر استیناس کیونکر ہے۔ فرمایا کہ آدمی تسبیح یا تحمید یا تکبیر پڑھے۔ اور کھنکار دے تاکہ گھر والے اجازت دین (درمنثور از ابن ابی شیبہ وحکیم ترمذی وابن ابی حاتم وطبرانی) خفاجی نے ابن ماجہ کی طرف بھی نسبت کی ہے۔ ذٰلکم یعنے استیذان ۱۲۔

بُیُوتًا قالون و مکی وشامی و شعبہ و حمزہ و کسائی تینوں جگہ ساتھ کسرہ با کے۔

تذکّرون نافع و مکی و بصری و شامی و شعبہ ساتھ تشدید ذال کے ۱۲

اُن مین (بے اجازت) چلے جانے سے تم پر کچھ گناہ نہین۔ اور اللہ جانتا ہے

جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔ اپنے گھر[1] وہ ہین جن مین خود یا اُن کی

بی بیان رہتی ہون۔ مکان ذات کا ہو یا کرایہ کا یا مستعار۔ جس نے کرایہ سے یا

عاریت دیا ہو وہ بھی بلا اجازت داخل نہین ہو سکتا اگرچہ وہ اُسیکا مکان ہے

مسئلہ۔ حدیث[2] مین اذن طلب کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ باہر سے کہے السلام علیکم

طریقۂ اجازت

[1] بیوتکم سے مراد وہ مکانات ہین جن مین سکونت ہو اس سے تملک مراد نہین۔ [2] ربعی رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ بنی عامر مین سے ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اور آپ اپنے مکان مین تھے۔ تو کہا کہ کیا مین گھس آؤن۔ حضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر خادم کو فرمایا کہ باہر جا کر اس شخص کو استیذان سکھلادے۔ پھر اُس سے کہا گیا کہ اس طرح کہہ السلام علیکم کیا مین اندر آؤن۔ اِسکی تخریج امام احمد نے کی اور بخاری ادب مین۔ ابوداؤد و ابن ابی شیبہ اور بیہقی اپنی سنن مین۔ (در) کلدہ بن خلیل جو بے اجازت و سلام حضور اقدس مین حاضر ہو گئے تھے۔ اُن کو فرمایا لوٹ اور اس طرح کہہ کہ السلام علیکم کیا مین اندر آؤن مختصراً امام احمد اور بخاری ادب المفرد مین اور ابو داؤد و ترمذی اور حسن کہا اور نسائی اور بیہقی شعب الایمان مین (در) ابن ابی شیبہ اور بخاری ادب المفرد مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس مقدمہ مین کہ جو قبل سلام کرنے کے اذن طلب کرے۔ فرمایا کہ اُس کے لئے اجازت نہ دیجائے۔ یہان تک کہ شروع سلام سے کرے (در) ترمذی نے بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہ سلام کلام کے پہلے ہے (در) ۱۲۔

کیا مین اندر آؤن - اسی طرح تین بار کہے (لیکن ہر ایک کے درمیان وقفہ ہو)

اجازت تین بار طلب کرنا

لہ ابو موسے رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ اجازت مانگی جب اجازت نہین دی گئی تو واپس ہوگئے - جب دوبارہ آئے تو حضرت عمر نے فرمایا کیون تم لوٹ گئے - کہا کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ جب تم مین سے کوئی تین مرتبہ اجازت مانگے پھر اُس کو اجازت نہ دیجاے تو وہ واپس جاے - پھر حضرت عمر نے گواہ طلب کیا ابو سعید خدری نے اُن کے موافق گواہی دی مختصراً امام مالک وبخاری ومسلم وابوداؤد (در) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے اذن چاہا اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ - سعد نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ لیکن اسطرح جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ سنین - یہانتک کہ آپنے تین بار سلام کیا اور سعد نے تین بار آہستہ جواب دیا - پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوے - تو سعد بن عبادہ آپکے پیچھے پیچھے گئے - حضوری مین حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون آپنے جو سلام کیا وہ مین نے سنا - اور جواب بھی دیا لیکن آپ کو نہین سنایا - اس سے میری یہ غرض وتمنا تھی کہ آپکے سلام مجھپر بہت سے ہون اور بہت سی برکت پاؤن - پھر سعد آپ کو اندر لیگئے اور آپکے سامنے خشک انگور پیش کیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس مین سے کھایا اور بعد فراغ فرمایا اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ - یعنے نیکون نے تمھارا کھانا کھایا - اور ملائکہ نے تم پر درود بھیجا - اور روزہ دارون نے تمھارے یہان روزہ کھولا - امام احمد (ابن کثیر) ابوداؤد ونسائی مین بھی اسکے قریب قریب ہی - ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ حدیث قوی وجید ہے کیونکہ کئی وجوہ سے روایت کی گئی ہے ہے قتادہ سے روایت ہے کہ استیناس وہ تین مرتبہ استیذان ہے - توجسکو

پھر بھی اگر اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے اور اس مکان میں ماں یا بہن رہتی ہوں تو بھی اجازت لینا چاہئے۔ اور جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷۲) تیسرے مرتبہ بھی اجازت نہ دیجائے تو وہ لوٹ جائے۔ پہلے بار استیذان تو اس لئے کہ لوگ سن لیں۔ دوسرے مرتبہ اس لئے کہ اپنے سامان سے درست ہو جائیں۔ تیسرے وقت اس لئے کہ چاہے تو اجازت دیں یا انکار کریں" عبد بن حمید و ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان میں (در) ؎ ابن جریر و بیہقی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا تم اپنی ماؤں اور بہنوں کے پاس جانے میں اجازت لے لیا کرو (در) عطا نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ کیا میں اپنی بہن کے پاس جانے میں بھی اجازت لوں آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے دوبارہ کہا کہ ایسی دو بہنیں جو میرے گود میں ہیں اور جن کی پرورش میں کرتا ہوں کیا ان سے بھی اجازت طلب کروں فرمایا ہاں۔ کیا تو چاہتا ہے کہ ان دونوں کو ننگے دیکھے الخ (ادب المفرد) ادب المفرد میں حضرت جابر اور حضرت حذیفہ سے بھی اسی قسم کی روایات آئی ہیں۔ ؎ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بی بی جن کا نام زینب ہے۔ فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب قضائے حاجت کے بعد باہر سے گھر آتے تو جب دروازے پر پہونچتے تو کھنکار دیتے یا تھوکتے تاکہ یکایک آکر ہم سے کوئی ایسی بات نہ دیکھیں جو ان کو ناگوار ہو (ابن جریر ساتھ اسناد صحیح کے) امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ مستحب ہے کہ جب آدمی اپنے گھر میں آئے تو کھنکار دے یا جوتی کی آواز سنادے" اسی لئے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا کہ آدمی اچانک ادھر ادھر سے آکر اپنی اہل کے پاس جائے۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک جہاد سے) دن کو مدینہ میں پہونچ گئے تو میدان میں اپنا اونٹ بٹھالیا۔ اور فرمایا کہ انتظار کرو کہ ہم شام تک داخل

ماں سے بھی اجازت لینا۔

سفر سے آ کر انہیں آگاہ کرنا

آدمی اپنے گھر مین اپنی بی بی کے پاس آئے تو کھنکار دینا یا جوتی کی آواز سنا دینا بہتر ہی اور اجازت چاہنے والیکو چاہئے کہ دروازہ کے سامنے نہ کھڑا ہو بلکہ داہنی یا بائین جانب کھڑے اور اگر دروازہ بند ہو تو سوراخ مین سے ہرگز نہ جھانکے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰۳) ہون گے یعنے شام ہوتے تاکہ پریشان بال والی کنگھی کر لے۔ اور جس عورت کا شوہر غائب تھا یعنے سفر مین تھا وہ پاکی لے لے۔ (ابن کثیر) ؎ بخاری ادب مین اور ابوداؤد عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر آتے تو دروازے کو اپنے منہ کے مقابل نہین کرتے۔ بلکہ داہنی یا بائین طرف ٹھہرتے۔ اور فرماتے السلام علیکم السلام علیکم۔ اور یہ اسی وجہ سے تھا کہ اسوقت دروازون پر پردے نہ تھے (در) ابوداؤد نے ہذیل سے روایت کی کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑا ہوا یعنے بالکل مواجہ۔ اور اجازت چاہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یون نہین ہٹ کر کھڑے ہو۔ استیذان تو نظر ہی کے سبب ہی۔ اور ابوداؤد طیالسی نے سعد سے بھی روایت کی (ابن کثیر) ؎ صحیحین مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ اگر کوئی مرد بغیر تیری اجازت کے تجھے جھانکے اور تو نے اسکو کنکری مار کر اسکی آنکھ پھوڑ دی تو تجھ پر کوئی گناہ نہ ہوگا (ابن کثیر) امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے لائے انھون نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مین سوراخ سے جھانکا اور آپکے ہاتھ مین مدری (لوہے یا لکڑی کی ایسی شے جس مین کنگھی کی طرح دندانے ہوتے ہین لیکن اس سے دراز ہوتی ہی۔ اس سے بال درست کرتے ہین۔ اور جنکے پاس کنگھی نہ ہو تو اسکو استعمال کرتے ہین) تھی جس سے آپ سر مبارک کھجا رہے تھے۔ اسکو دیکھکر فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ تو دیکھ رہا ہی تو اس سے تیری آنکھ زخمی کرتا۔ استیذان بصر کے لئے ہی مقرر ہوا ہے (درمنثور) ۱۲

غیر کے مکان مین سوراخ سے جھانکنا جائز نہین۔　　دروازہ کے سامنے نہ کھڑے رہے

اور جب گھر والے نام پوچھین تو اپنا معروف نام تبلائے۔ مین ہون نہ کہے۔

جواب مین مین ہون کہنا مکروہ ہے

لہ جماعت (محدثین) نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا در بارۂ قرضہ کے جو میرے باپ پر تھا پھر مین نے دروازہ بجایا۔ آپ نے فرمایا یہ کون ہے مین نے کہا۔ مین ہون۔ آپ نے فرمایا مین ہون مین ہون۔ گویا آپ نے اس لفظ کو مکروہ سمجھا۔ (ابن کثیر) فقیر کہتا ہے کہ یہ حدیث ادب المفرد مین بھی ہے۔ ابن کثیر کہتے ہین کہ ہر شخص اپنے آپ کو مین ہون کہتا ہے تو اس سے آدمی پہچانا نہین جاتا اور استیذان سے جو مقصود ہے وہ بھی حاصل نہین ہوتا۔ **صوفیہ فرماتے ہین** کہ ابتداے سلوک مین انا کہنا سزاوار نہین۔ چنانچہ مولانا روم کی اس **حکایت** سے ظاہر ہے ؎

حکایت

آن یکے آمد در یارے بزد ؛ گفت یارش کیستی اے معتمد
گفت من۔ گفتا برو هنگام نیست ؛ بر چنین خوانے مقام خام نیست
خام را جز آتش ہجر و فراق ؛ کے پزد کے وا رہاند از نفاق
رفت آن مسکین و سالے در سفر ؛ در فراق دوست سوزید از شرر
پختہ شد آن سوختہ پس باز گشت ؛ باز گرد خانۂ انباز گشت
حلقہ بر در زد بصد ترس و ادب ؛ تا نہ جہد بے ادب لفظے ز لب
بانگ زد یارش کہ بر در کیست آن ؛ گفت بر در ہم توئی اے دلستان
گفت اکنون چون منی اے من در آ ؛ نیست گنجائی دو من را در سرا

یہ عاصی نے قصہ معراج صفحہ ۴۹ مین لکھا کہ انا کا استعمال باعتبار احوال و مقامات کے مختلف ہوتا ہے۔ یعنے جو ابھی احوال کی گردشون مین ہے۔ مقام فنا و تلوین مین رنگ بدل رہا ہے اسکو انا کہنا سزاوار نہین۔ اور جو مقامِ بقا باللہ کو پہونچ گیا اور درجاتِ تمکین مین جاگزین ہوا ایسے وقت اسکو انا ضرر نہین کرتا۔ **مولانا فرماتے ہین** ؎

گفت فرعونے انا الحق گشت پست ؛ گفت منصورے انا الحق برست
آن انا را لعنت اللہ در عقب ؛ وین انا را رحمت اللہ در عقب

اور یہ استیذان[1] طرفین (یعنے مستاذن اور گھر والون) کے لئے بہتر ہے پھر
(اذن چاہنے والا)
اگر تم اُس گھر مین کسی کو نہ پاؤ۔ یعنے کوئی اُس مکان مین نہو یا کسی نے اجازت
نہ دی تو تم اُس مکان مین نہ داخل ہو۔ کیونکہ تصرّف غیر کی ملک مین بغیر اُسکی
اجازت کے جائز نہین۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ تم لوٹ جاؤ تو تم واپس ہوجاؤ
یہ تمھارے حق مین بہت اچھا ہے۔ اور جو تم کر رہے ہو اللہ تعالے خوب
جانتا ہے یعنے جب کسی کو اجازت نہ دیجائے تو پھر دروازہ پر نہ بیٹھے بلکہ واپس
ہو جائے نہ جھگڑا کرے نہ بُرا مانے۔ کیونکہ اگر اُس نے تکبر و تحقیر سے اذن نہین دیا

[1] جاہلیت کے زمانہ مین آدمی بغیر اجازت کے اپنے دوست کے گھر مین چلا جاتا تھا تو گھر والے
کو یہ بات نہایت ہی بری معلوم ہوتی تھی۔ اور کبھی شاید اپنی اہل کے ساتھ رہتا ہو۔ اسلئے
اللہ تعالے نے اُس طریقہ کو بدل دیا۔ اور اجازت طلب کرنے کا نہایت ہی عمدہ طریقہ سکھایا
(ابن کثیر از مقاتل مختصرًا) [2] حکایت۔ ایک بزرگ کو کسی نے دعوت دی جب مکان پر گئے تو داعی
کے لڑکے نے واپس کردیا۔ پھر باپ کو اطلاع ہوئی تو اوسکو واپس لاکر گھر مین لیگیا۔ پھر بیٹے نے لوٹا دیا
غرض اسی طرح تین مرتبے باپ بلاتا تھا اور بیٹا واپس کرتا تھا۔ آخر مین باپ نے اُن بزرگ
سے معذرت کی۔ فرمایا یہ کچھ کمال نہین یہ صفت تو کتے مین بھی ہے کہ روٹی کے لئے بلاؤ تو دوڑا
آتا ہے پھر ہانک دو تو چلا جاتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے

مردان بسعی و رنج بجائے رسیدہ اند
تو بے ہنر کجا رسی از نفس پروری۔

تو ہم جانتے ہین اور اگر کوئی عذر تھا تو ہم دانا ہین۔ تم بدگمانی نہ کرو۔ ہان قبل اجازت دروازہ پر منتظر رہنا جائز ہے۔ بلکہ بزرگون کے ادب کے خیال سے یہی بہتر ہے **غرض** اس جیسی اور عادتین جو طبیعت پر شاق ہوتی ہین اُس سے بھی پرہیز واجب ہی۔ جیسے زور سے زنجیر بجانا اور دروازہ کھٹکانا۔ اور نام لیکر زور سے پکارنا۔ اور اسی طرح دوسرے عادات جو غیر مہذب لوگون مین ہوتے ہین۔ پہلی آیت مین مسکونہ مکانون کا ذکر تھا اور اس آیت لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ مین غیر مسکونہ مکانون کا بیان ہے یعنے غیر مسکونہ مکان جن مین تمھارا اسباب ہو یا اُن مین تمھارے لئے منفعت ہو

لہ ابن عباس رضی اللہ عنہما انصار رضی اللہ عنہم کے پاس حدیث طلب کرنے جاتے۔ اور دروازہ پر بیٹھ جاتے اور پکارتے نہ تھے یہانتک کہ صاحبِ خانہ خود نکلتے اور نکلکر کہتے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے آپنے مجھے خبر کردی ہوتی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ ہم کو علم طلب کرنیکا اسیطرح حکم ہوا ہے۔ لہ اللہ تعالےٰ نے سورۂ حجرات مین اس ادب کو سکھلایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ بے شک جو لوگ حجرون کے باہر سے پکارتے ہین اکثر اُن کے بے عقل ہین اور اگر وہ صبر کرین (یعنے انتظار کرتے بیٹھین) یہانتک کہ آپ خود اُنکی طرف نکلین تو یہ البتہ اُن کے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔
سہ ابن کثیر نے لکھا کہ جو گھر مہمان کے لئے مقرر کیا گیا اور اُس نے اپنا سامان اُس مین رکھدیا اور ایک مرتبہ اجازت دیدی تو جب تک رہے یہی اجازت کافی ہی لہ محمد بن حنفیہ ومجاہد وقتادہ

اُن مین (بے اجازت) چلے جانے سے تم پر کچھ گناہ نہین۔ اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ تعالے اُسکو خوب جانتا ہے۔ یعنے اُس کو حاضر و ناظر سمجھکر جو کام کروگے اچھا ہی کروگے خلیق ۵

جب کام کیا تو جان حق کو ناظر	اور بات جو کی تو ہے وہ سامع حاضر
ہر حال مین ہر جگہ مین ہر دم ہر وقت	اُسکا ہی خیال رکھ اُسی کے خاطر

فائدہ جب بعد اجازت مکان مین داخل ہو تو پھر سلام کرے اور رخصت کے وقت بھی سلام کرے تو ایک اجازت کا سلام (جس کا جواب فرض نہین ہے) اور یہ دو کل تین سلام ہوے۔ علما نے حدیث اِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا۔ کی یہی شرح لکھی ہے۔ یعنے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے **فائدہ** اگر اپنے مکان مین جاے اور اُس مین کوئی نہو تو اَلسَّلَامُ عَلَے النَّبِيِّ کہے۔ کیونکہ سردارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ مبارک ہر مسلمان کے مکان مین موجود ہی ہست

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷۷) کہا کہ یہ رستون پر مسافرون کے اترنے کے مکانات ہین کہ جب خالی ہون اور اُس مین کوئی نہو تو بلا اجازت اترو (در) اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا۔ لیکن ابن کثیر نے کہا کہ پہلا قول اظہر ہے۔ ۱۲ سلہ شفا شریف وغیرہ علامہ ملا علی قاری نے شرح شفا شریف

عقیدہ لوگون کو چاہیے کہ خدا کی قدرت پر نظر رکھین اور اس سے انکار نہ کرین. معیت مصطفوی بقول خداوندی اُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ الخ اور بقول مصطفوی اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ہرگز فراموش نہ کرنا چاہیے۔ اور جب حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ ہوگا تو یہ بھی اُسوقت جانیگا کہ وہ اللہ کے ساتھ محادثہ فرماتی ہیں۔ تو آنحضرت سے جو مخاطبہ ہوگا وہ تیری طرح نہوگا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷۸) جلد ثانی صفحہ ۱۱۷ مین یون تحریر فرمایا ہے روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالٰی فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم قال فان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ای لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اھل اسلام یعنے جب خالی مکان مین جاے تو السلام علی النبی کہے کیونکہ سردار عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہر مسلمان کے گھر مین موجود ہے حضرت مولانا عبد الحق محدث دہلوی جلد دوم کتاب مدارج النبوۃ صفحہ ۷۷۵ مین بعد بیان ادلہ فرماتے ہین پوشیدہ نماند کہ بعد از اثبات حیات حقیقی حسی دنیاوی اگر بعد ازان گویند کہ حق تعالے جسد شریف را حالتے وقدرتے بخشیدہ است کہ در مکانے کہ خواہد تشریف بخشد خواہ بعینہ یا بامثال خواہ بر آسمان یا بر زمین و خواہ در قبر شریف یا غیر وے صورتے دارد با وجود ثبوت نسبت خاص بقبر در ہمہ حال ۱۲ ؎ رسالہ تجلیات مین حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی فرماتے مین فان خطابہ لہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لیس کخطابہ ایاک۔ فان استعدادہ للقبول اشرف واعلی۔ فانی السمع وانت شھید ۱۲

عــه سابق کی روایت شفا مین ہے اور یہ شرح ملا علی قاری کی ہے ۱۲

بلکہ وہ مخاطبہ اعلے وارفع ہوگا ؏ ذوقِ این مے نشناسی بخدا تا نچشی - اور مولانا جامی نے خوب فرمایا ہے ؎

اے مظہرِ ذاتِ لایزالی	مرأتِ جمالِ ذوالجلالی
انوارِ تجلّیِ قدم را	رخسارِ تو احسن المجالی

بعد آدابِ استیذان کے بُری نظر سے بچنے کا حکم فرماتا ہے - قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ 24

يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ

يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ - حفظِ فرج سے مراد اصطلاح شرعی مین حرام سے بچنا ہے جسکے تحت مین سحق (یعنے چپٹ بازی) ولواطت ووطی حائضہ وزنا داخل ہین اور اسمین ایک عموم بھی نکلتا ہے جسمین نظر فرج غیر بھی داخل ہے - ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مرد مرد کی شرمگاہ دیکھے اور نہ عورت عورت کی - اور نہ مرد مرد سے اور نہ عورت عورت سے ایک کپڑے مین بدن سے بدن ملا کر ملین صحیح بخاری وابو داؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وغیرہ مین ہے کہ بہز بن حکیم کے دادا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم اپنے عورات (یعنے پردہ کے لائق امور) مین سے کون باتین کرین اور کون چھوڑین یعنے شرم وپردہ کی باتون مین عملدرآمد کیونکر ہے کون واجب وکیا جائز ہے تو آپ نے فرمایا کہ سب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر سوائے اپنی منکوحہ کے اور جو تیری مملوکہ ہے - مین نے عرض کی یا رسول اللہ اگر لوگ بعض مین بعض مخلوط ہون تو فرمایا کہ اگر تجھسے ہو سکے کہ اس (شرمگاہ) کو نہ دیکھے تو چاہیئے کہ کوئی نہ دیکھے - مین نے کہا کہ پھر اگر کوئی ہم مین سے اکیلا ہو تو فرمایا کہ پھر لوگون سے اللہ تعالے زیادہ احق ہے کہ اس سے حیا کیجائے - الخ

بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ
فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى
جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ
اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي
الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ
وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ
جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اے پیغمبر مسلمانون سے کہو کہ
اپنی آنکھین (نامحرمون سے) بند رکھین۔ اور اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین
یہ اُن کے لئے بہت اچھا ہے۔ بے شک لوگ جو کچھ کرتے ہین۔ اللہ اُس سے
خبردار ہے اور (اے پیغمبر) مسلمان عورتون سے کہو کہ اپنی آنکھین (نامحرمون سے)

جُیُوبِهِنَّ مکی وابن ذکوان وحمزہ وکسائی سانہ کسر جیم کے ۱۲

غَیْرِ شامی سانہ فتح رکے حال ہے ۱۲

ولیضربن بخمرهن۔ ضرب کے لفظ سے اوڑھنیان اوڑھنے مین مبالغہ ہے۔ جیوبهن۔
والجيب ما جيب اى قطع من اعلى القميص وهو يسميه العامة طوقا۔ واما
اطلاقه على ما يكون فى الجنب لوضع الدراهم ونحوها فليس من كلام العرب كما
ذكره ابن تيميه۔ لكنه ليس بخطأ بحسب المعنى (خفاجی) جیب کے معنے گریبان کے ہین۔ اور
اب جو دامن کے نیچے کیسہ لگاتے ہین اُسکو جیب کہتے ہین یہ مجاز در مجاز ہے (عنایت) ۱۲

بند رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنی آرایش کو ظاہر نہ کریں مگر جو اسمیں سے ظاہر ہو اور چاہیئے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالیں (تاکہ گردن چھپی رہے) اور اپنی آرایش ظاہر کریں مگر اپنے شوہروں کے سامنے یا اپنے خسروں کے سامنے یا اپنے باپوں کے سامنے یا اپنے بیٹوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے بہنوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنی عورتوں کے سامنے یا اپنی مملوک کے سامنے یا خدمتیوں کے سامنے کہ جو مرد صاحب شہوت نہوں۔ یا لڑکوں کے سامنے جو عورتوں کے بھید سے آگاہ نہیں اور اپنے پیروں کو (زمین پر) نہ ماریں تاکہ معلوم ہو جاوے زیور جو چھپاتی ہیں۔ اور اے مسلمانو تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ پہلی آیت میں مردوں کو آنکھ بند کرنیکا حکم فرمایا تو چاہیئے کہ اسی کو دیکھیں جسکا دیکھنا مباح ہے۔ پھر اگر اتفاق سے بغیر قصد کسی ایسے پر نظر پڑگئی جو حرام ہے تو فوراً نظر کو اس سے پھیر لیں۔ چنانچہ جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑنے کو پوچھا

ل امام احمد و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ابن کثیر)

تو مجھے حکم دیا کہ اپنی نظر پھیر لوں"۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ "اے علی نظر کے پیچھے نظر نہ کرو۔ کیونکہ پہلی تو تمھارے لئے ہے (یعنے معاف ہے) اور دوسری تمھارے لئے نہین"۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار۔ رستون پر بیٹھنے سے بچو۔ لوگون نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو تو اپنی مجلسین ضروری ہین کہ ہم وہان بیٹھا کرتے ہین۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اُس سے انکار کرتے ہو تو پھر رستہ کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ رستہ کا حق کیا ہی۔ آپ نے فرمایا کہ نظر کو بند کرنا۔ ایذا دہی سے باز رہنا۔ سلام کا جواب دینا۔ اچھی بات کا حکم کرنا۔ بُری بات سے منع کرنا"۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالےٰ نے ابن آدم پر اُسکا حصہ زنا سے لکھا ہی جسے وہ ضرور پائیگا۔ آنکھونکا زنا (نامحرم کو) دیکھنا ہے۔ کانون کا زنا سننا ہی زبان کا زنا بات کرنا ہے۔ اور ہات کا زنا پکڑنا ہے۔ اور پاؤن کا زنا چلنا ہی اور دل خواہش و تمنا کرتا اور شرمگاہ اُسے سچا کرتی اور جھٹلاتی ہے"۔ بعد

[1] ابو داؤد و ترمذی (ابن کثیر) [2] بخاری ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے (در) [3] صحیح بخاری (در) [4] امام احمد و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (در)۔

نظر کے حفظِ فروج کا ذکر فرمایا کیونکہ نظر زنا کا قاصد ہے اور فسادِ قلب کیطرف
داعی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ چشم پوشی اور فرج کی حفاظت اُن کے لئے پاکیزہ تر اور
بہتر ہی جس مین کسی قسم کا شک و شبہ نہین ہوتا۔ بعضون نے[1] کہا کہ "جو اپنی
نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کے دلمین نورِ بصیرت دیتا ہے"
رسول[2] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان اسبات سے خالی نہین
کہ اُس نے کسی عورت کی خوبصورتیون کو دیکھ کر آنکھ بند کی مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ
اُس کے عوض ایسی عبادت دیتا ہے کہ جسکی وہ حلاوت پاتا ہے"[3] اور
مرفوع حدیث ہی کہ اپنی نگاہون کو بند کرو۔ اور اپنی فروج کو نگاہ رکھو۔ اور
اپنے رخون کو ٹھیک سیدھی رکھو ورنہ تمھارے چہرے بگاڑ دئے جائین گے"
رسول[4] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر تو ابلیس کے تیرون مین سے
ایک زہر کا بجھا ہوا تیر ہے۔ جس نے اسکو میرے خوف سے چھوڑا اُس کے
بدلے اُس کو وہ ایمان دیتا ہون جسکی حلاوت اپنے دلمین پاتا ہے"! پھر
آیت کو اسپر ختم فرمایا کہ "جو کچھ لوگ کر رہے ہین بے شک اللہ تعالےٰ اُس سے

[1] ابن کثیر [2] امام احمد اور حکیم ترمذی در اصول مین اور طبرانی و ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان مین
ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے (در) [3] طبرانی (ابن کثیر) [4] طبرانی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے (ابن کثیر)۔

نگاہ بچانے سے بصیرت حاصل ہوتی ہے

آگاہ ہے" اُن کو چاہیئے کہ ہر حرکت و سکون مین اللہ تعالے کا خیال رکھین
اور اُس سے ڈرتے رہین۔ نہ یہ کہ سب سے باخبر اور اُسی سے بے خبر ۵

آنچہ ما کردیم با خود ہیچ نابینا نہ کرد	درمیان خانہ گم کردیم صاحب خانہ را

مسئلہ[1] بہت سے سلف اپنی نگاہ کو کسی امرد (یعنے بے داڑھی والے طفل) پر تیز کرنے سے منع کیا کرتے تھے۔ اور بہت ائمہ صوفیہ نے اُسکو سختی سے منع فرمایا۔ اور اہلِ علم کی ایک گروہ نے اُسکو حرام کہا۔ رسول[2] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قیامت کے روز ہر آنکھ روتی ہوگی۔ لیکن وہ آنکھ جو محرمات سے بند کی گئی۔ اور وہ جو خدا کی یاد مین جاگتی رہی۔ اور وہ کہ جس سے اللہ تعالے کے خوف سے مکھی کے سر کے برابر (آنسو) نکلا" دوسری[3]

[illegible]

لوطیون کے اقسام

[1] ابن کثیر۔ اور علامہ شامی جلد خامس کتاب الحظر والاباحۃ۔ فصل فی النظر والمس مین فرماتے ہین کہ سلف نے فرمایا کہ لوطیون کے اقسام ہین۔ ایک قسم تو دیکھا کرتی ہے۔ ایک قسم مصافحہ کرتی ہے۔ اور ایک قسم وہ بُرا کام کرتی ہے"۔ [2] ابن ابی الدنیا (ابن کثیر) شانِ[3] نزول مقاتل بن حیان نے بیان کیا کہ ہم کو روایت پہونچی واللہ اعلم کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا کہ اسما بنت یزید انصاریہ اپنے باغ خرما مین جو بنو حارثہ مین واقع تھا موجود تھی کہ عورتون نے اُسکے پاس آنا شروع کیا جو خالی دراز کرتے پہنی تھین اور ازارین نہ تھین پس اُن کے پیرون کے خلخال اور اُن کے سینہ و گیسو ظاہر ہوتے تھے پس اسماء نے کہا کہ یہ کیسی قبیح بات ہے پس وہان تو اس مومنہ بی بی نے اُس سے کراہت کی اور یہان اللہ تعالے علیم خبیر نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ الآیۃ (درمنثور بروایت ابن ابی حاتم) ۱۲

آیت مین مومنہ عورتون کے لئے احکام ہین جو اللہ تعالے نے اُنکی پاکیزگی
کے لحاظ سے اور اپنے مومنین بندون کی غیرت کے خیال سے اور مؤمنات کو
مشرکات عورتون سے ممتاز کرنے کے لئے نازل فرمائے ہین۔ چنانچہ ارشاد
ہوتا ہے کہ "مسلمان عورتون سے کہو کہ اپنی آنکھین نامحرمون سے بند رکھین اور
اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین"۔ **ابن کثیر** نے لکھا کہ بہت سے علما اسطرف
گئے ہین کہ عورت کے لئے اجنبی مرد کو بغیر شہوت کے دیکھنا بھی جائز نہین
اور بہت سے لوگون نے اس حدیث سے بھی حجت لی کہ ام المؤمنین ام سلمہ
رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مین اور میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس تھین۔ کہ اتنے مین عبد اللہ بن ام مکتوم (جو کہ اندھے تھے) آئے اور
یہ بعد اُس کے کہ ہم کو حجاب کا حکم ہو چکا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم دونون اس سے پردہ کرو۔ مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا یہ
اندھا نہین کہ کچھ نہین دیکھتا ہے اور نہ ہم کو پہچانتا ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کیا تم دونو بھی اندھی ہو۔ کیا اُسکو نہین دیکھتی ہو"۔ اور بعضے
علما اسطرف گئے کہ عورت کا بغیر شہوت کے اجنبی کو دیکھنا جائز ہے اور اس
حدیث سے استدلال کیا جو بی بی عایشہ نے حبشہ کو دیکھا تھا۔ لیکن بعضے علما نے

اُسکا یہ جواب دیا کہ وہان نظرِ شہوت سے مامون ہونا بعلمِ نبوت معلوم ہو گیا تھا اور یہان اُسکا علم مفقود ہے۔ پھر فرمایا اور اپنی آرایش و زینت کو ظاہر نہ کرین ۱ یعنے اپنی زینت سے کوئی چیز اجنبیون کے لئے ظاہر نہ کرین مثل خلخال اور رنگ مہندی کا پاون مین اور بازو پر جوشن اور کان کے بالیان اور گردن کا طوق وغیرہ۔ مگر جو اس مین سے ظاہر ہو۔ یعنے اُسکا چھپانا ممکن نہو جیسے کپڑے اور انگوٹھی کہ کسی کام مین کھل جائین یا ہوا وغیرہ کھول دے اور جس کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہو جس طرح معالجۂ طبیب یا گواہی کیلئے تو وہ بھی اُس کے حکم مین ہے۔ غرض جب زینت و زیور کا نامحرم سے ظاہر کرنا جایز نہین تو اُن مواضع کا ظاہر کرنا کس طرح جایز ہوگا جن سے زینت سے وہ آراستہ ہین۔ چنانچہ حدیث ۲ مین ہے کہ اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ۔ امام شافعی ۳ امام مالک کا مذہب ہے کہ "تمام جسم عورت کا عورت (یعنے چھپانیکے لایق) ہے

۱ اخرج عبدالرزاق وابن ابی شیبه وابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم وصححه وغیرهم عن ابن مسعود رضی الله عنه فی قوله ولا یبدین زینتهن قال الزینة السوار والدملج والخلخال والقرط والقلادة الا ما ظهر منها قال الثیاب والجلباب (در) ۲ ترمذی عن ابن مسعود رضی الله عنه (خفاجی وکشاف القناع) ۳ کما فی الروضة وغیرها ان جمیع بدن المرأة عورة حتی الوجه والکف مطلقا الخ وبدن الحرة جمیعه عورة یعنی عند الشافعی ومالک (خفاجی) ۱۲

یہان تک کہ منہ اور ہاتھ بھی۔ [1]حنبلی مذہب مین بھی اسی طرح ہے [2]حنفی مذہب
مین اگر [3]شہوت کا خوف ہو یا شہوت اور عدم شہوت مین شک ہو تو مرد کا نظر کرنا
عورت کی چہرہ کی طرف ممنوع ہے۔ تو نظر کا حلال ہونا شہوت ہونیکے ساتھ
مقید ہے۔ اور نہین تو حرام ہے۔ اور یہ یعنے حلتِ نظر در صورت عدمِ شہوت اگلے
لوگون کے زمانہ مین تھا۔ اور ہمارے زمانہ مین نوجوان عورت کا چہرہ دیکھنا ہر
طرح ممنوع ہے۔ یعنے فسادِ زمانے کے سبب سے۔ ہان ضرورت کے لئے
مرد عورت کا چہرہ اور دونون کفِ دست دیکھ سکتا ہے۔ بعضون نے کہا [4]قدم

ہمارے زمانہ مین جوان عورت کا چہرہ دیکھنا حرام ہے

قدم عورت ہے

[1] والحرۃ البالغۃ کلها عورۃ فی الصلوۃ حتے ظفرها وشعرها الاوجهها قال جمع وکفیها۔ وهما
ای الکفان والوجه عورۃ خارج الصلاۃ باعتبار النظر کبقیۃ بدنها لحدیث المرأۃ عورۃ
(کشاف القناع) [2] (رد المحتار جلد خامس کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۲۵۸ [3] اکثر علما
کہتے ہین کہ شہوت وہی ہے جس کے دیکھنے کو دل مائل ہو اور اُس سے معانقہ کو دل چاہے۔ اور بعضون
نے کہا کہ اُس سے جماع کا ارادہ ہو اور حرام کی پروانہ کرے۔ اور عورتون مین شہوت فقط دل کی
خواہش ہے۔ رد المحتار از قہستانی۔ حنابلہ کے پاس شہوت کے معنے کسی شے کو دیکھنے سے
لذت اُٹھانا ہے۔ اور شہوت مصاہرت مین انتشار آلت یا زیادتی ہے (رد المحتار) [4] یہ صحیح
تتارخانیہ مین ہے۔ یہ ضرورت کے لئے ہے لیکن بے ضرورت مین قدم عورت ہے۔ خواہ
نماز مین ہو خواہ نماز کے باہر چنانچہ شرح منیہ مین اسکو احادیث سے ترجیح دی ہے۔
(رد المحتار) ۱۲ —

اور ہاتھ کو بھی دیکھنا جایز ہے جبکہ وہ نوکری روٹی پکانے کی کرے۔ مسئلہ[1]
عورت کا آواز بھی راجح قول پر عورت ہے۔ تواب پردہ کے حائل سے بھی
اُس کا گانا سننا جایز نہین حنابلہ کہتے ہین کہ آواز عورت تو نہین۔ لیکن اسکے
سننے سے لذت لینا حرام ہے۔ اگرچہ قراءت قرآن سے ہو۔ اب وہ فاسق
وفاجر اللہ کے غضب سے ڈرین جو اپنی شادیون اور عرسون مین فاحشہ
عورتون کو بلا کر نچواتے اور گواتے ہین۔ اور سب ناظرین و سامعین کا گناہ
بھی اپنے اعمال نامہ مین لکھواتے ہین اور اگر اسی ذریعہ سے کوئی شخص اپنا
منہ کالا کرے تو داعی جلسہ نشاط دونون جہان مین روسیاہ ہووے۔
اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ خلاصہ یہ کہ چارون مذہب سے[2]

عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ فاحشہ عورتین

نادان مفتی

---

[1] صوت المرأۃ عورۃ علی الراجح (ردالمحتار جزء خامس صفحہ ۲۵۷) [2] اس لئے کہ جس
شخص کو قوت اجتہادیہ حاصل ہو اُسکو اجتہاد کرنے کی اجازت ہنین حضرت ابن عباس سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک شخص کے کہین زخم لگ گیا پھر اسکو احتلام
ہو گیا ساتھیون نے اُسکو غسل کے لئے حکم کیا اُس نے غسل کیا اور مر گیا یہ خبر حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پہونچی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگون نے اُسکو قتل کیا خدا اُن کو قتل کرے۔ کیا
ناواقفی کا علاج یہ نہ تھا کہ پوچھ لیتے اُسکو تو اسقدر کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لیتا
پھر اسپر مسح کر لیتا اور باقی بدن دہو لیتا ابو داؤد نے اسکو روایت کیا۔ ۱۲

مرد کا عورت کو بغیر ضرورت کے دیکھنا جائز نہین۔ اب[1] جو نصارے کی
اتباع سے کوئی نئی بات بولے وہ ہرگز قابل التفات نہین پھر فرمایا "اور چاہیے کہ اپنی
اوڑھنیان اپنی گریبانون پر ڈالین" مراد یہ کہ چاک گریبان کو ڈھانکین اور اوپر سے اوڑھنی
اوڑھین تاکہ سینہ وغیرہ چھپ جائے۔ یہ آیت[2] اُترتے ہی عورتون نے اپنی باریک
کملی پھاڑ کر اوڑھنیان بنائین۔ پھر فرمایا "اور اپنی آرایش و زینت نہ ظاہر کرین
مگر اپنے شوہرون کے سامنے" چونکہ زینت شوہر ہی کے واسطے ہوتی ہے۔

[1] کسی نے لکھا کہ بعضے ہندوستانی انگریزی تعلیم سے بہرہ ور ہو کے کچھ ایسے آپے سے باہر ہوے کہ انہون نے اپنی معاشرت کے ہر چیز کو خواہ وہ انھین مضر ہو یا نفع بخش ہو انگریزی بنانا چاہا۔ اٹھنا بیٹھنا باتین کرنا بازارون مین پھرنا غرض ہر صورت سے وہ بالکل کالے انگریز بنگئے۔ انہون نے علانیہ طور پر اپنی عورتون کو باہر نکالدیا۔ تو بھی وہ انتہائی آزادی جو انگریزون کے مستورات کو حاصل ہے اپنی عورتون کو دینکے لیئے تنہا اپنے کسی دوست کے ساتھ رات کے دو بجے تک تھیٹر مین رہنا ہوٹل مین جانا۔ یا تبدیل آب وہوا کے لیئے دو دو تین تین گھنٹے تک کسی پہاڑ پر غائب ہوجانا۔ اور اپنے احباب کو گھنٹون تک علحدہ بند کمرون مین لیکر بیٹھنا یہ باتین تو تعلیم یافتہ مقلدون نے اختیار نہین کین۔ [2] خمر جمع خمار وہ چیز جس سے سر ڈھانکا جاے جسکو لوگ مقنعہ کہتے ہین تاخلاف اُس چال ڈھال کے ہوجاے جو زمانہ جاہلیت مین تھی کیونکہ اُس زمانہ کے عورتین پردہ نہ کرتین۔ بلکہ اُس زمانہ مین عورت کھلا سینہ مردون مین پھرتی۔ علاوہ یہ کہ اکثر گردن و گیسو اور کان کی بالیان ظاہر کرتی تھین۔ اس لیئے اللہ تعالے دوسری آیت مین فرمایا یاایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن۔ الآیہ یعنے اے نبی اپنی زوجات اور اپنی بنات اور مومنین کی عورتون سے کہو کہ اپنی اوپر اپنی چادرین لٹکالین۔ الخ [3] بخاری (ابن کثیر) ۱۲

اس لئے اُس کو مقدم فرمایا مسئلہ[1] ائمہ اربعہ متفق ہین کہ شوہر کو اپنی بی بی اور
باندی کا تمام بدن دیکھنا جائز ہے حتّٰے کہ فرج اور اُس کا برعکس بھی[2]" اس کے
بعد اور محرم مردون کا ذکر فرمایا لیکن ماموں اور چچا کا ذکر نہین فرمایا وہ اخوان
مین داخل ہوگئے۔ کیونکہ ماموں مان کا بھائی اور چچا باپ کا بھائی ہے ۔
پھر فرمایا "یا اپنی عورتون کے سامنے" مراد اپنی عورتون سے مسلمان عورتین ہین
کیونکہ کافرہ عورتین اپنے مردون سے بیان کرینگے برخلاف مسلمان عورت
کے کہ اُسکو معلوم ہے کہ غیر مرد کے سامنے اجنبی عورت کا حال بیان کرنا حرام ہے
اس لئے وہ اس سے باز رہیگی۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسا
نہو کہ عورت دوسری عورت سے ملے پھر اُس کا حلیہ اپنے مرد سے اسطرح بیان

عورت اپنے مرد سے اجنبی عورت کا حلیہ بیان نہ کرے

---

[1] میزان شعرانی کتاب النکاح جلد ثانی صفحہ ۱۲۲ - لیکن فرج کا نہ دیکھنا اولےٰ ہے ۔۱۲ [2] بخاری
وسلم (ابن کثیر) قربان جائیے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ عصمت کا کسطرح بندوبست فرمایا۔
مشرک عورت کے سامنے زینت کا ظاہر کرنا نہ چاہئے۔ اور مسلمان عورت کو چاہئے کہ اپنی خاوند سے اجنبی عورت
کا ذکر نہ کرے۔ تمام عورتون کا دستور ہے کہ جہان شادی مین جاکر آتی ہین تو پھر ہر ایک عورت
کے رنگ اور روپ کا اس طرح بیان کرتی ہین کہ شاید بعضے فاسقون کو زنا کی خواہش پیدا
ہوجاتی اس شریعت پاک نے سب کے قلوب کو پاک رکھنا چاہا ہے۔ جو اس کے خلاف کیا وہ
دین و دنیا مین خراب ہوا - ۱۲

کرے گویا اُس کو دیکھ رہا ہی" پھر فرمایا "یا وہ کہ جنکی عورتین مالک ہوئی ہون" خاتمہ کے پاس عورت کا غلام محرم ہے اور امام شافعی[1] کا بھی ایک قول ہے لیکن صحیح تر قول آپکا یہ ہے کہ وہ بھی مثل اجنبی ہے اور یہی مذہب امام ابی حنیفہ کا ہے۔ تو پہلے جملہ مین آزاد و مسلمان عورتون کے سامنے نکلنے کا ذکر تھا اور اس مین اپنی باندیون کے سامنے اگرچہ[2] وہ باندی کافر ہو۔ کیونکہ وہ شبہ جو غیر مردون کے سامنے ذکر کرینگا تھا وہ مرتفع ہو گیا۔ اس لئے کہ اُسکی بی بی ہر طرح سے اُسکی نگرانی کر سکتی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب تم عورتون مین سے کسی کا مکاتب ہو اور اُس کے پاس اپنا مال کتابت ادا کرنے کے موافق ہو تو چاہئے کہ اُس سے پردہ کرے"[3] پھر فرمایا "یا خدمتون کے سامنے کہ جو مرد صاحب شہوت نہون"

لَمْ یَظْهَرُوْا

عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ

---

[1] (خفاجی) [2] ابن جریج نے کہا یعنے نساء مشرکین سے تو بی بی کے لئے جایز ہے کہ اپنی زینت اپنی باندی سے ظاہر کرے اگرچہ وہ مشرکہ ہو کیونکہ وہ اوسکی باندی ہے۔ اور اسیطرف سعید بن المسیب گئے ہین۔ (ابن کثیر) ولا یحل للمسلمة ان تنکشف بین یدی یهودیة او نصرانیة او مشرکة الا ان تکون أمة لها کما فی السراج ونصاب الاحتساب ولا ینبغی للمرأة الصالحة ان تنظر الیها المرأة الفاجرة لانها تصفها عند الرجال و لا تضع جلبابها ولا خمارها کما فی السراج (ردالمحتار) یعنے نیک بخت عورت فاجرہ کے سامنے نہ نکلے

[3] امام احمد ابو داؤد (ابن کثیر) ۱۲

شافعیہ[1] وحنابلہ[2] کہتے ہین جسطرح عنین اور بڈھا پھوس لیکن خصی[3] ومجبوب[4] وممسوح[5] کا اجنبی عورت کو دیکھنا حرام ہے امام احمد فرماتے ہین کہ اگرچہ عضو معطل ہوگیا ہو یا ہو لیکن مردانہ شہوت اُن کے دل سے نہین گئی تو کسی طرح بطور قبلہ وغیرہ تمتع لینے سے مامون نہین ہوسکتے۔ حنفیہ[6] کہتے ہین کہ اَوِ التَّابِعِیْنَ متشابہات سے ہے۔ اور قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ محکم ہے اسلئے ہم اسی کو لیتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ عنین ومخنث وغیرہ مؤمنین مین داخل ہین تو انکا اجنبی عورت کی طرف نظر کرنا حلال نہین۔ رسول[7] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مخنث کو

[1] بیضاوی۔ [2] کشاف القناع [3] جسکے خصیے قطع کیے گئے ہین [4] جسکا ذکر قطع کیا گیا ہو [5] جس کا ذکر اور خصیے مقطوع ہون۔ [6] ردالمحتار از عنایہ جلد خامس صفحہ ۲۶۱۔ فقیر کہتا ہے کہ بہت سے اردو مفسر ومترجم اپنے مذہب کی کتابون سے ناواقف ہوکر بڈھا پھوس وغیرہ ترجمہ کرتے ہین حالانکہ تفسیر احمدی مین ردالمحتار کے موافق اُن سے بھی پردہ کرنے کے لئے لکھا ہے۔ [7] صحیح بخاری مین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخنث آنحضرت کے مکان مین آیا جاتا تھا اور لوگ اسکو غیر اولی الاربہ مین شمار کرتے تھے۔ ایکدن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر آے وہ ایک عورت کا وصف بیان کر رہا تھا کہ وہ چار بٹون سے سامنے آتی ہے اور آٹھ بٹون سے پیٹ پھیر کر جاتی ہے (یعنے خوب فربہ ہے) فرمایا مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا کہ یہ شخص یہان کے حالات سے واقف ہووے۔ یہ تمھارے پاس اندر نہ آے۔ پھر آنحضرت نے مقام بیدا مین اسکو خارج فرما دیا۔ وہ ہر جمعہ کو آکر کھانا مانگ لیا کرتا تھا (ابن کثیر) صحیحین مین بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اسیطرح مخنث کے آنے کی ممانعت مذکور ہے مختصرا۔ (ابن کثیر) ۱۲۔

مکان مین آنے سے منع فرمایا۔ فقیر عرض کرتا ہی کہ ہمارے زمانے مین نصرانی و کافر عورتون سے پردہ کرنا تو درکنار اُن کے مردون سے بھی پردہ نہین ہوتا ہی چنانچہ اکثر معمار و نجار و سائیس وغیرہ کے سامنے جاہل عورتین نکلتی ہین اور یہان کے زنخے اور مخنث تو عورتون کو فاحشہ پن سکھلاتے ہین۔ مردون کو چاہیے کہ اگر اپنی مان بہنون کی اور بی بیون کی عصمت کی حفاظت چاہتے ہین تو ان کو ہرگز ہرگز اپنی عورتون سے نہ ملنے دین۔ پھر فرمایا لڑکون کے سامنے جو عورتون کے بھید سے آگاہ نہین۔ یعنے ایسے لڑکے کہ بوجہ چھوٹے ہونے کے عورتون کے احوال سے واقف نہین۔ اور جب سمجھنے لگے تو منع کردیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردون کو عورتون کے سامنے جانے سے منع فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شوہر کے قرابت دار (جیسے دیور وغیرہ) فرمایا کہ وہ تو موت ہی۔ یعنے خاوند کے قرابت دارون سے سب سے زیادہ فتنہ برپا ہونے کا

ابن قتیبہ نے کہا لم یظھروا لم یطلعوا علی عورات النساء۔ والعورۃ سوءۃ الانسان وکل ما یستحی منہ۔ فراء وزجاج نے کہا ھو من قولھم ظھر علی کذا اذا قوی علیہ ای لم یبلغوا اوان القدرۃ علی الوطء۔ تو پہلے قول کی تفسیر پر ہر وہ لڑکا جس مین بیان حالات عورتون کی لیاقت پیدا ہو۔ اور دوسرے قول پر مراہق جس مین مقدمات شہوت ظاہر ہوے ہون۔ (نیشاپوری) بخاری و مسلم (ابن کثیر) ۱۲

احتمال ہے پھر فرمایا " اور اپنے پیرون کو (زمین پر) نہ مارین تاکہ وہ زیور جو چھپائی

ہین معلوم ہو جاے " یعنے اپنے پاؤن زمین پر اسطرح نہ مارین تاکہ پازیب و جھانجھ وغیرہ

جو اپنی زینت سے چھپاتے ہین اُس سے نامحرم آگاہ ہو جاتے - اور ہر ایکسا زینت

چھپی ہوی کا ایسی حرکت کرنے سے ظاہر ہونا اسی ممانعت مین داخل ہے - اسیطرح

عورت کو ایسا عطر وخوشبو لگانا جسکی خوشبو نامحرمون کو پہونچے ممنوع[ل] ہے -

ل ابو داود ونسائی وترمذی ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عورت عطر لگا کر کسی مجلس پر گذرے تو ایسی ایسی ہے یعنے زانیہ ہے (ابن کثیر) ابن ماجہ اور ابو داود کی روایت ابو ہریرہ سے ہے کہ اُن کو ایک عورت سے خوشبو عطر کی پہونچی - پوچھا کہ تو اس مسجد سے آتی ہے - بولی ہان - پوچھا کہ تنے نماز کے لئے خوشبو لگائی تھی - بولی ہان - فرمایا کہ مین نے اپنے محبوب ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالے ایسی عورت کی نماز نہین قبول کرتا جس نے اس مسجد کے واسطے خوشبو لگائی یہانتک کہ واپس جاکر وہ غسل کرلے جیسے جنابت کا غسل ہوتا ہے - (ابن کثیر) ترمذی ونسائی مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردون کے لئے وہ خوشبو اچھی جس کی بو ظاہر ہو اور رنگ مخفی ہو - اور عورتون کے لئے وہ خوشبو اچھی جس مین رنگ ظاہر ہو اور بو مخفی ہو " ابو داؤد وابن ماجہ نے ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ " رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکلے اور راہ مین عورتین مردون سے خلط ہو گئین - مین نے سنا کہ آپ نے عورتون کو فرمایا پیچھے رہو اس لئے کہ تم کو بیچ راہ مین چلنا نہ چاہئے - تم کو لازم ہے کہ راستے کے کنارون پر رہو - پس عورت دیوار سے اسطرح ملکر چلتی تھی کہ اسکا کپڑا دیوار سے اٹک جاتا تھا " فقیر کہتا ہے کہ نہ اب ایسی عورتین ہین نہ عام طور سے باہر نکلنے کی اجازت دیجاتی ہے"

عورت کا عطر لگانا

پہلے زیور ظاہر کرنے کی ممانعت فرمائکے پھر زیور کے آواز سنانے کی ممانعت فرمانا مبالغہ پر مبالغہ ہی تاکہ آگاہ ہوجائیں کہ جو چیز باعث فتنہ ہی اُس سے احتراز واجب ہی کیونکہ جس مرد پر شہوت غالب ہو پازیب کی آواز سنتے ہی اُسکے دیکھنے کا شوق ہوگا **مسئلہ** ایک[1] عورت دوسری عورت کو اور ایک مرد دوسرے مرد کو زیر ناف سے زیر زانو تک نہ دیکھے۔ اسکے سوا اور جسم دیکھنا درست ہی۔ لیکن گھٹنے کا ستر کم۔ پھر ناف سے بال تک۔ پھر مقام شرم سب سے زیادہ سخت ہے **مسئلہ** عورت[2] اجنبی کی چادر کی طرف بھی شہوت سے نظر کرنا حرام ہے **مسئلہ** جس[3] عضو کا دیکھنا قبل از انفصال جسم کے جایز نہین تو اُسکا بعد انفصال بھی نظر کرنا جایز نہین۔ چنانچہ موئے زہار مرد یا عورت کے۔ اور عورت کے سر کے بال۔ لیکن[4] حنابلہ کے پاس نظر بعد انفصال جایز ہے۔ پھر فرمایا "اور اے مومنین تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔ کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اللہ تعالے کا حکم بجالانے اور اُسکی ممانعت سے باز رہنے مین ہے۔ **ابن عطا** نے فرمایا کہ بصارت کو نامحرموں سے بند کرین۔ اور بصیرت قلبی کو ماسوائے حق سے روکین۔ (**فائدہ**) جاننا چاہئے کہ

---

۱ رد المحتار۔ لیکن شافعیہ وحنابلہ گھٹنے کو بھی غیر داخل ستر کہتے ہین۔ ۲ در المختار۔
۳ رد المحتار۔ ۴ کشاف القناع۔ ۱۲

بیان حجاب وستر

حجاب[1] دو قسم پر ہے (پہلا) عورت کا گھر سے باہر نکلنے کے وقت منہ اور جسم کو

مصلحت حجاب بطور عقل

[1] حجاب پر ہی موقوف نہین بلکہ اگر سچ پوچھئے تو جو کچھ ہماری شریعت مین آیا ہے وہ عین
حکمتِ عملی اور مصلحتِ عام ہے۔ اور ایسا زبردست قانون ہے کہ امت کے لیے ہر زمان و
ہر مکان مین کافی وافی ہے۔ اور اُسکو اسطرح ہونا بھی چاہیے کیونکہ وہ قانونِ آلہی ہے جس کو
اللہ تعالے نے اپنی کتاب اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ظاہر فرمایا۔ نہ اُس مین کوئی تحریف
و تبدیل ہوی اور نہ آئندہ ہو گی۔ برخلاف قانونِ بشری کے کہ ہر سال بدلتا رہتا ہے۔ چنانچہ عقلی لحاظ
سے بھی مردون کا عورتون پر حاکم ہونا اور عورتون کا گوشہ گزین ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ انسان مدنی الطبع
ہے۔ اور وہ بقاءِ حیات کے لئے تبادلۂ اعمال اور ریاست کا محتاج ہے۔ اب تبادلۂ اعمال کے
لحاظ کرتے ہر ایک شخص کو منفرد طور سے ایک ایک کام ضرور ہے۔ تاکہ وہ کام پوری طور سے
سرانجام کو پہونچے اور یہ تو ہو نہین سکتا کہ متعدد اعمال کو ایک ہی شخص ادا کرے اسی لیے تبادل
ہر ایک عمل مین آسان ہے اور پوری طور سے عمل بھی ادا ہو سکتا ہے۔ اب بہ لحاظ ریاست کے یہ بھی
سب پر ظاہر ہے کہ ہر ملک ہر قریہ ہر جماعت سردار کی محتاج ہے۔ اور جس کا کوئی سردار نہو اُسکا فساد
و خلل سب پر آشکارا ہی بیان کی ضرورت نہین۔ اور یہ بھی مان لیا گیا ہے کہ ریاست و سرداری
کے لئے با اقتدار شخص کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے برعکس ہونے مین لامحالہ خلل واقع ہوگا
چونکہ مرد باعتبار خلقتِ جسمی و صفاتِ عقلی ہر طرح سے اعمال مین بنسبت عورتون کے زیادہ قدرت
رکھتے ہین۔ چنانچہ صنعت و حرفت و سیاست و تجارت و محاربت مین بڑے ہوے ہین۔ اور
اُنکی جسمانی و عقلی قوت کو وہ عوارضات بھی پیش نہین آتے جسطرح عورتون کے لئے حیض و
حمل و ولادت و نفاس و رضاع ہے تو اس قانون عقلی کے لحاظ سے بھی مرد عورتون سے

نقاب یا اوڑھنی یا برقع یا چادر سے چھپانا۔ اسی طرح مکان مین بھی جب اجنبی کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۷) زیادہ سرداری کے مستحق ولایق ہین پھر وہ سرداری بطور عموم ہو یا بطور خصوص جسطرح عورتین بھی خانہ داری اور اوس کے متعلقات امور (جیسے رضاعت وحضانت) مین پیدایشی اور طبعی طور سے مردون سے زیادہ قادر وصابر وعالم ہین۔ چنانچہ تم خود دیکھتے ہو کہ وہ جوان مرد کہ جو پہاڑ کے ٹکڑے اڑا دے۔ جھاڑون کو اکھیڑ دے۔ لشکر مین گھسکر صف کو درہم برہم کر دے۔ بڑے بڑے معرکون مین پورا اترے۔ لیکن شیرخوار بچے کو تھوڑی دیر گود مین اٹھانے سے اسکا بازو تھک جاتا ہے۔ اور چند ہی منٹ مین وہ بچے کے ضد سے تنگ ہو جاتا ہے۔ پکانے کے وقت تھوڑی دیر چولہے کے پاس بیٹھنا بار ہو جاتا ہے۔ انھین باتون کو عورت کچھ بھی نہین سمجھتی۔ اور مرد کے اسطرح گھبرا جانے سے تعجب کرتی ہے اسی سے معلوم ہوا کہ فطرتی اور طبعی طور سے عورت مرد کی محکومیت کے بہت ہی لایق وموزون ہے۔ کیونکہ قدرت آلہی نے اسکو اسیکی اہلیت وقابلیت دے رکھی ہے۔ تاکہ نظامِ خلقت وتبادل اعمال پوری طور سے ادا ہو۔ اب اگر جن امور کے لئے اوسکی خلقت ہوی ہے وہ اعمال ترک کر کے دوسرے اعمال سیکھے تو یہ تہذیب انوثیت کے خلاف ہوگی اور منافع زوجیت کو بیکار کر دے گی۔ اس سے نظامِ کونی مین پوری طور سے خلل واقع ہوگا اسی لئے حاکمانہ حقوق مرد کو دئے گئے۔ اور وہ وہ اسباب مرد پر لازم کر دئے گئے جس سے اسکی فضیلت عورت پر ثابت ہوگئی۔ منجملہ اسکے مہر ہے۔ دوسرے نفقہ ہے۔ کیونکہ جب عورت کو چھپنے کا اور اپنے گھر مین رہنے کا حکم ہوا تو اس سے اسباب معیشت وکسب معاش کر دئے گئے اور اللہ تعالے نے اس محنت ودشواری کو جس سے نفوس گھبرا جاتے ہین مردون کے ذمہ واجب کر دیا۔ تاوہ اپنی کمائی سے عورتون کی خورد و پوش ومکان وغیرہ کا بندوبست کرین۔ اور اوسکے لئے

مقابلہ ہو۔ یہ کھلے رہنے کا ضد ہے کھلے منہ رہنا بہت ہی بُرا ہے۔ اور جس مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۸) اگر خاوند نہین تو ولی کے ذمہ یہ باتین ہین۔ ورنہ خاوند کے ذمہ۔ اور جس عورت کا کوئی کفیل و ولی نہ ہو اُس کا نفقہ بیت المال مین رکھا گیا ہے۔ جس کا اکثر سرمایہ مردون کے کسب سے ہوتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو نفقہ وغیرہ کا ذمہ لیگا وہی ہر طرح سے اُسپر حکومت کریگا۔ اور عورت کو چاہئے کہ ہر طرح سے اپنے شوہر کو خوش رکھے۔ اور گھر مین بیٹھنے کو ضروری سمجھے۔ اور بے اذن شوہر کہین نہ جاوے۔ اپنی آواز کسی نامحرم کو نہ سنائے۔ اپنی اور گھر کی شایستگی و درستگی مین مشغول رہے احکام دینی کی پابند رہے۔ اور جو کچھ اپنا خاوند دیتا ہے اُس پر قناعت کرے۔ اُس کے حق کو اپنے حق اور تمام قرابت دارون کے حقوق سے مقدم سمجھے۔ اپنے مال وجمال کے خیال سے شوہر پر فخر نکرے اُسکو حقیر نہ سمجھے۔ خاوند کی غیبت مین منقبض رہے۔ اور اُس کے سامنے خوش وخرّم اور ہر طرح سے آراستہ وپیراستہ رہے۔ اسماء بنت خارجۃ الفزاری نے اپنی بیٹی کو شادی کے وقت مین اسطرح نصیحت کی تھی (**نصیحت**) اے میری پیاری بیٹی تو اب اپنے اُس گھر سے جدا ہوتی ہے کہ جس مین تو پیدا ہوئی اور بڑی ہوئی۔ اور اب ایسے مکان مین جاتی ہے کہ جسکو تو نہین پہچانتی۔ اور وہ ہمنشین تجھے ملتا ہے کہ جس سے تجھے اُنست نہین۔ اب یہ میری بات سُن تو اُس کے لئے زمین ہو جا۔ وہ تیرے لئے آسمان ہو کر رہے گا۔ تو اُسکی خاکِ پا ہو جا۔ وہ تجھے اپنی آنکھون کا سرمہ بنالیگا۔ تو اُسکی باندی بن جا۔ وہ تیرا غلام ہو جائیگا۔ نہ اُس سے بہت لپٹنا اور ملنا کہ جس سے وہ تیرا دشمن بن جاوے اور نہ بہت دور رہنا کہ وہ تجھے بھول جاوے۔ اگر وہ تجھ سے نزدیک ہو تو اُس سے تو ملجا۔ اور اگر وہ ہٹ جاوے تو بھی دور ہو جا۔ اُسکی ناک اور کان کا بہت خیال رکھ۔ یعنے جب وہ سونگھے تو

عورت کے آداب

ماں کی نصیحت بیٹی کو

عصمت کی حفاظت غیر متصور ہی (دوسرا) مکان مین اسطرح رہنا کہ غیر محرم
اس عورت کے سامنے نہ آئے اور نہ اس سے مخالطت ہووے۔ ہان اس مین
کوئی شک نہین کہ اب جو لباس حجاب ہی یہ ابتداء اسلام سے پوری طور سے مشابہ
نہین ہی۔ لیکن اسپر کوئی یہ اعتراض نہین کرسکتا کہ یہ مخالف شرع ہے۔ اس لئے
کہ مقصود شارع کوئی چادر معین یا خاص اوڑہنی سے نہین ہے۔ بلکہ اصلی مقصود
منہ اور جسم کا چھپانا ہے کہ جس کے سبب بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہین اسی لئے
اللہ تعالے نے زینت چھپانے کے لئے فرمایا وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اور کسی
شئے مخصوص سے چھپانے کا حکم نہین فرمایا اور نہ ان کے نام لیکر فرمایا کیونکہ
اللہ تعالے کو معلوم ہی کہ لباس حجاب قسم قسم کے بہت ہین اور زینت متعدد
طرح سے ہوتی ہے اور یہ سب زمانہ کے بدلنے سے بدلتے جاتے ہین۔ اور اسمین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۹) تیرے پاس سے خوشبو سونگھے۔ اور جب سنے تو اچھی بات سنے اور جب
دیکھے تو تجھے آراستہ دیکھے!! عرب کی عورتین اپنی لڑکیون کو خاوند کے امتحان کا طریقہ اسطرح
سکھلائی ہین۔ کہ قبل اس کے وہ تجھپر حکومت کرے تو اسکے بھالے کا پھل نکال ڈال اگر سکوت
کیا تو اسکی سپر پر گوشت ٹکڑے کر۔ پھر بھی چپ رہا تو اوسکی تلوار سے ہڈیان توڑ۔ اسپر بھی سکوت کیا
تو اس کی پیٹ پر زین کسکر سوار ہوجا اس لئے کہ وہ تیری سواری کا گدہا ہے!! غرض اعتدال
ہر حال مین اچھا ہی۔ نہ عورت پر شدت کیجائے نہ اسقدر ڈھیل دی جائے۔ ۱۲

عورت کا پردہ زمانہ بزمانہ

کوئی شک نہین کہ جو لباس حجاب ریشمی و آرائشی ہو (جیسے بعضے عورتون کی عادت یعنے ملایہ و برقع مین) ہے وہ بھی تحت تحریم داخل ہے۔ اور مکان مین گوشہ نشینی کرنا بھی عام ہے۔ چنانچہ تبارک و تعالے فرمایا عـه وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ۔ لیکن اللہ تعالے نے یہ نہین بیان فرمایا کہ اُن کے مکان کسطرح ہون اور وہ کسطرح اُسمین چھپکے رہین۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے مکانات اُسیطرح رہے جسطرح اس حکم کے پہلے تھے۔ لیکن بعضون نے دروازون کے سامنے پردے کی دیوار کھینچی اور بعضون نے دروازہ بند رکھا۔ اور سب نے عورتون کو بغیر ضرورت باہر جانے سے روکا کیونکہ اللہ تعالے نے جاہلیت کے زمانہ مین جس طرح عورتین بے حجاب رہتی تھین اس سے منع فرمایا تھا تو مسلمانون نے بھی اس سے منع کیا۔ اب رہا وہ ستر جو گھر سے باہر نکلتے وقت ہوتا تھا تو عرب کے پاس بھی اوڑھنی موجود تھی لیکن اسطرح کہ جس سے منہ۔ گردن۔ پورا جسم نہ چھپاتے تھے تو اللہ تعالے نے آیت تستر اسطرح اتاری وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ۔ اب عورتین منہ کو نقاب سے ڈہانپنے لگین اور ایک آنکھ یا دو دیکھنے کے لئے چھوڑ دین۔ اور اوڑھنی سے گردن اور سینہ اور منہ

عـه اور قرار پکڑو اپنے گھرون مین اور نہ دکھلاتی پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا (اگلے زمانہ جاہلیت کا) ۱۲

چھپانے لگیں پھر جب اللہ تعالے نے یہ قول نازل فرمایا یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ
جَلَابِیْبِهِنَّ ۔ تو پھر ایک چادر بلا یہ مین اپنے کو لپیٹنے لگین جس سے از سر تا قدم
چھپانے لگین یہی حقیقت حجاب اور گوشہ شرعی ہے جس کا ہمکو اللہ تعالے نے
حکم فرمایا ہے پھر ایک زمانہ کے بعد جب نئے نئے مکانات تیار ہوے اور تمدنی
رنگ نے خوب زور پکڑا تو نقابون اور اوڑھنیون اور چادرون کی صفت بھی بدلی
اسی طرح صفت پردہ پوشی بھی بسبب مکانات بدلنے کے بدلی۔ اور پردہ پوشی
مین احتیاط بتبدل احوال زمان اور کثرت فساق سے زیادہ ہوگیا ۔ لیکن حجاب و
ستر کسی زمان اور مکان مین مقصد شارع کے خلاف نہوا ۔ اور یہ تبدلات خاص
حجاب و ستر مین نہوے بلکہ بہت سی چیزون مین ہوے اور کسی نے اسکو
بدعت سیئہ کہا اور نہ شرع سے خارج کیا ۔ چنانچہ خود مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور حجرۂ طاہرہ اور مسجد حرام اور تمامی مساجد مین تبدیل ہوی ۔ قرآن مین
اعراب لگائے گئے ۔ اور اسلحہ اور آلات حرب مین پوری تبدیل ہوی ۔ ہان اگر
اس تبدیل سے کوئی خلل اور فساد ہووے تو ضرور اسپر انکار کرنا چاہئے ۔ اور پھیر
اسکو مقصد شارع کے مطابق کرنا چاہئے ۔ (فائدہ) جاننا چاہئے کہ کشف
و عدم حجاب مین بدلیل کتاب و سنت تحریم مطلق ہے ۔ لیکن تکلیف و حرج

بھی اس دین پاک مین نہین چنانچہ فرمایا وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ
اور جبکہ عورت کو کبھی باہر نکلنے کی یا منہ دکھانے کی یا ہاتھ اور پاؤن کھولنے کی
ضرورت ہو تو شارع نے اُسکی اجازت چند شروط سے دی ہے (۱) اضطرار
اسطرح کہ باہر کی شفقت و ضرورت کیلیے اُسکا کوئی کفیل نہو۔ اور اگر کوئی
ہووے تو حرام ہی (۲) اسیقدر بے پردہ ہووے کہ جسکی ضرورت ہو باوجود
اُسکے بقدرِ امکان زینت کو پوشیدہ کرے (۳) فتنہ کا نہ ہونا محقق ہو۔ یہ
سب وجوہ اسی قسم سے ہین جسطرح مضطر کے لئے مردار مباح ہوتا ہے۔ اور اگر ہم
اباحتِ مطلقہ لے لین اور کہین کہ جب عورت چاہے کُھلے منہ گھر سے نکلے
اور جہان چاہے جائے۔ پھر جو اللہ تعالے نے مردون اور عورتون پر غضِ
ابصار یعنے آنکھین بند کرنا واجب کیا۔ اور وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ [عله] سے گھر مین
رہنے کا اور يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ [عه] سے سر سے پاؤن تک ڈھانپنے کا
حکم فرمایا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کے منہ کی جانب نظر کرنے کو
حرام گردانا۔ اور عورتون کو اجنبی مردون کی مخالطت سے منع فرمایا جسطرح
حدیثین گذرین اور آتی ہین تو ہم ان دونون مین صریح تناقض پائین گے۔
کیونکہ اباحتِ مطلقہ اور ان واجبات و محظورات مین توفیق ممکن نہین لیکن

عله بیٹھی رہو اپنے گھرون مین رہا کرو ۱۲

عه اپنے اوپر اپنی چادرین لٹکا لین ۱۲

جب ہم یہ کہین گے کہ اباحت اُن شروطِ مذکورہ سے مقید ہی اور وجوب وحظر دونون مطلق ہین۔ اُسوقت مین البتہ تناقض مرتفع ہوگا۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے عورت کو وقتِ ضرورت باہر نکلنے کی اجازت دی ہی۔ لیکن اُسپر واجب فرمایا کہ اپنی اوڑہنی سے اپنی گردن وگریبان چھپائے اور اپنے اوپر اپنی چادر لٹکائے۔ اور عورت کا چہرہ مردون کو جان بوجھ کر دیکھنا حرام ہے۔ لیکن جو نکاح کا ارادہ کرے اُس کے لئے دیکھنا مباح ہے۔ اور شاہدون اور قاضی کو بھی دیکھنا جایز ہے۔ کیونکہ شرعی طور سے شاہد مین وجودِ عدالت اور قاضی مین عدل ہونا ضروری ہے۔ پھر جو اُس صفت سے متصف ہوگا وہ کس طرح فاسق ہوگا۔ اب غالباً فتنہ سے بھی امن حاصل ہوگا۔ اور اسوقت ان وجوہ مین تناقض بھی نہین رہا۔ (فائدہ) شیخ اکبر فرماتے ہین جب کو کلامِ الٰہی

عقل و نقل مین تعارض ہو تو نقل کو مقدم کرنا۔

سمجھنے کا ارادہ ہو تو اپنی عقل کو چھوڑے اور شرع کو پیشِ نظر رکھے۔ اور عقل سے مخاطب ہوکر کہے کہ تو بھی میری طرح بندگی مین برابر ہے۔ مین اُس صریح حکم خداوندی کو بسبب تیرے قصورِ فہم کے کس طرح چھوڑون حالانکہ تیرے رب کی معرفت مین تو ناقص ہے۔ اگر تو منصف بنتی تو ہر ایک حکمِ الٰہی کو بطورِ ایمان دل وجان سے قبول کرلیتی۔ ہان جو تیرے رب کی جانب سے نہو۔ اُسمین

تجھے بحث و استدلال ضرور ہے" اس ترکِ حجاب مین تو عقلِ کامل موافقت شرع کر رہی ہے اور مشاہدہ بتلا رہا ہے کہ جن لوگون کے پاس مرد اور عورتون کا اختلاط ہو رہا ہے اور عورتون کو عام آزادی دے رکھی ہے کسقدر فسق و فجور کی گرم بازاری ہے۔ اور اولادِ زنا کی کثرت ہی۔ رستون مین بچّے اسقدر پڑے ہوے ملتے ہین کہ جن سے یتیم خانون مین گنجایش نہین رہی۔ خیر خواہ قوم انھین فضایل کی طرف لوگون کو بلا رہے ہین تا رہی سہی تہوڑی سی عزت وہ بھی جاتی رہے۔ ہان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتونکو نماز کے لیے مسجد مین جانیکی اجازت دی تھی لیکن آپ کے بعد ہی رنگ بدل گیا اسی لئے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ اگر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم عورتون کی اس حالت کو ملاحظہ فرماتے تو اُن کو باہر نکلنے سے منع فرماتے۔ اسی سبب سے مجتہدون نے جوان عورت کا نماز کے لئے مسجد کو جانا منع کر دیا۔ جب عورتون کی سردار بی بی فاطمہ علی ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام سے اُن کے بابا جان نے پوچھا کہ کون سی شے عورت کے لئے بہتر ہے۔ عرض کی اَنْ لَا تَرٰی رَجُلًا وَّلَا یَرَاھَا۔ یعنے وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور کوئی مرد اُسکو نہ دیکھے۔ آپ نے گلے سے لگایا اور فرمایا کیون نہو

لہ صحیح بخاری و مسلم ۱۲

میری جگر پارہ ہے۔ جب ہر طرح شہوت کی روک تھام کا حکم فرمایا اب
نکاح کا حکم فرماتا ہے کہ جس سے شہوت بھی پوری ہوتی ہے اور عفت و عصمت
بھی کامل طور سے حاصل ہوتی ہے۔ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ 24-3
مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ
وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ 24-3
مِنْ فَضْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ
اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ وَلَا تُكْرِهُوْا
فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور تمھارے
مجرّدون اور تمھارے شایستہ غلامون اور لونڈیون کا نکاح کر دو۔ اگر وہ فقیر
ہون گے تو اللہ اپنے فضل سے اُن کو غنی کر دیگا۔ اور اللہ وسعت والا دانا ہے۔

الایامیٰ۔ جمع ایّم ہے۔ جس عورت کا شوہر نہ ہو اور جس مرد کی جورو نہو اسکو ایّم کہتے ہین خواہ
اسکا پہلے نکاح ہوا ہو یا ہنوز دونون کنوارے ہون۔ جوہری نے اہل لغت سے اسی طرح نقل
کی (ابن کثیر) منکم سے مراد آزاد ہین۔ والصّٰلحین۔ مسلمان مراد ہین کیونکہ
صلاحیت بہ نسبت شرک و کفر کے ہے۔ یا نیکبخت مراد ہین تاکہ اُن کے تقوے کی حفاظت ہو
یا لغوی معنے مراد ہین یعنے جو نکاح کے لائق اور اُس کے حقوق ادا کر سکے۔ ۱۲

اور جو لوگ کہ نکاح کا مقدور نہین رکھتے اُنھین چاہیئے کہ عفت اختیار کرین
یہان تک کہ اللہ اُنھین اپنے فضل سے غنی کردے اور جو لوگ تمھارے مملوکون
مین سے کتابت کے خواہان ہون تو اگر تم اُن (کے مکاتب کرنے) مین کچھہ
فائدہ سمجھو تو تم اُنھین مکاتب کردو۔ اور اُن کو اُس مال مین سے جو اللہ نے
تمھین دیا ہی دو۔ اور تمھاری لونڈیون کو زنا پر مجبور نہ کرو اگر وہ بچنا چاہین۔ تاکہ
تم (انکی خرچی سے) دنیوی زندگی کا سامان حاصل کرو۔ اور جو کوئی اُنھین
مجبور کریگا تو بعد اُن کے مجبور کئے جانے کے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آن
دو آیات مین چند احکام ہین۔ [ل] بیوہ جس کا خاوند مر گیا ہو یا بے شوہر والی ہو
اولیا کو اُس کے نکاح کر دینے کا حکم ہی۔ اسی طرح اُس مرد کو بھی نکاح کر دین
جسکی بی بی نہو۔ یعنے اُس کے نکاح کے کام مین معاونت کرین اور ہر طرح
کی مدد دین۔ (فائدہ) ہندوستان مین بیوہ کو نکاح کر دینے کو جو عیب سمجھتے
ہین بہت ہی بُرا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات اور آپکے
بنات طیبات کا نکاح ثانی ہوا ہے۔ جو اِسکو مطلقاً عیب سمجھتا ہے وہ ا ن

ل ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اس آیت مین آزاد اور غلامون کو نکاح کر دینے کا
حکم فرمایا۔ اور اسمین توانگری کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ اخرجہ ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم (در)

ذواتِ قدسیہ پر عیب لگاتا ہے۔ اور جو کوئی بیوہ مرتکب زنا ہو تو اس گناہ مین
مانعین بھی ضرور شریک ہون گے۔ خدا کرے کہ یہ بُری بدعت ہماری ہندوستان
سے اُٹھ جائے اور علماء ومشایخین اس سنت کی زندہ کرنے کی طرف متوجہ
ہو جائین!! آزاد مرد وعورت کے نکاح کے بعد غلام باندی کے نکاح کا حکم
اُن کے سرداروں کو فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے
جوانون کی گروہ جو تم مین سے قدرت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ اس سے
نظر کا بچاؤ اور فرج کی حفاظت ہے۔ اور جس کو استطاعت نہو وہ روزی
رکھا کرے یہ اُس کے لئے خصی ہونا ہے (یعنے روزہ رکھنے سے جماع کا
خیال کم ہو جائے گا۔ کیا اچھا قول ہے۔ کہ ایک پیٹ کو خالی رکھنے سے تمام
اعضا سیر ہو جاتے ہین۔ اور شکم کو سیر کرنے سے تمام اعضا بھوکے ہو جاتے
ہین۔ یعنے ہر ایک عضو اپنی خواہش کا مطالبہ کرتا ہے) رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا لوگو نکاح کرو۔ جننے والی عورتون سے نسل بڑہاؤ۔ کیونکہ مین
تمھارے سبب سے اگلی امتون پر فخر کرنے والا ہون۔ اور ایک روایت مین
ہے کہ یہان تک کہ اُس بچے سے جو پیٹ سے گر جائے'' پھر فرمایا اگر وہ فقیر

لہ بخاری ومسلم (ابن کثیر) لہ امام احمد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وغیرہم۔ (در) ۱۲

ہون تو اللہ تعالے اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دیگا۔ یعنے اولیار کو حکم ہے کہ پیام کرنے والے مرد کے فقر کو باوجود اُسکی صلاحیت کے نہ دیکھو۔ اللہ کے فضل ولطف پر بھروسہ کرو وہی غنی کرنے والا ہے۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہین کہ اللہ تعالے اُن کی ضرور مدد فرماتا ہے۔ (۱) نکاح کرنے والا جس کی نیت بدکاری سے بچنا ہے (۲) مکاتب جسکی نیت ادا ہے (۳) اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنے والا۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کے ساتھ ایک عورت کو نکاح کر دیا۔ جس کے پاس سوائے تہ بند کے ایک لوہے کی انگوٹھی بھی نہ تھی کچھ نہ تھا اور جو لوگ نکاح کا مقدور نہین رکھتے اُنھین چاہئے کہ عفت اختیار کرین۔ یہان تک کہ اللہ تعالے اُنھین اپنے فضل سے غنی کردے۔ پہلے مناکحت فقرا کا جواز بیان فرماکے یہان اولویت کو بیان فرماتا ہے۔ یعنے گو ہم فقیر کو غنی کرسکتے ہین لیکن نان ونفقہ کی قدرت ہوے بعد نکاح کرنا اولےٰ ہے۔ بعد حکم نکاح کردینے ممالیک شایستہ کے اب اُن کو مکاتب کرنے پر آمادہ فرماتا ہے۔ جو لوگ تمھارے مملوکون مین سے خواہ غلام ہون یا باندیان کتابت چاہین تو

لہ امام احمد وترمذی ونسائی وابن ماجہ (ابن کثیر) ۲ہ صحیح بخاری ملخصاً۔ ۱۲

تم اُنھین مکاتب کردو اگر تم ان کے مکاتب کرنے مین کچھ فائدہ سمجھو بعضون
نے کہا کہ امانت دار ہو اور کسب کرکے ادائی مال پر قادر ہو۔ بعضون نے
کہا کہ اُن مین دین و صدق معلوم کرو۔ اور اُس کے آزاد کرنے سے مسلمانونکو
ضرر نہ پہونچے۔ اور جو ایسا نہ ہو تو اُسکو مکاتب نہ کرنا ہی افضل ہے۔ مکاتب
اُس غلام یا لونڈی کو کہتے ہین جو اپنے مولےٰ سے شرط کرے کہ اسقدر مال ادا
کرون تو آزاد ہو جاؤن۔ اور میان اسے قبول کرلے۔ پھر یہہ مکاتب اگرچہ
غلام ہے مگر تصرف مین خود مختار ہے۔ جو پیشہ اور تجارت چاہے کرے۔ اگر
حسب وعدہ مال ادا کیا تو آزاد۔ نہین تو اُسی طرح غلام رہے گا اگرچہ ایک
درم بھی باقی رہ جاے۔ صوفیہ اسی لحاظ سے کہتے ہین کہ جب تک دل مین
غیر خدا کا تعلق باقی ہے پوری آزادی حاصل نہین ہوسکتی۔ ابن عطا
فرماتے ہین کہ جس شے کی تو خواہش کرے اُس کا تو غلام ہے۔ اور جس سے
تو مایوس ہوا آزاد ہوگیا۔ میان کہلایا۔ پھر فرمایا اور تم اُن مکاتبون کو اللہ تعالیٰ کے

لہ ابو داؤد مراسیل مین اور بیہقی اپنی سنن مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا
کہ اگر تم ان کو پیشہ ور سمجھو اور اُن کے لئے کوئی حرفہ ہو ورنہ اُنکو لوگون پر گران بار کرکے نہ چھوڑدو (در)۔
بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپنے خیر کی تفسیر مین فرمایا امانت و وفا (در) ۱۲

مال سے دیدو۔ جو تم کو اُس نے دیا ہے۔ یا تو یہ مالک کو یا تمام اہل اسلام کو
حکم ہے کہ اس کے آزاد کرنے مین معاونت کرین جب مملوکون کے نکاح
اور اُن کے آزاد کرنے کی رغبت دلائی اب اُس زنا کی رسم سے جسمین مشرک
و کافر مبتلا تھے منع فرماتا ہے۔ تم اپنی لونڈیون کو بدکاری کر کے کمائی کرنے
مجبور نہ کرو اگر یہ لونڈیان عفت چاہین۔ یہ شرط نہین ہے بلکہ بیان صورت
اکراہ ہے۔ کیونکہ جب راضی ہو گئین تو پھر جبر کہان رہا۔ اس کے علاوہ
شرط و وصف کی نفی سے حکم منتفی نہین ہوتا۔ اور حرمت زنا تو متعدد آیتون سے
ثابت ہے۔ زمانہ جاہلیت مین کافر اپنی باندی کو چھوڑ دیتے کہ جا کر زناکاری
کرے اور اُس پر کچھ مال مقرر کر دیتے کہ وہ لا کر دیا کرے۔ جب اسلام کا زمانہ
آیا تو اللہ تعالےٰ نے زنا اور فجور سب حرام کر دیے۔ **شانِ نزول**[۱] یہ آیت
اُبی بن ابی سلول منافق کے حق مین اُتری۔ اس لئے کہ اُسکی لونڈیان تھین
اور وہ ان پر جبر و تعدی کرتا تاکہ اُن کے کسب اور خرچی سے مال حاصل کرے
اور اُن کی اولاد ہو تو غلام اور باندی بڑھین اور نام آوری ہو۔ اور جو انکو
مجبور کرے گا اللہ تعالےٰ اُن کے مجبور ہو جانے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے

[۱] ابن ابی شیبہ و مسلم و سعید بن منصور و بزار و دار قطنی و ابن جریر و ابن منذر وغیرہم (در) ۱۲ –

ان[۱] بیچاریون پر گناہ نہ ہوگا۔ بلکہ جو[۲] جبر کریگا اُسی پر اُن کا گناہ ہوگا۔ حدیث[۳]

[۱] عبد بن حمید ابن ابی حاتم۔ قال ابن مسعود للمکرھات علی الزنا (در) [۲] ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم از طریق علی قال ابن عباس وا ثمھن علی من یکرھھن (در) [۳] ابن کثیر ۱۲ تاویل بطورِ اشارات۔ اے ایمان والو تم اپنے گھرون کے سوا دوسرے گھرون مین نہ داخل ہو الخ یعنے تم کو اگر دارِ فنا مین جانا ہو جو تمھارے گھر (یعنے دار بقا) کے سوا ہے تو وہان داخل نہ ہونا یہان تک کہ وہان کے حالات سے واقف ہونا۔ اور اُن پر سلام رخصت و جدائی کرنا۔ پھر اگر تم وہان کسیکو نہ پاؤ۔ یعنے حظوظِ دنیا سے فنا ہو کر سیکو بھول جاؤ تو بھی نہ داخل ہو۔ یہان تک کہ تم کو اس مین تصرف کرنے کی اجازت ساتھ حق اور واسطے حق کے ملے۔ اور اگر تم سے کہا جاسے کہ لوٹ جاؤ ساتھ جذبۂ اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ کے تو پلٹ جاؤ کیونکہ یہ تمھارے لئے بہت اچھا ہے پھر اسطرف اشارہ فرمایا کہ دنیا مین تصرف حسبِ ضرورت جایز ہے بشرطیکہ نفس کو اطمینان ہو چنانچہ فرمایا لیس علیکم جناح ۴ لآیہ پھر حکم فرمایا کہ بصرِ نفس کو خواہشاتِ دنیا سے بند کرو۔ اور بصرِ قلب کو رویتِ اعمال اور نعیمِ آخرت سے۔ اور بصرِ سِر کو درجات و قربات سے۔ اور بصرِ روح کو التفات سے طرف غیرِ حق کے۔ اور بصرِ ہمت کو علتون سے کہ اپنی ذات مین اہلیت شہودِ حق کی سمجھے اسی لئے امر فرمایا کہ فرجِ باطن کو کونین مین تصرف کرنے سے حفاظت کرو۔ پھر عورتون کو بھی مردون کی طرح حکم فرمایا۔ غرض اس سے یہ تھی کہ جو صورت و ظاہر مین عورتین ہوتی ہین کبھی معنے کے لحاظ کرتے مرد ہوتی ہین پھر اپنے اسرار کو ظاہر کرنے سے منع فرمایا مگر جو بغیرِ تکلف ظاہر ہو جاے (جیسے لاغری و زردیِ رُخ) پھر بعضے اسرار کا اپنے مرشدین اور پیر بھائیون سے بیان کرنا مباح فرمایا۔ یا اُن مریدین

مرفوع مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھا دی گئی میری امت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۲) جو اپنے تحت تصرف و تربیت ہین کیونکہ وہ بمنزلۂ انسار اور مملیک ہین
یا وہ بھولے لوگ اور پیر نابالغ کہ جن کو عالم معنے سے کچھ بھی تعلق نہین وہ خود ہی ان اسرار سے روگردان
ہین۔ اور اے مسلمانو تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو کیونکہ حسنات ابرار سیات مقربین ہین۔ پس توبۂ
ابتدی حرام سے ہے۔ اور توبۂ متوسط حلال زائد سے۔ اور توبۂ منتہی ماسوی اللہ سے۔ اور تمھارے
مجردون کا نکاح کردو۔ اس مین شیخ کامل کی طلب کا حکم ہوا ہی کیونکہ وہی صُلبِ ولایت سے رحم قلب
مین نطفۂ استعدادِ قبولِ فیضِ اعلے ڈالتا ہے۔ اور یہی ولادتِ ثانیہ ہے کہ جس کے سبب سے آدمی
ملکوت کی سیر کرتا ہے۔ (ایک ولادت بواسطۂ آبارِ صوری عالم غیب سے عالم شہادت کی طرف ہوتی ہے
اور دوسری ولادت بواسطہ آبارِ معنوی (یعنے مرشدین) عالم شہادت سے عالم غیب کی جانب ہوتی
ہے) چنانچہ اسی طرف اشارہ فرمایا کہ اگر وہ فقیر ہون گے تو اللہ تعالے اپنے فضل سے غنی کردیگا
پھر فرمایا عفت اختیار کرے۔ یعنے جنکو شیخ کامل نہین ملا وہ فی الحال ارحامِ قلوب کی اسطرح حفاظت
کرتے رہین کہ خواہشاتِ دنیوی اور مکر شیطان سے بچتے رہین یہانتک کہ اللہ تعالی شیخ کامل سے ملا دے (جیسے حضرت
بعض باتین موسی علیہ السلام نے خضر علیہ السلام پاس جا کر سیکھین) یا جذبۂ الٰہی آکر اپنی طرف کھینچ لے۔ اور جو
لوگ کتابت کے خواستگار ہین۔ یعنے اگر کسی مرید نے قیدِ ریاضت سے خلاصی چاہی تو اگر اُس مین صلاحیت دیکھو
اجازت دو۔ اور مرشد کو چاہئے کہ اُن خاص باطنی نعمتون مین سے جو اللہ نے دیا ہی اُس کو بھی دے۔
ولا تکرھو یعنے اگر نفس دنیا کی طرف مائل نہین ہی گو بطور جواز کے ہو تو اُس پر جبر نہ کرو۔ کیونکہ
اصحابِ خلوت اور ہین۔ اور اہلِ جلوت اور ۔ ع ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ ۱۲

سے بھول چوک اور جس پر وہ مجبور کئے جائین۔ اور زنا کی اُجرت بھی حرام ہے چنانچہ
رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُجرتِ زنا خبیث ہے[۱] جب اُس
تبارک وتعالے نے ان احکام کو تفصیل سے بیان فرمایا اس لئے ارشاد ہوتا ہے

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ وَ 24
مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ۵ اور بے شک ہم نے تمھاری جانب واضح آیتین اور
اُن کے حالات جو تم سے پہلے گذر چکے ہین اور پرہیزگارون کے لئے نصیحت
نازل فرمائی ہے۔ جب ارشاد ہوا تھا کہ ہم نے روشن آیتین نازل کین اب 24
اپنی ذاتِ مقدس کو عینِ نور ہونا بیان فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مُبَیِّنٰتٍ
نافع دمکی وبصری ۷
وشعبہ سات فتح یاکے ۶
الیسی آیتین جو اس سورہ ۸
مین بیان کی گیئین۔ ۱۰

[۱] ابن ابی شیبہ (در) مُبَیِّنٰت۔ کسر یا سے۔ بَیَّنَ معنی مین تَبَیَّنَ کے جو لازمی ہے۔ یا متعدی ہو اور مفعول محذوف ہو۔ یعنے ایسے آیات جس نے احکام وحدود کو ظاہر کیا (بیضاوی) نُوْر۔ نور در اصل ایک کیفیت ہے کہ اسکو قوتِ باصرہ اول ادراک کرتی ہے اور اس نور کے واسطے دیگر مبصرات (یعنے وہ اشیا جو دیکھنے مین آتین اُن) کو ادراک کرتی ہے۔ جیسے وہ کیفیت جو آفتاب وماہتاب سے اُن کے محاذی اجرامِ کثیفہ پر حاصل ہوتی ہے۔ اور نور کے یہ معنے تو اللہ تعالے پر اطلاق نہین ہو سکتے (کیونکہ وہ جسمیت کیفیت سے منزہ ہے) مگر اسطرح کہ یہان مضاف مقدر مانا جاے یعنے ذو نور السمٰوات۔ یعنے صاحب نورِ آسمان وزمین۔ یا بطریق مجاز اطلاق کیا جاے یعنے منور السمٰوات والارض یعنے زمین وآسمان کا روشن کرنیوالا کیونکہ ستارون سے آسمان کو اور اُنھین کے نور سے زمین کو بھی منور فرمایا۔ یا آسمان کو فرشتون سے اور زمین کو انبیا اور اولیا سے منور فرمایا الخ (بیضاوی) نُوْرِهٖ ضمیر لفظِ جلالہ کی طرف راجع ہے۔ ۱۲

مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا
كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ
زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ۗ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ اللہ آسمانوں کا

اور زمین کا نور ہے۔ اسکے نور کی ایسی مثال ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں
چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشہ (قندیل) میں اور شیشہ گویا چمکتا ہوا ستارہ ہے (وہ چراغ)

کمشکوٰۃ۔ مضاف مقدر ہے یعنے کصفۃ مشکوٰۃ۔ ابن کثیر نے کہا کہ مشکوٰۃ وہ جگہ قندیل کی جہاں بتی رکھی جاتی ہے لیکن اکثر مفسروں نے کہا کہ وہ طاقچہ ہے جس میں چراغ رہتا ہے دُرّی۔ دریعنے موتی کی طرف نسبت بسبب حسن و ضیا کے ہے شجرۃ شجرہ کو مبہم لانے اور اُس کو برکت سے موصوف کرنے پھر اسکو زیتونہ سے بدل ڈالنے میں اُس جہاڑ کی تفخیم شان منظور ہے اور یہان مضاف مقدر ہے یعنے من زیت شجرۃ۔ سلہ اللہ تعالےٰ نے اس مثال میں چند امور کا اعتبار فرمایا ہے (۱) چراغ کا طاق میں رہنا۔ اس لئے کہ تا نور ایک جا مجتمع ہووے اور شعاعون کی تکاثف میں زیادتی ہووے۔ اور ہوا سے بچا رہے (۲) چراغ کا صاف قندیل میں ہونا۔ کیونکہ انوار کا شیشوں کے جوانب سے منعکس ہونا چراغ کے نور کو بڑہاتا ہے (۳) چراغ کے روشن کرنے کے لئے زیتون کا تیل مقرر ہونا۔ اس لئے کہ اُس تیل کی صفائی اور چمک کسی تیل میں نہین آتی۔ اور اُسمین دہوان کم ہوتا ہے (۴) اُس زیتون کے جہاڑ کا آفتاب کے سامنے ہونا۔ کیونکہ اسمین پھل اچھی طرح پکتا ہے اور اسکا تیل صاف و شفاف ہوتا ہے ۔ ۱۲

توقد۔ مکی اور بصری ساتھ تا اور تشدید قاف کے بصیغہ ماضی اصل میں تتوقد تھا دو تا میں ایک تا تخفیفاً حذف کیا گیا۔ توقد شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ تا کے نسبت طرف زجاجہ کے بحذف مضاف ۱۲

دُرِّیٌّ شعبہ و حمزہ ساتھ ضم دال و ہمزہ کے مد سے کسر دال کا کم معنے ہے۔

زیتون کے مبارک درخت (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے۔ کہ جو نہ پورب کی طرف ہو نہ پچھم کی طرف قریب ہے کہ اُس کا تیل روشن ہو جاوے۔ اگرچہ اُسے آگ نہ پہنچے۔ نور علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور اللہ لوگون (کے سمجھانے) کے لئے مثالین بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ نور درحقیقت ایسی چیز ہے جو خود ظاہر ہو۔ اور دوسرے چیزون کو ظاہر کرے۔ یہان ظہور سے فردِ کامل مراد ہے۔ یعنے وجود

لہ نہ وہ شرق مین ہے کہ اُسکو چڑھتے دن مین آفتاب نہ پہونچے اور نہ غرب مین ہے کہ سایہ آفتاب قبلِ غروب کم ہوجاے بلکہ وہ وسط مین ہے کہ اول سے آخر تک اُسکو آفتاب پہونچتا ہے تو اُسکا روغنِ زیتون صاف ومعتدل روشن ہوتا ہے۔ ابن ابی حاتم از ابن عباس رضی اللہ عنہما (ابن کثیر) فریابی ایضًا (در) یا یہ کہ نہ شرقی آبادی مین ہے اور نہ غربی بلکہ وسط مین ہے یعنے شام مین ہے کیونکہ وہان زیتون کے جھاڑ بہتر ہوتے ہین (بیضاوی) ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ درخت زمین پر ہوتا تو یا شرقی ہوتا یا غربی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے یہ ایک مثال اپنے نور کی بیان فرمائی ہے (در) سلہ یعنے جب وجود و عدم کا مقابلہ کیا جاے تو لامحالہ وجود کے لئے ظہور ثابت ہوگا۔ اور کوئی تاریکی ظلمتِ عدم سے بڑھکر نہ ہوگی۔ پھر جو عدم بلکہ امکانِ عدم سے بری ہو۔ علاوہ یہ کہ تمام اشیاء کو ظلمتِ عدم سے ظہورِ وجود کیطرف لایا ہو اُسی کا نام نور ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ اُسی کے نورِ ذات سے تمام اشیاء پر فیضانِ نورِ وجود ہے۔ لہٰذا وہی نورِ سموات وارض ہے لان الظاهر فی نفسه المظهر لغيره يسمى نورًا۔ اِس کا

تو معنے یہہ ہوے کہ اللہ تعالے اپنی ذات سے موجود ہے اور اپنے ماسوا کا موجد و خالق ہے۔ نور اللہ کا نام پاک ہے۔ قرآن و احادیث صحیحہ[1] مین اُسکی ذاتِ پاک پر اُس کا اطلاق آیا ہے اُس کے نور کی مثال یعنے اُس کے نور کا فیضان جو آشکار ہوا۔ اور جو شے سب سے پہلے پیدا ہوی[2] وہ نورِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسلئے قرآن مین آپ کو نور فرمایا قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُوْرٌ وَكِتَابٌ مُبِيْنٌ۔[عہ] جیسے ایک طاق مین قندیل ہے۔ اور قندیل مین چراغ ہے۔ یہ قلبِ نبوی کی مثال ہے۔ یعنے طاق[3] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سینۂ مبارک اور قندیل آپ کا قلب شریف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۶) پورا بیان تفسیر ہٰذا کے صفحہ ۴۳۵ و صفحہ ۴۱۵ شرحِ اسمِ ظاہر و نور مین گذر چکا۔

در ظلمتِ عدم همه بودیم بے خبر	نورِ وجود و سرِ شہود از تو یافتیم۔

[1] بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا مین خدا سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ انت نور السمٰوات والارض مختصرا (در) ابو داود و نسائی مین ہے اللہ نور السمٰوات والارض مختصرا (در) [2] روی عبد الرزاق بسندہ عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال قلت یا رسول اللہ بابی انت و امی اخبرنی عن اول شیء خلقہ اللہ تعالی قبل الاشیاء۔ قال یا جابر ان اللہ تعالے خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ الخ (مواہب اللدنیہ) [3] طبرانی و ابن عدی و ابن مردویہ و ابن عساکر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا المشکوٰۃ جوف محمد صلے اللہ علیہ وسلم والزجاجۃ قلبہ والمصباح النور الذی فی قلبہ۔ والشجرۃ ابراہیم (در) شفا شریف باب اول کے

اور چراغ وہ نور ہے جو آپ کے دل مبارک میں ہے۔ شجر مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ نہ شرقی یعنے حضرت ابراہیم نہ نصرانی ہیں جو مشرق کی طرف نماز پڑھیں اور نہ غربی یعنے نہ یہودی جو مغرب کی جانب نماز پڑہیں۔ قریب ہے کہ اُس کا تیل روشن ہو جاوے یعنے قریب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل وحی حکمت کی گفتگو کریں۔ نورٌ علے نور ہے یعنے نور محبت حبیب ساتھ نور خلّت خلیل کے نورٌ علے نور ہے ۵

پدر نور و پسر نور یست مشہور	از ینجا فہم کُن نورٌ علے نور

اب جو مومنِ کامل وارث سید الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اس پر بھی یہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۷) فصل اوّل صفحہ ۱۲ میں ہے قال کعب وابن جبیر المراد بالنور الثانی هذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقوله تعالی مثل نورہ ای نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قال سهل ابن عبد اللہ المعنے اللہ هادی اهل السموات والارض ثم قال مثل نور محمد اذ کان مستودعا فی الاصلاب کمشکاۃ صفتها واراد بالمصباح قلبه والزجاجة صدره ای کانه کوکب دری لما فیه من الایمان والحکمة یوقد من شجرة مبارکة ای من نور ابراهیم علیه الصلوۃ والسلام وضرب المثل بالشجرة المبارکة وقوله یکاد زیتها یضیٔ ای تکاد نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تبین للناس قبل کلامه کهذا الزیت وقد قیل فی هذه الایة غیر هذا واللہ اعلم۔ لہ ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے ابراہیم علیہ السلام کی نسبت فرمایا لیس بنصرانی فیصلی نحو المشرق ولا یهودی فیصلی نحو المغرب ۱۲ ؎ عبد بن حمید وابن جریر وابن

مثال صادق آئیگی۔ کیونکہ پہلے پہل دل مین نور مطالبہ یعنے طلب صادق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۸) منذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وحاکم مع تصحیح ابی بن کعب سے کہ آپ نے فرمایا مثل نورہ قال المؤمن الذی جعل الایمان والقرآن فی صدرہ فضرب اللہ مثلہ فقال اللہ نور السموات والارض فبدأ بنور نفسہ۔ ثم ذکر نور المؤمن فقال مثل نور من امن بہ الخ (دد) ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم اور بیہقی اسماء وصفات مین علی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ نور السموات ای ہادی اہل السموات واہل الارض مثل نورہ مثل ہداہ فی قلب المؤمن کمشکوٰۃ یقول موضع الفتیلۃ۔ یقول کما یکاد الزیت الصافی یضیٔ قبل ان تمسہ النار فاذا مستہ النار ازداد ضوئہ علی ضوئہ کذالک یکون قلب المؤمن یعمل بالہدی قبل ان یأتیہ العلم فاذا اتاہ العلم ازداد ہدی علی ہدی ونورا علی نور (دد) امام غزالی کا اس آیت کی تفسیر مین مشکاۃ الانوار نام کا ایک رسالہ ہے جس مین آپ فرماتے ہین کہ مشکوٰۃ زجاجہ۔ مصباح۔ شجرہ۔ زیت۔ اس سے مراد مراتب انسانی ہین جو پانچ ہین (۱) قوت حساسہ جو اصل روح حیوانی ہے۔ اور وہ ہر حیوان کے لئے ہے۔ عالم اجسام مین اس کی مثال کے موافق طاق ہے۔ کیونکہ وہ قوت متعدد سوراخون سے ظاہر ہوتی ہے جیسے آنکھ اور کان اور ناک کے سوراخ۔ (۲) قوت خیالیہ کہ وہ ایسی ہے کہ جو کچھ حواس سے حاصل ہووے خزانہ خیال مین اسکی حفاظت کرتی ہے اور جب قوت عقلیہ کو (جو اُس سے اوپر ہے) کوئی ضرورت پیش آئے تو اسکو پیش کرتی ہے۔ عالم اجسام مین خیال سے مشابہ سوائے شیشہ کے اور کوئی شئے نہین۔ کیونکہ وہ اصل مین اگرچہ جوہر کثیف ہے لیکن اسقدر صاف اور شفاف ہوا

ــه یہ حواس باطنی ہیں جسکو اطبا نفسانی بھی کہتے ہیں اور طبعی ہے کہا اس تفسیر کا ترکیب بھی اولی ہے اور وہی وجہ اولی ہے جسکو بعضے متن میں ذکر کیا ہے

پیدا ہوتی ہے جس سے وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرکے معاصیِ سابق ولاحق کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۹) کہ چراغ کے نور کو جس طرح ہے اسی طرح ظاہر کرتا ہے۔ علاوہ یہ کہ اوسکو ہوا کے صدمون سے بچاتا ہے۔ اسی طرح خیال کہ وہ عالمِ سفلی اور کثیف سے ہے کیونکہ شئے تخیل متشکل ومحدود ہوتی ہے لیکن جب صاف ہوتی ہے تو معانیِ عقلیہ کے مقابل ہوجاتی ہے اور اوس کے انوار ظاہر کرتی ہے۔ اسی لئے معبّر صورِ خیالیہ سے معانی پر استدلال کرتا ہے جیسے شمس سے بادشاہ پر اور قمر سے وزیر پر اور جو شخص کہ فروج وافواہ پر مُہر کرے اُس سے اس بات پر کہ وہ موذن ہے جو رمضان میں قبل صبح اذان دیتا ہے (۳) قوتِ عقلیہ جو ادراک ماہیات کلیہ اور معارفِ یقینیہ کا کرتی ہے۔ وجہِ تمثیل اوسکی مصباح سے مخفی نہین (۴) قوتِ فکریہ ہے۔ جو شجرۂ زیتون سے مشابہ ہے۔ اور چونکہ افکارِ عقلیہ کی ڈالیان لواحق اجسام سے مجرد ہین اس لئے اسکو نہ شرقی اور نہ غربی ہے کہنا مناسب ہوا۔ (۵) قوتِ قدسیہ نبویہ ہے جو قریب ہے کہ تیل اُس کا روشن ہوجائے اگرچہ اس کو نار نہ پہونچے وہی نورٌ علےٰ نور ہے۔ (فائدہ) جیسے بصارت کا نور آفتاب کا محتاج ہے اسی طرح بصیرت کا نورِ نبی کا محتاج ہے۔ پس روحِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح عالمِ ارواح مین ہے جیسے عالمِ اجسام مین آفتاب اور یہ سب انوار اُسی ایک نور کی طرف منتہی ہوتے ہین جس سے کوئی انور نہین اور وہ اللہ سبحانہ ہے الخ حضرت شیخ صدر الدین قونوی فرماتے ہین۔ اعلم ان النور الحقیقی یدرك به وهو لایدرك لانه عین ذات الحق من حیث تجردها عن النسب والاضافات ولهذا سئل النبی صلے الله علیه وسلم هل رأیت ربك قال نور انی اراه ای المجرد لا یمکن رؤیته وکذا اشار الحق فی کتابه لما ذکر ظهور نوره فی مراتب المظاهر قال الله نور السموات والارض فلما فرغ من ذکر مراتب التمثیل قال نور علےٰ نور فاحد النورین هو الضیاء

دیکھکر پشیمان ہوتا ہے۔ اب نورِ معائنہ سے وہ نفس کو ملامت کرتا ہے تو وہ نورِ استقامت سے مشرف ہوتا ہے جب استقامت حاصل ہوی تو نورِ مراقبہ جو افعال نفس کا نگران تھا اب مراقبۂ قلب کرتا ہے جس سے ہمیشہ جانتا ہے کہ حق تعالے اُسپر مطلع ہے۔ پھر نورِ حضور پہلے سرِ باطن پر لائح ہوتا ہے اور اُسکا ظہور نورِ مکاشفہ ہے۔ پھر تجلی صفات ہوتی ہے جو نورِ مشاہدہ ہے۔ پھر نورِ توحید کا ظہور ہے۔ پھر نورِ تجرید ہے اس کے بعد مجالِ بیان تنگ اور زبان گنگ ہے لَا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ عین حال ہے ۵

موکبِ حسنت نگنجد در زمین و آسمان	در زمینِ سینہ حیرانم کہ چون جا کردہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۰) والآخر هو النور المطلق الاصلی ولهذا عمم فقال یهدی الله لنوره من یشاء ای یهدی الله بنوره المتعین فی المظاهر والساری فیها الی نوره المطلق الاحدی انتهی کلامه فی الفکوک وقال فی تفسیر الفاتحة فالعالم مجموع صوره المحسوسة وحقائقه الغیبیة المعقولة اشعة نور الحق انه نور السموات والارض ثم ذکر الامثلة والتفاصیل المتعینة بالمظاهر علی نحو ما تقتضیه مراتبها ثم قال فی آخر الآیة نور علی نور یهدی الله لنوره من یشاء فاضاف النور الی نفسه مع انه عین النور وجعل نوره المضاف الی العالم الاعلی والاسفل هادیا الی معرفة نوره المطلق ودالا علیها کما جعل المصباح والمشکوٰة والشجرة وغیرها من الامثال هادیا الی نوره المقید وتجلیاته المتعینة فی مراتب مظاهره وعرف ایضا علی لسان نبیه علیه السلام انه النور وان حجابه النور انتهی مجملا ۱۲

حدیث قدسی ہے لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن ؎

چشمم بدو پیوست وجودم ہمہ حک شد	ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد

فسبحان من اختفی عن الخلق لشدۃ ظہورہ + واحتجب عنہم باشراق نورہ

زہے نادان کہ او خورشید تابان	بنور شمع جوید در بیابان

جب اللہ تعالی نے قلب مومن اور جو اس میں علم و ہدایت ہے اُس چراغ سے جو صاف قندیل میں اور اچھے تیل سے روشن ہے تشبیہ دی۔ اب اُسکا محل بھی بہتر (یعنے مساجد میں ہونا) بیان فرماتا ہے۔ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ

بُیُوت قالون و ابن کثیر و شامی و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ کسر باکے ۱۲

ا؎ رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ و قال الحافظ السیوطی فی درر المنتثرۃ بعد ذکر ھذا الحدیث اخرجہ الامام احمد فی الزھد عن وھب بن منبہ ان اللہ فتح السموات لحزقیل حتی نظر الی العرش فقال حزقیل سبحانک ما اعظمک یا رب فقال اللہ ان السموات والارض ضعفن ان یسعنی ووسعنی قلب المؤمن الوادع اللین واللہ اعلم ۱۲

فی بیوت۔ متعلق یوقد سے ہے۔ یا متعلق ما بعد "یعنے یسبح سے ہے۔ تو اس وقت میں جملہ مستانفہ ہوگا

ابن جریر و ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا بیوت سے مساجد مراد ہیں اور ترفع سے اُن مساجد کی تعظیم مراد ہے کہ اُن میں کوئی لغویات نہو نے پاے الخ (در) عبد بن حمید قتادہ سے کہ ترفع سے مراد اُن مساجد کا بنانا اور بلند کرنا اور پاک رکھنا ہے (در و ابن کثیر) اور یہی عکرمہ اور ابو صالح و ضحاک و نافع بن جبیر و ابو بکر بن سلیمان و سفیان بن حسین وغیرہ علماء مفسرین کا قول ہے (ابن کثیر) ۱۲

7 فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ
8 عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ
الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ
وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (وہ چراغ روشن کیا جاتا ہی) ایسے
گھرون مین کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ اُن کی تعظیم کی جاے اور اُن مین اُس کا
نام لیا جاسے۔ اُن (مکانون) مین صبح و شام اُس کی تسبیح کرتے ہین۔ وہ لوگ
کہ اُنھین اللہ کی یاد کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے سے نہ سوداگری غافل
کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت وہ اُس دن سے ڈرتے ہین کہ جس مین دل اور
آنکھین اُلٹ جائینگی۔ تاکہ اللہ اُنھین اُن اچھے کامون کا بدلہ دے جو اُنہون
نے کئے ہین۔ اور اُنھین اپنے فضل سے (اور) زیادہ دے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے

غدو۔ ای بالغدوات فعبر بالفعل عن الوقت کما یقال اتاہ طلوع الشمس ای وقت طلوعها
(مختار) آصال۔ جمع اصیل کی عصر کے بعد سے مغرب تک کے وقت کو کہتے ہین (مختار) رجال
یسبح کا فاعل ہی اور ابن عامر و شعبہ کی قرارت پر یسبحہ مقدر ہی جس پر یسبح دال ہے۔ ابن کثیر کہتے ہین مثل
لیبک یزید ضارع لخصومة۔ ہے۔ گویا کہ کسی نے کہا من یبکیہ تو کہا ھذا یبکیہ اسی طرح
یہان بھی ہے گویا کہ کہا گیا من یسبح لہ فیہا تو کہا رجالٌ لیجزیھم۔ یسبح کے متعلق ہے۔
احسن۔ ای احسن جزاء ما عملوا ۱۲

یُسَبَّحُ
ابن عامر و شعبہ سا نہ فتح باکے بصیغہ مجہول یہ فعل ظروف ثلثہ (یعنے لہ و فیہا و بالغدو) مین سے کسی ایک کی طرف مسند ہوگا ۱۲۔

ل
تاکہ اللہ اُنھین ثواب دی بہتر اس سے جو اُنہون نے کیا۔

سلہ بکے
اوقات اول روز۔

بے حساب روزی دیتا ہے ۔ یعنے یہ چراغ کا روشن ہونا ایسی مساجد مین ہے
جنکی نسبت اللہ تعالے نے بلندی و تعظیم کا اور اُن مین ذکر و تسبیح کا حکم دیا
چنانچہ احادیث مین مساجد کے آداب مذکور ہین پھر مردان خدا کی تعریف کی

ابن کثیر نے لکھا کہ مساجد کے بنانے اور اُن کی حرمت و تعظیم کرنے اور اُن کو پاکیزہ رکھنے اور
خوشبو سے معطر کرنے مین بہت سی احادیث وارد ہوئی ہین (بنا مسجد مین) بخاری و مسلم نے
امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا کہ جو کوئی خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے مسجد بنائے تو اللہ تعالے اُس کے مثل
اُس کے لئے جنت مین بناتا ہے ۔ ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسجد بنائی کہ اُس مین اللہ کی یاد کی جاتی ہے تو اللہ تعالے
اُس کے لئے جنت مین مکان بناتا ہے ۔ نسائی نے بھی عمرو بن عبسہ سے اُس کے مثل روایت
کی (گھرونکی مساجد عورتونکے لیے) ام المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم فرمایا کہ گھرونمین مسجدین بنائین ۔ اور اُن کو پاکیزہ
اور معطر رکھین ۔ امام احمد و اہل سنن سے سوائے نسائی کے اسی طرح مروی ہے ۔ اور سمرہ
بن جندب سے اس کے مانند مروی ہے ۔ اس کو امام احمد ابو داود نے روایت کی ۔ (مساجد
کو نقش و نگار کی ممانعت) امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا
کہ لوگون کے واسطے مکان مسجد بنا دے جس مین وہ دھوپ سے بچین ۔ اور خبردار کہ تو اسکو
سرخ یا زرد رنگے جس سے لوگ فتنہ مین پڑ جائین ۔ اور ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی کہ جس قوم کے

کہ وہ ایسے بندے ہین کہ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت اپنی جانب مشغول

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۴) عمل خراب ہوے اُسی نے مسجدون پر نقش و نگار کی - اسناد اسکی ضعیف ہے - ابوداود نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تشیید مساجد کا حکم نہین دیا گیا ہے - ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم ضرور مسجد دنکو نقش و نگار کروگے جیسے یہود و نصارے نے کیا - امام احمد و اہل سنن سواے ترمذی کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قایم نہوگی یہانتک کہ لوگ مسجدون پر فخر کرین گے - (مساجد مین کلام کرنے کی مخالفت) صحیح مسلم مین بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے مسجد مین اپنا جانور ڈھونڈا - اوکہا کہ کون میرا سرخ اونٹ مجھے لادیگا - حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے نہ ملے - مسجدین تو جس لیے بنائی گئی ہین اُسی لئے بنائی گئی ہین - امام احمد و اہل سنن اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین خرید و فروخت اور اشعار (جو فضول ہون) پڑھنے سے منع فرمایا - ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مسجد مین کسیکو خرید و فروخت کرتا ہوا دیکھو تو کہو کہ اللہ تعالے تیری تجارت مین نفع نہ دے - اور جب تم مسجد مین کسی شخص کو کھویا ہوا جانور ڈھونڈتا ہوا دیکھو تو کہو کہ اللہ تعالے کبھی تجھے واپس نہ دے - اور ترمذی نے کہا کہ یہ حسن غریب ہے - ابن ماجہ وغیرہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ چند باتین مسجد مین جایز نہین ہین (۱) راستہ نہ بنانے (اشریہ ہے کہ ملایکہ اس شخص سے تعجب

مساجد مین کلام کرنے کی ممانعت

نہین کرتی بلکہ وہ ذکر و نماز و زکوٰۃ (یعنے عبادتِ الٰہی) کو اپنی مراد و خواہش پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۵) کرتے ہین کہ جو مسجد مین سے گذرتا ہے اور نماز نہین پڑہتا) (۲) اُسمین ہتیار نہ کھینچے (تا از دحام ہونے سے کسی کو نہ لگ جاے) (۳) کچا گوشت لیکر اُس مین سے نہ گذرے (کہ اُس سے پانی اور خون ٹپکے جس سے مسجد ملوث ہو جاے) (۴) نہ اُسمین حد مارے اور نہ قصاص لیوے (۵) نہ اُسکو بازار بناے۔ ابن ماجہ نے واثلہ بن الاسقع سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اطفال اور دیوانون کو ہماری مسجدون سے دور رکہو (اگر اُس مین خطرِ لہو و لعب اور تلویثِ مسجد کا ہو۔) اور اُن مین فیصلہ نہ کرو۔ اور اپنی آوازین بلند نہ کرو۔ اور مسجدون کے دروازون پر طہارت کی جگہ بناؤ۔ (یعنے وضو اور قضاءِ حاجت و طہارت کے لیے) اور جمعہ کے دن اُن کو خوشبو کی دہونی دو مختصرا یہ دونون روایتین ضعیف ہین۔ لیکن حافظ ابو یعلے موصلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو مسجدِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین خوشبو کی دہونی دیتے تھے۔ اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔ (فقیر نے اسی لحاظ سے بعضے لوگون سے کہا۔ چنانچہ اس سنت پر جمعہ کے دن مکہ مسجد مین عمل بہی ہو رہا ہے۔ لیکن قادیانیون کو برا معلوم ہوا یہی ہو

گر گلا بے را عقل راغب شود	کین دلیل ناگاہی سے بود

بخاری مین ہے کہ حضرت عمر نے دو شخص طائف کے رہنے والون سے فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے ہوتے تو مین تم کو سزا دیتا۔ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین آواز بلند کرتے ہو مختصرا نسائی مین بہی اسی طرح ہے اسکی اسناد صحیح ہے۔ (فضیلتِ نمازِ مسجد) صحیحین مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کی نماز جماعت سے (مسجد مین) گہر کی نماز اور

دیکھا کہ مقدم رکھتے ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو بازار میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۶) بازار کی نماز پچیس درجہ زیادہ ہے۔ اور یہ اس لئے کہ جب اس نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف نکلا اور اس کا نکلنا خاص مسجد کے لئے ہوا تو جو قدم اٹھایگا ہر قدم پر اللہ تعالے اس کے لئے ایک درجہ بلند کرے گا۔ اور ایک گناہ اس سے کم کریگا۔ اور جب اس نے نماز پڑھی تو ملائکہ اس کے لئے دعا مانگتے رہتے ہیں کہ یا اللہ اسپر رحم کر جب تک کہ وہ اپنی جاے نماز پر رہے۔ اور جب تک کہ وہ نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز میں ہے۔ اور دارقطنی نے مرفوع روایت کی کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز سوا مسجد کے نہیں ہوتی۔ اور سنن میں ہے کہ اندھیروں میں مسجد کے جانے والوں کو قیامت کے روز پورے نور کی بشارت دو۔ (**مسجد میں داخل ہونے کے آداب**) جب مسجد میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ سیدھا پانون پہلے اندر رکھے۔ اور صحیح بخاری میں ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے أَعُوذُ بِاللهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ جب کسی بندہ نے یہ کہا تو شیطان کہتا ہے کہ یہ تمام دن مجھ سے محفوظ ہو گیا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یعنے الٰہی میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب نکلے تو کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ یعنے الٰہی میرے لئے فضل کے دروازے کھول دے۔ نسائی نے بھی ان دونوں حدیثوں کو روایت کی۔ ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان ان دونوں نے

سعید بن منصور و ابن جریر و طبرانی و بیہقی (در)

مسجد میں داخل ہونے کے آداب

انھون نے اذان کی آواز سنتے ہی سامان خرید وفروخت چھوڑ دیا اور نماز
کو اٹھ کھڑے ہوے۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ یہ انھین لوگون مین سے
ہین جن کی شان مین اللہ تعالے نے فرمایا رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ اور یہ بھی معنے ہو سکتے ہین کہ بیع و تجارت مین وہ تعلق قلبی جو
خداوند عالم سے ہرگز نہین ہوتا بلکہ دل بہ یار دست بکار کا مقولہ اُن پر صادق
آتا ہے **حکایت** ایک شخص نے کسی بزرگ سے کپڑا خریدا پھر اُسمین ایک عیب
نظر آنے سے واپس کر دیا۔ وہ بزرگ رونے لگے۔ مشتری نے کہا۔ آپ رنجیدہ
کیون ہوتے ہین کہیے تو مین واپس لے لیتا ہون۔ فرمایا مال کے واپس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۷) اپنی اپنی صحیح مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
کوئی تم مین سے مسجد مین داخل ہو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور کہے اَللّٰهُمَّ
اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ یعنے الٰہی مجھے شیطان مردود سے محفوظ رکھ الخ یہ تفسیر ابن
کثیر سے منقول ہے اور یہی روایات درمنثور مین بھی موجود ہین۔ اور یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ فی بیوت سے مراد بیوت انبیاء کرام ہین (درمنثور از ابن مردویہ) اگر اس تاویل کے
لحاظ سے اجسام مومنین کاملین لئے جائین تو ہوسکتا ہے۔ پھر انکی تعظیم بھی چاہیے۔ مولانا نے خوب فرمایا ہے

ابلہان تعظیم مسجد می کنند	در جفائے اہل دل جد می کنند
آن مجاز است این حقیقت اے خران	نیست کعبہ جز درون سروران

ہونے سے نہین روتا ہون۔ بلکہ مجھے میرے نیک اعمال سے خوف ہو رہا ہے کہ اگر
اسمین بھی ایک عیب ہو تو کہین اسی طرح واپس نہ کر دے جائین۔ رجال
فرمانے مین اُنکی مردانگی ہمت کی طرف اشارہ[1] ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ مساجد
مردون کے لئے ہین اور عورتون کے واسطے مسجدین اُن کے مکان ہین۔
چنانچہ احادیث[2] مین اسکی تصریح ہے پھر فرمایا کہ مردانِ خدا اُس دن سے ڈرتے

---

[1] جیسے ایک اور جاسے فرمایا رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ یعنے مومنوں مین سے وہ
مرد ہین جنھون نے اللہ تعالے سے جو وعدہ کیا تھا سچا کر دیا۔ [2] عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی نماز اپنی کوٹھری مین بہ نسبت گھر مین پڑھنے
سے بہتر ہے اور عورت کی نماز بہ نسبت کوٹھری مین پڑھنے کے مخدع مین (یعنے وہ جگہ جہان خزانہ
چھپاتے ہین) افضل ہے (ابن کثیر از ابی داؤد) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتونکی
سب سے بہتر مسجد اُن کے گھرون کے گوشے ہین (ابن کثیر از امام احمد) اور ابو حمید ساعدی
کی بی بی رضی اللہ عنہا نے اگر عرض کی کہ یا رسول اللہ مین آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہون
فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تو میرے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنا پسند کرتی ہے اور تیری نماز تیری
کوٹھری مین بہتر ہے بہ نسبت تیرے حجرے کے۔ اور تیرے حجرہ مین تیری نماز بہتر ہے بہ نسبت تیرے
دار کے۔ اور تیری نماز تیرے دار کی بہتر ہے بہ نسبت تیری قوم کی مسجد کے۔ اور تیری نماز تیری قوم
کی مسجد مین بہتر ہے تیری نماز سے میری مسجد مین۔ پس اس عورت نے اپنے گھر کے بالکل گوشہ مین

عورتون کی مسجدین ان کے مکان ہین۔

ہین کہ جس مین دل اور آنکھین مضطرب ہون گے۔ اور یہ ذکر وشغل اسی لئے کرتے تھے تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے اعمال سے بہتر ثواب دے۔ یہ وہی لوگ ہین جن کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۹) اپنی ایک مسجد بنائی اس مین اللہ کی قسم نماز پڑہا کرتی یہان تک کہ اُسنے وفات پائی (ابن کثیر از امام احمد) اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عورتین مسجد مین نماز کے لئے جایا کرتی تھین۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو اللہ تعالےٰ کی لونڈیون کو اللہ تعالیٰ کی مسجد سے نہ روکو (بخاری ومسلم) بعض روایت مین زاید ہے کہ اور اُن کے گھر اُن کے واسطے بہتر ہین (ابن کثیر از امام احمد وابو داؤد) حضرت ام المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مومنون کی عورتین نماز فجر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حاضر ہوا کرتین پھر لوٹتین تو اپنی چادرون مین لپٹی ہوی کہ اُن کو اندہیرے کی وجہ سے کوئی نہین پہچانتا تھا (بخاری ومسلم) اب بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا جو فیصلہ فرماتی ہین قابل سماعت ہے لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ یعنے اب جو عورتون نے نئی چالین نکالی ہین اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ تک ہوتے تو ضرور اُن کو مساجد سے منع کر دیتے جیسے بنو اسرائیل کی عورتین منع کر دی گئی تھین (ابن کثیر از بخاری ومسلم)۔

سلہ یا عین قلوب وابصار متغیر ہوجاینگے جسطرح دوسری جاے فرمایا وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔ یا یہ کہ اُنکے حالات منقلب ہوجاینگے۔ پس قلوب جو چیز کہ نہین سمجھتے تھے (یعنی ایمان وامور آخرت) سمجھین گے۔ اور آنکھین جو چیز کہ نہین دیکھتے تھے (یعنی امور آخرت) دیکھین گے۔ گویا کہ وہ شک وغفلت سے یقین ومعاینہ کی طرف لوٹ جاینگے ۱۲۔

عورتون کا مسجد مین نہ جانا۔

39 حسنات مقبول اور سیئات معاف ہو جائینگے۔ اور ان کو اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دیگا۔ اور اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔ بعد بیان انوار اہل ایمان کافرون کی بدبختی اور اُنکی اندھیرون کا بیان فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ

يَحْسَبُهٗ نافع و مکی و بصری و کسائی سا کن سین سے

اور جو لوگ کہ کافر ہین اُن کے اعمال مانند سراب کے ہین جو ایک میدان مین ہو۔ پیاسا اُس کو پانی خیال کرتا ہے۔ یہان تک کہ جب اُس کے پاس آیا تو اُسکو کچھ بھی نہ پایا اور اللہ کو اپنے پاس پایا۔ پھر اللہ نے اُسکو پورا پورا اُسکا حساب چکا دیا۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ یہ مثال یہود و نصاریٰ اور منافقین کی ہے کہ اُس کافر نے دنیا مین عمل کیا اور ثواب کا امیدوار رہا جب حشر کے میدان مین آیگا اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل ہوگا تو نہایت ہی حسرت و غم ہوگا۔ تو ایسے شخص کا حال اُس پیاسے سے مشابہ ہے جو شدت سے پیاسا تھا

سراب۔ اس کے اصل معنی جاری کے ہین اور وہ ایسی شے ہے کہ جنگل مین دوپہر کے وقت آفتاب کی چمک سے پانی کی طرح بہتی نظر آتی ہے۔ جسکو پیاسا پانی گمان کرتا ہے (بیضاوی) قیعۃ۔ معنے مین قاع کے یعنے زمین ہموار (بیضاوی) ابن کثیر کہتے ہین کہ جمع قاع ہے اور جار مجرور متعلق کائن محذوف کے ہے۔ اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس یقول ارض مستویۃ (در) ۱۲

اور اوس کو اپنی جان بچانے کی فکر تھی کہ یکایک اُس نے دور سے سراب دیکھی
اور سمجھا کہ وہ بہت سا پانی ہے۔ اسی امید پر اُس تک پہونچا وہان کچھ بھی نہ پایا۔ اسوقت
اُسکی حسرت وغم کا کیا بیان ہو سکتا ہے یہ مثال اُن کافرون کی تھی جو جہلِ مرکب
مین گرفتار ہین۔ اب اُن کافرون کی مثال بیان فرماتا ہے جو جہلِ بسیط اور
محض تقلید مین گرفتار ہین۔ اَوْ[1] كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ
مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ
لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ یا جیسے
اندھیریان جو گہرے دریا مین ہون کہ ڈھانپتی ہے اُس (دریا) کو موج جس کے

سَحَابُ ظُلُمٰتٍ بزی ساتھ اضافۃ سَحَابُ ظُلُمٰتٍ قنبل۔

[1] لفظ اَوْ تخییر کے لیے ہو یعنے اختیار ہے کہ ان دو مثالون مین سے کسی سے بھی تشبیہ دیجائے
یا یہ کہ اُن کافرون کی اعمالِ حسنہ کا بسبب نافع ہونے سے سراب کے جیسے ہین۔ یا یہ کہ نورِ حق
نہ ہونے کے سبب ظلمات سے مشابہ ہین۔ یا شاید لفظ اَوْ تنویع کے لیے ہو یعنے بعضے عمل (جو
اُن کے زعم مین اچھے ہین) مثلِ سراب ہین۔ اور بعضے جو قبیح ہین مثلِ ظلمات ہین۔ یا شاید اَوْ
دو وقت کے اعتبار سے تقسیم کے لیے ہے۔ یعنے دنیا مین تو مثلِ ظلمات اور آخرت مین مشابہ سراب
ہے (بیضاوی) لُجِّيٍّ بحر کی صفت ہو۔ يَغْشٰهُ دوسری صفت ہو۔ لجی گہرا اور بہت پانی۔ اور
یا بسبب ہے ظُلُمٰتٌ ای هٰذِهٖ یعنے مبتدا مقدر ہو۔ ظلمتِ بحر اور ظلمتِ امواج اور ظلمتِ سحاب
لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ای لم یقرب ان یراها۔ ونفی القرب من الرؤیة ابلغ من نفی الرؤیة نفسها (نیشاپوری)

مومنان از تیرگی دور آمدند	لاجرم نورٌ علیٰ نور آمدند
کافر تاریک دل را فکر تست	حال کارش ظلمت اندر ظلمت است

اندھیریان کافرون کے اعمال ہین جو فساد و ضلالت سے پر ہین۔ گہرا دریا[1] کافر کا دل ہے جو عمل کرتا ہے اسی قلب کے ارادہ سے جس مین جہالت سما گئی اور جس پر حیرت و ضلالت چھا گئی جس طرح گہرے دریا پر موج پر موج آتی ہے اور سب کے اوپر ابر چھایا ہوا ہے۔ اسی طرح اس کافر کے دل اور کانون اور آنکھون پر مہر لگی ہوی ہے اور جہالت کے پردے پڑے ہوے ہین اب حق تعالےٰ اپنی قدرت کے آثار ذکر فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ٥ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ٥ کیا (اے مخاطب) تو نے نہین دیکھا کہ جو آسمانون اور جو زمین مین ہین اور پرندے[2] پر پھیلا کر اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہین۔ ہر ایک

[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے قریب قریب مروی ہے (تفسیر ابن جریر)۔ صٰٓفّٰتٍ الصف البسط۔ صافات ای باسطات اجنحتہا فی الھواء (روح البیان)۔ [2] پرندون کو خاص طور سے اسلئے بیان فرمایا کہ اکثر وہ زمین و آسمان کے درمیان اڑتے رہتے ہین۔ ۱۲

مومنان از تیرگی دور آمدند ÷ لاجرم نورٌ علےٰ نور آمدند

کافر تاریک دل را فکر نیست ÷ حال کارش ظلمت اندر ظلمت است

اندھیریان[1] کافرون کے اعمال ہین جو فساد و ضلالت سے پُر ہین - گہرا دریا
کافر کا دل ہی جو عمل کرتا ہے اُسی قلب کے ارادہ سے جس مین جہالت سما گئی
اور جس پر حیرت و ضلالت چھا گئی جس طرح گہرے دریا پر موج پر موج آئی
ہے اور سب کے اوپر ابر چھایا ہوا ہے - اسی طرح اس کافر کے دل اور
کانون اور آنکھون پر مہر لگی ہوی ہے اور جہالت کے پردے پڑے ہوے
ہین اب حق تعالےٰ اپنی قدرت کے آثار ذکر فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ
يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ[2] ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ
وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ کیا (اے مخاطب) تو نے نہین دیکھا کہ جو آسمانون اور
جو زمین مین ہین اور پرندے[3] پر پھیلا کر اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہین - ہر ایک

[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے قریب قریب مروی ہے (تفسیر ابن جریر) - [2] صٰفّٰت - الصف
البسط - صافات ای باسطات اجنحتها فی الھواء (روح البیان) - [3] پرندون کو
خاص طور سے اسلیئے بیان فرمایا کہ اکثر وہ زمین و آسمان کے درمیان اُڑتے رہتے ہین - ۱۲

اپنی نماز اور اپنی تسبیح (کے طریقون) کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہین اللہ

اُس سے واقف ہے۔ اور بادشاہت آسمانون کی اور زمین کی اللہ ہی کے

لیئے ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ تعالے آگاہ

فرماتا ہے کہ اُسکی تسبیح[ل] ملائکہ و انسان و جن و حیوان یہان تک کہ پتھر اور جمادات

بھی کرتے ہین۔ چنانچہ دوسرے جاے فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ۔

غرض ہر ایک نے اللہ تعالے کے الہام اور اُس کے سکھلانے سے اپنی

بندگی کے طریقون کو جان لیا ہے اور اُسی کے موافق ہر ایک عبادت کرتا ہے

اور اللہ تعالی ہی اُس کی تسبیح کو خوب جانتا ہے۔ اسی لئے فرمایا وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ

بِمَا یَفْعَلُوْنَ پھر فرمایا کہ اُسی کے لئے آسمانون کی اور زمین کی بادشاہت

ہے۔ وہی حاکم و متصرف ہے۔ عبادت بھی اُسیکو سزاوار ہے۔ اور قیامت

کے دن اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اُس دن جو چاہیگا حکم کریگا۔ دنیا

و آخرت کی حکومت اُسی کو ہے پھر قدرت کی دوسری دلیل بیان فرماتا ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی

[ل] یعنے اس بحث کو کہ یہ تسبیح حالی ہے یا تسبیح قالی سورۂ بنی اسرائیل آیت وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ صفحہ ۱۲۴

مین بیان کیا ہے۔ یزجی۔ ای یسوق۔ تزجی السحاب۔ والبقرۃ تزجی ولدها ای تسوقہ (مختار) رکاما۔ رکم الشیء اذا جمعہ

والقی بعضہ علی بعض و بابہ نصر و ارتکم الشیء و تراکم اجتمع و الرکام الرمل المتراکم والسحاب و نحوہ (مختار) ۱۲

يُنَزِّلُ کی اور تبصری اباب افعال سے

الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ

ودق۔ الودق المطر وبابہ وعد (مختار) خلالہ۔ الخلل الفرجۃ بین الشیئین۔ والجمع خلال کجبل وجبال (مختار) من السماء۔ بعضے نحوی کہتے ہین کہ اس آیت مین پہلا لفظ مِن ابتدائے غایت کے لئے ہے اور دوسرا تبعیض کے لئے ہے اور تیسرا بیان جنس کے لئے ہے۔ یہ کلام اُن مفسرون کے قول پر ہے جو کہتے ہین کہ آسمان مین اولون کے پہاڑ ہین جس سے اللہ تعالی یہ اولے برساتا ہے۔ اور جنہون نے کہا کہ جبال کنایہ ابر سے ہے تو اُن کے پاس یہ دوسرا مِن بھی ابتدائے غایت کے لئے ہے لیکن یہ دوسرا مِن پہلے مِن سے بدل ہے واللہ اعلم (ابن کثیر) فلاسفہ مین یہ مشہور ہے کہ ابخرہ جب اوپر چڑھے اور اُن کے بیچ مین کوئی حرارت نہ سمائی جس سے وہ تحلیل ہو جاتے بلکہ بخارات اوپر کے سرد طبقہ ہوائی مین پہونچے اور وہان قوی ٹھنڈک پہونچی تو مجتمع ہو کر سحاب ہو گئے پھر اگر شدید ٹھنڈک نہ پہونچی تو مینہ برسنے لگتا ہے اور اگر شدید سردی پہونچی پس اگر مجتمع ہونے سے پہلے بخاری اجزا کو پہونچی تو برف گرتا ہے ورنہ وہ اولا گرتا ہے اور کبھی ہوا بہت سخت سرد ہو جاتی ہے تو وہ خود منقبض ہو کر بادل بنجاتی ہے اور اس سے مینہ یا برف گرتا ہے پھر جسقدر یہ امور بیان کئے گئے تو یہ معلومات ہین پس ضرور ہے کہ ہر ایک کا وجود کسی علت کی طرف مستند ہو۔ اور وہ علتین سب ناقص ہین سوائے ارادۂ الٰہی عز و جل کے کیونکہ دلیل قائم ہو چکی کہ جو حوادث پیدا ہوتے ہین اُنکو اپنے محل و وقت پر اختصاص دینے والی کوئی چیز نہ سوائے ارادۂ حضرت حق عز و جل کے نہین ہے کہ وہی موجب ہے پس وہی اپنے ارادہ و قدرت سے خواہ مینہ بنا کر برساتا ہے۔ خواہ اولا بنا کر گراتا ہے (بیضاوی)

سنا برقہ۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ضوء برقہ۔ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم (در)

اللہ الیل والنہار ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار ۔ کیا اے مخاطب)

تو نے نہین دیکھا کہ بے شک اللہ ابر کو چلاتا پھر اُسکو (بعد جدا ہونے کے) جمع کر دیتا

پھر اسے تہ بتہ کرتا ہے پھر تو مینہ کو دیکھتا ہے کہ اُس مین سے برستا ہے۔ اور آسمان ل

سے یعنے پہاڑون سے (کنایہ ابر سے ہے) جس مین اولے ہین (اولے) برساتا

ہے۔ پھر اُسکو جس پر چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اُسے ہٹا دیتا ہے

اُس (ابر) کی بجلی کی چمک قریب ہے کہ آنکھون (کی روشنی) کو دور کر دے۔

اللہ رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ بے شک اُس مین آنکھون والون کے لئے

عبرت ہے۔ یعنے ابر کا چلانا پھر اُس کے متفرق ٹکڑون کو ایک ٹکڑا بنا دینا پھر اُس کو

تہ بتہ کر دینا پھر اُس ابر کے درمیان سے پانی کا برسانا جس طرح کہ اے مخاطب

ل اور آسمان کیطرف سے جس مین اولون کے پہاڑ ہین بعض اولے برساتا ہے۔

ل والمفعول محذوف ای بردا ۔۱۲ ؎ تاویل۔ اللہ تعالے اُس ابر متفرق کو جو معاصی اور اخلاق ذمیمہ سے پیدا ہوتا ہے چلاتا ہے۔ پھر اُسکو ایک جا کر کے تہ بتہ کر دیتا ہے پھر اُس ابر کے درمیان سے توبہ کی بارش برساتا ہے۔ اور آسمان قلب سے جو قساوت سے پر ہے قہر حق اُتارتا ہے۔ تو وہ قہر کے اولے اہل شقاوت مین سے جس کو چاہتا ہے پہنچاتا ہے۔ اور اہل سعادت کو اُس سے بچا لیتا ہے۔ وہ قہر کی بجلی کی چمک قریب ہے کہ بصائر کو لیجائے۔ اور کسی کی شب معصیت کو روز طاعت سے بدلتا ہے۔ اور کسیکے نہار طاعت کو شب معصیت سے بدل دیتا ہے۔ اس تقلیب مین عقل والون کے لئے عبرت ہے۔ تا آثار لطف وقہر کو مشاہدہ کرین مختصراً (تاویلات نجمیہ) ۱۲

تو دیکھتا ہے (یہ نہین فرمایا کہ اصل مین اسی طرح ہے - بلکہ تو اُسکو دیکھکر قدرت الٰہی سمجھ - یہی تیرے لئے کافی ہے - اور ہر شے کی حقیقت تلاش کرنے مین اپنی اوقات ضایع نہ کر) پھر فرماتا ہی کہ ہم کسی پر اولے برسا دیتے ہین تو اُسکی کھیتی اور پھل اور چھار سب خراب اور برباد ہو جاتے ہین - اور کسی کو اس مصیبت سے بچا لیتے ہین پھر اپنی لطیف حکمت کو بیان فرماتا ہے کہ جس سے[1] پانی برستا ہی اُسی سے آگ بھی نکلتی ہے - یعنے بجلی چمکتی ہے اُسکی ایسی روشنی ہے کہ جس کے سامنے آنکھ جھپک جاتی ہے - اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی چمک[2] بینائیون کو لیجاتی ہے - پھر فرماتا ہے کہ اللہ تعالے ہی رات دن کو اُلٹا رہتا ہے کبھی دن بڑا رات چھوٹی اور کبھی رات بڑی - دن چھوٹا - بے شک ان سب امور مین عقلمندون کے لئے عبرت[3] ہی - یعنے جو لوگ اسباب کو مانتے ہین آخر وہ مسبب کو کیون نہین مانتے سارے اسباب کا مرجع وہی خالق ہے - جب توحید پر آثارِ علوی سے

---

[1] علمِ طب مین ثابت ہوا کہ نور باہم ایک دوسرے کی طرف منجذب ہوتے ہین اور چونکہ بجلی مین روشنی تیز ہے تو آنکھون کی روشنی اسی کے ساتھ منجذب ہو جانا کچھ بعید بات نہین - [2] یہ کمالِ قدرت ہے کہ آگ کے شعلے ابر پُر آب سے نکالتا ہے - فسبحان من یظهر الضد من الضد ۱۲ [3] العبرة الحالة التی یتوصل بها من معرفة المشاهد الی ما لیس بمشاهد (روح) ۱۲

45 استدلال فرمایا اب آثار سفلی کو بیان فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنْ
46 مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ
مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَقَدْ
اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اور
اللہ نے ہر جانور کو ایک پانی سے پیدا کیا۔ پھر ان میں سے کوئی اپنے پیٹ کے
بل چلتا ہے اور ان میں سے کوئی اپنے دونوں پیروں کے بل چلتا ہے اور ان
سے کوئی چار (پیروں) کے بل چلتا ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔
بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بے شک ہم نے واضح آیتیں نازل کی
ہیں۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اللہ تعالے
کی قدرت تامہ ہے کہ ایک نطفہ سے انواع مخلوقات مختلف اشکال والوں
کے پیدا فرماتا ہے جن کے حرکات و سکنات بھی علحدہ علحدہ۔ سانپ وغیرہ
پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ انسان اور پرندے وغیرہ دو پیر پر چلتے ہیں۔
چارپائے اور دوسرے حیوانات چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ اس لئے فرمایا
کہ اللہ تعالے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ یعنے چار سے زیادہ پاؤں پر
چلنے والوں کو بھی پیدا کرتا ہے۔ جیسے کنکھجورہ وغیرہ اور بغیر نطفے کے بھی

خالقُ کلِّ
حمزہ و کسائی ساتھ اسم فاعل اور اضافت کے

مُبَیَّنٰتٍ
نافع و مکی و بصری و شعبہ ساتھ فتح یا کے

پیدا کرسکتا ہے جیسے حشرات الارض جو مٹی سے نکل پڑتے ہین۔ اسی لئے آخر
آیت مین فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پھر فرمایا کہ بے شک ہم نے واضح
آیات اُتار دین۔ کہ جس کو اہل عقل سمجھین اور اپنے خالق کو پہچانین۔ اور اللہ
ہی جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اب اس قدر
واضح نشانیون کے بعد بھی راہ ہدایت پر نہ آنے والے کافر یا منافق ہین۔
چونکہ منافقون کا اول درجہ تھا اس لئے اُن کا حال بیان فرماتا ہے وَیَقُوْلُوْنَ
اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
ذٰلِکَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ○ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ
بَیْنَھُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ وَاِنْ یَّکُنْ لَّھُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْہِ
مُذْعِنِیْنَ ؕ اَفِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ
عَلَیْھِمْ وَرَسُوْلُہٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ اور (منافق) کہتے ہین کہ ع ۱۰ الثلث ۱۲
ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور فرمانبردار رہے۔ پھر اُسکے بعد ایک گروہ

مذعنین۔ اذعن لہ خضع وذل (مختار) یحیف الحیف الجور والظلم وقد حاف علیہ من باب
باع (مختار) لے یہ آیت بشر منافق کے شان مین نازل ہوی (معالم) لے کل قوم کا ظاہر ایک
اور باطن ایک تھا۔ لیکن ایک فریق نے تو اُس باطنی حالت کو ظاہر بھی کردیا۔ جس سے معلوم
ہوگیا کہ جس قدر باقی ہین وہ بھی اُسی قسم کے ہین۔ ۱۲

اُن مین سے پھر جاتا ہے۔ اور یہ لوگ مومن نہین ہین۔ اور جب یہ اللہ اور اُسکے
رسول کی طرف بلائے جاتے ہین تاکہ وہ (رسول) اُن مین فیصلہ کرے تو
اُن مین سے کچھہ لوگ روگردانی کرتے ہین۔ اور اگر اُن کا حق (کسی پر) ہوتا ہے
تو رسول کے پاس مطیع بنکر چلے آتے ہین۔ کیا اُن کے دل مین بیماری ہے۔ یا
شک مین پڑے ہوے ہین۔ یا اسبات سے ڈرتے ہین کہ اللہ اور اُسکا رسول
اُن پر ظلم کریگا۔ (اللہ ورسول ظلم سے پاک ہین) بلکہ یہی لوگ ظالم ہین۔ یہہ
منافقون کا بیان ہے کہ جن کا ظاہر خلافِ باطن تھا زبان سے فرمانبرداری کا
اقرار کرتے۔ لیکن عمل اُس کے برعکس تھا۔ اسی لئے فرمایا کہ وہ مومن نہین ہین

ل۵ اس زمانہ مین بھی ایک فرقہ جدیدہ پیدا ہوا ہے جو ظاہر مین مسلمان کہلاتے ہین۔ لیکن دین
سے کام نہین جس طریق سے دنیا ملے وہی رنگ اختیار کرتے ہین۔ اور نبی کے معنی مصلحِ قوم۔
فرشتون سے انکار۔ وحی کی نئی تعریف یعنے فطرت کرتے ہین اور اسی طرح سیکڑون کفریات کے قائل ہین
چنانچہ سید احمد خان کی تفسیر (اور مرزا حیرت کا مقدمہ تفسیر القرآن) ان خرافات سے مملوہے
اور شبلی و حالی اُسی کے فضلہ خوار ہین۔ ل۵ یہ فرقہ دل سے منکرِ ایمان تہا۔ ہان اگر دل سے
اقرار ہو اور ظاہری اعضا سے گناہ ہوجائے تو وہ عاصی ضرور اس گناہ کو بُرا جانے گا تو
موافقت دلی مین فرق نہین آیا۔ ہان موافقت کا اثر جو اعضا پر ہونا تھا اُس مین قصور ہوا
لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اگر کفر کے اعمال مین مرتکب ہوجائے گا تو ظاہر مین اُس پر بھی کفر کا
فتوے دیا جائے گا۔ ۱۲

پھر نفاق کی واضح علامت بیان فرماتا ہے ۔ کہ اگر کسی کا حق اُن پر ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوتے ۔ اور سمجھہ جاتے کہ جو حق ہے وہی فیصلہ ہوگا ۔ اس لیئے کسی کافر کے پاس جاتے ۔ اور اگر اُن کا حق ہوتا تو حق رسی کی امید پر حاضر ہوتے ۔ یہ تو دین نہین بلکہ دنیا طلبی ہے ۔ پھر منافقون کا حال ذکر کیا کہ اُن کے دلون مین مرض نفاق ہے ۔ یا ان کو دین مین شک پیدا ہوگیا ہے ۔ یا اُن کو خوف ہے کہ اللہ و رسول صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے حق مین ظلم کرین گے ۔ غرض یہ کہ انکار کرنا اس لیئے تھا کہ یا تو ان مین خلل ہے یا یہ کہ حاکم مین خلل ہے ۔ تو ظاہر ہوگیا کہ انھین مین خلل ہے ۔ اسی لیئے فرمایا کہ اللہ و رسول تو ظالم نہین بلکہ وہی ظالم ہین ۔ مسئلہ جب حاکم کسی فیصلہ کے لیئے طلب کرے تو جانا چاہیئے ۔ ہان جو کسی گناہ کا حکم کرے تو اسکی اطاعت نہ کرے ۔ پھر اللہ تعالےٰ اُن مؤمنین کا حال بیان فرماتا ہے جن کے دل

لہ بعض مسلمان ایسے بھی ہین کہ جب شرع سے خود کو ضرر پہنچتا ہو تو قانون کی طرف رجوع کرتے ہین وہ اس آیت سے نصیحت لین ورنہ انھین منافقون مین انکا بھی حشر ہوگا ۔ سلہ طبرانی مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سلطان کی طرف بلایا گیا اور اُس نے قبول نہ کیا تو وہ ظالم ہے اِس کا کچھہ حق نہین (ابن کثیر) فقیر کہتا ہے کہ حاکم کی اطاعت کے لیئے بہت سی حدیثین ہین ۔ اللہ تعالی حاکمون کو شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر قایم رکھے ۔ خصوص شاہ دکن کو ۱۲

1 وزبان باہم موافق ہین۔ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥
2 وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ٥
مسلمانون کی گفتگو جب کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلائے جاتے
ہین تاکہ اُن مین (رسول) فیصلہ کردے یہی ہوتی ہے کہ کہتے ہین ہم نے سنا
اور اطاعت کی۔ اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہین۔ اور جو کوئی اللہ
اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اللہ سے ڈریگا اور اُس (کی
نافرمانی) سے بچیگا تو یہی لوگ مراد پانے والے ہین۔ یعنے مومنین اللہ تعالے
اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بسر وچشم خوشی سے قبول کرتے
ہین۔ اور فرمان برداری مین پورے اُترتے ہین۔ اسی لئے اُنکی شان مین
فرمایا کہ وہ کامیاب ہونیوالے ہین۔ یعنے جس سے اُن کو خوف ہو اس سے
دور رہین گے اور جو مراد ہو وہ حاصل ہو جاے گی۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ اللہ
ورسول کی اطاعت کرین گے یعنے خواہ فرایض وسنن ہون یا محرمات و
مکروہات۔ اور گزشتہ گناہون سے ڈرین گے اور آئندہ گناہون سے بچین گے
تو وہی لوگ مراد پانے والے ہین۔ یعنے ہر طرح کی بھلائی حاصل ہوگی اور

یَتَّقْهِ
قالون اور ہشام ایک وجہ سے ساتھ کسر قاف کے اور ورش و مکی و ابن ذکوان و خلف وکسائی ساتھ صلہ یا کے۔ یہی طریق ثانی ہشام و خلاد کا ہے بصری و شعبہ اور خلاد ایک وجہ سے ساتھ سکون ہا کے یعنے ساتھ کسرہ قاف و سکون ہا کے ۱۲۔

دنیا و آخرت میں ہر برائی سے نجات پائیں گے۔ پھر منافقون کا باقی حال بیان
فرماکے سچی اطاعت کا حکم فرماتا ہے وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ
لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ
وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ
الْمُبِينُ ○ اور (منافقون نے) اللہ کی سخت قسمیں کھائیں کہ (اے نبی)
اگر تم انھیں حکم دو تو بے شک وہ (لڑائی کے لئے) نکلیں (اے نبی) کہدو کہ
قسم نہ کھاؤ (تمھاری اطاعت) اطاعت ظاہری ہے۔ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو

جهد ایمانهم۔ منصوب علی الحالیۃ او ہو مصدر لاقسموا من معناہ او ہو مستقیم من جهد نفسه اذا بلغ وسعها ای اکدوا الایمان وشددوها
تولوا اصل میں تتولوا ہے تخفیف کیلئے ایک تا ساقط ہے۔ اور یہ فعل ماضی نہیں جس طرح بعض مترجمون نے
لکھا ہے۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ اگر فعل ماضی ہوتا تو بجائے علیکم ما حملتم وعلیہم ما حملوا ہوتا تھا۔ ما حُمِّل جو اثر
بوجھ رکھا گیا۔ اس میں ثقل و گرانی کی طرف اشارہ ہے۔ تبلیغ رسالت اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یہ دونوں ہی آسان نہیں ہیں۔ لہ لئن امرتہم بالخروج فی الغزو لیخرجن (ابن کثیر) ۱۲
ے قیل معناہ طاعتکم طاعۃ معروفۃ وقیل لیکن امرکم طاعۃ معروفۃ ای بالمعروف من
غیر حلف (ابن کثیر) یعنے کہ اگر تمھاری اطاعت ہو تو بطور معروف ہو۔ جیسے مومنین بغیر حلف و قسم کے
کرتے ہیں اور بعض نے کہا طاعۃ معروفۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر من قسمکم یعنے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت معروف ادا کرنا یہ تمھاری قسم کھانے سے بہتر ہے بعض نے کہا ہذہ طاعۃ
معروفۃ یعنی یہ طاعت تو ایسی چیز ہے کہ تم ہو یا کوئی مومن معروف ہو جاتی ہے چاہے وہ کسیقدر اسکو چھپائے۔ طبرانی کی روایت میں
حضرت عثمان سے ہے کہ بندہ کیسا ہی کوئی کام چھپا کے کرے اللہ تعالیٰ اسکو مشہور کر دیتا ہے (خواہ وہ برا کام ہو یا اچھا) ۱۲

اللہ اُس سے خبردار ہے۔ (اے نبیؐ) کہو کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی
اطاعت کرو۔ پھر اگر تم روگردانی کرو تو نبی پر وہی چیز ہے جو اُن (کے ذمہ)
پر رکھی گئی (یعنے تبلیغ احکام الٰہی) اور تم پر وہ چیز ہے جو تمھارے (ذمہ) پر
رکھی گئی ہے۔ (یعنے تعمیل احکام الٰہی) اور اگر تم رسولؐ کی فرمانبرداری کروگے
تو راہ پاؤگے۔ اور رسول کے ذمّہ تو صرف (حکم خدا) صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔
یہ دوسرا فریب منافقون کا ذکر فرمایا کہ منافق قسم کھا کھا کے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے کہتے ہین کہ اگر حکم دیجیے تو ابھی جہاد کے لیے نکلین۔ ارشاد ہوتا ہے
کہ اے نبی کریمؐ تم کہدو کہ قسمین نہ کھاؤ کہ یہ تمھاری اطاعت تو معلوم ہو چکی
کہ صرف قولِ بے عمل ہے اور جب تم نے قسم کھائی تو جھوٹی۔ اللہ تعالے
تمھارے اعمال سے خبردار ہے۔ اُس سے کون سی شے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔
ہان تم اپنی جھوٹی قسمون سے مخلوق کو دہوکا دے سکوگے۔ لیکن جو تمھارے
ظاہر و باطن سے آگاہ ہو اُس کے آگے تمھاری فریب دہی نہین چل سکتی۔

لہ ایک دوسرے جا فرمایا یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ لِتَرْضَوْا عَنْھُمْ الآیہ یعنے تمھارے لیے
قسمین کھاتے ہین کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ۔ اور فرمایا اِتَّخَذُوْا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً الآیہ
یعنے انھون نے قسمون کو اپنی ڈھال بنا لیا ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ و رسول کی اطاعت کرو یعنے کتاب الٰہی اور سنتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر چلو۔ پس اگر تم منہ موڑو اور راہِ شریعت کو چھوڑ دو تو رسول پر صرف تبلیغ رسالت اور ادائے امانت ہے۔ اور تم پر وہ ہے جس کے تم ذمہ دار بنائے گئے ہو۔ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے اطاعت کرنا۔ اور اگر تم رسول کا کہا مانوگے تو ہدایت پاؤگے۔

اور جو جس قدر متابعت مین کامل ہوگا اُسی قدر مکاشفات و مشاہدات مین کمال حاصل کریگا۔ اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احکامِ الٰہی صاف طور سے پہنچاتے ہین۔ اور اس دین کی اشاعت کرنا خداوند عالم کے ذمہ ہے چنانچہ وہ وعدہ فرماتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اُسْتُخْلِفَ شعبہ سابقہ ضم تا اور کسر لام کے اور ابتدا مین ساتھ ہمزہ وصل مضموم ہوگی۔ ۱۲

وعد اللّٰہ الآیہ۔ امام احمد نے اپنے مسند کے تئیں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب یہ آیت اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کو بلندی و رفعت اور دین و نصرت اور زمین مین حکومت کی بشارت دیگئی۔ تو جو کوئی انمین سے آخرت کا کام دنیا کے واسطے کریگا تو اُسکو آخرت مین کچھ حصہ نہوگا (ابن کثیر)

(در) ليستخلفنهم۔ وهو جواب قسم اى ليجعلنهم خلفاء۔ فالمفعول محذوف ودل عليه جواب القسم اى استخلافهم لان وعد يتعدى بمفعولين۔ تقديره وعدهم الله واقسم ليستخلفنهم۔ او الوعد في تحققه منزل منزلة القسم۔ كما استخلف۔ ما مصدرية۔ وهو صفة لمحذوف اى استخلافا مثل استخلافهم

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ

اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

الْفٰسِقُوْنَ ۝ جو لوگ تم مین سے ایمان لائے اور نیک کام کئے اُن سے

اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ اُنھین ضرور زمین مین خلیفہ بنائیگا جیسا کہ اُن لوگونکو

(حاشیہ: وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مکی و شعبہ یسانہ سکا ہت با تخفیف دال کے ابدال سے ۔ ۱۲)

ولیمکنن - اصلہ جعل الشئ فی مکان ثم استعمل فی لازمہ وھو التثبیت والمکنۃ (منہ)

ؔ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعدہ ہے

کہ آپ کی امتِ مرحومہ کو اس حالتِ خوف و تنگی مین نہ چھوڑین گے ۔ بلکہ زمین پر خلیفہ کرین گے

یعنے لوگون پر سردار و حاکم کرین گے اُن کے ذریعہ سے زمین کو آباد و عدل سے معمور کرین گے۔

اور لوگ انھین کے مطیع ہون گے ۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا و للہ الحمد والمنۃ چنانچہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرمانے سے پہلے مکہ و خیبر و بحرین و یمن و طائف و باقی

جزیرۂ عرب فتح ہو گئے اور آپ نے مجوس ہجر اور بعض اطرافِ شام سے جزیہ وصول کیا ۔ اور

بادشاہِ روم و بادشاہِ مصر و اسکندریہ و بادشاہ عمان و نجاشی حبشہ نے آپ کو ہدیے بھیجے اور

اصحاب رضی اللہ عنہم بھی کامل ہو چکے تھے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دارِ آخرت کو اختیار

کیا ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو وہان کی مسندِ کرامت پر بلا لیا ۔ پھر جب آپ نے انتقال فرمایا تو امر

خلافت پر آپ کے اصحاب مین سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قائم ہوئے اور جزیرۂ

عرب فتح کیا اور فوراً لشکرون کو بلادِ فارس کی طرف بسرداری خالد بن الولید (سیف اللہ) اور دوسرا لشکر

بسرداری حضرت ابو عبیدہ امین الامۃ (سپہ سالار) مع دیگر امراء کے بجانب شام اور تیسرا لشکر بسرداری

خلیفہ بنایا جو اُن سے پہلے تھے اور ضرور اُن کے لئے اُن کے اس دین کو

فتوحات خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۷) عمرو بن العاص بجانبِ مصر روانہ کیا پھر لشکرِ اوّل نے ایک ٹکڑا عراقِ فارس سے فتح کیا اور آپ کی حیات مین لشکرِ شام نے بصرہ و حران و دمشق اور اسکے اطراف کو فتح کر لیا اور سلسلہ فتح قایم ہو گیا تو اللہ تعالے نے آپ کو دارِ کرامت مین بلالیا اور آپ کو الہام فرمایا تو آپ نے حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کر دیا یہ بہت بڑا احسانِ الٰہی تھا کہ اس فاروقِ اعظم مین وہ کمالِ عدل اور قوتِ سیرت اللہ تعالے نے بعد انبیا علیہم السلام کے رکھی کہ انکا مثل دیکھا نہین گیا اور آپ کے زمانہ مین تمام بلادِ شام و بلادِ مصر اور اکثر اقلیم فارس فتح ہو گئے۔ اور بادشاہِ فارس جسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی چاک کیا تھا شدت سے خوار ہوا اور پریشان و آوارہ اپنی مملکت کے ایک گوشہ مین پناہ گیر تھا اور شاہِ روم بھاگ کر قسطنطنیہ چلا گیا اور خلیفۂ عادل فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام اُن کافرون کے خزانے اللہ تعالے کی راہ مین خرچ کر دیئے جیسا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بارہا اسکا وعدہ فرمایا تھا۔ پھر جب آپ کے بعد

فتوحات خلیفۂ ثالث رضی اللہ عنہ

خلیفہ برحق حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ ہوئے تو اسلام کی شوکت اس انتہا کو پہونچی جسکی خبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی کہ اللہ تعالے نے میرے واسطے زمین لپیٹ دی مینے جہان تک دیکھ لی وہان تک میری امت کا ملک عنقریب پہنچیگا تو بلادِ مغرب مین اندلس و قبرص و قیروان و سبتہ تک کہ آگے بحرِ ظلمات ہے پہونچ گیا اور جانب مشرق مین کسرےٰ کو قتل کر ڈالا اسکی سلطنت برباد کر دی اور خراسان و اہواز و بلخ تک پہونچ گئے اور مسلمانون نے ترک سے سخت قتال کیا اور خاقانِ چین خوار ہوا اور مشرق و مغرب سے خراج حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے حضور مین پیش ہوا اور یہ آپ کی برکت تھی کیونکہ آپ اللہ تعالے عز وجل کی کتاب پاک کے جمع کرنے اور درس و تلاوت و حفظ و محافظت پر مشغول تھے اور اہلِ ایمان و جماعتِ مؤمنین اللہ تعالے کی

جسے اُن کے لیۓ پسند فرمایا ہے مضبوط کردیگا اور اُنھین اُن کے خوف کے بدلے

مین امن عنایت فرماۓ گا۔ وہ میری عبادت کیا کرین گے اور میرے ساتھ

کسی کو شریک نہ کرین گے۔ اور جو کوئی اس کے بعد ناشکری کریگا تو وہی لوگ

فاسق ہین۔ اللہ تعالے نے مؤمنون سے وعدہ کیا کہ تمھارے ایمان والون

نکوکارون کو زمین پر خلیفہ اور بادشاہ کریگا جس طرح بنی اسرائیل کو جو اُنکے

پہلے تھے خلیفہ بنایا تھا۔ اور اُن کے دین کو ضرور قوت کے ساتھ متمکن اور ثابت

کردیگا اور خوف کے بعد امن دیگا۔ اسی حالت پر بے خوف وخطر وحدہ لاشریک

کی عبادت کرتے رہین گے پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے وہ فاسق ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۸) عبادت وریاضت مین اور جہاد وطاعت مین قائم تھے وہ دنیا کو

وبال اور آخرت کو منزل جانتے تھے اور دنیوی زندگی کو واسطے سامان آخرت کے پسند کرتے تھے۔

اور اُنکی خواہشین اس دارِ محنت کی راحت وآسایش کی طرف نہ تھین فقیر کہتا ہے کہ پھر مولا علی رضی اللہ

عنہ خلیفہ ہوۓ اور حسبِ فرمان مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم خلافت تیس سال مین ختم ہو گئی۔

اس تفصیل سے کہ خلافتِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال۔ خلافتِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دس سال

خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بارا سال۔ خلافتِ حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ چھ سال۔ لوگون نے

مولا علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کی کہ آپ کے وقت مین ترقیِ اسلام جسطرح چاہیے نہ ہوئی اسکا کیا سبب ہے

فرمایا کہ مین اُن خلفا کا مشیر اور بازو تھا اور میرے مشیر تم جیسے لوگ ہین تو اب کسطرح ترقی ہوگی - ۱۲

بعض سلف نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اللہ تعالیٰ کی کتاب
میں ہے اور یہی آیت پڑھی،، فقیر کہتا ہے کہ للہ الحمد یہ پیشین گوئی خلفاء راشدین
سے پوری ہوئی۔ اور معجزہ قرآنی ظاہر ہوگیا۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ 24
وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی 24
الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ اور (اے مسلمانو) نماز پڑھو اور
زکوٰۃ دو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (اے مخاطب) تو
کافروں کو زمین میں (ہمارے) عاجز کرنیوالے نہ سمجھ (بلکہ ہم سب پر غالب ہیں)
اور انکا ٹھکانا آگ ہے۔ اور البتہ وہ بری جگہ ہے۔ اس آیت میں عبادت خالق
(یعنے نماز) اور شفقت و نفع رسانی (یعنے زکوٰۃ) کا حکم فرمایا۔ اور طاعت نبوی
سے رحمت الٰہی نازل ہونے کی خبر دی چنانچہ دوسری آیت میں صاف طور سے
فرمایا اولٰئک سیرحمہم اللہ الآیہ۔ پھر فرماتا ہے کہ کفار کسی طرح اسلام کو مٹا
نہیں سکتے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ ایک گروہ

لا تحسبن نافع و مکی و بصری و کسائی ساتہ کسر سین کے لا یحسبن شامی و حمزہ ساتہ یا و فتح سین کے۔ بصیغۂ غائب۔

[1] ابن کثیر۔ [2] صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے میرے
واسطے زمین لپیٹ دی۔ میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔ پس قریب میں میری امت کا ملک جسقدر میرے لئے
زمین لپیٹ دی گئی تھی وہاں تک پہنچ جائیگا (ابن کثیر) [3] صحیحین میں کی وجہ سے (ابن کثیر) ۱۲

میری اُمت سے حق پر مظفر و منصور رہے گا جو اُنکی مخالفت کرنا چاہے وہ اُن کو
کچھ ضرر نہ پہنچا سکے گا یہان تک کہ اللہ کا حکم آئے۔ اور وہ اسی حال پر رہینگے
یہان تک کہ دجال سے مقاتلہ کرین گے۔ جو آیت کہ ابتداء سورت مین استیذان
کے متعلق گذری اُس مین غیرون کے لئے اجازت طلب کرنیکا حکم تھا اور اب
متعلقین کو اور لڑکون کو استیذان سکھلاتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ
مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ
صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ۫ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ وَ لَا عَلَیْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ

ثلٰث — شعبہ وحمزہ وکسائی سا... نصب تار کے بدلے — ثلث مرات سے - تو اسمین وقف نہین ہے یا ساتھ فعل مقدر کے منصوب ہے ۱۲-

الحلم۔ الحلم بضم اللام وسکونها مایراه النائم وقد حلم یحلم بالضم حلما وحلما۔ واحتلم
ایضا (مختار) یہان بلوغ کو احتلام سے تعبیر ہوی ہے کیونکہ یہ اُسکی قوی دلیل ہے۔ من الظهیرة۔ و
الظهیرة الهاجرة۔ وهو نصف النهار عند اشتداد الحر (مختار) یہ حین کا بیان ہے یعنی بسبب
دوپہر کی گرمی کے تم کپڑے رکھدیا کرتے ہو۔ ثلث عورات۔ ای اختلالات فی التستر والتحفظ
لکم۔ واصل العورة الخلل ومنها اعور المکان ای اختل حاله۔ ورجل اعور اذا بدا فیه خلل۔
وسمیت هذه الاوقات عورات لان الانسان یضع فیها ثیابه فربما تبدو عورته۔ اعراب کے
لحاظ سے ثلث مبتدا مقدر کی خبر ہے جس کے بعد مضاف بھی ہے اور یہ مضاف الیہ اُس کے قائم مقام
ہوگیا ہے ای هی اوقات۔ یا یہ خود مبتدا ہے اور اُسکا مابعد اُسکی خبر ہے۔ بعدهن۔ ای
بعد هذه الاوقات الثلاثة ۱۲-

طوّافون علیکم بعضکم علیٰ بعض کذٰلک یبیّن اللّٰہ لکم الاٰیٰت واللّٰہ
علیم حکیم ○ واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن
الذین من قبلھم کذٰلک یبیّن اللّٰہ لکم اٰیٰتہ واللّٰہ علیم حکیم ○ ۱۵

ایمان والو تمھارے مملوک اور تم مین سے وہ لوگ جو حدِّ بلوغ کو نہین پہنچے
(دن رات مین) تین مرتبہ اجازت طلب کیا کرین۔ فجر کی نماز سے پہلے اور
دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اتار کر رکھتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد (یہہ) تین
(وقت) تمھارے بے پردگی کے ہین۔ بعد ان (اوقات کے) نہ تمپر اور نہ اُنپر
کچھہ گناہ ہے کہ تم مین سے ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہو۔ اسیطرح
اللہ اپنی آیتین تمھارے لئے بیان فرماتا ہے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا
ہے۔ اور جب تم مین سے لڑکے حدِّ بلوغ کو پہونچ جائین تو اُن کو چاہیے
کہ اسیطرح اجازت لیا کرین جسطرح اُن کے اگلے (یعنے بالغ اجازت لیا کرتے
رہے) اسیطرح اللہ اپنی آیتین تمھارے لئے بیان فرماتا ہے۔ اور اللہ جاننے
والا حکمت والا ہے۔ پہلی آیت مین مملوک اور نابالغ آزاد کو تین[1] وقت
اذن طلب کرنے کا حکم فرمایا۔ (۱) نماز فجر سے پہلے (۲) دوپہر کے وقت

[1] رات کا وقت چونکہ طویل تھا لہذا ابتدا و انتہا کے اعتبار سے دو وقت قرار دئے۔ ۱۲

(۳) بعد نمازِ عشا۔ کہ اِن اوقات مین خادم اور بچے بھی پکار کر آیا کرین کیونکہ یہ سونے کے اوقات ہین اور احتمال ہے کہ کوئی[1] شخص اپنی بی بی کے ساتھ مصروف ہو یا کسی کا ستر کھلا ہو۔ ان اوقات کے سوا دوسرے اوقات مین اجازت طلب

[1] عکرمہ سے روایت ہے کہ چند عراقی اشخاص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ آپ اِس آیت استیذان کے متعلق کیا فرماتے ہین جس مین ہم کو (اذن کا) حکم دیا گیا ہے لیکن کوئی اس پر عمل نہین کرتا یعنے آیت یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ سے آخر آیت تک تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خدا تعالے کا تو مسلمانون کے ساتھ نہایت حلیمانہ اور رحیمانہ برتاؤ ہے اور پردہ داری خدا تعالے کو بہت ہی پسند ہے (اُس زمانے مین) لوگون کے گھرون مین نہ پردے تھے نہ مسہریان تھین تو اکثر غلام یا لڑکا یا یتیم ایسے وقت مین چلا آتا تھا جبکہ کوئی شخص اپنی بی بی کے ساتھ مصروف ہوتا تھا تو خدا تعالے نے ان کو یہ حکم دیا کہ وہ ان اوقات مین بغیر اجازت کے مکان مین داخل نہ ہوا کرین۔ اس کے بعد جب خدا تعالے نے ان کو پردے دئے اور ان پر اپنا فضل کیا تو پھر اس کے بعد مین نے کسی شخص کو اِس آیت پر عمل کرتے نہین دیکھا۔ ابو داؤد وغیرہ اس کے راوی ہین۔ (در) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ اکثر لوگون نے اجازت لینے کی آیت پر عمل نہین کیا۔ مین تو اپنی اس باندی کو حکم دیتا ہون کہ میرے پاس آنے مین اجازت لے لیا کرے۔ ابو داؤد وغیرہ اس کے راوی ہین (در) غرض ان دونون روایتون مین اختلاف نہین ہے غایت یہ کہ اس پہلی روایت سے اسقدر ثابت ہوا کہ اجازت لینے کا حکم ایک سبب پر مبنی ہے اور وہ یہ کہ جو دالان کھلا ہوا ہو پردہ نہو یا کواڑ نہون تو ایسی صورت مین اجازت لیکر جائے۔ اور جہان کواڑ ہین یا مردے نے پردہ ڈالدیا تو اب خود روک معلوم ہوگئی۔ ۱۲

کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ اُن کا خدمت وغیرہ کے لئے ہر وقت آنا جانا
ہوتا ہے۔ اگر ہر وقت استیذان کا حکم ہوتا البتہ تکلیف ہوتی۔ جب بچونکا
اور غلام اور باندی کا حکم بیان فرمایا کیونکہ یہ بات کو جلد مان لیتے ہین تو پھر
دوسری آیت مین آزاد و بالغ کا حکم اسطرح بیان فرمایا کہ اُن کو اذن طلب
کرنا ہر وقت لازم ہے۔ اب بوڑھی عورتون کا حال (کہ لباسِ حجاب
مین اُنپر زیادہ تشدد نہین) بیان فرماتا ہے۔ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ
لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ
بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اور بیٹھ رہنے والی
عورتین جو نکاح کی خواہش نہین رکھتین تو اُن پر اپنے کپڑے اُتار رکھنے
مین کچھ گناہ نہین اُس حال مین کہ آرائش ظاہر کرنے والی نہون۔ اور
اُس سے بھی بچے رہین تو اُن کے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا
ہے۔ یعنے بیٹھ رہنے والیان وہ بوڑھیان ہین کہ جن کا حیض منقطع ہو گیا ہو

متبرجٰت۔ تبرجت۔ اظهرت زینتها للرجال (قاموس)۔ یستعففن۔ هو طلب العفاف۔
عفّ عن الحرام یعف بالکسر عفة وعفا وعفافة ای کف۔ فهو عفٌّ وعفیفٌ۔
والمرأة عفة وعفیفة (مختار) ۱۲

نصف حزب

اور اولاد سے مایوس ہوگئین اور بسبب بڑھاپے کے انکو مردون کی خواہش نہین۔ اور بیاہ کرنے کا شوق نہین رہا۔ تو ایسی عورتون پر گناہ و حرج نہین کہ اپنے کپڑے اتار دین جس طرح چادر وغیرہ جو پردے کے طور پر ہون۔ برخلاف پائجامہ اور کرتہ وغیرہ کے کہ اسکا اتارنا مردون کے سامنے کسی حال مین روا نہین اور یہ اتارنا اس شرط پر موقوف ہے کہ عورتون کا مقصود اس سے اظہار زینت نہو تو ایسی عورتون کو ستر عورت پر اکتفا جائز ہے۔ اور بہتر تو یہ ہے کہ اس سے بھی عفت اختیار کرین یعنے اوپر کی چادر وغیرہ بھی نہ اتارین پھر اللہ تعالے
61 آداب طعام وغیرہ سکھلاتا ہے۔ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ ادب طعام

ف جاننا چاہیے کہ جب عورتون کو دیکھنے سے مردون کے دل مین ان کا عشق اور فریفتگی پیدا ہوتی ہے۔ اسیطرح عورتون کو مردون کی دیکھنے سے۔ اور بسا اوقات یہ اس بات کا سبب ہوجاتے ہین کہ بے نکاح کے ان سے شہوت پوری کی جاے۔ تو اللہ تعالے نے حجاب مقرر فرمایا۔ کیونکہ ستر کا منشا حیا۔ اور نفس کی حفاظت کرنا اور اسکو قید مین رکھنا ہے۔ اور بیحیائی سے بچنا ہے ۱۲ لیس علی الاعمی حرج مفسرین مختلف ہین کہ اندھے اور لنگڑے اور بیمار پر حرج نہین کے کیا معنے ہین عطاء خراسانی و عبدالرحمن بن زید نے کہا کہ ان لوگون پر جہاد نہ کرنے مین کچھ حرج نہین کیونکہ یہ لوگ جہاد مین جانے سے عاجز ہین تا پھر فرمایا کہ تم لوگون پر ان بیوت مذکورہ مین کھانے سے کچھ حرج نہین۔ چونکہ دونون گروہ سے حرج منفی تھا اس لیے دونو

وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۵) جواب مین جمع فرادیا۔ دوسرا قول سلف سے اسطرح مروی ہے کہ تندرست
کھانے مین زیادہ کھالینگے اور اس سے اُن معذورون پر ظلم ہوگا تو تندرست ان کے ہمراہ کھانا
پسند نہین کرتے تھے تو یہ آیت اُتری۔ اور علی الاعمیٰ کے معنی فے الاعمیٰ ہون گے۔ تیسرا قول ضحاک کا
ہے کہ لوگ اُن کے ساتھ کھانے کو کراہت کرتے تھے۔ چوتھا قول یہ کہ ان معذورون کو لوگ اپنے باپ یا بھائی
وغیرہ کے گھر لیجاتے تو اُن معذورون کو دوسرون کے گھر جانا اچھا نہین معلوم ہوتا اور وہان کھانا نہین
حلال کرتے۔ پانچوان قول سدی نے کہا کہ کبھی آدمی اپنے قریب رشتہ دارون کے پاس جاتا۔ اور مالک
مکان اُسوقت موجود نہوتا تو عورت بطور تواضع کھانا پیش کرتی تو آدمی بغیر اجازت مالک کے کھانے سے
اجتناب کرتا تو اللہ تعالے نے عام حکم اُتار دیا کہ کچھ حرج نہین یعنے نہ اندھے پر اپنے قریب رشتہ دار کے
یہان کھانے مین حرج ہو اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر (ابن کثیر مع تصرف یسیر) فقیر کہتا ہے کہ ابن جریر نے
اسی آخر قول کو اختیار کیا۔ اور کہا کہ اَن تاکلوا سے اعمیٰ اور اعرج سب کو خطاب ہے قاعدہ ہے کہ جب غائب
اور مخاطب ہو تو مخاطب کو غلبہ دیتے ہین۔ کہتے ہین انت واخوک قمتما۔ اور یون نہ کہین گے انت واخوک جلسا۔
تو یہان بھی ولا علی انفسکم یعنی ولا علیکم مین اعمیٰ اور اعرج سبکو مخاطب بناکر فرمایا ان تاکلوا لخ اندھا اور
لنگڑے اور مریض کا نفقہ اُن کے اقارب پر ہے تو اُنہین سے کسی کیلئے کھانا نہین حرج نہین۔ اور ایسے ہی جس حق
جس کا نفقہ ہو وہ اُن کے پاس سے کھا سکتا ہے۔ خواہ نفقہ فرض ہو خواہ تبرع و نفل جیسے ماموں اور
خالہ وغیرہ۔ بیوتکم یعنے تمہارے گھر اور دوسرے مذکور گھر اس حکم مین برابر ہین۔ اور تمہارے

اُمَّهٰتِكُمْ
حمزہ ساتھ کسر ہمزہ و میم کے جس وقت کہ ما قبل سے وصل کرین۔ اور کسائی کسر ہمزہ سے وصل مین۔ اور جب ابتدا کرین تو وہ دونون بھی مثل باقی قرّاء کے ہین۔

بُيُوْتِ
قالون و مکی و شامی و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ کسر با کے اور اس کے جیسے سب کلمات مین۔

اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ
مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا فَاِذَا
دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥ نہ اندھے پر کچھہ حرج ہے نہ لنگڑے
پر کچھہ حرج اور نہ بیمار پر کچھہ حرج اور نہ خود تمپر کچھہ حرج اس بات مین کہ اپنے
گھرون مین سے کھاؤ یا اپنے باپون کے گھرون سے یا اپنی ماؤن کے گھرونسے
یا اپنے بھائیون کے گھرون سے یا اپنی بہنون کے گھرون سے یا اپنی چچاؤن
کے گھرون سے یا اپنی پھوپھیون کے گھرون سے یا اپنے ماموؤن کے
گھرون سے یا اپنی خالاؤن کے گھرون سے یا اُن (کے گھرون) سے جنکی
کنجیان تمھارے اختیار مین ہون یا اپنے دوست (کے گھر) سے تم پر کچھہ
حرج نہین سب ملکر کھاؤ یا جدا جدا۔ پس جب تم گھرون مین جاؤ تو اپنے لوگونکو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۶) گھرون مین بیٹون کے گھر بھی داخل ہو گئے۔ اسی لئے بیوتکم فرمایا علیحدہ انکا ذکر
نہین کیا۔ مسند امام احمد او سنن مین روایت ہے کہ انت ومالک لابیک یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ او صدیقکم
یعنی صدیق وہ جسکی محبت صدق کیساتھہ یعنی سچی ہو۔ اگرچہ اس سے قرابت نہو۔ علیٰ انفسکم۔ اپنی جانون پر کیونکہ
سب مسلمان ایک ہی جان کی طرح ہین حسن بصری وغیرہ نے فرمایا باہم بعض بعض کو سلام کرو۔ تحیۃ
مفعول مطلق سلموا کا ہے بلحاظ ہم معنی ہونے کے جسطرح جلست قعودًا ہے ۱۲۰

ع ۸

سلام کرو دعاے خیر برکت والی پاکیزہ اللہ کی طرف سے ہے۔ **ابن عباس** رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آیت یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ۔ اتری تو مسلمانون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپس مین ایک دوسرے کے اموال کھانے سے منع فرمایا۔ اور ہمارا زیادہ نفیس مال طعام ہے۔ تو ہمین کسی کے پاس کھانا حلال نہین اور اس سے لوگ بچنے لگے تو اللہ تعالےٰ نے آیت لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ نازل فرمائی[۱]۔ اور اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَہٗ سے وہ وکیل مراد ہے جو اموال و مکانات وغیرہ پر کسی کی طرف سے ہو تو ایسا شخص کھانا یا پھل یا دودھ وغیرہ کھا لے تو مضائقہ نہین (بشرطیکہ وہ راضی ہو) اور الگ الگ کھانے سے بھی لوگ پرہیز کرتے تھے تو اسکی بھی اجازت دیگئی کہ چاہو تو ملکر کھاؤ یا علیحدہ علیحدہ۔ لیکن جمع ہو کر کھانا افضل ہے[۲]۔ امام ابو حنیفہ[۳]

---

[۱] ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان مین (در) [۲] امام احمد نے وحشی بن حرب سے روایت کی کہ ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ کھاتے ہین اور آسودہ نہین ہوتے ہین آپ نے فرمایا کہ تم تنہا ایک ایک کھاتے ہو اس نے عرض کی کہ ہان تو فرمایا کہ اپنے کھانے پر سب جمع ہو کر بسم اللہ کہہ کے کھاؤ سیر ہو جاؤ گے تمھارے لئے اس مین برکت دیجائے گی۔ اصل حدیث مسند احمد اور سنن ابوداؤد مین ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہے کہ تم لوگ متفرق مت کھاؤ کہ برکت تو اکٹھے ہونے مین ہے۔ ابن ماجہ اسکے راوی ہین۔ (ابن کثیر) [۳] (ابن کثیر) ۱۲

اور امام احمد حنبل اس آیت سے استدلال کرتے ہین کہ بعض محتاج اقارب کا نفقہ دوسرے اغنیا پر واجب ہے بعض
ان گیارہ مکانات کی تخصیص اسوجہ سے ہے کہ انمین قرینہ ضعیف سے بھی کھانیکی اجازت کافی ہے اگرچہ وہ حاضر
نہون کیونکہ انمین باہم نہایت ہی ارتباط ہے تو اسقدر چیز کا مضایقہ نہوگا۔ اور چار قسم کے آدمی مذکور ہین
ور ہر ایک کے ذکر مین ایک فائدہ ہے (۱) مریض وغیرہ کہ انسے اختلاط مین انکی دلجوئی وہمدردی ہے۔ (۲)
اقارب کہ انسے صلہ رحمی منظور ہے (۳) وکیل و داروغہ تا ایسے لوگ خوشی سے کام کرین (۴) دوست کہ
ان مین جسقدر بے تکلفی ہو باعث زیادتی محبت ہے۔ یہہ سب خست وبخل چھوڑ دین
اور باہم کھانے پینے مین کمی بیشی کا خیال نہ کرین۔

له مسئلہ کسی کا کھانا بدون اجازت جائز نہین مگر با جازت اور اجازت خواہ صریحی ہے جیسے کہے کہ کھاؤ یا سامنے کھانے
کے اندازسے رکھدے خواہ ضمنی جیسے خادم وتابع واولاد۔ کہ انکی ہر ہر نام بنام کہنا خلاف عادت ہے خواہ حکمی ہو جو کسی
قرینے اور عنوان سے سمجھے جاوے جیسے بعض دوستون یا عزیزون سے از حد بے تکلفی خواہ عرفی ہو جو بسبب عادت عام
معلوم ہے جیسے زن وشوہر یا ایسی جو ایک جا کھاتے پیتے ہین پھر یہ اجازت کبھی دائمی ہوتی ہے کبھی وقتی لازم ہے کہ بے تکلفی اور
وسعت وفراخ دلی کے ساتھ مال مردم خوری سے بھی بچتا رہے (احمدی) لله حکایت ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے
گھر مین آئے تو دیکھا کہ آپ کے دوستون مین سے ایک جماعت حلقہ کیے ہوئے بیٹھی ہے انہون نے تخت کے نیچے سے ایک
زنبیل نکالی ہے جس مین کچھ حلوا وغیرہ لطیف غذائین تھین اور سب بیٹھے ہوئے کھاتے ہین یہ دیکھکر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
کے چہرے کی رنگت خوشی کے مارے کندن کی طرح دمکنے لگی اور ہنس دئے اور کہا کہ مین نے یون ہی ان بزرگون کو پایا یعنے
صحابۂ رسول اللہ اکابر اہل بدر وغیرہ کو۔ سلف کے حالات مین ہے کہ آدمی اپنے دوست کے یہان جاتا اور وہ گھر مین نہوتا تو اسکی لونڈی
سے اسکی ہمیانی مانگتا پس جسقدر اسمین سے چاہتا لیکر چلا جاتا پھر جب مالک مکان آیا تو لونڈی نے اسکو اس
حال سے اطلاع دی کہ آپکا فلان دوست اسطرح اسمین سے لیگیا ہے پس اسنے اس خوشی مین اس لونڈی کو آزاد کر دیا (ابن کثیر)

اجازت صریحی ضمنی حکمی عرفی

عوارف مین ہے کہ جب کوئی اپنے دوست سے کہے کہ اپنے مال مین سے کچھ مجھے عطا کر۔ اور وہ دوست پوچھے کسقدر تو وہ دوستی کے قابل نہین۔ یعنے اُس دوست کو چاہیئے کہ جو کچھ اُس کے پاس ہے اپنے حاجتمند دوست کے سامنے رکھدے۔ اس لئے کہ دوستِ جانی مالِ فانی سے بہتر ہے ۵

سہ یارا اندر جہان باشد کہ دانی | زبانی دان وبانی دان و جانی
بنانی نَن دہ واز در برانش | تواضع کن زیارانِ زبانی
اگر آن یارِ جانی را بیابی (خفتہ نان) | نثارش کن تو عمر جاودانی

پھر فرمایا کہ جب گھرون مین داخل ہو تو ایک دوسرے کو سلام کرو۔ یہ تحیت ودعا اللہ تعالے کی طرف سے مقرر کی ہوئی مبارک اور پاک ہے

لہ نسائی وغیرہ صحاح مین مذکور ہے کہ سلام اللہ تعالے کا نام ہے۔ اور اسی کی اشاعت کا حکم ہے۔ تو السلام علیکم کے یہ معنے ہوے کہ اللہ تعالی تمہارا نگہبان اور محافظ ہے۔ اب بجائے اُس کے کوئی اور لفظ تسلیم یا آداب وغیرہ استعمال کرنا سنت کو ترک کرکے بدعت پر عمل کرنا ہے۔ اسی طرح خطوط مین بھی اسی کی پابندی چاہیئے۔ اور اس سنت کو زندہ کرکے (موافق حدیث) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حاصل کرین۔ (فائدہ) ابوداؤد بروایت ابوہریرہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی شخص مجلس مین پہونچے تو سلام کرے اور جب (مجلس سے) اٹھنے کا ارادہ کرے تو پھر سلام کرے۔ کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے بہتر نہین ہے (ابن کثیر) ۱۲

62

جب اس سورت میں بہت سے احکام اور آداب بیان ہوئے اس لئے فرمایا ہے کہ اسی طرح اللہ تعالے تمہارے لئے اپنی آیات بیان فرماتا ہے تاکہ تم ان احکام و آداب کو غور سے سمجھو بعد استیذان دخولِ مکان کی استیذان رخصت سکھلاتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وہی مومنین (کاملین) ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور جب رسول کے ہمراہ کسی ایک کام میں ہوتے ہیں جس میں جمع ہونے کی ضرورت ہے تو جب تک کہ پیغمبر سے اجازت نہ لیں نہیں جاتے بیشک (اے نبی) جو تم سے اجازت لیتے ہیں وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول پر

اذن و رخصت

ل كذلك يبين الله الاية - یہ تیسرے مرتبہ زیادتِ تاکید کے لئے لایا گیا۔ کیونکہ تکرار سے تفخیم و بزرگی معلوم ہوتی ہے تو جو شئے عظیم ہو اس کے لئے زیادہ تاکید و اثبات کی ضرورت ہے۔ امر جامع یعنے کسی ایسے کام پر جس نے ان کو اکٹھا کیا ہو یعنے وہ کام جو لوگوں کے جمع ہونے کا سبب ہو یہ بطورِ مبالغہ ہے یعنے سبب جمع کو جامع فرمایا تو یہ مجازِ عقلی۔ یا استعارہ مکنیہ ہے شَاْنِهِمْ ۔ الشان الحال والامر لا يقال الا فيما يعظم من الاحوال والامور (مفرداتِ راغب) ۱۲

ایمان رکھتے ہین۔ پس جب وہ تم سے اپنے کسی کام کے لئے اجازت چاہین
تو اُن مین سے جسے چاہو اجازت دو۔ اور اُن کے لئے اللہ سے مغفرت طلب
کرو۔ کیونکہ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ جس طرح مومنین کو اندر آنیکے لئے
اجازت طلب کرنے کا حکم فرمایا اسی طرح واپس جانے کے لئے بھی اجازت
چاہنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ خصوصاً اُس وقت جب سب حضرت کے ہمراہ کسی
کام مین (جس طرح نماز جمعہ یا عید یا جماعت یا کسی مشورہ کے لئے) جمع ہو جائین
تو آنحضرت کے پاس سے نہ جائین یہان تک کہ آپ سے اجازت لے لین۔ اور
جو اس طرح کرے وہی مومن کامل ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم
فرماتا ہے کہ جب آپ سے کوئی جانے کے لئے اجازت طلب کرے تو آپ کو
اختیار ہے۔ اگر چاہین تو اجازت دے سکتے ہین۔ اور بعد اذن اُن کے لئے
اللہ سے بخشش طلب کیجے۔ کیونکہ اللہ تعالے بخشنے والا مہربان ہے اسمین اشارہ
ہے کہ اُن کا جانے کے لئے اذن طلب کرنا گناہ ہے جو محتاج استغفار ہے کیونکہ
اسمین دنیوی کام کو دینی کام پر مقدم کرتا ہے۔ اور بے اذن چلے جانا تو
ضرور نفاق ہوگا اسی طرح امام و مرشد سے بھی ادب کا لحاظ رکھے[1] پھر اللہ تعالے

[1] مریدین کو چاہئیے سارے حالات مین اپنے مرشدون کی اتباع کرین اور شریعت و طریقت مین انھین سے
مشورہ لین اور کہین دور جانے کا ہو تو بے اجازت نہ جائین (روح البیان) ۱۲

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کی اطاعت کی تاکید فرمائی۔ لَا

تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ

یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ

فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (اے ایمان والو) رسول کو اسطرح

نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو بے شک اللہ ان

دعاء الرسول۔ مصدر مضاف طرف فاعل کے ہے ای لا تجعلوا دعوته ایاکم فی الاعتقاد والعمل بها۔ یا مصدر مضاف طرف مفعول کے ہے اور معنے لا تجعلوا نداءکم ایاہ وتسمیتکم له یعنے جیسے ایک دوسرے کو نام لیکر یا بلند آواز سے یا حجرے کے باہر سے پکارتے ہیں نہ پکاریں بلکہ تعظیمی لقب یا ایها النبی یا ایها الرسول سے ندا کریں چنانچہ خداوند عالم بھی اسی طرح ندا فرمایا ہے

یا آدم است با پدر انبیا خطاب	یا ایها النبی خطاب محمد است

استاد و مرشد کا بھی اسی طرح ادب کریں ۱۲ یتسللون۔ انسل من بینهم خرج وتسلل مثله (مختار) ینسلون قلیلا قلیلا من الجماعة ونظیر تسلل تدرج وتدخل ای فی دلالة تفعل علی مواصلة العمل فی مهلة۔ لواذ الاوذ القوم ملاوذة ولواذا ای لاذ بعضهم ببعض ومنه قوله تعالی لواذا (مختار) لواذا ای بان یستتر بعضهم ببعض حتی یخرج او یلوذ بمن یؤذن له فینطلق معه کانه تابعه۔ وانتصابه علی الحال۔ واصل معنی لاذ لجأ (خفاجی) اللوذ بالشیء الاستتار والاحتصان به کاللواذ (قاموس) یخالفون۔ قال الراغب اصل معنی المخالفة ان یأخذ کل واحد طریقا غیر طریق الآخر فی حاله او فعله (خفاجی) ۱۲۔

لوگون کو جانتا ہے جو تم مین سے ایک دوسرے کے آسرے مین تھوڑے تھوڑے

(بے اجازت) نکل جاتے ہین تو جو لوگ کہ نبی کے حکم کی مخالفت کرتے ہین

وہ اس بات سے ڈرین کہ انھین کوئی آفت پہنچے یا دردناک عذاب آجائے

اس آیت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے کا حکم فرمایا اور آپ
سے مودبانہ کلام کرنے کا طریقہ سکھلایا ابن عباس[۳] فرماتے ہین کہ لوگ یا محمد
یا ابا القاسم کہا کرتے تھے تو اللہ تعالے نے آنحضرت کی تعظیم کے لحاظ سے اس
پکارنے سے منع فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہا کرو۔ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی اسقدر تعظیم و تکریم منظور ہے تو
اُن کے حکم کی کس قدر بزرگی ہو گی اس لئے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالے نے
اُن لوگون کو پہچان لیا ہے جو تم مین سے کھسک جاتے ہین اور بے اجازت نظر بچا کے

[۱] دوسرا قول اس آیت مین یہ ہے کہ آپ کی بددعا کو غیرون کی بددعا کی طرح اعتقاد نہ کرو۔ اسلئے
کہ آپ کی دعا مستجاب ہے تو اس سے تم کو ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہین آپ بددعا کرین تو تم سب ہلاک
ہو جاؤ گے۔ ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن بصری اور عطیہ عوفی سے (ابن کثیر) [۲]
جس طرح کہین فرمایا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا اور کہین یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ [۳] اسی طرح مجاہد و سعید بن جبیر نے کہا (ابن کثیر)
[۴] مقاتل رحمۃ اللہ نے بیان کیا کہ منافقون پر جمعہ کے دن خطبہ گران گذرتا تو وہ لوگ رسول اللہ

تھوڑے تھوڑے چلے جاتے ہین۔ پس رسول کی مخالفت (خواہ ظاہر مین ہو یا باطن مین اُس) سے ڈرنا چاہیئے کہ جس سے کوئی فتنہ (دل مین کفر یا نفاق یا بدعت کا) پہنچ جاے یا عذابِ الیم (قتل یا قید یا حد وغیرہ) دنیا یا آخرت مین نصیب ہو جاے۔ جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور تمھاری مثال اُس شخص کی جیسی ہے جس نے آگ سُلگھائی جب اطراف مین روشنی پھیل گئی تو پتنگے یہ کیڑے جو آگ مین گرتے ہین اُس مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶۴) صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی آڑ ڈھونڈتے تاکہ چپکے سے چھپ کر مسجد سے نکل جاوین۔ اور حال یہ تھا کہ جب جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ شروع کر دیتے تو کوئی شخص مسجد مین سے نکل نہین سکتا تھا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لیوے اور جب کوئی اجازت لینا چاہتا تو وہ اپنی انگلی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بدون زبان سے بولنے کے اشارتاً عرض کرتا۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو اجازت دیدیتے تھے کیونکہ اگر کوئی آدمی منہ سے بولا اس حالت مین کہ آپ خطبہ پڑھتے ہین تو اُس کا جمعہ باطل ہو جاتا تھا۔ سدی نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جماعت مین ہوتے تو آپس مین بعض کی آڑ مین بعض ہو جاتے تاکہ چھپ جائین پس چپکے نکل بھاگتے تھے۔ قتادہ نے کہا کہ لواذا۔ یعنے چھپکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم و قرآن سے۔ سفیان نے کہا کہ صف مین سے نکل جاتے تھے۔ مجاہد نے کہا یعنے مخالفت کر جاتے تھے (ابن کثیر) ۱؎ امام احمد و بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (ابن کثیر) ۱۲۔

گرنے لگے۔ وہ شخص اُن کو بچانے لگا اور وہ ہجوم کرکے آگ مین گرنے ہی لگے
اسی طرح میری اور تمھاری مثال ہے کہ مین تمھاری کمر پکڑ کر آگ مین گرنے سے منع
کرتا ہون اور تم میری نہ سُن کر اُسی مین گرے جاتے ہو۔ پھر اللہ تعالے اپنی
بادشاہت وحکومت کہ جو دنیا و آخرت مین ہے بیان فرماتا ہے۔ اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ　24
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ قَدْ یَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِؕ وَیَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ
فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْاؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۠ آگاہ رہو بے شک اللہ ہی کا ہے
جو کچھ آسمانون مین اور زمین مین ہے۔ بے شک تم جس (حالت) پر ہو وہ
جانتا ہے۔ اور جس دن کہ وہ اُسکی طرف لوٹائے جائینگے تو وہ اُن کو خبردار
کردیگا اُس سے جو انھون نے کیا ہے۔ اور اللہ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔ یعنے
آسمان وزمین کا وہی بادشاہ ہے اور جو کچھ بندے ظاہر و پوشیدہ عمل کرتے
ہین وہ سب جانتا ہے اُس سے کوئی شے پوشیدہ نہین ہے۔ اور جب ساری مخلوق
اللہ کی طرف یعنے قیامت کے دن لوٹائے جائے گی تو اللہ تعالے اُن کے
ہر ایک عمل سے چھوٹا ہو یا بڑا جو کچھ کہ اُنھون نے دنیا مین کیا تھا اُن کو آگاہ فرمادیگا

قد یعلم۔ یہ قد تحقیق کے لئے ہے جس طرح اُس کے پہلے قد یعلم اللہ الذین یتسللون مین ہے
لہ دوسرے مقام مین فرمایا یُنَبَّؤُا الانسان یومئذ بما قدم واخر۔ ۱۲

اور اللہ تو ہر چیز سے واقف ہے۔ بعض اہلِ حقیقت کہتے ہیں کہ جو شے تجھے خدا سے غافل کرے وہی دنیا ہے ۵

ہر آن کو غافل از حق یک زمان ست		در آن دم کافرست اما نہان ست

فقیر عرض کرتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اپنے ہر حال سے واقف سمجھیگا تو اسکو مقاماتِ توکل و تفویض و رضا حاصل ہونگے۔ لیکن ان مقامات میں بھی درجات ہیں جسطرح بیان ہوتا ہے (کلمہ) توکل آدمی کا حق سبحانہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اور وہ ایک مقام ہے۔ بعض کا توکل اسلئے ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ مہمات و مشکلات کیلئے کافی ہے اسکی دلیل وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ہے۔ یہ رتبہ عام لوگوں کا ہے۔ اور بعض کا توکل عبودیت کے لحاظ سے ہے تا کہ مالک جو چاہے سو کرے اور یہ رتبہ سالکوں کا ہے۔ اور بعض کا توکل واسطے تصحیح ایمان کے ہے۔ چنانچہ فرمایا وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ اور بعض کا توکل اس لحاظ سے ہے کہ مخلوق سے نظر کو پھیرے اور صنعتِ الٰہی کو دیکھے۔ اور بعض کا توکل اپنے عمل کو حق سبحانہ کے طرف رجوع کرنیکی خیال سے ہے۔ پھر تو نہ وہ عملِ صالح کا دعوے کرتا ہے نہ جزا کی طلب۔ اور بعض کا توکل حق سبحانہ کی طرف امر وجود کو رجوع کرنا ہے تو وہ سوائے حق کے کسیکو تصرف کرنیوالا نہیں دیکھتا۔ اور یہ عمل ہر خطرہ و خیال و ہر حال و قال میں اسکے ہمراہ رہتا ہے۔ اور بعض کا توکل حقیقی حق سبحانہ کی طرف اپنی صفات کو رجوع کرنیکی لحاظ سے ہے۔ تو وہ شخص امر صفات اسکو سونپتا ہے کہ جسکی صفات ہیں۔ اور اپنی تصرف کا دعوے صفات پر نہیں کرتا ہے۔ تو اسکی تمام صفتیں منسوب بحق ہوتی ہیں۔ اور بعض کا توکل تجلیات کے حیثیت سے ہوتا ہے۔ پس تجلیِ خاص کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا اور اسکو حق سبحانہ کو سونپ دیتا ہے اور

(۷) توکل

(۷) کلمۂ تفویض و تسلیم

اختلافِ تجلیات مین شیونِ الٰہیہ کا مشاہدہ کرتا ہی۔ اور یہ رتبہ عارفون کو ہی حاصل ہوتا ہی۔ (کلمہ) **تفویض**۔ حق سبحانہ تعالےٰ کے لئی اختیار کو چھوڑتا ہی لیکن نفس مین نزاعِ خفی باقی رہتی ہی اور تسلیم اختیار و نزاع دونون کو ترک کرتا ہی۔ تو تفویض مین چھوڑنا اختیار کا ظاہری طور پر ہی اور تسلیم مین اختیار کا مادّہ ظاہری و باطنی دونون طور پر منقطع ہوتا ہی۔ پس تفویض و تسلیم مین یہی فرق ہی۔ اور توکل ان دونون سے اس بات مین علیحدہ ہی کہ جس امر مین متوکل توکل کرتا ہی دعوے ملکیت رکھتا ہی۔ برخلاف مفوض کے کہ وہ دعوے سے بری ہی۔ لیکن باطن مین اُس کے ایک امرِ خاص کی طلب ہوتی ہی کہ اُسکا حاصل ہونا اُسکی نزدیک اولیٰ ہی۔ اور صاحب تسلیم اس خصلت سے بھی بری رہتا ہی۔ تو تفویض و تسلیم بعض کو بلحاظ حسن و ثواب آخرت کی ہی۔ اور بعض کو جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ کی خیال سی ہی تو نزاع نفع نہ دیگی۔ اور بعض کو حق سبحانہ کی کبریائی دیکھنی سی ہی تو بندہ حق سبحانہ کی ملک مین جھگڑتا نہین ہی۔ اور بعض کو تفویض و تسلیم طاعت و معصیت مین یکسان ہوتی ہی۔ امام سہل تستری فرماتے ہین کہ مَا ثَمَّ اِلَّا التَّسْلِيْمُ وَلَا وَجْهَ لِلْفِرَارِ اگرچہ قضاءِ معصیت سے بھاگنا ناممکن ہی لیکن دعا و تضرع اور رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ کہنا ضروری ہی۔ یہ مرتبہ مبتدیون کا ہی۔ اسواسطے کہ اولیاء مقرب خطرات معصیت سے بھی محفوظ ہین بلکہ ہر ایک شی سی جو اللہ سی غافل کری بچی ہوئی ہین کیونکہ یہ حزب اللہ (یعنی گروہِ الٰہی) ہین۔ بعض کو تفویض و تسلیم سلوک کی مقامون مین ہی کہ اسی مقام کی اوپر جو مقام ہی نہین جانتی۔ شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ (یعنی صاحب کتاب) فرماتی ہین کہ میری نزدیک سالک کو یہ نہ چاہئی۔ اور بعض کو امورِ کون (یعنی مخلوقات)

مین ہی جو کشف سی بلا کی نازل ہونیکو عالم مین معلوم کرتے ہین اور اُسمین شفاعت نہین کرتے۔ امام شبلی قدس
سرہٗ نی ایک سرد آہ بھری جسکی آپکو کشف مین علانیہ طور پر بلا کا نازل ہونا مخلوق پر معلوم ہوا تھا۔ امام جنید قدس سرہٗ نی فرمایا کہ
یہ دل تنگی اور ٹھنڈی سانسین مقامِ تسلیم مین بیجا ہی (کلمہ ۹) رضا ہر چیز مین جو رکھتی ہین سکون کا ہونا اسکی تغییر
تبدیل اور تحویل نہ چاہنا۔ امام سہل تستری نے فرمایا کہ رضا قبل آنے قضا کی عزم رضا ہی یعنی ارادہ رضا
اور بعد حلول رضا ہی (یعنی جب بلا آئی اور اُس سی خوش رہی تو یہ رضا ہی) اور بعض کو رضا حق سبحانہ کے فعل پر ہوتی ہے
اگر دوزخ مین لیجاوین راضی ہی۔ اسکی علامتین یہ ہین کہ حق سبحانہ کے طرف نفس کا سکون باوجود اسباب منقطع ہونے کے
ہووے اور فعل کی نسبت خلق کی طرف کرنیکا مادہ منقطع ہوجاے۔ اور اعمال اور مصیبتون مین جزا کی طلب
نہووے۔ اور بعض کو رضا بلحاظ ربوبیت حق سبحانہ کے ہووے یعنی رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا پیشِ نظر ہی۔ تو اُسکا دل غیر کا
مملوک نہووے اور اُسکی علامت اُن خطرون کا منعدم ہونا ہی جو ما سوا حق ہووین۔ اور بعض کو رضا مقام تلوین مین
ٹھیرنیکے لحاظ سے ہووے۔ تو ہر وقت تجلی خاص کے تکتا رہتا ہی جو تجلی سابق کے سوا ہوتی ہی تو اُس سے شی معین کا شوق
نہین ہوتا ہی اور تجلی واحد کی بقا کا طلبگار نہین ہوتا۔ حضرت ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت
ہی کہ عورتون کے حق مین فرمایا کہ انکو کھڑکیون مین نہ بٹھاو اور نہ انکو لکھنا سکھاو۔ بلکہ انکو سوت کاتنا اور سورہ نور سکھاو۔

تمت سورۃ النور

لہ حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین اور ابن مردویہ (در) لیکن خطیب نے لکھا کہ اخرجہ ابو
عبداللہ فی البیع فی صحیحہ۔ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ حدیث صحیح بخاری کے بیوع مین سے ہی
لیکن تصحیح نقل ضروری ہی کیونکہ جواز کتابت مین بھی حدیث آئی ہی۔ اسی لئے علما کو عورتون کے لکھنا سکھلانے مین اختلاف ہو
گئے ہین۔ فقیر کہتا ہی کہ اگر متقی عورتونکو لکھنا سکھلایا جاے تو جائز ہے۔ ورنہ نہین۔ ؎
ہر چہ گیرد علتی علت شود۔ کفر گیرد کاملے ملت شود۔

سورۂ فرقان

مکی ہے اسمین ستتر آیتین ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مھربان بڑا رحم والا ہے۔

تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا ۙ الذی لہ

تبرک۔ ای تکاثر خیر الذی الخ لان البرکۃ ھی کثرۃ الخیر او معناہ تزاید علی کل شئ وتعالی عنہ فی صفاتہ وافعالہ۔ الفرقان مصدر فرق بین الشیئین ای فصل للعالمین۔ قال الراغب العالم اسم للفلک وما یحویہ من الجواھر والاعراض وھو فی الاصل اسم لما یعلم بہ کالطابع والخاتم لما یطبع ویختم بہ وجعل بناؤہ علی ھذہ الصیغۃ لکونہ کالآلۃ فالعالم آلۃ فی الدلالۃ علی صانعہ واما جمعہ فلان کل نوع قد یسمی عالما فیقال عالم الانسان وعالم الماء وعالم النار واما جمعہ جمع السلامۃ فلکون الناس فی جملتھم والانسان اذا شارک غیرہ فی اللفظ غلب حکمہ (روح البیان) لہ صحیحین بخاری ومسلم وانسائی وموطا مالک اور شافعی وصحیح ابن حبان وسنن بیہقی مین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین ایک مرتبہ مین نے ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ بہت برکت والا ہی جس نے اپنے بندے

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر فرقان اُتارا تاکہ وہ تمام عالم کے لئے ڈرانے والے

ہووین وہ (خدا) ایسا ہے کہ آسمانون اور زمین کی پادشاہت اُسکی ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ...) پڑہتے سنا پس مین نے اُسکی قرات سنی تو وہ بہت سے ایسے حروف پڑہتا ہی۔ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حروف پر نہین پڑہایا تہا۔ پس قریب تہا کہ مین نماز ہی مین اُس پر حملہ کرون۔ لیکن مین نے جیسے ہوسکا صبر کیا یہانتک کہ اس نے سلام پھیرا تو مین نے اُسکی چادر اُس کے گلے مین ڈالکر گرفتار کیا اور پوچہا کہ کس نے تجھے یہ سورت اسطرح پڑہائی جیسے مین نے تجھے پڑہتے سنی ہے۔ ہشام نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑہائی ہی مین نے کہا کہ تو جھوٹ بولا۔ کیونکہ رسول اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی سورت کو جیسے تو پڑہتا ہی اسطرح نہین پڑہایا پس مین اُسکو کھینچتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ اور عرض کی۔ کیا رسول اللہ مین نے اس شخص کو سورہ فرقان ایسے کلمات پڑہتے سنا۔ کہ آپ نے مجھے ان کلمات پر نہین پڑہایا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس کو چھوڑ دے۔ ای ہشام سورہ فرقان پڑہ۔ ہشام نے وہی قرات پڑہی جو مین نے اس سے نماز مین سنی تہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یون ہی نازل ہوی ہے پھر فرمایا کہ اے عمر تو پڑہ تو مین نے وہ قرات پڑہی جو مجھے آپ نے پڑہائی تہی پس فرمایا کہ یون ہی اتری ہے فرمایا کہ یہ قرآن سات حرف پر اترا ہے سو جو تم کو میسر آئے پڑہو۔ (علما کہتے ہین کہ اس سے مراد سات لغتین ہین) ۱۲

اور وہ کوئی اولاد نہین رکھتا اور بادشاہت مین کوئی اُس کا شریک

نہین اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر ہر ایک چیز کے لئے ایک اندازہ ٹھہرا دیا ہے
پروردگار عالم اپنی ذات پاک کی اس بات پر حمد کرتا ہے کہ اپنے رسول کریم
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر فرقان اُتارا کیونکہ وہ حق کو باطل سے جدا کر دیتا ہے عبدہ[۱]
سے آپ کی مدح وثنا بیان فرمائی کیونکہ اپنی عبودیت کی طرف آپ کو منسوب
فرمایا۔ ایک عاشق کہتا ہے[۲] ؎

اُس کا بندہ کہہ کے تو مجھکو پکار	میرے سب نامون سے بہتر ہے یہ نام

اور یہ قرآن عظیم اس اعجاز اور اس تفصیل سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا
گیا ہے اس لئے کہ تا آپ تمام عالم کو عذاب الٰہی سے ڈرائین اور اس دین پاک
کی طرف بلائین چنانچہ صحیح حدیث مین ہے کہ ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے
اور مین تمام لوگون کی طرف مبعوث ہوا ہون۔ چنانچہ اللہ تعالے بھی فرماتا
ہے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الآیہ یعنے آپ کی رسالت
عام تمام لوگون کے لئے ہی۔ عرب کی خصوصیت نہین۔ پھر فرمایا کہ جس نے

[۱] جس طرح سورہ کہف مین فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا الآیہ

[۲] ابتدا تفسیر ہذا یعنی قصہ معراج مین عبدہ کے نکات بیان ہو ہین۔ وہان ملاحظہ کیجے ۔۱۲

5-3

بھجوایا وہ آسمان و زمین کا مالک ہے۔ پھر رد یہود و نصاریٰ ہے کہ وہ اپنی
ذات پاک مین اولاد و شریک سے منزہ ہے۔ پھر مشرکین کا رد فرمایا کہ اسی نے
ہر شے کو پیدا کیا اور ہر ایک چیز کے لئے ایک مناسب اندازہ مقرر کیا۔ ہر شے
اُس کے زیر قدرت و تحت تصرف ہے و سب کا پروردگار مالک ہے۔ ان
دو آیتون سے گمراہ فرقے فلاسفہ و یہود و نصاریٰ و بت پرست و مجوس
و قدریہ و دہریہ سب کا رد ہو گیا اور یہی معنے فرقان کے ہین بعد بیان
الوہیت و قدرت مشرکین کی جہالت جو خدا کے ساتھ شرک کرنے مین ہے
بیان فرماتا ہے۔ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ
وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا
نُشُورًا کافرون نے خدا کے سوا معبود بنا رکھے ہین جو کچھ نہین پیدا
کر سکتے اور وہ خود مخلوق ہین اور نہ وہ اپنی ذاتون کے لئے نفع و ضرر
کے مالک ہین اور نہ موت و حیات اور نہ جی اٹھنے کا اختیار رکھتے ہین یعنی
کافر خدا کو چھوڑ کے بتون کی پرستش کرتے ہین جو ایک مچھر کا بھی نہین پیدا
کر سکتے بلکہ وہ خود مخلوق ہین اور اپنے نفع و ضرر کے مالک نہین ہین تو اپنے
پرستش کرنے والون کے کس طرح مالک ہون گے۔ زندہ رہنا اور مرجانا

اور قیامت میں پھر جی اٹھنا یہ کچھ بھی اُن کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ اُسی پاک
پروردگار کے لایق ہے جو سب کو پیدا کرتا اور مارتا اور جلاتا ہے اور وہی تمام
مخلوق کو قیامت میں زندہ کریگا۔ پھر عبادت بھی اُسی کے لئے سزاوار ہے جس کا
نہ کوئی نظیر ہے اور نہ کوئی وزیر۔ بلکہ وہ احد و صمد ہے جو وہ چاہتا ہے ہوتا ہے اور
جو وہ نہیں چاہتا نہیں ہوسکتا پھر کافروں کی جہالت قرآن کے متعلق بیان فرماتا
-4 ہے۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ نِ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ
-5 قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ
-6 اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اور کافروں نے
کہا کہ یہ (قرآن) ایک نرا جھوٹ ہے جسکو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) گھڑ لیا ہے او

جاؤ۔ فعلوا بما قالوا۔ کیونکہ جاء اور اتی یہ دونوں فعل کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں تو اسی فعل کی
طرح متعدی بھی ہوتے ہیں (روح) اساطیر۔ وھی الاحادیث التی لانظام لہا (قاموس)
اکتتبھا۔ وھو کاحتجم واقتصد اذا امر بذلک۔ تملی۔ ای تلقی وتقرأ۔ والاملاء فی
الاصل عبارۃ عن القاء الکلام علی الغیر لیکتبہ۔ بکرۃ واصیلا۔ اول یوم الفجر ثم الصبح
ثم الغداۃ ثم البکرۃ ثم الضحی ثم الضحوۃ ثم الھجیرۃ ثم الظھر ثم الرواح ثم المساء ثم العصر
ثم الاصیل ثم العشاء الاولی ثم العشاء الاخیرۃ عند مغیب الشفق (ضرام السقط) ۱۲

دوسرے لوگون نے اس گھڑت مین مدد کی ہے (اللہ فرماتا ہے) پس کافرون
نے ہی ظلم وفریب کیا۔ اور کہنے لگے کہ اگلے لوگون کے کہانیان ہین کہ جنھین انھون
نے لکھوالیا ہی پس وہ صبح وشام اُن کے سامنے پڑہی جاتی ہین ۔ (اے نبی)
کہدو کہ اس (قرآن) کو اُس نے اُتارا ہی جو آسمانون اور زمین مین چھپی بات کو
جانتا ہی۔ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ یعنی کافرون نے قرآن کی نسبت

لہ کافرون کے لیے قول کی بیہودگی اور جھوٹ ہونے اور بہتان صریح ہونے کو ہر شخص جانتا تھا
کیونکہ بدیہی ومتواتر یہ بات معلوم ومتیقن تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءِ عمر سے آخر تک
کبھی کتابت وتحریر خط کی مشقت ہین اُٹھائی اور برابر ابتدائے تا وقتِ بعثت کے چالیس برس
تک انھین لوگون مین رہے وہ آپ کے ذرہ ذرہ حال سے بخوبی واقف تھے پھر باوجود اس کے
آپ کے صدق وامانت وپاکیزگی کو خوب جانتے اور دروغ وفریب وفسق وفجور وتمام اخلاق واعمال
ردی ونالایق سے آپ کا پاک ہونا خوب پہچانتے تھے ۔ حتی کہ آپ کی طفولیت سے تا وقت بعثت رسالت
کے آپ کو امین کے نام سے پکارتے کیونکہ آپ کی سچائی اور نکوئی سے ہر شخص اس قوم کا واقف
تھا پھر جب اللہ تعالے نے اپنے رسول امین کو رسالت کا مایۂ سرفراز کیا تو ان جاہلون نے
آپ کے ساتھ عداوت کی ۔ اور ایسے ایسے اقوال بیان کئے جیسے اللہ تعالے
نے اپنے کلام قدیم مین ذکر فرماے ہین حالانکہ ہر عاقل کو آپ کا اُن سے بری ہونا
معلوم ہے بلکہ بدیہی طور سے وہ اُن کافرون کو بہتان باندہنے والا
جانتا ہے (ابن کثیر) ۱۲

075

کہا کہ یہ ایک صرف جھوٹ ہے جس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑ لیا ہے اور
اُس کے جمع کرنے مین دوسری قوم سے بھی مدد لی ہے۔ یہ اللہ کے پاس سے
نازل ہنین ہوا۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اُن کا اس طرح کہنا یہ خود ظلم و زیادتی
اور تہمت و طوفان ہے اور کہتے ہین کہ یہ اگلون کے افسانے ہین آپ نے
اُن کو اپنے لئے لکھوا کر صبح و شام اپنے روبرو پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ خداوند عالم
اُن کے اس تہمت کا جواب اسطرح دیتا ہے کہ اے نبی اُنسے کہدو کہ اس قرآن کو
(جس مین اولین و آخرین کی سچی خبرین گذشتہ و آئندہ کی مطابق واقع ہین) اُسنے
اُتارا ہے جو آسمان و زمین کے پوشیدہ امور کو جانتا ہے۔ اُس کے سامنے ظاہر و
پوشیدہ سب برابر ہے۔ بے شک وہ غفور و رحیم بھی ہے۔ اشارہ ہے کہ باوجود تمھارے
مستحق عذاب ہونے کے ہم عذاب ہنین نازل کرتے۔ اور یہ بھی اشارہ ہے کہ
اگر اب بھی تم کفر سے اسلام کی طرف رجوع کرتے ہو تو میری رحمت وسیع
ہے۔ مین بھی غضب سے رحمت کی جانب رجوع کرتا ہون۔ حسن بصری رضی اللہ
عنہ فرماتے ہین کہ اس جود و کرم کو دیکھو۔ جنھون نے اُس کے دوستون کو قتل
کیا وہ اُن کو توبہ اور رحمت کی جانب بلاتا ہے پھر کافرون کی جہالت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان فرماتا ہے وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ

الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۝
أَوْ يُلْقَى إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ
إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ
سَبِيلًا ۝ تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا ۝ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا
لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝ إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا
تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ

وقال الظلمون ۔ اسم ظاہر موضع ضمیر میں اس لئے لایا گیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ اس گفتگو میں ظالم اور حد سے بڑے ہوئے ہیں۔ قصورا ۔ کوشکہائے عالی و مسکنہای رفیع۔ قال الراغب یقال قصرت کذا ای ضممت بعضہ الی البعض ومنہ سمی القصر۔ واعتدنا ۔ اصلہ اعددنا ای ہیأنا ۔ اذا رأتھم صفت سعیر ہے۔ حقیقی رویت مراد ہے کیونکہ دار آخرت اس جہان فانی کی طرح نہیں بلکہ وہ جہان تو بالکل جان ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان ۔ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قیامت کے روز جہنم کی عنق یعنے گردن یا ایک جز اس کے جسم سے نکلیگا۔ اس کے دو آنکھیں ہونگی دیکھتی ہوئی اور دو کان ہونگے سنتے ہوئے۔ اور زبان ہوگی بولتی ہوئی۔ کہیگی کہ میں تین گروہ پر مسلط کی گئی ہوں۔ ایک ہر سرکش جبار پر۔ اور دوسرے ہر ایسے شخص پر جس نے اللہ کے ساتھ غیر کی عبادت کی۔ اور تیسرے تصویر بنانیوالوں پر۔ ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ تغیظا ۔ التغیظ اظہار الغیظ وھو اشد الغضب قد یکون ذلک مع صوت مسموع ۔ والغضب ھو الحرارۃ التی یجدھا الانسان من ثوران دم قلبہ۔ زفیرا وھو صوت یسمع من جوفہ ۔ یہ بیان جہنم کی شدت غضب کا ہے جیسے وہ شخص کہ شدت غضب میں ہو تو اس کے جوش سے سینہ سے آواز آتی ہے۔ مکانا ۔ ای فی مکان ومنھا بیان تقدم فصار حالا منہ والضمیر عائد الی السعیر۔ قاعدہ ہر جار و مجرور کہ بعد نکرہ کے ہو وہ صفت ہو اور جب وہ

تأکل ۔ حمزہ وکسائی ساتھ نون متکلم کے یعنے ہم کھاتے ۔

ع ۱
۹
۱۶

ویجعل ۔ مکی وابن عامر وشعبہ ساتھ ضم لام کے ۔

ضیقا ۔ مکی بغیر تشدید ساتھ سکون یا کے ۔

۲ صفت مقدم ہو تو حال ہو جاتا ہے (حاشیہ)۔ ضیقا ۔ صفت مکان ہے ۔ ضاق الشیء من باب ضرب ضیقا بالکسر ایضا والضیق بالفتح ایضا تخفیف الضیق (مختار) مقرنین ای قرنت ایدیھم الی اعناقھم بالسلاسل ۔ ۱۲

-14

ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ اور کہنے لگے
کہ یہ کیسے رسول ہین کہ کھانا کھاتے اور بازارون مین چلتے ہین۔ ان کی جانب
کوئی فرشتہ کیون نہ اُتارا گیا تاکہ وہ اُن کے ہمراہ ڈرانے والا ہوتا۔ یا اُنکی طرف
کوئی خزانہ ڈالدیا جاے یا اُن کے لئے کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کھایا کرتے
اور ظالمون نے (مسلمانون سے) کہا کہ تم تو ایک سحر زدہ مرد کی پیروی کرتے
ہو (اے نبی) دیکھو اُنھون نے تمھاری کیسی مثالین بیان کین پس گمراہ ہو گئے
اور راہ (راست) نہین پاسکتے۔ بہت برکت والا ہے وہ کہ اگر وہ چاہے تو
(اے نبی) تمھارے لئے اس سے بہتر باغات بنادے جن کے (درختون کے)
نیچے نہرین بہین اور تمھارے لئے بہت سے محل بنا دے (کافرون کا قول
طلب ہدایت کے لئے نہ تھا) بلکہ یہ قیامت کو جھٹلاے اور جو قیامت کو جھٹلاے
اُسکے لئے ہم نے دوزخ تیار کی۔ وہ جب اُنھین دور جگہ سے دیکھے گی یہ اُس کا

ثبورا۔ الہلاک والخسران (مختار) ثبور ہر طرح کی سختی و بربادی و خواری و ندامت کو شامل ہے۔ ثبورا
کثیرا۔ یعنی جس حال مین کہ تم پڑے ہو یہ ایسی جگہ ہے کہ یہان تمھارے لئے ایک ہی ثبور نہین بلکہ بہت ثبور ہین کیونکہ
جہنم مین اقسام کے عذاب ہین۔ یا یہ کہ ہر وقت نیا عذاب ہوتا ہے جس طرح فرمایا کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ۔ یعنے جب کھال گل جائے گی تو ہم بجاے اُس کے
دوسری کھال بدل دینگے تاکہ عذاب کا مزہ چکھین۔ (بیضاوی) ١٢ –

جھنجلانا اور چلانا سنین گے۔ اور جب یہ اُسکی کسی تنگ جگہ مین جکڑ کر ڈالدئے

جاوینگے تو اُس جگہ ہلاکت کو پکارین گے (یعنے مرجانے کی آرزو کرین گے۔

کہا جائے گا کہ) آج ایک ہلاکت کو نہ پکارو اور بہت سی ہلاکتون کو پکارو۔ چونکہ

کافرون کی نظر محسوسات پر تھی اور بصیرت معدوم تھی تو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم پر اُسی طرح نظر ڈالی جس طرح حیوانات کی نظر تھی۔ اور اُس نظر باطنی

سے نہ دیکھا جس سے نبوت و رسالت کی شان نظر آتی۔ اسی لئے خدا تعالے

نے فرمایا وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ۔ اور یہ نہ سمجھا کہ نبوت منافی

بشریت نہین۔ بلکہ جامہ بشری مین ہی آپ کا آنا مناسب تھا تاکہ بسبب تناسب

وتجانس کے افادہ واستفادہ پوری طور سے ہووے۔ بعض اہل حقایق نے

کہا کہ " کافرون نے جو آپ کو مسحور کہا تو اپنا ہی قبیح حال آئینۂ نبوت مین دیکھکر

کہا۔ اور غلطی سے سمجھا کہ یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حال ہے " اللہ تعالے آنکو

تسکین دیتا ہے کہ وہ احمق آپ کے مقام سے ناواقف ہوکر اسطرح مثالین

بیان کرتے ہین۔ جس سے وہ خود ہی گمراہ ہوگئے۔ کیونکہ جو ذات پاک خلق

وخالق مین رابطہ اور وصول کے لئے واسطہ ہے اُسی پر اعتراض کرکے اپنے

استعداد کو آپ ہی خراب کرلیا۔ پھر جواب دیتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو دنیا مین ہی

باغات اور محل اپنے نبی کو دیسکتا ہے۔ لیکن صحیح حدیث مین آگیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کو اختیار[1]
فرمایا۔ چونکہ باعثِ ظہورِ دنیا آپ ہی کی ذات پاک ہے۔ پھر آپ کس طرح دنیا کے طالب ہوتے

وَكَيْفَ تَدْعُوْا اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ | لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

پھر کافرون کو جو قیامت کی جھٹلانے سے سخت عذاب ہوگا بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے
احباب کو ہر طرح کے عذاب سے بچاوے جب عذابِ قیامت جو منکرین کیلئے ہوگا بیان فرمایا اب انکی
حسرت وندامت کو اور بڑہاتا ہے۔ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ 25
كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ۰ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآؤُوْنَ خٰلِدِيْنَ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا 25
مَّسْئُوْلًا ۰ (اے نبی) کہو کہ بھلا یہ (عذاب مذکور) اچھا ہے یا ہمیشہ رہنے کی جنت کہ جنکا پرہیزگارون
سے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ انکا بدلہ اور پھر جانیکی جگہ ہے۔ انکے لئے اسمین جو وہ چاہینگے ہوگا (وہان) ہمیشہ
رہینگے۔ یہ تمھارے پروردگار پر وعدہ مطلوبہ ہے (یعنی ضرور واقع ہوگا۔) آپ کہدیجئے کہ یہ جو کافرونکے لئے

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ میرے لئے مکہ کے سنگریزون کو سونا کردے
مین نے عرض کی کہ ای رب نہین۔ بلکہ مین ایک روز بہوکا رہون اور ایک روز آسودہ۔ جس دن بہوکا رہون
تو تیری جناب مین تضرع کرون۔ اور جب سیر ہوجاؤن تیرا شکر اور تیری تعریف کرون۔ (مشکوۃ) [2] اگر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو مال وخزانہ ہوتا اس دنیوی لالچ کے خیال سے بہت سے کافر مسلمان ہوجاتے لیکن اس
فقر واحتیاج مین جسنے اتباع کی وہ خالص اللہ تعالےٰ ہی کے لئے تہی بلکہ صحابہ کرام اپنے اموال
اور گھر بار اور اولاد سب آنحضرت پر فدا کرتے تھے ۔ ۱۲

عذاب مذکور ہوا بہتر ہی یا جنت جو ہمیشہ ہی جسکا وعدہ پرہیزگارون سے کیا گیا ہے یہ جنت اُن کا مقام
اور انکا ٹھکانہ ہی پھر فرمایا کہ متقیون کیلئے اُس جنت مین جو کچھ اُنکا جی چاہی موجود ہی۔ اور ہمیشہ
رہین گے۔ یہ وعدہ اللہ تعالی پر لازمی اور مانگ لیا گیا ہی۔ یعنی حکم ہوگا جو ہمنے تم کو وعدہ دیا ہے
مانگ لو۔ فورًا پورا ہوگا بعد بیان حالتِ کفار اب اُنکے فرضی معبودونکا حال جو اُن کے ساتھ ہو بیان
فرمایا ہی۔ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِي
هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ
مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًاۢ بُوْرًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْ
كُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا

لہ اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما یقول سلوا الذی وعدتکم تنجزوہ (در) اللہ
تعالی پر کوئی شے لازم و واجب نہین وہ سب کا حاکم ہی لیکن اُسنے اپنے فضل سے اپنے ذمہ لازم کرلیا ہی کہ مسلمانون کو جنت مین داخل کریگا
اب اُسکے وعدہ مین خلاف نہین ہوسکتا۔ اسی لیئے وہ استحقاق طلب کیا جائیگا۔ حدیث مین ہے کہ جو کوئی تم مین سے کوئی دعا
مانگتا ہی جا ہی جیسی ہو لیکن اسمین گناہ کی بات نہ ہو اور نہ قطع رحم ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کو تین باتون مین سے ایک بات عطا فرماتا
ہی۔ یا تو اسکی دعا کو تعجیل کرکے دنیا مین دیدیتا ہی یا اُس کے واسطے آخرت مین ذخیرہ کردیتا ہی یا اُسکے مثل اس بندے سے کوئی
بدی دور کردیتا ہی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ پھر ہم تو بہت زیادتی کرینگے تو آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ تو سب سے
زیادہ ہی یعنے اُسکی عطا و نعمت بڑی انتہا ہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کوئی دعا جو بندہ مومن نے
مانگی ہو اُسکو خالی نہین چھوڑیگا۔ مگر یہ کہ اس کے واسطے بیان کردیگا۔ یا یہ کہ اسکے واسطے دنیا مین تعجیل کردی اور یا یہ کہ آخرت
مین اُسکے لئے ذخیرہ کردیا ہی بس اُسوقت مومن کہیگا کاش کوئی ثمرہ اسکی دعا کا دنیا مین نہ ملا ہوتا۔ (حاکم نے مستدرک مین)
بورًا۔ ھالکین جمع بائر (مفردات) اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ قوما بورا۔ قال ھلکی (در)

کہین ۱۰ اور جس دن کہ اللہ ان کافرون کو اور انکو جنھین وہ پوجتے رہے جمع کریگا پھر
فرمائیگا کہ کیا تم نے میرے ان بندون کو گمراہ کیا تھا یا وہ آپ راہ سے بھٹک گئے۔ وہ کہینگے
کہ تو پاک ہے یہ بات ہم کو زیبا ہی نہین کہ تیرے سوا دوسرے کارساز بنالین! لیکن
تو نے اُن کو اور اُن کے باپ دادا کو فائدے پہنچائے یہانتک کہ تیری یاد بھلا بیٹھے۔ اور
یہ لوگ ہلاک ہونے والے تھے۔ (اللہ فرمائیگا) یہ تو تم کو تمھاری باتوں نے جھٹلا چکے اب
تم نہ (اپنے سے عذاب کو) پھیر سکتے ہو اور نہ (اپنی) مددگاری کرسکتے ہو۔ اور جو تم مین
ظلم کریگا ہم اُسکو بڑا عذاب چکھائین گے۔ اللہ تعالی قیامت مین کفار اور انکے معبودونکو
جمع کریگا اور اُن فرضی معبودونکی طرف مخاطب ہوکے فرمائیگا۔ کیا تم نے میرے ان
بندون کو گمراہ کیا۔ یا وہ خود راہ بھول گئے۔ (اور مقصود اس سے یہ کہ جن کی پرستش
کی گئی تھی وہ انکار کرین اور شرک حسرت و ندامت سے مرین جیسے نصرانیونکی ملامت کیلئے
حضرت عیسے علیہ السلام سے سوال ہوگا۔) وہ سب عرض کرینگے کہ تو پاک ہے۔ تیرا کوئی شریک
نہین۔ ہم ہون یا یہ مشرکین ہون کسی مخلوق کو یہ اختیار و قدرت نہین کہ تیرے سوا
کوئی بھی کسی کو مولے و کارساز بنائے تو خود ہماری حالات سے خوب واقف ہے لیکن
تو نے ہی اُن کو اور اُن کے باپ دادا کو دنیا مین زندہ رکھا اور ہر طرح کا انپر احسان کیا۔
یہانتک کہ کمالِ غفلت سے نصیحت اور تیری کتابون کو بھول گئے۔ اور یہ قوم ایسی

تبہ کار تھی۔ کہ جس مین کچھ بھلائی نہ تھی۔ بعد اس کے مشرکون سے فرمائیگا کہ تمھارے معبودون نے
تمھارا قول جھٹلا دیا۔ اب تم نہ عذاب الٰہی کو پھیر سکتے ہو اور نہ اپنی مددگاری کر سکتے ہو۔ اور جس نے
تم مین ظلم یعنے شرک کیا تو ہم اُسکو بہت بڑا عذاب چکھائین گے پھر جو کافرون نے رسول اللہ
20 صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تھا کہ وہ تو کھانا کھاتے اور بازار مین پھرتے ہین تو اُسکو اس قطعی
دلیل سے باطل فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ
يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ
بَصِيْرًا ۱۵ اور (اے نبی) ہم نے تم سے پہلے پیغمبر نہین بھیجے مگر یہ کہ وہ بیشک کھانا کھاتے ع ۱۱ ۱۷
تھے اور بازارونمین چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تم مین بعض کو بعض کی آزمایش (کا ذریعہ) بنایا ہے
کیا تم صبر کرتے ہو۔ اور (اے نبی) تمھارا پروردگار تو سب دیکھہ رہا ہے یعنے جو سنتے ہو اُسپر صبر کرو۔
کیونکہ جس کیلیے صبر کرتے ہین وہ تمھارے حال سے واقف ہے۔ حدیث مین ہے کہ آدمی اپنے سے کمتر درجہ والیکو دیکھے اور اپنے
اوپر درجہ والیکو دیکھے۔ تو اُسوقت شکر ادا کریگا۔ ورنہ اللہ کے نعمتونکی ناشکری کرے گا۔

اتصبرون۔ غایۃ الجعل ای لنعلم انکم تصبرون وحث علی الصبر علی ما افتتنوا بہ قال ابو اللیث اللفظ
لفظ الاستفہام والمراد الامر یعنے اصبروا کقولہ افلا یتوبون الی اللہ ای توبوا۔ (روح) لہ بعضے سکر بخت
اس آیت سے یہ سمجھتے ہین کہ بطور خرق عادت بہی ترک غذا ممکن نہین۔ اور نہ یہ کسی کے لئے معجزہ و کرامت ہوسکے صحیح بخاری مین
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صوم وصال مذکور ہے اُس کے بہی شاید منکر ہون گے۔ اور کافرون کے استدراج
اور مسلمانون کے خرق عادات کو ایک کرنا چاہتے ہین۔ ھداہم اللہ واطعمہم بطعام الروحانی۔
من لم یذق لم یدر۔ ع ذوق این مے نشناسی بخدا تا نچشی۔ ۲ہ صحیح بخاری۔ ۱۲

الحمد للہ کہ پارہ قد افلح المؤمنون ختم ہوا

اب منکرین نبوت کی ایک اور جہالت بیان فرماتا ہے۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ 25
لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا
فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا ۝ یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ 25
لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَیَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ 25
هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِیْلًا ۝ 25

لا یرجون۔ والرجاء من الامل ممدود۔ یقال رجاہ من باب علا ورجاء ورجاوۃ وترجاہ وارتجاہ ورجاہ ترجیۃ بمعنی وقد یکون الرجو والرجاء بمعنی الخوف۔ قال اللہ تعالیٰ ما لکم لا ترجون للہ وقارا ای لا تخافون عظمۃ اللہ (مختار)۔ لقد۔ لام جواب قسم محذوف ہے ای واللہ لقد استکبروا۔ استکبروا۔ استکبار۔ یعنے خود کو بزرگ مرتبہ جاننا۔ اور غرور کرنا۔ گردن کشی کرنا (غیاث)۔ حجرا۔ اخرج سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم من طریق عطیۃ العوفی عن ابی سعید الخدری ویقولون حجرا محجورا قال حراما محرما ان نبشر کما نبشر بہ المتقین۔ (در) اصل میں حجر معنی میں منع کے ہے اسی سبب سے کہتے ہیں کہ قاضی نے فلاں شخص کو محجور کر دیا۔ یعنے چونکہ یہ شخص مفسد تھا لہذا اسکو منع کر دیا کہ کوئی تصرف نہ کرے۔ اور اسی معنی سے عقل کو حجر کہتے ہیں۔ سیبویہ نے کہا کہ حجرًا انھیں مصادر سے ہے کہ جن کے افعال کا ظاہر کرنا متروک ہے۔ اور محجورًا تاکید ہے۔ جس طرح کہتے ہیں موتٌ مائت وحرامٌ محرم ہباء منثورا۔ اخرج سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن علی بن ابی طالب قال الہباء شعاع الشمس الذی یخرج من الکوۃ۔ واخرج عبد الرزاق والفریابی وابن المنذر

اور کہا اُن لوگون نے جو ہم سے ملنے کی امید نہین رکھتے کہ کیون نہ فرشتے ہم پر
اُتارے گئے۔ یا ہم اپنے پروردگار کو دیکھتے۔ یہ لوگ اپنے جی مین خود کو بزرگ
مرتبہ سمجھتے ہین۔ اور حد سے بہت تجاوز کرتے ہین جس دن فرشتون کو دیکھین گے
اُس روز کچھ بھی خوشی گنہگارون کو نہ ہوگی اور (فرشتے) کہین گے کہ (تمپر خوشی)
حرام ممنوع ہے۔ اور ہم اُن کے اعمال کی طرف جو انھون نے کیے تھے متوجہ ہوے
تو ہم نے اُسکو بکھری ہوی دھول بنا دی جنت والے اُسدن ٹھکانہ کے اعتبار سے
خوب ہین اور خوابگاہ مین بہتر۔ منکرین نبوت کا یہ بھی ایک شبہ تھا کہ کیون فرشتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ) وابن ابی حاتم عن علی بن ابی طالب قال الھباء رہج الغبار یسطع ثم یذھب فلا یبقی منہ شیٔ فجعل اللہ اعمالھم کذالک (د) ہبا رغبار۔ گرد۔ ہوا کہ روزن سے آفتاب کیطرف سے آئے۔ (غیاث) قال ابو عبیدۃ والزجاج الھباء مثل الغبار یدخل من الکوۃ مع ضوء الشمس (کبیر) یعنے ہم نے اُن کے عمل اسطرح کردے کہ جس سے فائدہ لینا ممکن نہین جسطرح ہبار منثور کہ جس کو پکڑنا ممکن نہین۔ (فائدہ) حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ھو الاول والآخر والظاھر والباطن فرماکے جمیع اغیار کو مٹا دیا۔ کہا گیا کہ پھر خلق کہان ہے۔ فرمایا موجود لیکن مخلوقات کا حکم حق تعالی کے ساتھ مثل ذرات کے ہے جو روزن سے آفتاب کی طرف سے آتے ہین۔ جب تم اُن کو دیکھو گے تو چڑھتے اُترتے ہین۔ لیکن جب اُن کو پکڑو تو نظر نہین آتے۔ تو یہ شہود مین موجود ہین۔ اور وجود مین مفقود (یواقیت صفحہ ۲۷)۔ لہ یہی علماء سلف سے مروی ہے اور اسی کو امام ابن جریر نے اختیار کیا ہے۔ (ابن کثیر) ۱۲

ہمارے پاس وحی لیکر نہین آتے۔ خواہ اسوجہ سے کہ خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر یا بہتر سمجھتے تھے۔ یا شاید یہ غرض ہو کہ ملائکہ ان کو آگاہ کردین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سچے ہین۔ یا ہم اپنے رب کو دیکھ لین۔ کہ وہ ہمکو بغیر کسی واسطے کے جو چاہے حکم کرے۔ یا وہ ہمکو آگاہ کردے کہ یہ ہمارے رسول ہین پھر فرماتا ہے۔ کہ خود کو عظمت والا اعتقاد کیا اور ظلم کی طرف بہت بڑہگئے کیونکہ اپنے خبیث نفس کو اللہ کی رویت اور ہبوط ملائکہ کے لایق سمجھا۔ اور قرآنی معجزہ کے بعد دوسرے معجزات کا طلب کرنا یہ انکا محض تکبر[ے] و عناد تھا۔ اور اُن کو حکم غیب پر ایمان لانے کا تھا۔ اور وہ رویت کے طالب ہوے تو معاینہ کے

ے جس طرح دوسری آیت مین ہے۔ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰہِ۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔ یعنے کافرون نے کہا کہ ہم تو کبھی نہ مانین گے جب تک کہ ہمارے پاس بھی اسی طرح وحی نہ آئے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لائی جاتی ہے۔ اللہ خوب علیم ہے کہ وہ اپنی رسالت کو جہان چاہتا ہے مقرر کرتا ہے۔ ے چونکہ موسے علیہ السلام نے بھی شوقِ دیدارِ الٰہی مین رویت کا سوال کیا تھا اس لیے اُن کو متکبر نہین فرمایا۔ برخلاف اُن کافرون کی (کہ یہ خدا کے ملاقات کی امید ہی نہین رکھتے تھے جس طرح ابتداے آیت مین فرمایا) کہ ان کا سوال محض عناد و تعنت سے تھا اس لیے ان کے لئے فرمایا کہ کیا بڑا غرور ان لوگون کو ہے اور کس قدر حد سے تجاوز کر گئے ہین۔ ۱۲

بعد ایمانِ بالغیب کہان رہتا ہے۔ اور ملائکہ کا نزول بطورِ وحی تو ہو نہین سکتا ہان یہ فرشتون کو دیکھین گے۔ اور جس روز (یعنے وقتِ موت اور وقتِ قیامت) دیکھین گے تو ان کو کسی طرح کی خوشی نہ ہوگی اور ملائکہ کافرون سے کہین گے کہ آج فلاح و خوبی تمھارے لئے حرام ہے۔ برخلاف مومنون کے کہ انکو بشارت[ل] ہوگی پھر کافرون کے اعمالِ صالحہ کو ہباءً منثورا (یعنے ذراتِ پریشان) سے تشبیہ دی۔ کیونکہ عمل کے لئے ایمان شرط ہے۔ اور جس عمل کے ساتھ ایمان نہین گو صورۃً عمل ہے لیکن حقیقت مین بیکار ہے۔ اسی طرح ان ذراتِ پریشان کو جمع کرنے سے کیا حاصل ہوسکتا ہے۔ بعد بیانِ اہلِ دوزخ جنت والون کا حال بیان فرمایا کہ اُس دن اہلِ جنت ہر طرح سے آرام مین رہین گے۔ پھر نزولِ[ٹ] ملائکہ جو قیامت کے دن ہوگا اور اُس دن جو جو واقعات ہون گے بیان فرماتا ہے۔ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيلًا ۝ الْمُلْكُ

تَشَقَّقُ نافع و مکی و شامی ساتھ تشدیدِ شین کے ہے۔ وَنُنْزِلُ الْمَلٰٓئِكَةَ مکی نے یعنے ہم فرشتون کو اوتارتے ہین ساتھ دو نون کے جمع متکلم ہے ۱۲

ل چنانچہ فرمایا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یعنے مومنون پر فرشتے اترین گے (اور کہین گے) کہ تم خوف کرو اور نہ حزن۔ اور تم کو جنت کی بشارت ہے جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ ٹ یہ کلام کافرون کی اُسی استدعا پر مبنی ہے جو فرشتون کے نزول کے متعلق ہے۔ بالغمام۔ یہ بارِ سببیہ ہے یعنے شگاف آسمان بسبب غمام کے ہوگا۔ یعنے غمام کے طلوع ہونے سے آسمان شق ہوجائے گا۔ جس طرح السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ہے۔ یا یہ کہ شگاف ہونا بحالت لگاؤ غمام کے ہے۔ ۱۲

يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۗ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ
عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ
اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۗ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ
لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ اور جس دن کہ آسمان بدلی کے ساتھ پھٹ جائیگا اور
فرشتے بکثرت اتارے جائیں گے۔ اُس دن کی حقیقی بادشاہی رحمٰن کی ہوگی۔
اور وہ دن کافروں پر سخت ہوگا۔ اور جس دن کہ ظالم اپنے دونوں ہاتھ
(حسرت سے) کاٹے گا کہتا ہوگا کہ اے کاش میں نے رسول کے ساتھ راہ
لی ہوتی۔ اے میری خرابی کاش میں نے فلانے کو دلی دوست نہ بنایا ہوتا
بے شک اس نے مجھے قرآن (پر عمل کرنے) سے بہکا دیا بعد اس کے کہ وہ

الحق۔ زجاج نے کہا کہ الحق صفت ملک کی ہے اور تقدیر اسطرح ہے الملک الحق یومئذ للرحمٰن۔
اور حق کے یہ معنی کہ وہ ملک نہ زائل ہوگا اور نہ متغیر (کبیر) یقول۔ فاعل یعض سے حال ہے۔
الشیطان۔ اس سے دوست مضل مراد ہے۔ یا ابلیس ہے کہ اس نے اس دوست کو گمراہ کرنے پر
آمادہ کیا یا جنس ہے جس میں جن وانس دونوں داخل ہیں۔ وکان الشیطٰن احتمال
ہے کہ یہ کلام ظالم ہے یا کلام الٰہی (کبیر) خذولا۔ الخذل لخذلہ یخذلہ
بالضم خذلانا بکسر الخاء ترک عونہ و نصرہ (مختار) الخذل فروگذاشتن
و خوار کردن و یاری نہ دادن۔ (منتخب) ۱۲۔

میرے پاس آچکا تھا اور شیطان انسان کا رسوا کرڈالنے والا ہے۔ قیامت کے
دن آسمان ساتھ ابر کے پھٹ جائے گا۔ اور اُس دن کی بادشاہت جس کو
کی زوال نہین ہے خدا کے لئے صورۃً و معنًے ہوگی۔ اور کافرون پر وہ دن بھاری
ہوگا نہ مسلمانون پر چنانچہ فرمایا لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ الآیہ۔ اور اُس دن ہر
ایک ظالم پشیمانی سے اپنے ہاتھ کاٹے گا اور بار بار کہیگا لے وائے حسرت کاش
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ اختیار کی ہوتی۔ تو آج اس بلا
سے نجات ملتی۔ وا ویلا کاش کہ مین فلان کو (یعنے جن کی محبت یا اغوا سے
گمراہ ہوا) دوست نہ بناتا بے شک اُس نے مجھے قرآن سے بہکا دیا بعد اسکے
کہ وہ میرے پاس آگیا تھا۔ اور شیطان (خواہ جن ہو یا انسان) انسان
کو رسوا اور خراب کرنے والا ہے۔ اس آیت سے بُری صحبت کو ترک کرنا بطور

ف۵ امام احمدؒ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عرض کیا گیا کہ
یارسول اللہ یہ دن کس قدر بڑا ہوگا جسکی مقدار پچاس برس کی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم اُس کی جس کے قبضہ مین میری جان ہے کہ وہ مومن پر
خفیف کر دیا جائے گا یہان تک کہ مومن پر اس سے بہی زیادہ ہلکا ہوگا جتنی دیر مین وہ دنیا
مین فرض نماز پڑہتا تھا۔ (ابن کثیر) ۱۲

اشارہ معلوم ہوتا ہی اور احادیث میں صریح طور پر ہی مالک بن دینار نے فرمایا کہ اچھونکی ساتھ پتھر او کھانا بُروں کے ساتھ نعمتیں کھانیسے بہتر ہے مولانا فرماتے ہیں ؎

مار بد جانی ستاند از سلیم	یار بد آرد سوے نار مقیم

جب کافروں کے اعتراضات کثرت سے ہوی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خداوند عالم سے اسطرح شکایت کی وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا اور رسول نے کہا اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا ہی۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے تو مشرکین اسطرح غل مچاتے کہ نہ خود قرآن سنتے اور نہ دوسرونکو قرآن سننے دیتے یہی قرآن کا چھوڑنا تھا اور ترک کے درجے ہیں (۱) قرآن کو کلام الٰہی غیر مخلوق نہ سمجھنا۔ (۲) اسکے معانی سمجھنے میں غور و فکر نہ کرنا (۳) اس کے احکام بجا نہ لانا (۴) اسکی تلاوت نہ کرکے اشعار و قصہ خوانی میں مصروف ہونا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں دو چیزیں چھوڑ جاتا ہوں (۱) قرآن

شکایتِ رسول از ترکِ قرآن

ا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہی تو تم میں سے ہر شخص دیکھ لیا کرے کہ وہ کسکو دوست بناتا ہی (ابوداود و ترمذی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سوائے مومن کے کسی سے دوستی نہ کر۔ اور تیرا کھانا سوائے پرہیزگار کے کوئی نہ کھائے (ابوداود و ترمذی) ۲ چنانچہ فرمایا وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيهِ الآیہ (ابن کثیر) ۳ ترمذی و امام احمد (صواعق محرقہ) ۱۲ —

(۲) میری اہل بیت فقیر عرض کرتا ہے آجکل لوگ اخبار حسین غیبت اور فضول باتین ہوتی مین اور ناول اور قصے کہانیون مین اسطرح مبتلا ہین کہ قرآن پڑہنے کی اُنھین فرصت نہین تو تفسیر کیا دیکھینگے۔

لہ خصوص اخبار کرزن گزٹ۔ کہ جسکا ایڈیٹر انکار شہادت امام حسینؑ سے اپنا اعمال نامہ سیاہ کر رہا ہے۔ اُن موذیون نے امام علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کر کے اپنا منہ کالا کیا۔ اور یہ موذی شہادت کا انکار کر کے خسر الدنیا والآخرہ ہو رہا ہے صحیح بخاری و ترمذی و مسند امام احمد وغیرہ مین امام کی شہادت کے روایات کثرت سے موجود ہین تواتر سے اسکا ثبوت ہو چکا۔ تاریخ کامل کے سوا بہت سے تاریخ اس شہادت کی شہادت دیری ہین۔ پھر اسکے منکر کو سوائے خارجی ہونیکے اور کیا کہا جاوے۔ مرزا حیرت پہلے اس کا تو ثبوت دے لین کہ یہ اپنے باپ کے بیٹے ہین اور کس قدر مرد اس واقعہ کے شاہد ہین اُن کے نام بھی تحریر کرین۔ صرف غور تو کرنی شہادت سے اپنی نسب صحیح ہونیکا زعم۔ اور اس قدر روایات پر امام کی شہادت سے انکار۔ بات صرف اتنی ہے کہ مرزا صاحب نے مقدمہ تفسیر القرآن مین اپنے ایمان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ قرآن مین تحریف کی ہے۔ وحی و معجزہ سے انکار کیا ہے۔ اگر امام کی شہادت سے انکار کیا تو کوئی انوکھی بات نہین۔ لیکن اس اخبار کے خریدنے والے اسکی اشاعت و معاونت مین ضرور شریک ہین اور روز قیامت اُن سے بھی باز پرس ہوگی۔ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (یعنی گناہ و ظلم پر مدد نہ کرو) خدا کے کلام کو فراموش نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ جب کوئی برے کام کی اشاعت ہو تو کم سے کم آدمی اُس کو برا تو کہے۔ چنانچہ گوسالہ کی پرستش کے وقت جن لوگون نے سکوت کیا تھا اُن پر بھی عتاب الٰہی ہوا۔ دوسرا اخبار الحکم ہے کہ جس مین قادیانی نے لکھا "امام حسین کی شہادت سے بڑہکر عبد اللطیف (قادیانی جو علماء افغانستان کے حکم سے قتل کیا گیا) کی شہادت ہے۔ کہ جس کا تعلق شدید بوجہ استقامت سبقت لیگیا تھا" (نمبر ۲۳ جلد ۹ صفحہ ۵) اسنے اپنے ناپاک مرید کو اُس پاک ذات پر جو بضعۂ رسول و راکب دوش مصطفوی ہے بڑہایا ہے۔ انکار شہادت تو نہین لیکن ایسی شہادت کہ جو اُس کے مرید کی شہادت سے بھی گھٹی ہوئی ہے جو سردار جوانان اہل بہشت ہو وہ مرزا کے مرید کی برابری نہ کرے۔ جب مرزا اپنے منہ مثیل خدا بنا اس لئے اُس کے مرید خاص صحابہ سے بھی افضل ہوے۔ دونون مرزاؤن نے یزید پلید کی خوب اتباع کی۔ خدا چاہیگا تو اس کا انتقام دنیا و آخرت مین خود ہی لیگا ۱۲

رد مرزا حیرت

رد مرزا قادیانی

جب حضرت نے شکایت کی تو خداوند عالم نے اسطرح تسلی دی وَكَذٰلِكَ 25
جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ه
اور ہم نے اسی طرح گنہگارون مین ہر نبی کے دشمن بنا دیے ہین۔ اور (اے
نبی) تمھارا پروردگار ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے۔ یعنے جس طرح
رسل گذشتہ کے دشمن ہوے اور انھون نے صبر کیا تم بھی صبر کرو۔ اور تمھارا
پروردگار راہ راست بتانے اور مدد کرنے کو کافی ہے یعنے تمھاری اور تمھارے
متبعین کی دنیا و آخرت مین مدد کریگا پھر کافرون کا ایک اور شبہ بیان فرماتا ہے
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ 25
لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ه وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ 25
بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ه اور کافرون نے کہا ان (محمد) پر ایک بار قرآن
سب کیون نہ اتارا گیا اسی طرح (ہمنے متفرق اتارا) تاکہ ہم اس سے تمھارے
دل کو ثابت رکھین اور ہم نے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔ اور وہ لوگ تمھارے پاس کوئی مثال

ترتیلا۔ اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابن عباس قال لنشدد بہ فؤادک
ونربط علی قلبک ورتلناہ ترتیلا قال رسلناہ ترسیلا یقول شیئا بعد شیء ولا یاتونک
بمثل یقول لو انزلنا علیک القرآن جملۃ واحدۃ ثم سألوک لم یکن عندک ما تجیب
ولکنا نمسک علیک فاذا سألوک اجبت (در)

(یعنے اعتراض) نہین لاتے مگر یہ کہ ہم تمھارے پاس (مقابلہ مین اس کے) واقعی جواب اور بہتر بیان لے آتے ہین یعنے جس طرح ایک دفعہ توریت حضرت موسے علیہ السلام اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اُتری اسی طرح قرآن ایک دفعہ کیون نہین اُترا تو اس کا جواب اللہ تعالے اس طرح دیتا ہے کہ ہم نے تھوڑا تھوڑا اس لئے اُتارا تا اس مین تمھارے دل کو مطمئن و متحمّل کر دین۔ اور انھون نے جب قرآن یا رسول کو عیب لگایا تو ہم نے جبریل کو وحی حق کے ساتھ نازل کیا اور حق بات کو صاف ظاہر کر دیا!! اس کے علاوہ قرآن سے علم و عمل دونون مقصود تھے۔ تو بتدریج اُترنے مین ہر ایک شخص حفظ کر لیتا۔ اور تھوڑی تھوڑی پر عمل بھی کرنا آسان ہوتا جاتا تھا۔ لیکن کافر قلوب کے اندھے اچھی بات پر بھی عیب لگاتے تھے۔ اُن کا حشر بھی اُسی قبیح صورت پر ہو گا جس طرح فرمایا

اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِیْلًا

جو لوگ (قیامت کے دن) اپنے چہرون کے بل جہنم کی طرف جمع کئے جائینگے یہی لوگ ٹھکانہ کی وجہ سے بدتر اور زیادہ گمراہ ہین۔ چونکہ کفار طبیعت کے بندے جانبِ زمین و پستی مائل اور محسوسات و مادیات کی طرف راغب تھے اسی لحاظ سے قیامت مین بھی اُن کا رُخ اُسی پستی کی طرف رہیگا

تفسیر نزول القرآن بتدریج

اب بعضے نبیون کے اعدا کا حال مجمل طور سے بیان فرماتا ہے کہ وہ کس طرح برباد کیے گئے۔ جس سے کفارِ مکہ کو خوف۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہو۔ اور کلام کو رنگ برنگ کرنے سے تفریح اذہان بھی ہو۔ **قصہ اول موسے** علیہ السلام کا۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۚۖ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ؕ اور بے شک ہم نے موسے کو کتاب (یعنے توریت) عنایت کی اور ہم نے اُن کے ساتھ اُنکے بھائی ہارون کو وزیر بنا دیا۔ پھر ہم نے کہا تم دونون اُن لوگون کی طرف جاؤ جنھون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا پھر ہم نے اُنھین بالکل ہلاک کر دیا۔ اگلے زمانہ مین ایک ہی وقت مین کئی پیغمبر ہوتے تھے۔ اور ایک دوسرے کی وزارت بھی کرتے تھے۔ چنانچہ یہان حضرت ہارون حضرت موسے کے وزیر ہوکر انھین کے ہمراہ فرعونیون کے پاس گئے۔ جب وہ راہِ راست پر نہ آئے اور اُن دونون کو جھٹلایا تو غرق کر دیے گئے **قصہ دوم** وَقَوْمَ نُوْحٍ

تدمیرا۔ اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال اھلکناھم بالعذاب (در)۔ الدمار الھلاک۔ یقال دمّر اللہ تدمیرا ودمر علیہ بمعنے (مختار) **قوم**۔ اغرقنا کا مفعول ہے فعل شرط تفسیر محذوف ہے۔ اور اُسکی ضمیر اُس کے قائم مقام ہے۔ اسیطرح دوسرے مفعول آئندہ ۱۲

لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۚ اور نوح کی قوم کو کہ جب انھون نے پیغمبرون کو جھٹلایا ہم نے

اُن کو ڈبو دیا اور انھین لوگون کے لئے نشانی بنا دیا۔ اور ہم نے ظالمون کیلئے

درد دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہی۔ یعنے آسمان سے پانی برسا اور زمین سے بھی

پانی نکلا۔ تمام کفار اور اُن کے مکانات سب ڈوب گئے۔ یہ دینوی عذاب

تھا۔ اس کے سوا آخرت کا عذاب دردناک بھی اُن کے لئے تیار ہے **قصہ**

سوم وچہارم وپنجم وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ

ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۔ اور عاد اور ثمود اور کنوین والون کو اور اُن کے درمیان

بہت سی امتون کو (ہلاک کیا) ثمود یعنے صالح علیہ السلام کی قوم کہ ایک سخت

آواز سے ہلاک ہوگئی۔ اور اصحاب الرس کے معنی مین اختلاف ہی۔ بعض نے کہا

34 کہ قوم شعیب تھی اور بعض نے کہا کوئی اور تھی۔ غرض جب اس قوم نے تکذیب

کی اور اپنے نبی کا کہا نہ مانا۔ ایکدن وہ اپنے کنوین کے گرد جمع تھے یکایک وہ

ثَمُوْدَاْ سب قراء سوائے حفص وحمزہ کے تنوین سے پڑھتے ہین۔

الرس۔ اخرج ابن جریر عن ابن عباس قال الرس قریة من ثمود (در) الرس البیر المطویة بالحجارة۔ والرس ایضا اسم بئر کانت لبقیة من ثمود (مختار) قرونا یعنی اہل قرون۔ حدیث مرفوع سے ثابت ہی کہ قرن سو برس کا ہوتا ہی۔ اخرجه ابن ابی حاتم وابن جریر (در) اور ایک زمانہ کی جماعت کو بھی قرن کہتے ہین۔ ۱۲

کنوان اسطرح گراکہ کفار اور ان کے گھر وغیرہ سب زمین کے نیچے دب گئے۔
اور بعض نے کہا کہ یہ اصحابؔ اخدود ہین۔ اور ہم نے ان امتون کے درمیان مین
بہت سے لوگون کو ہلاک کیا۔ لیکن یہ ہلاک کرنا بعد انذار و تفہیم اور انکے شبہات
دور کرنے کا تھا جسطرح فرماتا ہے وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا 25
اور ہر ایک کے لیئے ہم نے مثالین بیان کی۔ اور سبکو ہم نے پوری طور سے ہلاک کرڈالا
پھر اللہ تعالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے کافرون کو آگاہ فرماتا ہے۔
وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا 25-
بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا اور بے شک (کفار مکہ) اُس بستی پر ہو آئے
ہین جسپر بری بارش برسائی گئی تھی۔ تو کیا انھون نے اُسے دیکھا نہ تھا بلکہ
یہ لوگ جی اٹھنے کی امید ہی نہین رکھتے۔ یہ حضرت لوط علیہ السلام کی بستی کی جانب
اشارہ ہے کہ قریش شام و فارس کی طرف آتے جاتے اس بستی پر گذر کرتے
تھے۔ جن لوگون پر پتھر کی بری بارش ہوی تھی۔ تو جسطرح وہ لوگ رسول کی

لہ ابن جریر نے اُسی کو اختیار کیا۔ جس کا ذکر سورہ بروج مین آئے گا۔ تتبیر۔ التبار بالفتح
الھلاک۔ وتبرہ تتبیرا کسرہ واھلکہ (مختار) ۲ے اخرج ابن المنذر وابن ابی
حاتم عن ابن عباس قال ھی سدوم قریۃ قوم لوط التی امطرت مطر السوء قال الحجارۃ (در) ۱۲

نافرمانی سے برباد ہوئے کہیں یہ بھی ہلاک نہ ہوں۔ لیکن وہ کس طرح عبرت لیتے۔
کیونکہ وہ حشر و نشر کے قائل نہ تھے پھر کافر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
41 ساتھ تمسخر کیا کرتے تھے اس کو بیان فرماتا ہے۔ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ
42 اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا
لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ
اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ اور (اے نبی) جب تمھیں وہ دیکھتے ہیں تو تم سے مسخراپن ہی
کرتے ہیں۔ کیا یہی وہ شخص ہے جسے اللہ رسول بنا کر بھیجا ہے۔ بے شک قریب تھا
کہ یہ ہمیں ہمارے معبودوں سے بھکا دے اگر ہم اپنے ثابت قدم نہ رہتے (اللہ
تعالے فرماتا ہے) اور یہ لوگ عنقریب جان لیں گے جس وقت یہ عذاب دیکھیں گے
کہ کون زیادہ گمراہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مکارم اخلاق تھے
علاوہ یہ کہ ایسے ایسے معجزات بھی دکھلائے اس پر بھی احمق کافر آپ سے دل لگی
اور ٹھٹول کیا کرتے تھے۔ خداوند عالم جواب میں فرماتا ہے کہ جب یہ عذاب
دیکھیں گے جان لیں گے کہ کون گمراہ ہے۔ مسلمان یا یہ لوگ پھر اللہ تعالے
43 کافروں کی مذمت کرتا ہے اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ

صبرنا۔ قال ابن جریج ثبتنا (ابن جریر) الٰهه مفعول ثانی ہے لیکن اول پر اس لئے مقدم ہوا
کہ اسی پر امر تعجب مبنی ہے۔ اسی لئے اُسی کا زیادہ خیال رکھا گیا (روح) ١٢۔

هُزُوًا
سب قرار سوائے حفص
کے ساتھ ہمزہ کے
موضع واو میں۔
اور حمزہ ساتھ سکون
اکے بھی۔

تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ اَوْ يَعْقِلُونَ

اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيلًا ۝ اور (اے نبی) کیا تم نے اُس شخص

کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو معبود بنالیا ہے۔ پس کیا تم اُس پر

ذمہ دار ہوسکتے ہو۔ (ہرگز نہین) کیا تم خیال کرتے ہو کہ ان مین کے اکثر

لوگ سنتے یا سمجھتے ہین (ہرگز نہین) یہ تو بالکل مثل چوپایون کے ہین بلکہ یہ

(ان سے بھی) زیادہ گمراہ ہین۔ مشرک[1] ایک پتھر کو پوجتے جب اُس سے دوسرا

بہتر نظر آتا تو پہلے کی پرستش چھوڑ کر اسی کی پوجا کرتے۔ اللہ تعالےٰ آنحضرت کو

خطاب کرکے فرماتا ہے کہ جنھون نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہو تم اُنکے

کس طرح ذمہ دار ہون گے۔ اور اُنھین دائرۂ ایمان مین داخل کرینگے

ہان تمھارے ذمہ تبلیغِ رسالت ہے جس کو تم نے ادا کیا تمھاری سعی مشکور

ہے (**فائدہ**) جو شخص خلافِ شرع خواہش کے موافق کوئی کام کرے

اُس کو بھی اِس وعید سے ڈرنا چاہئے۔ صحیح حدیث مین ہے لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ

حَتّٰى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ یعنے تم مین سے کوئی شخص مسلمان نہوگا

جب تک کہ اُسکی خواہش تابع اُس چیز کی ہو جائے جو مین لایا ہون۔ پھر

[1] ابن ابی حاتم وابن مردویہ از ابن عباس رضی اللہ عنہما (در) - ١٢

تَحْسَبُ نافع ومکی وبصری کسائی ساتھ سین کے۔

متابعت خواہشات

فرمایا کافر چوپایون سے بھی زیادہ گمراہ ہین - کیونکہ جانور جس لیے
پیدا ہوے اُس مین مصروف ہین۔ برخلاف ان لوگون کے کہ یہ توحید و عبادت
کے لئے پیدا ہوکر شرک و نافرمانی کر رہے ہین۔ اور بعض جانور اپنے مالک
کو پہچانتے اور اُسکی اطاعت کرتے ہین۔ اور یہ اپنے مالک سے بھی روگردان
ہین۔ (**فائدہ**) فرشتون کی خلقت مین صرف عقل ہے۔ اور جانور وغیرہ
مین صرف شہوت ہے۔ اور انسان عقل و شہوت دونون سے مرکب ہے (بیان عقل و شہوت)
پس جسکی شہوت عقل پر غالب آئی وہ جانورون سے بدتر ہوا کیونکہ یہ اپنی
عقل مغلوب اور خواہشِ غالب کے ساتھ اُس درکہ اسفل مین پہونچ جاتا
ہے جہان جانور صرف شہوت سے نہین پہونچ سکتے۔ اور جسکی عقل خواہش
پر غالب ہوی وہ فرشتون کے مقام مین بلکہ اُن سے بھی اعلیٰ ہوگیا بعد
بیانِ جہالتِ کفار دلائلِ وحدانیت بیان فرماتا ہے **پہلی دلیل** سایہ کی
حالت کے لحاظ سے۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ

مدّ الظل۔ بعض نے کہا کہ جس وقت آفتاب افقِ مشرق سے برآمد ہوتا ہے تو ہر شئے کا سایہ بہت
لمبا پڑتا ہے پھر جون جون سورج چڑہتا جاتا ہے وون وون اُس کے مقابل سایہ گھٹتا جاتا
ہے یہان تک کہ ٹھیک دوپہر کو ہر شئے کا سایہ اُسکی جڑ مین آلگتا ہے پھر آفتاب کے مقابل
دوسری جانب بڑہتا رہتا ہے حتے کہ بڑہتے بڑہتے شام کے وقت بالکل ناپید ہو جاتا ہے۔

ع ۱۰

سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۙ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۝

کیا (اے نبی) تم نے اپنے پروردگار کی طرف نہیں دیکھا کہ اُس نے کس طرح سایہ کو بڑھایا اور اگر وہ چاہتا تو بے شک اُسکو ساکن کر دیتا۔ پھر ہم نے اُس (سایہ) کو

بیان ظلال

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹۹) قال فی المصطلحات الظل هو الوجود الاضافی الظاهر بتعینات الاعیان الممکنة واحکامها التی هی معدومات ظهرت باسمه النور الذی هو الوجود الخارجی المنسوب الیها فیستر ظلمة عدمیتها النور الظاهر بصورها صار ظلا لظهور الظل بالنور وعدمیته فی نفسه قال الله تعالی الم تر الی ربک کیف مد الظل ای بسط الوجود الاضافی علی الممکنات فالظلمة بازاء هذا النور هو العدم وکل ظلمة فهی عبارة عن عدم النور عما من شانه ان یتنور به قال الله تعالی الله ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور الآیه والکامل المتحقق بالحضرة الواحدیة والسلطان ظل الله ای ظل الحقیقة الالهیة الجامعة وهی ای الانسان الکامل الذی صورته السلطان الاعظم الظاهر ای فی الجامعیة والاحاطة۔ (روح البیان) ع اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نورِ فعل کی شان اپنے بندہ کے دل پر بمقدار اسکی تربیت کے ظاہر فرماتا ہے اور یہی ظل ہے۔ پھر جب اسرار کی بینائی اس ظلالِ فعل کے ساتھ مستقیم ہو جاتی ہے تو انوارِ صفات کا طلوع ہوتا ہے پھر جب انوارِ صفات سے قوت ہوئی تو اس پر آفتابِ ذات کا طلوع ہوتا ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سب سے اعلیٰ و برتر ہے اور آپ کے لئے یہ خصوصیت ہے کہ اول حال میں مشاہدۂ ذات سے خصوصیت پائی جس طرح فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ۔ پھر صفات کا ظہور کیا پھر آپ کو دیدارِ فعل کی طرف کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ فرما کے متوجہ فرمایا اور سب کو دیدارِ فعل کا خطاب کیا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدارِ ذات کا خطاب فرمایا الخ ۱۲

خصوصیت مصطفوی

اپنی طرف باسانی کھینچ لیا۔ ابن عباس نے فرمایا کہ یہ وہ سایہ ہی کہ طلوعِ فجر سے
طلوعِ آفتاب تک رہتا ہی۔ اور اگر خدا چاہتا تو اسی طرح ہمیشہ رہتا پھر طلوعِ شمس کو
اُس کے لئے دلیل بنایا (یعنے اگر آفتاب طلوع نہ ہوتا تو سایہ کی معرفت نہ ہوتی
کیونکہ ہر شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے) پھر ہم نے اُس سایہ کو اپنی طرف جلدی
سے کھینچ لیا"۔ **صوفیہ** فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر[لے] علےٰ
مرتبہ اور قربِ خاص ہی کہ آپ سے فرماتا ہی کہ کیا تم نے اپنے پروردگار کی طرف
نہین دیکھا۔ موسےٰ علیہ السلام نے رویت طلب کی اَرِنی کہا۔ تو جواب نفی لَنْ
تَرَانِی ملا۔ **مولانا روم** سایہ سے مراد سایۂ اولیا (انبیاو[ے]) لیتے ہین اور نورِ آفتاب ہدایت
اُسکی دلیل ہے۔ ٥

کَیْفَ مَدَّ الظِّلّ نقشِ اولیاست	کاو دلیل نورِ خورشید خداست
اندرین وادی مرو بے این دلیل	لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن گو چون خلیل علیہ السلام

لے عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم اور حاکم مع تصحیح اور بیہقی اپنی سنن مین (در)

ے اور اُن کے قبض سے مراد اُن کا انتقال فرمانا ہی۔ حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی اس علم کو
تم سے کھینچ نہ لیگا بلکہ اس علم کو اسطرح قبض فرمائیگا کہ علما کو قبض کرلیگا یعنے آہستہ آہستہ عالم اُٹھتے
جاوین گے پھر جب اللہ تعالےٰ قریب قیامت کے سب کو قبض کرلیگا تو کوئی عالم نہ رہیگا۔ پس لوگ
اپنے سردار جہاّل کو بنائین گے وہ انکو فتوی دینگے۔ پس خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ کرین گے ۱۲۔

رو ۔ زسایہ آفتابے رابیاب	دامنِ شہ شمس تبریزی بتاب

دوسری دلیل وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّ 25-

جَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۝ اور وہی ہے جس نے رات کو تمھارے لئے چھپانے

والا بنایا اور نیند کو آرام اور دن کو (تمھارے کام کرنے کو) نکلنے کے لئے بنایا

اسی سے آدمی عبرت لے کہ جس طرح سو جاتے ہین اسی طرح مرجائین گے

اور جس طرح خواب سے اُٹھتے ہین اسی طرح قیامت مین اُٹھائے جائین گے

تیسری دلیل ۔ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ 25

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۝ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهُ مِمَّا 25

خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَّأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبٰى 25

أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝ اور وہی ہے جس نے اپنی (باران) رحمت سے

پہلے ہواؤن کو خوشخبری دینے کے لئے بھیجا ۔ اور ہم نے آسمان سے پاک کرنیوالا

پانی برسایا تاکہ ہم اُس سے مردہ شہر کو زندہ کرین اور اسے اپنی مخلوقات مین سے

سُبَاتًا ۔ السبات النوم واصلہ الراحۃ وبابہ نصر (مختار) بُشْرًا ۔ عاصم شین مضموم کو تخفیف کے لئے ساکن کرتے مین جمع بشور بمعنی مبشر کے ہے ۔ یعنے مبشرات ۔ اور جن قاریون نے ساتھ نون اور شین مضموم کے پڑہا ہے جمع نشور ہے جیسے رسول اور رسل یعنے ناشرات ۔ یعنے جمع کرنیوالی ہوائین ۔ اور شامی تخفیف کے لئے ساتھ سکونِ شین کے ۔ اور جنھون نے سکونِ شین سے پڑہا ہے مصدر ہے ۱۲

الرِّيٰحَ مکی ساتھ افراد کے

لِيَذْكُرُوا حمزہ وکسائی ثلاثی مجرد سے

نُشُرًا نافع ومکی وبصری ساتھ نون مضموم اور شین مضموم کے ۱۲

نُشْرًا شامی ساتھ سکون شین کے

نَشْرًا حمزہ و کسائی ساتھ فتح نون کے

بہت سے چوپایوں اور انسانوں کو پلاتے ہین۔ اور بے شک ہم نے اُس
(پانی) کو اُن کے درمیان مین طرح طرح سے پھیرتا کہ یہ نصیحت حاصل کرین
پھر (بھی) اکثر لوگون نے سوا ناشکری کے نہ مانا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ
کوئی سال بہ نسبت دوسرے سال کے زیادہ مینہ والا نہین ہوتا۔ لیکن اللہ
پھیرتا ہے جہان چاہتا ہے پھر یہ آیت ولقد صرفنٰہ پڑہی" یعنے بسا اوقات
ابر ایک زمین پر سے گذرتا ہوا جاتا ہے۔ پھر دوسری زمین پر جاکر برستا ہے۔
جب قوم کی کفرانِ نعمت اور ناشکری کا بیان ہوا تو اب نبی صلے اللہ علیہ و
سلم کو اسی دعوتِ اسلام پر مداومت کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ وَلَوْ شِئْنَا 51
لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ 52
جِهَادًا كَبِيْرًا ۝ اور اگر ہم چاہتے تو البتہ ہر بستی مین ڈرانے والا بھیجدیتے۔
(لیکن ہم نے ایسا نہین کیا) پس (اے نبی) کافرونکی اطاعت نہ کرو اور اُس
(قرآن) کے ذریعہ سے ان کے ساتھ بڑا مجاہدہ کرو۔ یعنے اے نبی اگر ہم چاہتے تو

ل؎ عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم اور حاکم مع تصحیح اور بیہقی اپنی سنن
مین (در) فلا تطع۔ یہ بھی اُس قبیل سے ہے جس طرح متحرک سے کہا جائے کہ نہ ساکن
ہونا اسطرح سے کہ ساکن سے کہین کہ نہ ساکن ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طرفۃ العین
بھی طاعتِ آلہی سے غافل نہین ہوتے تھے۔ ٢؎ ابن عباس۔ (در)

تمھارے کمالِ دعوت کو اصناف واشخاص پر متفرق کر دیتے ۔ لیکن ہم نے ایسا
نہین کیا بلکہ تم کو تمام روئے زمین کا ایک نذیر بنایا تا تمھاری عظمت وجلال ظاہر
ہو اور تمھارے کثرتِ مجاہدات کے باعث تمھارا مقام بھی سب سے اعلےٰ ہو ۔ دلیل
چہارم وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ 25-
وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ اور وہی ہے جس نے دو دریا کو
ملا دیا یہ میٹھا پیاس بجھانے والا ہے اور یہ کھاری کڑوا ہے اور اُن دونون کے
درمیان مین ایک آڑ اور حدِ فاصل کر دیا ۔ یعنے شیرین اور کھاری دونون مل
نہین جاتے باوجودیکہ پانی مین بالطبع سیلان ہے ۔ چنانچہ بعض سمندر شور مین

مرج ۔ اصل المرج الخلط ۔ ومنه قول الله فی امر مریج ای مختلط عن ابن عباس یعنے انه
خلع احدهما علی الارض فلیس یفسد العذب المالح ولیس یفسد المالح العذب (ابن جریر)
ف فقیر نے سفرِ کربلا مین دیکھا کہ سمندرِ شور کے ساتھ ہی فراتِ شیرین ہے ۔ اور آپس مین دونون کی
حد ملی ہوئی ہے ۔ لیکن قدرتِ الٰہی ہے کہ شیرین اور کھاری دونون خلط نہین ہوتے لیکن
ابن کثیر کہتے ہین کہ دو دریا سے مراد دو قسم کا پانی ہے ۔ میٹھا اور کھاری ۔ میٹھا تو یہی سمندر ہے جو
لوگون مین جاری ہے اور بعض باولیان اور چشمے ہین ۔ اور شور سمندر جو مشہور ہین اور وہ ساکن
ہین ۔ اور اسمین جزر و مد یعنے جوار بھاٹا ہوتا ہے ۔ (جزر جس کا ہندی ترجمہ جوار ہے یعنے گھٹ جانا
پانی کا ۔ اور مد جس کا ہندی ترجمہ بھاٹا ہے یعنے سمندر کے پانی کا بڑھ جانا) تو اللہ تعالےٰ نے اسمین
برزخ یعنے خشکی زمین کو آڑ کر دیا ۔ اور زمین درمیان مین ہے کہ ایک کو دوسرے سے ملنے نہین

اور شیرین سے انکی سرحد بالکل ملی ہوئی ہے باوجود اس کے ہر ایک اپنے حال پر ہے۔
اور کبھی ایک کنوین کے اندر ایک جانب شیرین اور دوسری جانب شور و تلخ ہے۔

دلیل پنجم وَهُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهۡرًا ؕ وَ
کَانَ رَبُّكَ قَدِیۡرًا ۝ اور وہی ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا پھر اس کیلئے
نسب اور سسرال بنائی۔ اور (اے نبی) تمھارا رب قدرت والا ہے۔ یعنے انسان کو
نطفہ سے (جو بہت ہی ادنے درجہ کی حالت ہے) پیدا کرتا ہے۔ یعنے ابتداء امر مین
صرف صاحبِ نسب ہوتا ہے۔ پھر جہان اُسکا بیاہ ہوا کہ اُس کے صہر[1] (یعنے سسرال
کے لوگ) پیدا ہوتے ہین۔ انسان ابتدا مین کچھ نہین تھا اب کسی کا بیٹا یا بیٹی اور
کسی کا داماد یا بہو ہے۔ یہ جو کچھ ہوا اُسکی قدرت سے ہوا۔ لیکن کافر ایسے قادر کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰۴) مانع اور حدِ فاصل ہے۔ چنانچہ فرمایا مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ یَلۡتَقِیٰنِ۔ بَیۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ
لَّا یَبۡغِیٰنِ۔ مگر ابن جریر اس معنے کو پسند نہین کرتے۔ اور کہتے ہین کہ "اسمین مرج و اختلاط نہین ہے
اور ہم نے پہلے ثابت کر دیا ہے کہ کلام عرب مین مرج کے معنے اختلاط کے ہین۔" اشارہ
ہے کہ انسان مجمع البحرین ہے اُس کے اندر دو دریا ملے ہین ایک قوۓ ملکوتیہ کا دریا جو درحقیقت نہایت
شیرین اور خوشگوار ہے اور دوسرا قوۓ حیوانیہ کا جو تلخ ہے اُن دونون کے درمیان حدِ
فاصل عقل کامل ہے۔ [1] ازہری نے کہا کہ جورو کے قرابتی مرد کے اصہار ہین۔ اور
شوہر کے قرابتی جورو کے اصہار ہین۔ ۱۲

چھوڑ کر انکی عبادت کرتے ہین کہ جن مین نفع وضرر کی کچھ قدرت نہین جس طرح
فرماتا ہے۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَ 25-
كَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ۝ اور وہ اللہ کے سوا اُسکی پوجا کرتے ہین جو
نہ انھین نفع دے اور نہ نقصان۔ اور کافر اپنے پروردگار (کی مخالفت) پر
مدد دینے والا ہے۔ لیکن آخرکار اللہ کا گروہ ہی غالب رہے گا۔ اور کس طرح
اپنے مصالح دینی و دنیوی سے منہ پھراتے ہین۔ اور وہ تو کافرون کے ہر طرح خیر
خواہ ہین اور اپنی اس محنتِ شاقہ پر اجرت بھی طلب نہین کرتے جس طرح فرماتا ہے
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ 25
اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ اور (اے نبی) ہم نے تمھین
صرف بشارت دینے اور ڈرانے کو بھیجا ہے۔ کہدو کہ مین اس (تبلیغ قرآن)
پر تم سے کچھ اجرت نہین مانگتا لیکن جو اپنے پروردگار کی طرف راہ اختیار کرنا
چاہے (وہ اللہ کی راہ مین خرچ کرکے اختیار کرے) یعنے طاعت پر بشارت دو

ظهيرا۔ ظهر على فلان غلبه وبابه خضع (مختار) ؎ ای عونا فی سبيل الشيطان
على حزب الله۔ وحزب الله هم الغالبون (ابن کثیر) وعن مجاهد قال معينا للشيطان
على معاصی الله۔ اس کو ابن ابی شیبہ و ابن جریر وغیرہ نے تخریج کی۔ سعید بن جبیر و قتادہ و حسن
و ضحاک وغیرہ سے بھی اسی کے قریب قریب مروی ہے (در) ١٢

اور معصیت پر ڈراؤ۔ پھر فرمایا کہ اے نبی کہدو کہ میرے اس لائے ہوے پر جو خدا
کے پاس سے لایا ہون تم سے کچھ بھی اجر طلب نہین کرتا۔ تاکہین تم یہ نہ کہو کہ
نبی کو اس دعوت سے تو ہمارا مال لینا مقصود ہے۔ اس لئے ہم اُنکی پیروی نہین
کرتے۔ لیکن جو تم مین سے چاہے کہ پروردگار کی راہ مین مال خرچ کرکے اُسکا
مقرب ہوجاے تو کون مانع ہے اور نبی کا اعتماد تمھارے مال وزر پر نہین اُن کو
58 توہم اپنی ہی ذات پر بھروسا کرنے کا حکم فرماتے ہین۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي
59 لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝ الَّذِي خَلَقَ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ
الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۝ اور (اے نبی) تم اُس زندہ پر بھروسا کرو جو نہین

كَفَىٰ بِهِ۔ ای حسبك۔ اس کلمہ سے مراد مبالغہ ہے جسطرح کہتے ہین کفی بالعلم جمالا و کفی بالادب کمالا۔
الَّذِي۔ حی کی دوسری صفت ہے۔ سِتَّةِ أَيَّامٍ۔ اگرچہ خداوندعالم ایک کن کے اشارہ سے جو کچھ چاہے
آن کی آن مین پیدا کرسکتا ہے جسطرح فرمایا۔ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ لیکن
آسمان وزمین کو چھ دن مین پیدا کرنا شاید اس لئے ہو کہ انسان بھی اپنے کامون کو تدریج اور مصلحت
اور حکمت پر مبنی کرے۔ جہاڑ وغیرہ اور خود انسان کی خلقت بتدریج ہوتی ہے ۱۲ بِهِ ای الرحمٰن
(جلالین) خَبِيرًا۔ حال ہے اس کا ذوالحال بہ کی ضمیر ہے (ابن جریر) لـه کیونکہ جو کسی
مرنے والے پر اعتماد کریگا وہ اُسکے مرے بعد ہلاک ہوجائیگا ۱۲۔

چھ دن مین آسمان وزمین کی پیدائش

مرنا اور اُسکی حمد کے ساتھ تسبیح کرو۔ اور وہ اپنے بندون کے گناہون سے
خبردار بس ہے جس نے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا اور جو کچھ اونمین
ہے۔ (سب کو) چھ دن مین پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔ بڑا مہربان ہے
(اے مخاطب) تو اُسی (رحمٰن) خبردار سے پوچھ۔ یعنے اے انسان مجھ سے
پوچھ مین اپنی تمام مخلوقات سے خبردار ہون۔ جس بات کی مین خبر دیتا ہون
وہی صحیح ہے۔ چنانچہ ایک اور مقام پر فرمایا وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ۔ یعنے تمام جہان
کے پیدایش اور استوار علی العرش کی کیفیت اللہ تعالے کے سوا اور کون جانتا
ہے امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ استوار کا مفہوم معلوم اور کیفیت مجہول۔ اور
اُسپر ایمان لانا واجب اور کیفیت سے سوال کرنا بدعت ہے **بعد** بیان انعام
واحسان کے کافرون نے جو اُس کے مقابلہ مین ناشکری کی اُسے بیان
فرماتا ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ
لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو
بولے اور رحمن کیا ہے۔ کیا ہم اُسے سجدہ کرین جس کا (اے نبی) تم ہمین حکم کرتے ہو

السجدة

یأمرنا حمزہ وکسائی ساتھ یا غیب کے یعنے اللہ تعالے ہم کو حکم کرتا ہے

۵ / ۶ / ۱۶

۱؎ اسکا پورا بیان صفحہ ۹۴۸ سورۂ طٰہٰ مین گذر چکا ہے۔ وزادهم۔ اُسی کے مثل ہے
فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا۔ ۱۲

25

(یعنے ہم سجدہ نہ کرین گے) اور اُس (قول[۱]) اُن (مشرکین) کی نفرت بڑہادی۔ کافرونکی سمجھہ پر افسوس ہے کہ اپنے بڑے مہربان کو سجدہ کرنیسے نفرت کی۔ اگر تھوڑی سی سمجھہ بھی ہوتی تو اُسکی عبادت اپنے پر لازم سمجھتے۔ اس لیئے اپنی عظمت بیان فرماتا ہے تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝ بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے آسمان مین برج بنائے اور اُس مین چراغ (یعنے آفتاب[۲]) اور روشن چاند بنایا۔ بروج[۳] سے مراد بڑے بڑے ستارے ہین اور بعض[۴] نے کہا کہ منازل و مراتب نجوم ہین جو بارہ ہین۔ غرض انتظامِ عالم کے لیے ان مین ایک قسم کا اثر دیا گیا ہے اور اُنکا موثر وہی اللہ تعالے ہے بعد ذکرِ آفتاب و مہتاب کے اُن سے عبرت لینے کا

سُرُجًا
حمزہ و کسائی نے
دو ضمون کے
جمع ہے یعنے تارے
مراد ہین۔

[۱] یہ استفہام انکاری ہے۔ مسئلہ امام شافعی و امام احمد فرماتے ہین کہ سجدۂ شکر (جو کسی بلا کے دور ہونے یا کسی نعمت کے حاصل ہونے پر ہو) سنت ہے حنفی مذہب مین بھی جایز بلکہ مستحب ہے جس طرح شرحِ منیہ مین ہے۔

[۲] عبدالرزاق و عبد بن حمید قتادہ سے کہ سراج سے مراد آفتاب ہے (در) چنانچہ خود فرمایا وجعل الشمس سراجا۔ [۳] قتادہ و مجاہد وغیرہ سے کہ وہ نجوم ہین (ابن جریر) [۴] خطیب نے کتاب النجوم مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اس آیت مین بروج سے مراد بارہ بروج ہین (۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان۔ (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت (در)۔

طریقہ سکھلاتا ہے وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن

يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾ اور وہی ہے کہ جس نے رات اور دن کو ایک

دوسرے کا) نائب بنایا اُس کے لئے جو یاد کرنا یا شکر کرنا چاہتا ہے۔ یعنے رات کے بعد دن ہے اور دن کے بعد رات ہے تو اس انتقال و تغیر کو دیکھکر منتقل کرنے والے اور تغیر دینے والے کو یاد کرے یا یہ کہ رات سبب راحت اور دن معیشت کا سبب ہے تو اس لئے شکر کرے غرض[1] دن مین اللہ کی یاد نہو سکی تو رات کو اُسکی قضا کرے۔ یا رات مین نہوسکی تو دن کو قضا کرے۔ دن کی اُلجھی رات مین سلجھائے۔ شب کی بگڑی دن مین بنائے۔ کیونکہ ورد کی مداومت سے واردات بھی مدام ہوتے ہین۔ پھر[2] اُن وجوہ شکر کی طرف جس سے

[1] ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپنے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ جس کا کچھ عمل رات مین رہجای وہ اُسے دن مین پورا کرے۔ اور جس کا دن مین رہے وہ رات مین پورا کرے (در) طیالسی و ابن ابی حاتم نے حضرت عمر سے کہ آپنے اپنے ورد کی تکمیل وقت چاشت کی اور یہی آیت پڑہی (مختصرا در) علما کہتے ہین کہ اگر تہجد کسی شب ادا ہو تو وقت چاشت کچھ نوافل پڑھ لے۔ اور اللہ سے عرض کرے کہ تو اسے قبول فرماکے تہجد کا ثواب عنایت کر۔ لسا لی مین ہے کہ جو شخص شب مین بیدار ہونیکی نیت رکھتا ہو اگرچہ بیدار نہو تو بہی وہی ثواب ملتا ہے لیکن عمل سا تہ نیت مجرد نیت سے افضل ہے اور عزیمت رخصت سے بڑہکر ہے [2] یہ بھی ربط ہے کہ جب اُن بندوں کا ذکر فرمایا کہ جو رحمان کے سجدہ کرنیسے نفرت کرتے تھے اور اسسبب سے وہ شیطانی گروہ بن گیا تھا اب اُنکا ذکر فرماتا ہے جو رحمان کے بندے ہین اگرچہ تمام مخلوق اُسی کے بندے ہین لیکن اُنکو رحمت سے جو انکو افتخار دیکر اشارہ دیتا ہے

یذکر — حرف بغیر تشدید کے ثلاثی مجرد ہے۔

شکورا — مصدر ہے بمعنی شکر ۱۲

بلحاظ معانی وغیرہ

بندہ رحمتِ عام کا مستحق ہوجاتا ہے اشارہ فرماتا ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ
یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ اور بندے
رحمان کے وہ ہین جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہین اور جب اُن سے جاہل (بے
ادبی سے) مخاطب ہوتے ہین (تو یہ جواب مین) سلامتی کی بات کہتے ہین۔
یہان سے متقیون کے صفات بیان فرماتا ہے **پہلی صفت** وہ زمین پر سکون
و وقار و تواضع سے چلتے ہین۔ چنانچہ رسولون کی شان مین بھی فرمایا وَیَمْشُوْنَ
فِی الْاَسْوَاقِ اسی لئے بعض علما نے بازار مین سوار ہونے کو مکروہ کہا
فقیر کہتا ہے کہ خصوص وہ سواری کہ جس سے پیدلون کو تکلیف پہونچے ؎

آہستہ خرام بلکہ مخرام — زیر قدمت ہزار جانست

سواری کا شکر تو یہی ہے کہ مجمع مین نہ دوڑائین اور پیدلون پر سلام مین
سبقت کرین اور ناتوان ضعیف کو اپنے ہمراہ سواری مین بٹھلا کر اُسکے
گھر پہنچا دین **دوسری صفت** جب کوئی جاہل بدگوئی سے اُنھین مخاطب

مومنون کی صفات

وعباد۔ مبتدا ہے۔ اور اسکی خبر مین دو وجہ ہین۔ ایک یہ کہ اولئک یجزون جو اس سورہ کے آخر
مین ہے وہی آخر جملہ اسکی خبر ہے۔ اور والذین یمشون جو اس کے مابعد ہین مبتدا کے صفات
ہین۔ اور دوسری یہ کہ الذین یمشون ہی اسکی خبر ہے۔ ۵ **حکایت** شیخ سعدی نے
اس حکایت کو نظم فرمایا ہے کہ ایک مست نے رات کو کسی پارسا کے سر پر اپنا ڈھول پھوڑا

حاشیہ

ہوتا ہے تو مقابلہ مین بدگوئی ہنین کرتے بلکہ معاف کرتے اور اچھا جواب
دیتے ہین چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات مین لکھتے ہین کہ
آپ کا حلم جاہل کی سختی سے اور بھی بڑہتا جاتا تھا جب اُن متقیون کا
خُلق و معاملہ مخلوق سے بیان فرمایا اب جو انکا خالق سے معاملہ ہے اور یہی انکی
تیسری صفت ہے اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ
سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے لئے سجدہ و قیام کی حالت
(یعنی نماز) مین رات کاٹتے ہین یعنی اکثر رات عبادت الٰہی مین جاگتے ہوے
گذارتے ہین چنانچہ ایک مقام پر فرمایا کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ۔ رباعی

آن را کہ غم یار بود چون خسپد	آنکس کہ طلبگار بود چون خسپد
اے دیدہ گنہ مے کنی و مے خسپی	چشمے کہ در و خار بود چون خسپد

چوتھی صفت اُنکی یہ ہے کہ خلق و خالق کے ساتھ اس اعلےٰ صفات سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۱) صبح مین وہ نیکمرد اُس سنگدل کے پاس ایک مٹھی روپیونکی
نذر کی اور کہا کہ تو معذور دست تھا تیرا ڈھول اور میرا سر پھوٹا۔ لیکن میرا زخم اچھا ہوگیا اور
تجھے بغیر روپیون کے درستگی ہنین ہوسکتی۔ اس لئے مین نے یہ روپے نذر کئے ہین ؎

مرا بہ شد آن زخم و برخاست بیم	ترا بہ نخواہد شد الا بہ سیم

سجدًا۔ جمع ساجد۔ قیامًا جمع قائم مثل نیام و نائم۔ لہ یعنی وہ متقی لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے

متصف ہوکر بھی وہ اپنے عمل پر بھروسہ نہ کرکے خوفِ دوزخ سے پناہ

65 مانگتے ہین۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ

66 عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۖ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا اور وہ لوگ

کہ جو کہتے ہین کہ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور رکھ۔ اس لئے

کہ اُسکا عذاب لازمی ہے۔ بے شک وہ بُری جگہ اور بُرا مقام ہے۔ بعد

بیانِ افعال واقوال۔ اُن کے خرچ کا حال بیان فرماتا ہے اور یہی

67 اُنکی پانچوین صفت ہے۔ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ

يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے

ہین تو نہ فضول خرچی کرتے ہین اور نہ تنگی اور (اُن کا خرچ) اُسکے درمیان ہین

غَرَامًا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللازم۔ ازعبد بن حمید (در) قال الراغب ماخوذ

من قولهم هو مغرم بالنساء ای یلازمهن ملازمة الغریم ای ملازمة من له الدین لغریمه

ای من علیه الدین فکلاهما غریم۔ کَانَ۔ اس ضمیر کا مرجع انفاق ہے جس پر انفقوا دال ہے

بَيْنَ ذٰلِكَ۔ یعنے درمیان اسراف وتقتیر کے اور وہ خبر کان ہے قَوَامًا۔ خبر بعد خبر ہے۔ اسکے معنے

وسط وعدل کے ہین بسبب استقامت واعتدالِ طرفین کے۔ اور قوام کے مثل سوا رہے۔ بسبب

استوارِ طرفین کے۔ اور اس آیت مین اشارہ ہے کہ اُن کے فیوضات نفاضل علیہ کی قابلیت کے

موافق ہوتے ہین نہ حاجت سے زیادہ اور نہ کم۔ یا یہ کہ جب اپنے وجود کو اُسکی ذات وصفات مین فنا کرتے ہین تو

نہ اسطرح ریاضت کرتے ہین کہ جس سے بدن ہلاک ہو جائے۔ اور نہ اسطرح کہ شہوات مین مبتلا ہو جائین ۱۲

وَلَمْ يَقْتُرُوْا
نافع وشامی باب
افعال سے۔
يَقْتُرُوْا
مکی وبصری ساتھ
کسر تا کے ضرب سے
لغتین مین سب کے
معنے ایک ہین۔

اعتدال پر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی معیشت مین
اعتدال رکھنا آدمی کی دانائی سے ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ محتاج نہوا جس نے اعتدال
سے خرچ کیا۔ **بعد اصولِ طاعات** امہاتِ معاصی کو بیان فرماتا ہی یعنے
صفاتِ حسنہ سے متصف ہونے کے بعد صفاتِ سیئہ سے بھی دور رہین گے
تو رحمان کے سچے بندے کہلائین گے۔ اور یہی انکی چھٹی صفت ہے۔ وَالَّذِیْنَ 25
لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا
بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا ۙ یُّضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ 25

یُضٰعَفُ
مکی باب تفعیل سے
یُضَعَّفُ
شعبہ سا تہ رفع
بسبب استیناف
پڑھا ہے۔

لہ امام احمد (ابن کثیر) ۲ہ امام احمد (ابن کثیر) **ولا یزنون**۔ الزنی وطئ المرءۃ من غیر عقد
شرعی۔ اسمین اشارہ ہے کہ عجزِ دنیا مین سات شہوتِ نفسانی کے تصرف نہین کرتے بلکہ جو کچھ اسمین
تصرف کرتے ہین اللہ کے حکم سے کرتے ہین امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہم نے عبد اللہ بن
مسعود سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون گناہ سب سے بڑا ہے فرمایا یہ
کہ تو اللہ تعالے کا ہمسر شریک بنائے حالانکہ اللہ تعالی ہی نے تجھے پیدا کیا ہے۔ کہا کہ پھر کون
گناہ۔ فرمایا یہ کہ تو اپنے فرزند کو قتل کرے بخوف اس کے کہ تیرے ساتھ کھانا کھائے۔ کہا کہ پھر کون
گناہ۔ فرمایا یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے۔ عبد اللہ نے کہا کہ اس کی تصدیق
اللہ تعالے نے نازل فرمائی والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا اٰخر تک (در) **اثاما**
ھو جزاء الاثم والعقوبۃ کالوبال والنکال وزنا و معنی۔ **یضعف**۔ یہ جملہ یلق
سے بدل ہے بسبب اتحادِ معنے کے۔ ۱۲

70 یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ یَخۡلُدۡ فِیۡہٖ مُہَانًا ﴿٭ۖ﴾ اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا

71 فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۝﴾

وَ مَنۡ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّہٗ یَتُوۡبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا ﴿۝﴾ اور وہ لوگ کہ جو اللہ کیساتھ دوسرے

معبود کی پرستش نہین کرتے اور جس جان کو اللہ نے حرام کردیا ہی (اسکو) نہین قتل کرتے مگر حق پر اور

نہ وہ زنا کرتے ہین اور جو ایسا کریگا سزا پائیگا۔ قیامت کے دن اسکو دگنا عذاب ہوگا اور وہ ذلیل ہوکر اسمین

ہمیشہ رہیگا۔ مگر جس نے توبہ کرلی اور ایمان لایا اور نیک کام کیا تو یہی لوگ ہین کہ اللہ انکی برائیونکو نیکیون سے

بدل دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو شخص توبہ کرے اور نیک کام کرے تو بیشک وہ اللہ کیطرف اچھا رجوع کرتا ہے

وعمل۔ یہان عمل سے مراد توبہ اور آئندہ نکرنے کا عزم کرنا ہی ورنہ کوئی دوسرا عمل توبہ کیلئے شرط نہین ہی۔ یبدل

قال الراغب التبدیل جعل الشئ مکان اٰخر وھو اعم من العوض فان العوض ھو ان یصیرلک الثانی باعطاء

الاول والتبدیل یقال للتغییر وان لم تات ببدلہ (روح) ومن تاب۔ یہ حال اُس شخص کا ہے

جو تمام گناہون سے توبہ کرلیتا ہے اور اس کے اوپر جو بیان گذرا وہ اس شخص کا تھا جو امہات گناہ سے توبہ

کرتا ہے تو یہ تعمیم بعد تخصیص ہے لہ خواہ کافر تھا پھر مسلمان ہوگیا یا فاسق تھا پھر توبہ کی۔ ابوذر رضی اللہ

عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص لایا جائیگا پھر اللہ تعالےٰ فرمائیگا کہ اس کے

کبائر گناہونکو ایک طرف رکھو اور اس سے اُس کے صغیرہ گناہون کو پوچھو تو کہا جائیگا کہ تونے فلان روز

ایسا ایسا گناہ کیا اور فلان روز یہ کیا تو وہ کہیگا کہ ہان۔ وہ کچھ انکار نہ کرسکیگا۔ تو اُس سے کہا جائیگا کہ تیرے لئے ہر برائی

کے بجائے ایک نیکی ہی۔ تو وہ عرض کریگا کہ اے میرے رب مین نے تو بہت بری باتین کی ہین جو مجھے یہان دکھلائی نہین دیتی ہین

(صحیح مسلم وغیرہ) لہ توبہ اکسیر اعظم ہی جب نجاس سیئات پر ڈالدی جاتی ہی۔ تو وہ زر حسنات ہو جاتی ہین ١٢

ویخلد … فیہ مکی و حفص کے سوا سب بغیر صلہ پڑھتے ہین۔ کل قرآن مین یہی ایک مقام ہے کہ حفص نے ضمیر کی ہاکو صلہ سے پڑھا ہے ١٢

یعنے شرک نہین کرتے اور بدولت ایمان کے اپنے نفس کو ذلت کے قتل
سے بچاتے ہین۔ اور غیرون کو بھی قتل نہین کرتے۔ ہان اُن نفوس کو قتل
کرتے ہین جنکی اللہ کے پاس عزت نہین کیونکہ اُنھون نے ایسا عمل کیا کہ جسکی
وجہ سے اُن کا قتل مباح ہو گیا بعد قتل جلی کے قتل خفی (یعنے زنا کہ جس سے
اولاد کے نسب کو ضایع کرتا ہے) وہ بھی نہین کرتے۔ پھر اشارہ فرمایا کہ جو
ان امور مین مبتلا ہوگا وہ سزائے سخت اور عذاب شدید بھی پائیگا۔ بعد
تہدید فجار کے ابرار کو ترغیب دلاتا ہے۔ کہ بعد توبہ کے اُن کے گناہون کو
نیکیون سے بدل دونگا۔ ساتوین صفت اُن کی یہ ہے کہ ہر امر باطل سے
دور رہتے ہین۔ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا 25-
كِرَامًا ۝ اور وہ لوگ جو جھوٹے کام مین شامل نہین ہوتے اور جب بیہودہ
موقعہ پر گذرتے ہین تو بزرگانہ طور سے گذر جاتے ہین۔ یعنے بری جگہ مین عمداً
نہین جاتے اور جو اتفاقاً چلے گئے تو اُس مجلس مین امر بالمعروف و نہی عن
المنکر بطور اشارہ یا بطور تصریح جو مناسب ہو وہ عمل مین لاتے ہین ورنہ

باللغو۔ قال الراغب اللغو من الکلام مالا یعتد به۔ کراما جمع کریم قال الراغب الکرم اذا
وصف الله به فهو اسم لاحسانه۔ واذا وصف به الانسان فهو اسم للاخلاق والافعال المحمودة التی تظهر منه

اُس مجلس سے منہ پھرا کے بزرگانہ طور پر چلے جاتے ہین۔ آٹھوین صفت
یہ ہے کہ جو کوئی انھین نصیحت کرے قبول کر لیتے ہین۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا
بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ اور وہ لوگ کہ جب انھین
اُن کے پروردگار کی آیتون سے نصیحت کی جاتی ہے تو اُن پر بہرے اندھے
ہو کر نہین گر پڑتے بلکہ انھون نے اللہ تعالے سے سمجھ پائی اور جو اُس کی
کتاب مجید سے سنا اُس سے نفع اُٹھایا۔ نوین صفت یہ ہے کہ جب خود کو ان
اوصافِ حمیدہ سے موصوف پاتے ہین تو فضل آلہی کے امیدوار ہو کر اپنے
لئے امامت کے اہلیت کی دعا کرتے ہین۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا
مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اور

ذُرِّيّٰتِنَا بصری و شعبہ و حمزہ و کسائی سانۃ افراد کے۔۱۲

لَمْ يَخِرُّوْا۔ خر کے معنے اس طرح گرنے کے ہین کہ جس سے خریر سنائی جائے اور خریر اُس پانی وغیرہ کی آواز ہے جو اوپر سے گرتا ہے۔ صُمًّا۔ جمع اصم ہے۔ اور یہ وہ ہے کہ جسے حاسۂ سمع نہو۔ اور اسی سے تشبیہ دیجاتی ہے جو حق بات کان لگا کر نہین سنتا اور نہ قبول کرتا ہے۔ عُمْيَانًا۔ جمع اعمے ہے۔ اور یہ وہ ہے کہ جسے حاسۂ بصر نہووے۔ تو یہان نفی سے صم اور عمی کی نفی مراد ہے نہ خرور کی۔ بلکہ اسکا اثبات ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ لَا يَلْقَانِيْ زَيْدٌ مُسَلِّمًا تو اسمین سلام کی نفی ہے نہ لقا کی لہ عبد بن حمید وابن ابی حاتم از قتادہ (در) مِنْ اَزْوَاجِنَا۔ اس مِن کو علم بیان مین تجریدیہ کہتے ہین۔ گویا کہا گیا هب لنا قرۃ اعین۔ پھر قرۃ کی تفسیر ازواج و ذریۃ سے کیگئی جسطرح انکا قول ہے رأیت منك اسدا یعنی انت اسد۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ من ابتدائیہ ہو۔ اور معنے یہ ہونگے هب لنا من جهتهم ما تقر به عيوننا (نیشا پوری) قُرَّةَ۔ یا تو قر سے ہے

وہ لوگ کہ جو کہتے ہین لے ہمارے پروردگار ہماری بی بیون اور ہماری اولاد
سے آنکھونکی ٹھنڈک عنایت فرما اور ہمین پرہیزگارون کا پیشوا بنا۔ یعنے ہماری
بی بیان اور اولاد اسطرح طاعت الٰہی کرین کہ جس سے ہماری آنکھین دنیا و
آخرت مین ٹھنڈی ہون۔ صورت اچھی ہونے کی خواہش نہین بلکہ انکی سیرت
اچھی ہونے کا خیال اور یہی دعا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اُس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہین سوا تین قسم کے
ایک تو فرزند صالح کہ جو اُس کے لئے دعا کرے۔ دوسرے علم کہ جس سے اُسکے
مرے بعد نفع اُٹھایا جائے۔ تیسرے صدقہ جاری [۱۱] اور ہمین متقیون کا پیشوا
بنا دے جو ہماری اقتدا کرکے راہ راست پر رہین بعد بیان صفات متقین
اُنھین جنت مین جو اعلےٰ مقام ملیگا اسطرح بیان فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ

يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۙ خٰلِدِيْنَ

يُلْقَوْنَ
شعبہ وحمزہ وکسائی ثلاثی مجرد سے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۷) اسکے معنے ٹھنڈک کے ہین کیونکہ خوشی کے آنسو ٹھنڈے ہوتے ہین اور اسی لئے اُسکی ضد مین کہا جاتا ہے اسخن اللہ عینہ۔ یا قرار سے ہے بسبب عدم نظر اُسکی غیر کی طرف (خفاجی)
[۱] ابن جریر وابن منذر از ابن عباس (در) [۲] عبد بن حمید از عکرمہ (در) [۳] ابن جریر وابن منذر از ابن عباس (در) [۴] صحیح مسلم (ابن کثیر) غرفۃ۔ ابن ابی شیبہ ضحاک سے کہ غرفے سے مراد جنت ہے یا غرفے سے مراد بالاخانے جنت کے ہین جس طرح امام احمد سے بروایت مرفوع مروی ہے (در) بِمَا صَبَرُوا ای بصبرہم بیان صبر کو مطلق فرمایا تا صبر طاعات پر اور ایذاء کفار پر اور شہوات سے اور ضرر فقر وغیرہ کو شامل ہووے۔ یلقون یعنے اس

25

25

فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ یہی لوگ ہین کہ جنھین صبر کے بدلے مین بالاخانے دئے جائینگے (یعنے جنت) اور وہان تعظیم اور سلام سے اُن کا استقبال کیا جائیگا۔ اُسمین ہمیشہ رہین گے اچھی جگہ اور اچھا مقام ہے۔ جن کے اوصاف وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ سے یہان تک بیان ہوے اُن کو جنت مین بعوض اُس کے کہ جو انھون نے طاعات پر صبر کیا۔ اعلےٰ مقام ملیگا اور فرشتے اُنکی پیشوائی کو آکر سلام کرین گے اور مبارکباد دین گے اور وہ اُسمین ہمیشہ رہینگے وہ قرارگاہ ومقام کیا ہی اچھا ہے غرض متقیون کو تو یہ عمدہ ثواب ملیگا اور اللہ تعالےٰ کو ہرطرح سے اُن کا خیال ہے برخلاف کافرون کے جس طرح فرماتا ہے۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۝ ع ۶

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۸) منافع کے ساتھ سلام وتعظیم وتحیت ودعا ہی ہوگی۔ تو یہ تحیت وسلام فرشتون سے ہی یا اللہ سے یا بعض اُن کے واسطے بعض کہین گے ۱۲ مَا يَعْبَؤُا۔ ما استفہامیہ ہی یا نافیہ ہی اصل عبء معنی مین ثقل اور بوجھ کے ہی جب کسی چیز سے ہو تو ما عبأت بہ کے معنے حقیقت مین ما اری لہ وزنا وقدرا کے ہونگے قاموس مین ہی ما اعبؤ بفلان۔ ما ابالی۔ لَوْلَا۔ اسکا جواب محذوف ہی کیونکہ اسکا ماقبل اس پر دال ہے لِزَامًا یعنی تمہارا جھٹلانا تمھین دنیا وآخرت مین خراب کریگا روز بدر بھی اسی مین داخل ہی جسطرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی (ابن کثیر) لزام مثل قتال مصدر ہی قائم مقام فاعل کے جسطرح عدل مقام مین عادل کے ہوتا ہی یعنے جزائے تکذیب تمھین لازم ہوجائیگی۔ اور تمھین دوزخین لیجائیگی جسطرح فار لزوم ما بعد اپنے کو اپنے ماقبل کے لئے دال ہی۔ اور یہان دوزخ کو تصریح نکرکے پوشیدہ رکھنا اس لئے ہی کہ وہ نہایت ظہور مین ہی یا یہ کہ وہ امر خوفناک ہی جو وصف وبیان سے خارج ہے ۱۲

(اے نبی) کہدو کہ میرا پروردگار تمھاری پروا نہین کرتا اگر تم (مین سے اُسکی)

عبادت نہین کرتے سو تم جھٹلا چکے پس عنقریب (اُسکا عذاب یقین) لازم ہوجائیگا
یعنے اگر تم مین سے بعض لوگ خدا تعالےٰ پر ایمان نہ لاتے اور اُسکی عبادت نہ کرتے تو میری رب کو
تمھاری بھی کچھ پروا نہ تھی کیونکہ انسان کی بزرگی و کرامت معرفت و طاعت سے ہے ورنہ وہ
اور تمام حیوانات برابر ہین - یا یہ کہ اگر دعوت اُسکی تمھین دین و طاعت کی طرف نہوتی تو
تمھاری کچھ پروا نہ تھی - اور تم نے جو تکذیب کی تو ہمارا عذاب بھی عنقریب مین لازم ہوجائیگا
مثال ہے جیسی کرنی ویسی بھرنی چونکہ انسان یہان مسافرانہ آیا ہے - اور اس سفر کی ابتدا
مان کے پیٹ سے شروع ہوئی - اور اسکا مقصود آخرت ہے - اور اسکے زندگی کا زمانہ سفر کی مسافت
ہے - سال بجائے منازل ہین - مہینے مثل فرسخ ہین - دن کوس ہین - جو دم ہین بجائے قدم ہین
جسطرح کشتی اپنے سوار کو لیجاتی ہے اسی طرح وہ اسے لیجا رہی ہین ۵

یہ جہان ہے کشتی جسد فنا	بیٹھے ہین لیکن سب چلے جاتے ہین ہم

لہ یہ معنے اسوقت ہون سگے کہ دعا جو مصدر ہے فاعل کی طرف مضاف ہووے مثال اُسکی ایسی ہے کہ کوئی
بادشاہ اپنے غلام نافرمان سے کہے کہ میری عادت تو یہ ہے کہ جو میری اطاعت کرتا ہے مین اسپر احسان
کرتا ہون اور تو جو نافرمانی کی اب قریب ہین تیرا نکال ہوگا - تو اسوقت خطاب مومنین و مکذبین
سب سے عام طور پر ہوگا یعنے آدمیون کے جنس مین عبادت و تکذیب پائی گئی اس لیے مخاطب کئے گئے
لہ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم از ابن عباس (در) لہ یہ معنے اسوقت ہونگے کہ دعا جو مصدر
ہے مفعول کی طرف مضاف ہووے اور اسوقت خطاب کافرون کی طرف ہے ۱۲۰

مضمون اخلاص

آدمی کو چاہیے کہ گو عمل تھوڑا ہو لیکن اخلاص سے کرے کیونکہ اخلاص سے تھوڑا عمل بے اخلاص کے
بہت سے عمل سے افضل ہوتا ہے چنانچہ اخلاص کا بیان اسطرح ہے (کلمہ) **اخلاص** حق سبحانہ کی
بندگی حق سبحانہ کیواسطے ہی ہووے نہ ایسی علت کیلئے جو کسی حال میں احوال سے راجع بنفس ہووے اور
اخلاص ارادہ کے مرتبوں میں سے پہلا مرتبہ ہے یہ عابدوں اور زاہدوں کیلئے اس سبب سے نہیں ہے
کہ اخلاص انکا ریاکاری سے ہوتا ہے۔ اور جزا طلب کرتے ہیں بعض کا اخلاص اعمال میں ہوتا ہے۔ انکے عمل بلحاظ
فالحمد للہ کے ہیں نہ طلب جزا کیلئے۔ اور اس مقام کی صحت کی دو علامتیں ہیں۔ جو شخص اس مقام میں ہوتا
ہے تو اپنے حق میں آدمیوں کے اچھا برا کہنے پر التفات نہیں کرتا۔ اور اللہ کی توفیق اور اسکی قدرت
و ارادہ سے وقت عمل حضور ہوتا ہے۔ اور بعض کو اخلاص اپنی طرف فعل کی نسبت دفع کرنیکے لیے ہوتا
ہے۔ تو وہ اچھی بات کا عامل واسطے حق سبحانہ کے ہوتا ہے۔ پس اسکے تمام اعمال للہ باللہ ہوتے
ہیں۔ اور بعض کا اخلاص اپنے سے بری ہونیکے لحاظ سے ہوتا ہے بمضمون بی یسمع وبی یبصر
کے۔ تو اسکی تمام صفات منسوب بحق ہوتی ہیں۔ اور بعض کا اخلاص حق تعالی کی قیومیت کے
مشاہدہ خیال سے ہوتا ہے۔ تو تمام اشیا کو قایم باللہ دیکھتا ہے۔ اور حقیقت وجود حق تعالی کو جانتا ہے
اور بعض کا اخلاص بلحاظ مقام فنا ذاتی کے ہوتا ہے۔ اور وجود کو خالص للہ جانتا ہے اور بعض کا اخلاص
کسی حال میں نفس کیطرف رجوع نہ کرنیکے خیال سے ہوتا ہے۔ پس گلزار حضرات کمالیہ یعنی اسماء و صفات کی تجلیات
میں بلا رسم واقف ہوتا ہے اور قدس ذات میں مقتضیات و اوصاف بشریت سے خالص باللہ ہوتا ہے۔

سُورَۂ شُعَرا

مکی ہے۔ اور اسکے حروف ۵۴۲۴۵۔ اسکے کلمات ۱۲۹۹۔ اسکی آیات ۲۲۷ ہین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

-1
-2
طٰسٓمٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا
-3
مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا
-4
خٰضِعِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ
-5
-6
مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

لہ جمہور کے پاس مکی ہے لیکن ایک روایت مین ابن عباس سے والشعراء یتبعہم الغاوٗن سے پانچ آیت آخر تک مدنی ہین۔ تلک۔ مبتدا۔ ما بعد اسکی خبر ہے۔ یعنے ھٰذہ السورۃ اٰیات القراٰن الظاھر اعجازہ۔ المبین من ابان بمعنے بان وظہر۔ او المبین للاحکام الشرعیۃ وما یتعلق بھا۔ یعنے ابان فعل لازمی ومتعدی دونون ہوتا ہے۔ لعلّ اشفاق یعنے خوف کے لئے۔ بہ نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا جاتا ہے بخع نفسہٗ یعنے اس نے اپنے نفس کو غم سے مار ڈالا۔ اور اصلِ بخع یہ ہے کہ بسبب ذبح کے بخاع تک پہونچنا اور وہ حدِ ذبح کی انتہا ہے ۱۲۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ إِنَّ
فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ یہ آیتین روشن کتاب ع ۹ ۵

کی ہین۔ (اے نبی) شاید تم اپنے آپ کو اُن کے مسلمان نہونیسے ہلاک کر بیٹھو۔ اگر ہم چاہین تو آسمان سے ایک نشانی اُتارین پھر اُس کے آگے اُنکی گردنین جھکی ہوی رہجائین۔ اور کوئی نئی نصیحت رحمٰن کیطرف سے اُنکے پاس نہین آتی کہ جس سے منہ نہ موڑتے ہون۔ پس یہ جھٹلا چکے اب عنقریب اُنکے پاس اُس چیز کی خبرین آجائینگی جسکے ساتھ یہ ٹھٹھا کرتے ہین۔ کیا اُنھون نے زمین کیطرف نہین دیکھا کہ کسقدر ہم نے اُسمین ہر قسم کی عمدہ چیزین اُگائین بیشک اُسمین نشانی ہے۔ اور اُنمین بہت سے ایمان لانیوالے نہین ہین۔ اور (اے نبی) بیشک تمھارا پروردگار البتہ وہی زبردست حکمت والا ہے۔ یعنی آیات قرآن مجید تو ظاہر ہین۔ اور اسکا اعجاز کسی سے مخفی نہین۔ پھر اگر کافر ایمان نہ لائین تو کیا اے نبی تم اس حسرت سے خود کو ہلاک کر دوگے (اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کو تسلی دیتا ہے کہ تم انکے ایمان نہ لانے پر اسقدر تاسف نکرو) اگر ہم چاہتے تو بطور اضطرار اسباب ایمان لاتے لیکن ہماری مشیت و حکمت کا یہ تقاضہ ہے کہ انکو امتحانی صورتمین رکھین اسلئے قرآن مجید مین اُنکی حال کی نسبت سے نئی نئی نصیحت و وعظ مذکور ہے جس سے وہ بجای نصیحت لینے کے اُلٹے اعراض و تکذیب و استہزا کرتے ہین۔ کیونکہ جب آدمی شقی ہوتا ہے تو پہلے روگردانی کرتا ہے پھر صراحت سے جھٹلاتا ہے۔ اور جب تکذیب و انکار مین کامل ہوا تو ٹھٹھا کرتا ہے۔ عنقریب وہ عذاب کی خبرین جس سے یہ ٹھٹھا کر رہے ہین اُنکو لاحق ہونے والی ہین۔

پھر اس پر بھی ہم اپنی قدرت کے ایسے دلائل محسوس بیان کرتے ہین جو تھوڑی سی عقل والا بھی اگر غور سے نظر کرے تو ہماری ربوبیت کا قائل ہو جائیگا چنانچہ اُنھون نے زمین کو بھی غور سے نہ دیکھا کہ ہم نے ہر قسم کے قابل قدر کھیتی و پھل وغیرہ کس کثرت سے اُس مین اُگائے۔ بے شبہ اس پیدا کرنے مین نشانی ہے کہ سب اُسی کی قدرت سے ہوا ہے لیکن پھر بھی اُنمین اکثر ایمان والے نہین ہین۔ اور چونکہ ہم عزیز یعنے غالب ہین تو اُن کے عذاب پر بھی قادر ہین اور رحیم ہین اس لیے دلائل بھی بیان کرتے ہین تا فکر کرین اور عبرت لین پھر اللہ تعالے اس سورہ مین سات انبیا علیہم السلام کے قصے

لہ جاننا چاہیے کہ اس سورہ مین بعضے آیات واسطے تاکید و تقریر کے مکرر مذکور ہین منجملہ اس کے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ۔ اس سورہ مین آٹھ مقام پر ہے (۱) ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم مین (۲) قصہ موسے علیہ السلام مین (۳) ابراہیم علیہ السلام (۴) نوح علیہ السلام (۵) ہود علیہ السلام (۶) صالح علیہ السلام (۷) لوط علیہ السلام (۸) شعیب علیہ السلام۔ اور اسی طرح اَلَا تَتَّقُوْنَ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ یہ پانچ جگہ مذکور ہے قصہ نوح ہود و صالح و لوط و شعیب علیہم السلام مین۔ ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم مین ما اسالکم علیہ من اجر الایہ نہین ہے کیونکہ اس سورہ کے سوا اور مواضع مین ہے۔ اور قصہ موسے علیہ السلام مین بھی نہین ہے اس لئے کہ فرعون نے آپ کو پالا تھا۔ اور قصہ ابراہیم علیہ السلام مین بھی نہین ہے۔ کیونکہ آپ کے باپ بھی مخاطبون مین شریک تھے تو موسے و ابراہیم علیہما السلام نے شرم سے وما اسالکم علیہ من اجر نہ کہا اگرچہ وہ دونون بھی طلب اجر سے منزہ ہین۔ (نیشاپوری) ۱۲

جواُن کے امتون کے ساتھ ہوئی بیان فرماتا ہی تا یہ امت اُن سے عبرت لے۔ اور موسے علیہ السلام کے قصہ ہی بسبب اُسمین غرائب احوال اور عجائب امور ہونیکے شروع فرمایا

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝

اور (اے نبی اُنکو سمجھاؤ) جب تمھاری پروردگار نے موسے کو پکارا (اور کہا) کہ تم ظالم قوم کے پاس جاؤ۔ (یعنی) فرعون کی قوم کے پاس (اور پوچھو) کیا وہ (عذاب الٰہی سے) ڈرتے نہین یعنی ڈرین اور اس ظلم سے (یعنی بنی اسرائیل کو لونڈی غلام بنانے سے اور لڑکون کو مار ڈالنے سے) باز آئین۔ چونکہ پیغام اُس قوم کے مخالف تھا اس لئے

فرعون۔ انسان جب مظہر قہر بنتا ہے تو ابلیس سے بھی سرکشی مین بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ ابلیس آدم کا دشمن تھا۔ اور فرعون نے خدا سے سرکشی کی۔ اور اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کا دعوے کیا۔ اور جب مظہر لطف ہوتا ہی تو مسجود ملائکہ ہوتا ہی۔ اس قصہ سے اسطرح عبرت لینا چاہئے کہ موسے قلب فرعون نفس کی طرف بھیجا گیا تا صفات روحانی کو غلام نہ بنائے۔ کیونکہ فرعون نفس ابتدا مین موسی قلب اور صفات روحانی پر غالب رہتا ہی۔ اور اُن کو اپنے تصرفات مین لاتا ہے کیونکہ موسے قلب فرعون نفس کے گودی مین جوان ہوتے تک پرورش پاتا رہا۔ لیکن پھر قبطی شہوت کو قتل کر ڈالا۔ اور اللہ کی جانب رجوع کیا۔ پھر فرعون نفس کی تعمیل پر آمادہ ہوا۔ تو موسے قلب اس کے پاس دیوانہ ٹھہرا۔ کیونکہ جو قلب کے کام ہین نفس اُسکو دیوانگی سے منسوب کرتا ہے۔ اور اُس کے برعکس قلب نفس کے کام پر عیب لگاتا ہی۔ آخر فرعون نفس نے سجن حبِّ دنیا مین قید کرنے سے ڈرایا کیونکہ حُبِ جاہ ہی سب کے آخر دماغ سے جاتی ہے۔ موسی قلب نے کہا کہ تو میرے قید کرنے پر قادر نہو سکے گا کیونکہ میرے پاس عصا ذکر کا ہی اور وہ ہاتھ ہے جو ماسوے اللہ سے خالی ہے الخ ۱۲

بیان فرعون نفس

موسےٰ علیہ السلام نے چند عذر بیان کئے تاخدا وند عالم اُن سے وہ عذر

دور فرمادے قَالَ رَبِّ اِنِّیٓ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ ۝ وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا

یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی ھٰرُوْنَ ۝ وَلَھُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ

(موسےٰ نے) کہا کہ اے میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں۔ اور میرا

سینہ رکتا ہی اور میری زبان نہیں چلتی ہے پس تو ہارون کی جانب پیغام بھیج (یعنے

اُن کو رسول کرکے میرا معین بنا) اور انکا ایک قصور (یعنے قتل قبطی) میرے ذمہ ہے۔

تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے مار ڈالیں۔ یعنے پہلے یہ کہ فرعون مجھے جھٹلائیگا جس سے

میرا دل تنگ ہوگا۔ اور تنگی دل سے کلام مشکل ہوگا خصوصاً اُس شخص کو جسکی زبان

میں لکنت ہو۔ دوسرے یہ کہ اُن کے زعم میں میرے ذمہ گناہ ہے۔ (ورنہ حقیقت میں

مومن بنی اسرائیل کی آبرو ریزی کے خیال سے کافر کو مارنا گناہ نہیں) تو وہ مجھے اسکے

قصاص میں مار ڈالیں گے۔ آپ نے یہاں دو باتیں طلب کیں۔ ایک فرعون کے

شر سے حفاظت۔ دوسرے ہارون کی معیت۔ ارشاد ہوتا ہے قَالَ کَلَّا فَاذْھَبَا

بِاٰیٰتِنَآ اِنَّا مَعَکُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

لہ جسطرح موسےٰ علیہ السلام نے سورۂ طٰہٰ میں (رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ الخ) دعا کی تھی۔ فارسل

کلام مختصر ہے۔ یعنی جبرائیل کو ہارون کے پاس بھیجدے۔ اور انھیں رسول کرکے میرا معین و مددگار بنا (نیشاپوری)

26-17

اَنۡ اَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ؕ (پروردگار نے) کہا ہرگز نہین پس تم دونون
ہماری نشانیون کے ساتھ جاؤ ہم تمھارے ساتھ سنتے رہین گے۔ پس تم دونون فرعون
کے پاس جاؤ پہر کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہین (تیرے پاس یہ پیغام لائے ہین)
کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدے۔ اللہ تعالےٰ نے خوف فرعون کے متعلق فرمایا
کہ ہرگز نہین یعنے اس خیال کو دل سے نکال ڈالو۔ اور ہارون کی معیت کے متعلق
فرمایا کہ اچھا تم دونون ہماری نشانیان لیکر جاؤ۔ ہم بھی تمھارے ساتھ سننے والے ہین
(یعنے جب پروردگار کی معیت ہے اب کسکا خوف ہے) تم فرعون سے اپنی رسالت کا
بیان کرو۔ اور اس سے بنی اسرائیل کو چھوڑنے کے لئے کہو یعنے تو جو ان کو غلام بنایا
ہے اس سے آزاد کر تا انھین ہمارے ساتھ لیجائین غرض یہ دونون فرعون کے
پاس گئے اور وہ پیغام پہنچایا۔ فرعون نے آپ کو اسطرح الزام لگایا قَالَ اَلَمۡ نُرَبِّکَ
فِیۡنَا وَلِیۡدًا وَّ لَبِثۡتَ فِیۡنَا مِنۡ عُمُرِکَ سِنِیۡنَ ۙ وَ فَعَلۡتَ فَعۡلَتَکَ الَّتِیۡ
فَعَلۡتَ وَ اَنۡتَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۙ (جب آپ نے پیغام پہنچا دیا) فرعون بولا
کہ کیا ہمنے تمھین لڑکپن مین اپنے درمیان مین نہین پالا تھا اور تم اپنی عمر کے کئی برس
ہمارے درمیان مین رہے۔ اور تم اپنا وہ کام کر گئے جو کر گئے (یعنے قتل قبطی) اور

من الکفرین۔ قال ابن عباس للنعمۃ۔ (در)

تم ناشکروں مین سے ہو۔ فرعون نے پہلی اپنی نعمت واحسان (یعنے پرورش) کو
بیان کیا۔ پھر جو موسے علیہ السلام نے اس احسان کے مقابلہ مین برائی کی تھی (یعنی قبطی کا
مار ڈالنا) ذکر کیا اُس کا جواب موسیٰ علیہ السلام کس خوبی سے ادا کرتے ہین۔ قَالَ فَعَلْتُهَا
إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي 2
مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ (موسے نے 2
کہا کہ مین اُسوقت وہ حرکت کر بیٹھا کہ مین اس حال مین چوکنے والون مین سے تھا۔ پس
جب مین نے تمھارا خوف کیا تو تم سے بھاگا پھر مجھے میرے پروردگار نے علم عطا فرمایا
اور مجھے پیغمبرون مین سے کردیا۔ اور وہ نعمت جس کا تو مجھپر احسان رکھتا ہے یہ ہے کہ
تو نے اولادِ یعقوب کو غلام بنالیا ہے۔ قتل کا جواب تو اسطرح دیتے ہین کہ مین نے
اُسوقت مین جو حرکت کی چوک گیا یعنے مجھے نہین معلوم تھا کہ انجام اسکا قتل ہوگا۔ ورنہ
بطورِ تادیب گھونسا مارنا کیا برا تھا۔ غرض یہ قتل سہو سے ہوا تھا جس کے عوض مجھے
اسقدر خوف دلایا گیا جس سے مین شہر بدر ہوگیا۔ مین ہرگز اسقدر تخویف کا مستحق نہ تھا۔
بلکہ یہ مجھپر زیادتی ہوی۔ جس سے مین شہر چھوڑ کر بھاگا تو نے تو میرے ساتھ ایک ذری سی

من الضالین۔ قال من الجاهلین (ابن جریر) وتلك۔ اس خصلت کی طرف اشارہ ہے جو بری اور سہم ہو اور
معلوم نہین ہوتی مگر بعد تفسیر کے اور وہ تفسیر اعبدتّ ہے۔ عبّدت۔ عبدت الرجل والعبد تعبیدا اذا اتخذ تہ عبدا (۲۰)

بات پر یہ سلوک کیا۔ اُس منعمِ حقیقی کا احسان دیکھ کہ اُس نے مجھے علمِ توحید اور کمالِ عقل
دیکے رسول بنایا۔ اور جو تو پرورش کا احسان مجھپر جتلاتا ہی وہ حقیقت مین بنی اسرائیل
کو غلام بنانے سے تھا۔ یعنے جب تونے اُنکو غلام بنالیا۔ اور اُن کے لڑکون کو قتل کرنے
لگا تو میری مان نے اس خوف سی مجھے دریا مین ڈالا۔ اور تو نے لیکر پالا۔ اگر تو یہ مصیبت
نہ ڈالتا تو مجھے میرے مان باپ کس نازسے پالتے اور ہرگز دریا مین نہ ڈالتے۔ (جس کو تو
نعمت سمجھتا ہے حقیقت مین وہ بھی نقمت ہی جب فرعون اس گفتگو مین عاجز ہوا
تو اُس قول کی طرف (جو آپنے ادائی رسالت کے وقت اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
فرمایا تھا) متوجہ ہوا قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ
رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ فرعون نے کہا اور رب العالمین کون ہی۔ (کیونکہ
وہ خود کو سب کا خدا سمجھتا تھا (موسے نے) کہا کہ پروردگار آسمانون کا اور زمین کا

ربکم۔ یہ استدلال بالانفس ہے۔ اور رب المشرق والمغرب سے استدلال بالآفاق ہے۔ پہلا جواب بطور
لطف ہے کہ اگر تم کسی شے کا یقین رکھتے ہو تو خدا کی ربوبیت کا یقین سب سے پہلے چاہیے۔ کہ اُس کا ظہور
محتاج بیان نہین۔ آپ نے آخر جواب مین جب اُس نے آپ کو دیوانہ کہا تو آپنے بھی سختی کی اور فرمایا
کہ اگر کچھ عقل رکھتے ہو تو سمجھو۔ ۱۲ ؎ چنانچہ دوسرے مقام پر اسکا قول ہے ما علمت لکم من الٰہٍ غیری
اور قوم فرعون سوائے فرعون کے کسیکو خدا نہین سمجھتی تھی ۱۲

23
26-
26

اور اُس چیز کا جو اِن دونوں میں ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ (فرعون نے)
اُن لوگوں سے جو اُس کے گرد تھے کہا کیا تم نہیں سنتے (موسے نے) کہا کہ تمھارا
پروردگار اور تمھارے اگلے باپ دادا کا پروردگار ہے۔ موسے علیہ السلام نے کیا اچھا
جواب دیا۔ یعنے یہ فرعون (جو خدائی کا مدعی ہے) تمھارے باپ دادا کے وقت
نہ تھا۔ تو جو اُن لوگوں کا رب تھا وہی تمھارا رب ہے جو دائمی اور قدیم ہے یہ استدلال
بالانفس ہے۔ فرعون اس جواب سے بہت پریشان ہوا۔ اور اپنے گرد والوں کو 26-
اسطرح دہوکا دیا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ 26-
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ بولا کہ بے شک یہ تمھارا رسول
جو تمھاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے (موسے نے) کہا کہ پروردگار مشرق
اور مغرب کا اور اُس چیز کا جو اِن دونوں میں ہے۔ اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔ یعنے
اگر یہہ فرعون اپنے خدائی کے دعوے میں سچا ہے۔ تو مغرب سے سورج کو نکالے

ف۵ اللہ تعالے کی ذات پاک کا ادراک محال ہے۔ ان یقینی طور سے معلوم ہے کہ وہ سب سے غنی اور سب اُس کے
محتاج ہیں۔ اسی کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا کہ جو سبکو شامل ہے یعنے رب السموات والارض وما
بینہما۔ چونکہ یہ پہلا جواب تھا اس لئے نرمی سے فرمایا کہ اگر تم کسی چیز کا بھی یقین رکھتے ہو تو پہلے اُس کی
ذات پاک کا یقین رکھو۔ کیونکہ سبکا قیام اسی سے ہے ف۶ جسطرح حضرت ابراہیم نے کہا تھا فَاِنَّ اللّٰهَ
يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ الآیہ ۱۲-

اور مشرق مین ڈبائے۔ مجھے مجنون کسطرح کہتے ہو خود تمھین[لہ] کو عقل نہین ہے کیونکہ
فرعون نہ اُن اشیاء کا صانع ہے اور نہ اُن مین تغیر و تبدل کر سکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ
اسکا صانع وہی رب العالمین ہے یہ استدلال بالآفاق ہے جب فرعون دلائل سے
عاجز ہوا تو اپنی سلطنت و حکومت کا رُعب ڈالا قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ
لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝ (فرعون) بولا اگر تو میرے سوا اور کوئی معبود ٹھہرائیگا
تو مین ضرور تجھے قیدیون مین سے کر دونگا جب اُس نے آپ کو اسطرح دہمکایا۔
تو آپ نے دلیل اصلی یعنے معجزہ کا دعوے (جو آپ کے صدق کی گواہی ہے) اسطرح
کیا قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ۝ (موسےؑ نے) کہا کیا اگرچہ مین تیرے پاس
کوئی ظاہر چیز لے آؤن۔ یعنے دلیل قاطع لے آؤن تو بھی تو قید کریگا قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ
يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ع (فرعون) بولا اگر تو سچے لوگون سے ہے تو

[لہ] اس آخری جواب مین آپ نے سختی کی لیکن اسکی بھی ابتدا فرعون کی جانب سے ہے۔ اور پہلے آپ کو اُسی نے مجنون و دیوانہ کہا۔ من المسجونین۔ لام واسطے عہد کے ہے۔ یعنے اُن لوگون مین تمھین قید کر دونگا جن قیدیون کا حال تمھین معلوم ہے۔ کہتے ہین کہ قیدیون کو ایک عمیق گڑہے مین ڈالدیا کرتا تھا پھر مرے بعد ہی اس مین سے نکالتا تھا۔ اسی لئے لَاَسْجُنَنَّكَ نہ کہا۔ ۱۲

ع ۲۲

اُسے لے آ۔ پس موسے نے اپنا عصا ڈالدیا تو یکایک وہ ایک صریح اژدہا ہوگیا۔ اور
اپنا ہاتھ (گریبان مین سے) نکالا تو ناگاہ وہ دیکھنے والون کے لئے سفید تھا۔ یعنے ایک
چاند کے ٹکڑے کی طرح چمکتا تھا۔ غرض فرعون نے پہلے آپ کو دیوانہ کہا تھا اور پھر
معجزے دیکھکر ساحر کہتا ہے۔ اور لوگون کو فریب دیتا ہے کہ یہ اعجاز نہین بلکہ سحر ہے قَالَ
لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ۙ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا
تَاْمُرُوْنَ ۝ فرعون نے اُس جماعت سے جو اُس کے گرد تھی کہا کہ بے شک یہ تو کوئی
ماہر جادوگر ہے۔ کہ تمھین تمھاری ملک سے اپنے جادو کے باعث نکالنا چاہتا ہے۔ تو اب
تم لوگ کیا حکم دیتے ہو۔ فرعون آپکی مخالفت پر لوگون کو تحریص دلاتا ہے کہ موسےٰ علیہ السلام اپنے
جادو کے سبب سے لوگون کو اپنی طرف کرلین گے۔ پھر وہ سب تمھارا ملک خزانہ لیلینگے
تم مشورہ دو کہ مین کیا کرون۔ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ۙ
یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ ۝ وہ بولے اُن کو اور اُن کے بھائی کو مہلت دیجیے اور
شہرون مین (نقیب) جمع کرنے والون کو بھیجئے۔ کہ آپکے پاس ہر جاننے والے بڑے

للملا۔ الملأ الجماعة وهو الخلق ایضا وجمعه املاء (مختار) حوله ۔ نعت ملأ ہے بطوع ولقا ام علے
اللئیم بسببے (نیشاپوری) ارجه ۔ ارجئت الامر اخرته همز ویلین (مختار) یعنے ہمزہ اور بغیر ہمزہ کے دو لغتین
ہین۔ حٰشرین ۔ الحشر وحشر للناس جمعهم وبابه ضرب ونصر ومنه یوم الحشر (مختار) لمہ ای
شرطا یحشرون للناس ویجمعونهم پر حاشرین موصوف محذوف کی صفت ہے۔ لیقات ۔
الوقت المضروب ای لما وقت له ۱۲ ۔

اَرْجِهْ
قالون ساتھ ترک ہمزہ
اور کسر ہا کے۔
اَرْجِهِ
ورش وکسائی مثل اسکے
ساتھ صلہ کسرہ کے۔
اَرْجِئْهُ
مکی وہشام ساتھ ہمزہ اور
صلہ ضم ہا کے۔
اَرْجِئْهُ
بصری شامی کے بغیر صلہ کے
اَرْجِئْهِ
ابن ذکوان ساتھ ہمزہ
کسرہ ہا کے۔
اَرْجِهْ
عاصم وحمزہ جس طرح

جادوگر ولے آئین۔ فرعون نے یہ بات پسند کی۔ اور حقیقت مین یہ اللہ تعالےٰ کی

حکمت تھی کہ تا سب لوگ ایک میدان مین جمع ہو جائین اور سب کے روبرو روزروشن

مین حق باطل پر غالب آجاے فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝ وَقِيلَ لِلنَّاسِ

هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝ پھر جادوگر

ایک مقرر دن کی میعاد پر جمع کیے گئے۔ اور لوگون سے کہدیا گیا کہ کیا تم بھی جمع ہوگے

ہم کو امید ہے کہ جادوگرون کی پیروی کرلین اگر وہ غالب ہو جائین۔ یہ نہ کہا کہ ہم

حق کی پیروی کرلین گے خواہ حق جادوگرونکی جانب یا موسےٰ کی طرف ہو۔ چونکہ

رعیت بادشاہ کے دین پر ہوتی ہے اس لئے وہ بادشاہ کے تابع رہے فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ

قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا

لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہنے لگے کیا بے شک ہمارے لیے

اجرت ہے اگر ہم ہی غالب رہین (فرعون نے) کہا ہان اور البتہ تم اسوقت

مقربون مین سے ہوگے۔ اجرت و انعام کیا چیز ہے بلکہ مین تمھین اپنا ہمنشین و

۱ خدائے تعالےٰ نے مناظرۂ فعلی کو جو موسے علیہ السلام اور قبطیون کے درمیان مین ہوا سورۂ اعراف اور سورۂ طٰہٰ مین اور اس سورہ مین بیان فرمایا۔ ۲ یہ اجتماع کے لئے برانگیختہ کرنا ہے۔ یعنے ضرور ہی جمع ہونا چاہئے۔ ۳ انکی غرض اصلی موسےٰ علیہ السلام کی اتباع نہ کرنا ہے۔ اسی لئے کلام کو اس انداز پر بیان کیا کہ جس سے اتباع موسےٰ علیہ السلام مقصود نہین ہے ۱۲

مقرب بنالون گا قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ 6-
وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ 4
فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ 6-
الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ موسے نے اُن (جادوگرون) سے کہا 6-
کہ ڈالو جو تم ڈالنے ہو۔ تو انھون نے اپنی رسیان اور لاٹھیان ڈالدین اور بولے 8
کہ فرعون کے اقبال کی قسم کہ ضرور ہم ہی غالب رہین گے۔ پھر موسے نے اپنا عصا
ڈالدیا تو یکایک وہ نگلنے لگا جو کچھ وہ بناوٹ کر رہے تھے۔ پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے
کہنے لگے کہ ہم ساری جہان کے رب پر ایمان لائے۔ (یعنے) موسے اور ہارون کے
پروردگار پر جب فرعون کو شکست فاش ہوئی اور دیکھا کہ اپنے جادوگر بھی مسلمان
ہوگئے تو مکابرہ اور جھوٹی تقریر کی طرف متوجہ ہوا اور انھین ڈرانے دھمکانے لگا۔
قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ 26

وعصیهم - جمع عصا - تلقف تبتلع بسرعۃ من لقفہ کسمعہ ۔ تناولہ بسرعۃ کما فی القاموس
لہ اگرچہ لفظی ترجمہ سجدہ کرتے ہوئے گرا دئے گئے ہونا چاہئے۔ اور انکا گرانے والا اللہ تعالے ہے
جس نے ان کے دلمین داعیۂ ایمان ڈالدیا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فاعل کو مقدر نہ کیا جاوے اور
کہا جاوے کہ گر پڑے جسطرح صاحب تفسیر نیشاپوری فرماتے ہین - ولك ان لا تقدر فاعلا -
ای خروا لہ یہ تصریح اس لئے ہے کہ فرعون بھی خود کو ساری جہان کا خدا کہتا تھا - ۱۲

تلقف
سوائے حقیقۃ
سب قرار

تعلمون ۵ لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولاوصلبنکم اجمعین
قالوا لاضیر انا الی ربنا منقلبون ۵ (فرعون) بولا کہ کیا تم موسے پر ایمان لائے
اس سے پہلے کہ مین تمھین اجازت دون بیشک یہ تمھارا بڑا ہے جس نے تمھین جادو
سکھایا ہے۔ تو اب تمھین معلوم ہوجائیگا۔ البتہ مین تمھارے ہاتھ اور پاؤن مخالف
طور سے کاٹونگا (یعنے ایک طرف کا ہاتھ تو دوسرے طرف کا پاؤن) اور ضرور تم
سب کو سولی دونگا۔ بولے کچھ مضایقہ نہین بے شک ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے
والے ہین۔ یعنے تو مرنے سے کیا ڈراتا ہے وہ تو ہمارے لئے وصال ہے خصوص شہادت
غرض وہ جس قدر ڈراتا تھا اسیقدر ان کے ایمان کو ترقی ہوتی تھی۔ آخر ان کے
دلونسے پردے اٹھ گئے۔ اور یقینی طور سے سمجھ گئے کہ اگر فرعون ہمین تکلیف دیگا
تو خداوند عالم اس کے عوض بہتر ثواب دیگا اس لئے کہتے ہین انا نطمع ان یغفر لنا
ربنا خطٰینا ان کنا اول المؤمنین ۵ بے شک ہم امید رکھتے ہین کہ ہمارا پروردگار ع ۳ ۱۸ ۷
ہمارے لئے ہماری خطائین بخشدے اس لئے کہ ہم (قبطیون مین سے) پہلے
ایمان لانے والے ہین۔ سبحان اللہ کیا استقامت ہے ۵

ضیر۔ مصدر ضارہ یضیرہ ضیرا۔ ۵ یہ فرعون کا قول سراسر جھوٹ تھا کیونکہ جادوگرون نے
اس دن سے پہلے کبھی موسے علیہ السلام سے ملاقات تک نہ کی تھی (ابن کثیر) ۱۲۔

ہم در پہ ترے بیٹھے ہیں کچھ کرکے اٹھیں گے	یا وصل کی ٹھہریگی و یا مر کے اٹھیں گے

سچ ہے اَلاِستِقَامَۃُ فَوقُ الکَرَامَۃِ ہ

گفتم بنشینم بدرت تا بدر آئی	چندان بنشینم گفت کہ جانت بدر آید

حسن بصری فرماتے ہین کیا خوش قسمتی ہے اُن لوگون کی کہ صبح کو جادو گر تھے اور شام کو اعلےٰ درجہ کے شہید کہلائے ہ

جادوان کان دست و پا در باختند	در فضائے قرب موسےٰ تاختند
گر برفت آن دست و پا بر جائے آن	رست از حق بالہائے جادوان
تا بدان پرہا بپرواز آمدند	در ہوائے عشق شہباز آمدند

غرض سالک جس قدر خلق سے منقطع ہوتا ہے اسیقدر قرب حق نصیب ہوتا ہے ہ

قرب نے بالا و پستی رفتن است	قرب حق از حبس ہستی رستن است

اور جو غیر حق سے اُنست ہوی اور اُسی پر اعتماد ہوا تو حق سے دور ہوگیا اور ہر طرح برباد ہوا ہ

غیر حق یک ذرہ کان مقصود تست	تیغ لا برکش کہ آن معبود تست

خلاصہ یہ کہ فرعون بنی اسرائیل کو قسم قسم کی تکلیفین دیتا تھا پھر حضرت موسےٰ کی بد دعا سے کئی بار عذاب آیا اور دور ہوا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے پورا ہی انتقام لیا۔

اور بنی اسرائیل کو بچہ ظلم سے رہا کیا جس طرح ارشاد ہوتا ہے وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی

اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِیۡۤ اِنَّکُمۡ مُّتَّبَعُوۡنَ ۝ فَاَرۡسَلَ فِرۡعَوۡنُ فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ۝ اِنَّ

هٰۤؤُلَآءِ لَشِرۡذِمَۃٌ قَلِیۡلُوۡنَ ۝ وَ اِنَّہُمۡ لَنَا لَغَآئِظُوۡنَ ۝ وَ اِنَّا لَجَمِیۡعٌ حٰذِرُوۡنَ ۝

فَاَخۡرَجۡنٰہُمۡ مِّنۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ۝ وَّ کُنُوۡزٍ وَّ مَقَامٍ کَرِیۡمٍ ۝ کَذٰلِکَ ؕ وَ اَوۡرَثۡنٰہَا

بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۝ فَاَتۡبَعُوۡہُمۡ مُّشۡرِقِیۡنَ ۝ فَلَمَّا تَرَآءَ الۡجَمۡعٰنِ قَالَ اَصۡحٰبُ مُوۡسٰۤی اِنَّا

لَمُدۡرَکُوۡنَ ۝ قَالَ کَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیۡ سَیَہۡدِیۡنِ ۝ فَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اَنِ اضۡرِبۡ

بِّعَصَاکَ الۡبَحۡرَ ؕ فَانۡفَلَقَ فَکَانَ کُلُّ فِرۡقٍ کَالطَّوۡدِ الۡعَظِیۡمِ ۝ وَ اَزۡلَفۡنَا ثَمَّ الۡاٰخَرِیۡنَ

اَنِ اسۡرِ نافع ومکی ساتھ کسر نون اور ہمزۃ وصل کے
عُیُوۡنٍ مکی وابن ذکوان وشعبہ وحمزہ وکسائی ساتھ کسر عین کے

انکم ـ تعلیل للاسراء (نیتا بور) لشرذمۃ ـ لطائفۃ قلیلۃ قلیلون ـ جمع سالم بھی قلت پر دال ہے جس سے معلوم ہوا کہ انکا ہر گروہ نہایت ہی قلیل ہے (نیتا بوری) اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کانوا ستمائۃ الف (در) لغائظون یعنی وہ ہر وقت اپنے افعال سے ہمیں غصہ دلاتے ہیں حاذرون ـ اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال مودون مقوون (در) ای ذوو اداۃ وقوۃ وسلاح ـ للحذر احتراز عن مخیف ـ کنوز ـ الکنز المال المجموع المحفوظ والفرق بینہ وبین الرکاز والمعدن ـ ان الرکاز المال المرکوز فی الارض مخلوقا کان او موضوعا ـ والمعدن ما کان مخلوقا والکنز ما کان موضوعا (خریدۃ العجائب) مقام کریم منازل حسنہ ـ فاتبعوھم اتبعہ اتبع لحقہ ـ اذا طلب الثانی اللحوق بالاول وتبعہ تبعا اذا مر بہ ومضی معہ ـ مشرقین ـ اشرق واصبح اذا دخل فی الشروق والصباح ـ یعنی ان کے پاس شروق (یعنے طلوع شمس کے وقت پہونچے ـ ترآءی تفاعل ہے یعنی ایک نے دوسرے کو دیکھا ـ فانفلق ـ یہ فاء فصیحہ ہے یعنی فضرب فانفلق ماء البحر ـ فرق ـ الفرق یقارب الفلق ـ لکن الفلق یقال اعتبارا بالانشقاق ـ والفرق یقال اعتبارا بالانفصال والفرق القطعۃ المنفصلۃ (مفردات راغب) کالطود ـ طود خود بڑے پہاڑ کو کہتے ہیں پھر اسکی صفت عظیم ہے یعنے بڑے پہاڑوں میں کا بڑا پہاڑ ـ نہ یہ کہ پہاڑوں میں کا بڑا پہاڑ (مفردات) اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ کالطود قال کالجبل (در) ازلفنا ـ الازلاف نزدیک گردانیدن (تاج المصادر) ۱۲

وَاَنۡجَيۡنَا مُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗۤ اَجۡمَعِيۡنَ ۞ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا الۡاٰخَرِيۡنَ ۞ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ 2
ع ۱۷ ۸ لَاٰيَةً ‌ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۞ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ۞ع اور ہمنے 2

موسےٰ کی جانب وحی بھیجی کہ تم میرے بندون کو (مصر سے) رات کولے نکلو اس لئے

کہ تمھارا پیچھا کیا جایگا۔ (چنانچہ موسےٰ روانہ ہوے) پھر فرعون نے شہرون مین

نقیب بھیجے۔ (جب لشکر جمع ہوا تو فرعون نے کہا) کہ یہ (بنی اسرائیل) تھوڑی سی

جماعت ہین۔ اور بے شک یہ[1] لوگ ہمین غیظ (وغضب) دلانے والے ہین۔ اور

بے شک ہم احتیاط کرتے رہتے ہین (اور جب کوئی بغاوت کرے تو اُسے ہلاک

ہی کر ڈالتے ہین۔ اللہ تعالےٰ نے انھین کے ہلاک کا سامان کیا جس طرح فرماتا

ہے) پھر ہم نے قومِ فرعون کو (اُن کے) باغون اور چشمون سے باہر نکالا۔

اور خزانون اور پاکیزہ مکانون سے بھی اسیطرح

(یعنے جسطرح اُن کی) بُری نیت تھی اسی طرح سزا دیگئی) اور ہم نے

[1] یعنے اُن کے ایسے بُرے افعال (یعنے اُن کا گہنا مستعار لیکر چلے جانے۔ اور بنی اسرائیل کو بغیر اجازت لے جانے) سے صرف ہمین غصہ آتا ہے۔ ورنہ اُنکے غلبہ کا خیال تک بھی نہین آتا۔ کیونکہ ہم خود بیدار مغز اور صاحب احتیاط ہین۔ فرعون یہ ساری باتین اس لئے بنا رہا ہے کہ کہین کسی کو اُسکی عاجزی کا خیال نہ گذرے اور اُس کے قہر و تسلط کے خلافِ مدعا نہو جائے ۱۲

اُن نعمتون کا بنی اسرائیل کو وارث بنایا۔ تو فرعون کے لوگون نے سورج نکلتے
اُن کا پیچھا کیا۔ پھر جب دونون گروہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے موسےٰ کے
ساتھیون نے کہا کہ البتہ ہم تو پکڑے گئے (یعنے سامنے دریا اور پیچھے فرعون کا لشکر
ہے) موسےٰ نے کہا کہ ہرگز نہین۔ بے شک میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ ابھی
مجھے راہ (نجات) دکھائیگا۔ پھر ہم نے موسےٰ کی جانب وحی بھیجی کہ تم اپنے عصا سے دریا
کو مارو (اُسنے مارا) تو دریا پھٹ گیا پس ہر ٹکڑا (پانی کا) مثل بہت بڑے پہاڑ کے
ہوگیا۔ اور ہم نے وہان (یعنے دریا کے کنارے) دوسرون کو (یعنے فرعون اور

لہ اس سے اسطرح عبرت لینا چاہئے کہ جب نفس فنا ہوتا ہے تو قلب اُسکی صفات اور اوسکی قوت سے ایسے درجات پر ترقی کرتا ہے کہ جو صرف اپنی قوت سے اسقدر ترقی ممکن نہ تھی۔ اور جب قلب کو موت آتی ہے تو نفس اُسکی صفات کا وارث ہوکر اور اوسکی قوت سے اسطرح پستی کے مقامات اور درکات مین تنزل کرتا ہے کہ جو فقط اپنی قوت وصفات سے اسطرح بُری حالت نہین ہوسکتی تھی۔ ٢ہ قالوا یا موسیٰ ھذا البحر اماما و ھذا فرعون قد رھقنا بمن معه۔ اخرجه ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (فی حدیث طویل) (در) ٣ہ محققین کہتے ہین کہ موسےٰ علیہ السلام نے اِنَّ معے ربی فرمایا۔ اور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم غار مین اِنَّ اللہ معنا فرمایا اسمین نکتہ ہے کہ کلیم نے خود سے خدا کو دیکھا یہ مقام ما رأیت شیئًا الا و رأیت اللہ بعدہ ہے اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے حق سے خود کو دیکھا یہ مقام ما رأیت شیئًا الا و رأیت اللہ قبلہ ہے ۵

وان دگر را روئے او خود روے اوست		این یکے را روے او در روے اوست

٤ہ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ھم قوم فرعون قبرھم اللہ حتی اغرقھم فی البحر (ابن جریر) ۱۲

اسکے لشکر کو) قریب کردیا۔ اور ہم نے موسےٰ کو اور جو اُن کے ساتھ تھے سب کو بچا لیا۔
(یہ تو اُس پار اُتر آئے اور فرعون مع لشکر درمیان دریا تھا) پھر ہم نے دوسرون کو غرق
کردیا۔ بیشک اس (قصہ) مین نشانی ہے اور اُن مین بہت سے ایمان لانیوالے نہین تھے
اور بیشک (اے نبی) تمھارا رب البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔ **قصہ دوم** حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ 2
قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝ 2 2
اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ 2
قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ 2 2
لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَ 2
يَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ 2

لہ یعنے قوم موسےٰ مین۔ کیونکہ انھون نے بعد نجات پھر سوال کیا کہ ہمین ایک معبود خدا کے سوا ہونا چاہئے
اور گوسالہ کی پرستش کی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ضمیر اس امت کی جانب ہو۔ بسبب دلیل واتل علیہم کے تو ا وثق
ترجمہ ایمان لانے والے نہین ہین ہونا چاہیئے۔ اس مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ (اس
سورہ کے اور مواضع مین بھی یہی معنی ہون گے) (نیشاپوری) **عٰکفین** ۔ العکوف اللزوم ومنہ المعتکف
والذی اطمع یعنے جو کچھ بزرگ اولیٰ ہوا ہے امید ہے کہ وہ بخشدیگا۔ یہ ادب اور تواضع ہے کہ آپ نے جزم سے
نہین فرمایا۔ **عقیدہ** ۔ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فتوح الغیب کے مقالہ ساد سہ مین فرماتے ہین کہ

عقیدہ عظمت انبیاء علیہم السلام

اَنْ يَّغْفِرَلِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ اور (اے نبی) اُن کے سامنے قصہ ابراہیم پڑھو
کہ جب اُنھون نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس چیز کو پوجتے ہو۔ بولے کہ ہم بتون کو
پوجتے ہین پس ہمیشہ انھین کے مجاور رہتے ہین۔ ابراہیم نے کہا کیا وہ تمھاری (آوازین)
سنتے ہین جب تم پکارتے ہو؟ یا تمکو فائدہ پہنچاتے یا نقصان دیتے ہین۔ بولے (یہ تو نہین)
بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسیطرح کرتے ہوئے پایا۔ ابراہیم نے کہا پس بھلا تم نے دیکھ لیا
جن کو تم پوجتے ہو۔ اور تمھارے اگلے باپ دادا (پوجتے تھے کہ وہ کسی طرح کا نفع و نقصان
نہین پہنچا سکتے) پس یہ تو میرے دشمن ہین لیکن ساری جہان کا پروردگار (میرا دوست
ہے اور وہ قادرِ مطلق ہے برخلاف تمھارے بتون کے) جس نے مجھے پیدا کیا سو
وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہی جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور جب مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ١١٤٠) "ملئکہ ارادہ سے معصوم ہین۔ اور انبیاء ہوائِ نفس یعنے خواہشاتِ نفسانی
سے معصوم ہین۔ اور باقی مکلفین ان دونون سے بھی معصوم نہین۔ ہان اولیا خواہش سے اور ابدال
ارادہ سے محفوظ ہین لیکن معصوم نہین۔ اور عدمِ عصمت کے یہ معنے ہین کہ کبھی اولیا کا میلان خواہش
کی طرف اور ابدال کا میلان ارادہ کی جانب ہوتا ہے پس اللہ تعالے اُنھین اپنی رحمت سے ہشیار کر دیتا ہے"
[1] اخرج ابن المنذر عن عکرمۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ ان یسمعونکم قال ھل یسمعون اصواتکم
(در) [2] نصیحت بطور اشارہ کے صراحت سے زیادہ مفید ہوتی ہے۔ اور آپ نے اپنی دشمنی اُنکی دشمنی کے
پردے مین ظاہر کی۔ [3] استثناء منقطع۔ لکن رب العلمین حبیب لی۔١٢ [4] حضرت ذو النون مصری
قدس سرہ سے (بطورِ تاویل) منقول ہے کہ یہ طعام طعامِ معرفت ہے۔ اور یہ شراب شرابِ محبت اور یہ کہ

بیمار پڑتا ہون تو وہی شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا۔ اور وہ کہ جس سے مین امید رکھتا ہون کہ روز جزا کو میرے لئے میری خطا بخشدیگا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مین تو اسی کی عبادت کرونگا جس کے یہ تصرفات ہین۔ اس لئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۱) بیت برمحل پڑہی ۔ ؎

شَرَابُ الْمَحَبَّۃِ خَیْرُ الشَّرَابِ	وَکُلُّ شَرَابٍ سِوَاہُ السَّرَابُ

اوران کلمات سے محقق لوگ کلام حقایق نظام اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ کی اسرار کی بو سونگھ سکتے ہین نظم

ترا نوالہ دما دم زخوان یُطْعِمُنِیْ	ترا پیالہ مدام از شراب یَسْقِیْنِیْ
مرا تو قبلۂ دینی ازان سبب گفتم	بہ مردمان کہ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِیْ

(کشف الاسرار) آنحضرت کا صوم وصال مین پیٹ پر پتھر باندہنا اسی سبب سے تھا کہ وہ طعام اس کے سوا ہی بطور اشارہ مرض فراق بھی ہوسکتا ہی۔ پہر تجلی سے شفا ہوتی ہی۔ یا یہ کہ جب تعلقات کونین کا مرض پیدا ہوتا ہی تو جذبۂ الٰہی سے شفا ہوتی ہی۔ اسیطرح اوصاف بشری سے مارتا ہی پھر اوصاف روحی سے جلاتا ہی۔ پھر اوصاف روحانی سے مار کر اوصاف ربانی سے زندہ کرتا ہی۔ ؎ اگرچہ مرض بھی اللہ تعالے ہی دیتا ہے لیکن آدمی اسے مکروہ جانتے ہین اس لئے آپ نے ادب کے خیال سے اللہ تعالے کی طرف نسبت نہ کی۔ بلکہ اپنی طرف منسوب کیا۔ چنانچہ سورۂ فاتحہ مین انعام کی نسبت اللہ کی جانب ہے۔ اور غضب کا فاعل محذوف ہی اور گمراہی کی نسبت بندونکی جانب ہی۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین اور شفا کی نسبت اُسکی طرف کرنے مین اشارہ ہی کہ کمال تسلیم یہ ہی کہ طبیب کی جانب رجوع نکرے کیونکہ شکایۃ الحبیب الی الطبیب ٹھیک نہین لوگون نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرض مین کہا کہ آیا آپ کے لئے طبیب کو نہ بلائین۔ فرمایا الطبیب امرضنی طبیب حقیقی نے ہی بیمار ڈالا ہے ؎ کیف اشکوا لی طبیبی ما بی + والذی بی اصابنی من طبیبی ؎

از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب۔	درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست ۱۲

کافرون سے منہ پھیر کر اپنے مالک کی طرف متوجہ ہو گئے اور اسطرح دعا کرنے لگے

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي 26

الْاٰخِرِيْنَ ۙ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۙ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ 26

الضَّآلِّيْنَ ۙ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۙ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۙ اِلَّا مَنْ 26

اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۭ اے میرے پروردگار مجھے حکم عطا فرما اور مجھے نیک بختوں 26

سے ملا دے۔ اور میرے لئے ذکر خیر پچھلے لوگوں میں کر۔ (یعنے آئندہ نسلوں کی زبان پر

رب هب لی۔ یہ دعا کمال قوت نظریہ کیلئے ہے۔ والحقنی۔ یہ دعا کمال قوت عملیہ کیلئے ہے یعنے ایسے عمل نصیب کر جس سے میں صالحین میں سے ہو جاؤں۔ یا یہ کہ صالحین اور میں جنت میں اکٹھے رہیں۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ یہ دعا بھی نہایت تواضع پر مبنی ہے۔ جیسے کوئی بادشاہ سے اسکا مقرب عرض کرے کہ مجھے آپکے ادنے غلاموں کے ساتھ رہنے دیجئے۔ لسان۔ ثنا حسن و قبول عام کو لسان سے تعبیر کرنا اس لئے ہے کہ زبان اُس شئے کے پھیلانے اور ظاہر کرنے کا سبب ہے۔ جنة۔ جنت کی طلب منافی طلب حق کی نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ بالذات محبوب ہے۔ نہ بسبب اپنی انعامات کے۔ اور اُس کے انعامات بالذات محبوب نہیں بلکہ اُس کے انعامات ہونیکے باعث محبوب ہیں۔ اصل میں محبت ایک ہے۔ لیکن فرع میں متعدد ہے جسطرح مقتضے جمع و وحدت اور موجب فرق و کثرت کا ہے۔ انعامات کے علاوہ خود عارف اپنی ذات کو بھی چاہتا ہے۔

دوست دارم خویش را نہ از برائے خویشتن	بلکہ بہر آنکہ دلبر دوست می دارد مرا۔

یوم لا ینفع۔ بدل یوم یبعثون سے ہے۔ اور مفعول محذوف ہے یعنے لا ینفع مال احداً الخ۔ لے

اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال یؤمن بابراهيم كل ملة (دد) چنانچہ

یہ آپکی دعا مقبول ہوئی مسلمین تو ہر تشہد میں آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ لیکن نصاریٰ و یہود

طلب جنت منافی طلب حق نہیں

میرا ذکر خیر جاری رکھہ) اور مجھے نعمت والی جنت کے وارثوں میں
سے کردے۔ اور میرے باپ کو (کفر سے توبہ نصیب کرکے) بخشدے اس لئے کہ وہ گمراہوں
سے ہے۔ اور مجھے اس دن کہ (مردے) اٹھائے جائینگے رسوا نہ کر جس دن کہ نہ
مال نفع دیگا اور نہ بیٹے۔ مگر وہ شخص کہ جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر آئیگا (وہی نفع
پائیگا) فقیر عرض کرتا ہے کہ پاکی کے درجات ہیں۔ (۱) شرک سے (۲) معصیت سے
(۳) خواہشات سے (۴) غیر حق کی محبت سے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی
کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کرنا تو اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق فرماتا ہے۔ وَاُزْلِفَتِ 26
الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ۝ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ 26
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ 26

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۳) وغیرہ بھی آپ کو ذکر خیر سے یاد کرتے ہیں بعض نے کہا کہ یہ دعا اس بات کی ہے کہ آپکی ذریت
میں آخر زمانہ میں ایسا شخص ہو جو کہ آپکی ملت کی طرف بلائے۔ اور وہ ذات مقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لط اخرج ابن
ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال امن علیہ بتوبۃ یستحق بہا مغفرتک (در) یا یہ کہ حضرت ابراہیم نے
ابتدا میں اپنے باپ چچا کے لئے استغفار کیا تھا لیکن حقیقت حال سے اطلاع ہونیکے بعد خود ہی بیزار ہوگئے جسطرح اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ۔ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ
لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ۔ الآیۃ ۔۱۲
فکبکبوا۔ کبکبہ میں تکریر کب ہے۔ لفظ کی تکرار معنی کی تکرار پر دلالت کرتی ہے۔ یعنے جہنم میں کئی بار الٹ پلٹ
ہوتے ہوتے قعر جہنم میں پہنچینگے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بچائے۔ ۱۲

وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ۝ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ۝ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ
شَافِعِيْنَ ۝ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اور (اسدن) جنت پرہیزگارون سے قریب کردیجائیگی۔ اور جہنم گمراہون کے لیے ظاہر
کردیجائیگی۔ اور اُن سے (بطور ملامت) کہا جائیگا کہ وہ کہان ہین (یعنے بت وغیرہ) جنکو
تم سوائے اللہ تعالی کے پوجتے تھے کیا وہ تمھاری مدد کرسکتے ہین یا (خود) اپنے کو بچاسکتے
ہین۔ پھر اُس (جہنم) مین وہ اور تمام گمراہ اوندھے منہ ڈالدئے جائینگے۔ اور ابلیس کے
لشکر (بھی) سبکے سب۔ اور کہینگے وہ وہان جھگڑتے ہونگے۔ اللہ کی قسم بیشک ہم تو صریح
گمراہی مین تھے۔ کہ ہم تمھین رب العلمین کے برابر کرتے تھے (یعنی عبادت اور اطاعت مین) اور
ہم کو تو ان گناہ گارون نے ہی گمراہ کیا۔ تو (اب) نہ ہمارا کوئی سفارش کرنیوالا ہے اور نہ
کوئی مہربان دوست۔ پھر کاش ہمین (دنیا مین) لوٹ کر جانا ہوتا تو ہم ایمان والون مین سے

حمیم ہو القریب المشفق (راغب) فیہا قال السلف فی النار ھم قال الالہۃ والغاوون قال
مشرکو قریش وجنود ابلیس قال ذریۃ ابلیس ومن ولد اخرجہ الفریابی وابن ابی حاتم (در)
لہ قتادہ نے کہا کہ اسدن نیکبخت دوست نفع دیگا اور شفاعت بھی کریگا (ابن کثیر) سے اخرج ابن ابی حاتم عن ابن
عباس فی قولہ فلوان لنا کرۃ۔ قال رجعۃ الی الدنیا فنکون من المومنین قال حتی تحل لنا الشفاعۃ کما حلت لھولاء (در)

ہو جاتے۔ بیشک اس (قصہ) مین نشانی ہے۔ اور ان مین بہت سے ایمان لانیوالے
نہین تھے۔ اور (اے نبی) بیشک تمہارا پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے۔
قصہ سوم نوح علیہ السلام کا کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ۣالْمُرْسَلِیْنَ ۝ۚۖ اِذْ قَالَ لَهُمْ 26·
اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ۚ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ۚ 26·
وَمَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ 26·
وَاَطِیْعُوْنِ ۝ؕ نوح کی قوم نے پیغمبرون کو جھٹلایا۔ جب اُن سے اُن کے بھائی
نوح نے کہا کہ کیا تم (عذاب الٰہی سے) نہین ڈرتے؟ بے شک مین تمہارا امانت دار
پیغمبر ہون۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور مین تم سے اس (تبلیغ
اسلام) پر کچھ اجرت نہین مانگتا۔ میری اجرت تو ساری جہان کے پروردگار پر
ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ یعنے تم میری امانت داری کو
خوب جانتے ہو۔ جب مین مخلوق کے معاملات مین امین ہون تو خدا کے احکام

فاتقوا اللہ۔ تقوے کو اپنی اطاعت پر اس لئے مقدم فرمایا کہ تقوی الٰہی اُن کی طاعت کا سبب ہے۔ اور
اس آیت کی تکرار تاکید کے لئے ہے تا نفوس مین راسخ ہو جائے باوجود اس کے ہر ایک ایک سبب سے متعلق ہے۔ پہلے
مین امانت ہے۔ دوسرے مین قطع طمع ہے۔ جس طرح کوئی شخص اپنے بیٹے سے کہے الا تتقی اللہ فی عقوقی و
قد ربیتك صغیرا۔ الا تتقی اللہ فی عقوقی وقد علمتك کثیرا۔ ۵ ایک پیغمبر کی تکذیب
تمام پیغمبرون کی تکذیب ہے۔ اسی لئے نصرانی ہی کافر ہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین مانتے۔ ۱۲

پہنچا نہیں ہرگز کمی اور زیادتی نہ کرونگا۔ اور میری نصیحت بے غرض ہے۔ تم سے کسی
قسم کا نفع نہیں چاہتا ہوں۔ جو کچھ میرا ثواب ہے وہ میرے خدا سے لونگا۔ اب اللہ سے
ڈرو اور میرا کہا مانو۔ قَالُوٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۝ بولے کہ کیا 26
ہم تمھیں مان لیں حالانکہ کمینوں نے تمھاری پیروی کی ہے یعنے ہم کسطرح کمینوں کے
ساتھ شریک ہوجائیں۔ ہان اگر تمھاری پیروی عمدہ بات ہوتی تو ہم مین سے سردار
و شریف پہلے اتباع کرتے۔ اُسوقت ہم بھی تصدیق کرتے یا یہ کہ انکا ایمان بھی حقیقی
نہیں بناوٹی ہے قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ 26
تَشْعُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ نوح نے 26
کہا اور مجھے کیا علم اس چیز کا جو وہ کررہے ہین۔ ان کا حساب تو بس میرے رب پر ہے
کاش تم (اُسے) سمجھتے۔ اور مین تو ایمانداروں کو دور کرنیوالا نہین ہون۔ مین تو صرف
ظاہر ڈرانے والا ہون۔ یعنے مجھے تو ان کے ایمان سے غرض ہے اُن کے کام سے کیا
مطلب کہ انکا پیشہ کیا ہے اور وہ پوشیدہ کیا عمل کررہے ہین۔ ان سب باتون کا حساب
کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ کاش کہ تم سمجھے ہوتے کہ شرف و عزت پیشہ پر موقوف نہین
بلکہ تقوے اور اللہ تعالیٰ کی قبولیت پر منحصر ہے۔ تمھارے کہنے سے مین ایماندارون کو

ما علمی۔ الا اعتبار الظاہر۔ واللہ یتولی السرائر۔ ۱۲

جھڑکنے والا نہین ہون۔ (بلکہ مسلمان کا ایک بال تمام کافرون سے بہتر ہی۔ اور کافرون کے قول کا کیا اعتبار ہی۔ میرے ذمہ تو صرف خدا کے عذاب سے ڈرا دینا ہی جو میری تصدیق واتباع کریگا خواہ وہ شریف ہو یا رذیل۔ مین اسکا ہون وہ میرا ہی (حدیث[1] مین ہی کہ انبیا علیہم السلام کی پیروی کرنے والے غریب لوگ ہی ہوتے ہین۔ اور یہ بھی[2] ہی کہ آخر زمانہ مین اسلام غریبون ہی مین رہ جائیگا۔ اور انکے لئے مبارکبادی ہے

(فائدہ) اگر بعضے مالدار غریبون کے بازو صف نماز مین کھڑے رہنے سے شرماتے ہون یا ان کے پاس بیٹھنے سے عار آتا ہو تو انھین سمجھ جانا چاہیے کہ ہم مین بھی صفت تکبر کفار باقی ہی) قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝ بولے کہ اے نوح اگر تم باز نہ آؤگے تو ضرور سنگسار کئے ہوئے لوگون مین سے ہوجاؤگے۔ آخر انھون نے آپ کو پتھرون سے زخمی کیا۔ اسوقت[3] اللہ تعالے نے اطلاع دی کہ اب ایمن سے کوئی مسلمان نہین ہوسکیگا۔ تو حضرت نوح نے مایوس ہوکر انکی ہلاکت کی دعا کی۔ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَن مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَأَنجَيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ

116

سنگسار کردئے جاؤگے

المشحون

[1] چنانچہ حدیث طویل ہرقل مین اسکا بیان ہی جو بخاری مین مذکور ہی اور اس تفسیر کے صفحہ ۵۳۰ مین گذری [2] صحاح مین ہی۔ ۱۲ [3] چنانچہ خداوندعالم نے فرمایا وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ ۱۲ المشحون۔ اخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر

أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ
رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار بیشک میری قوم نے ع ۱۸
مجھے جھٹلایا۔ پس تو میرے اور اُن کے درمیان مین پورا فیصلہ کر دے اور مجھے اور
اُن مومنون کو جو میرے ساتھ مین بچالے۔ پس ہمنے نوح کو اور اُن لوگون کو جو بھری
ہوی کشتی مین اُن کے ساتھ تھے (عذابِ طوفان سے) بچالیا۔ پھر ہم نے اُس کے
بعد باقی لوگون کو غرق کر دیا۔ بیشک اس (قصہ) مین نشانی ہے۔ اور اُن مین بہت
سے ایمان لانے والے نہین تھے اور (اے نبی) بیشک تمھارا پروردگار البتہ وہی
زبردست مہربان ہے۔ چہارم قصہ عاد کا كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۝ 26-1
إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ 26-1 26-1
وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ 26-1
أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ 26-1

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۸) و ابن ابی حاتم من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس انہ قال تدرون
ما المشحون قلنا لا قال ہو الموقر و اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال الممتلی۔ (در) شحن
السفینۃ ملاہا و بابہ قطع (مختار) لآیۃ۔ لعبرۃ لمن بعدہم ۱۲ دوسری آیت مین ہے فدعا ربہ انی مغلوب
فانتصر۔ ۱۲ ریع اخرج ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ اتبنون
بکل ریع قال شرف (در) بالکسر المرتفع من الارض وقیل الجبل (مختار) تعبثون قال ابن عباس تلعبون (ابن جریر)
العبث اللعب و بابہ طرب (مختار) مصانع حصون (مختار) اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن مجاہد قال قصور مشیدۃ و بنیان مخلد (در)

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ
بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۝ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ عاد نے پیغمبرون کو جھٹلایا جب اُن سے اُن کے
بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم (عذاب الٰہی سے) نہین ڈرتے ؟ بیشک مین تمہارا
امانت دار پیغمبر ہون۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ مین تم سے
اس (تبلیغ اسلام) پر کچھ اجرت نہین مانگتا۔ میری اجرت تو صرف ساری جہان
کے پروردگار پر ہے۔ کیا تم ہر اونچی جگہ پر ایک نشان کھیلنے کو بناتے ہو۔ اور مضبوط
محل تیار کرتے ہو شاید تم ہمیشہ رہوگے اور جب تم گرفت کرتے ہو تو ظالم بنکر گرفت کرتے ہو پس اللہ سے

بطشتم۔ البطشۃ السطوۃ والاخذ بالعنف من باب ضرب ونصر (مختار) لعلکم ابن
جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کانکم تخلدون (در) یعنے اُن لوگون کی طرح
عمل کرتے ہو جو ہمیشہ رہنے والے کرتے ہین۔ لہ قوم عاد جنکا مسکن احقاف تھا۔ اور احقاف ریگستان ہیا
بلاد یمن کی جانب قریب حضرموت کے ہین اور انکا زمانہ بعد قوم نوح علیہ السلام کے ہے چنانچہ سورۂ
اعراف مین فرمایا واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح الآیہ (ابن کثیر) لہ حافظ صاحب
فرماتے ہین سے

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن	کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

لہ جو مکان رہنے کے لئے ہون بلکہ زائد ہون وہ عبث ہین آجکل اکثر امراکو یہی خبط ہے صحیح حدیث مین ہے کہ سوا
مکان بنانے کے ہر شے مین ثواب ہے (ہان جو ضرورت کے لئے ہو یا بطور صدقہ ہو) ۱۲

عیون کی وابن ذکوان وشعبہ وحمزہ وکسائی نے بکسر عین

اللہ بخش ان بابن عمیر

ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور اُس ذات سے ڈرو جس نے تمھاری اُن چیزو
مدد کی جس کو تم جانتے ہو۔ تمھاری مدد چوپایون اور بیٹون اور باغون اور چشمون
سے فرمائی (اگر تم بجاے شکر کے شرک کرو تو) مین تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا
خوف کرتا ہون۔ حضرت ہود نے قوم عاد کو سمجھایا کہ مین امین ہون۔ بے غرض
ہون۔ تم بڑی بڑی مکانات بنا کر اس دنیا مین دل لگا کر آخرت کو بھول گئے۔ تم
اپنی قوت پر نازان ہو کر سختی و سرکشی کرتے ہو۔ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت
کرو۔ پھر احسانات آلٰہی کو یاد دلاتے ہین کہ تمھین ایسی غفلت کی نیند لگی کہ جو احسانات
تمھین معلوم ہین اُسے بھی فراموش کر ڈالے۔ پھر کلام کو تخویف پر ختم فرمایا کہ مجھے
خوف ہے کہ کسی روز تم پر عذاب سخت دنیا ہی مین آ جائے۔ اور آخرت کا عذاب
تو یقینی ہے۔ یعنے جو اسقدر احسانات کرے وہ عذاب پر بھی قادر ہے۔ غرض
آپ نے حق خیر خواہی ادا کیا۔ لیکن وہ اشقیا آپ کا کہنا نہ ماننے سے خود ہی 26-136
ہلاک ہو گئے جسطرح فرماتا ہے۔ قَالُوا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ 26-138
الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝

ل یا یہ کہ اُن مکانون مین بیٹھکر راہ چلتون پر ہنستے تھے۔ خلق۔ بضمتین اخرج ابن جریر و ابن
ابی حاتم عن ابن عباس قال دین الاولین (در) یعنے ہم جس دین پر ہین وہی ہمارے باپ دادا کا

خلق
...بصری و کسائی
...فتح خا اور سکون
...ے ۱۲

فکذبوہ فاھلکنھم ان فی ذلک لاٰیۃ وماکان اکثرھم مؤمنین ۝ وان 2
ربک لھوالعزیز الرحیم ۝ بولے کہ ہمارے پاس برابر ہے خواہ تم نصیحت کرو خواہ 2
نصیحت کرنے والوں میں سے نہو (یعنے ہم کسی حال میں اپنا طریقہ نچھوڑیں گے) یہ (ہمارا
دین) تو اگلے لوگوں کا ہی دین ہے۔ اور ہم تو ہرگز عذاب نہیں کئے جائیں گے۔ پس
انھوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے انھیں ہلاک کر ڈالا۔ بیشک اس (قصہ) میں نشانی
ہے۔ اور انمیں بہت سے ایمان لانے والے نہیں تھے۔ اور (اے نبی) بیشک تمھارا
پروردگار البتہ وہی زبردست مہربان ہے ۔ نجم قصہ ثمود کذبت ثمود المرسلین ۝ 2
اذ قال لھم اخوھم صلح الا تتقون ۝ انی لکم رسول امین ۝ فاتقوا اللہ 2
واطیعون ۝ وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العلمین ۝ 2
اتترکون فی ما ھھنا امنین ۝ فی جنت وعیون ۝ وزروع ونخل طلعھا 2

ع ۱۸ / ۱۱

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵۱) دین ہے۔ اور دوسری قرات فتح خاء اور سکون لام سے یعنے یہ تمھارا دین اختلاق واکاذیب اولین سے ہے۔ اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال اساطیر الاولین (در) اخرج سعید بن منصور وابن ابی شیبہ والطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ یقول شئ اختلقوہ (د)

لہ یہ من الواعظین کا ترجمہ ہے۔ اور اسمیں وعظ نکرو کہنے سے زیادہ مبالغہ ہے۔ یعنی تمھارا نصیحت کرنیوالوں میں مطلق شمار نہو اور تم نے یہ فعل کبھی کیا ہی نہو۔ یعنی تمھاری نصیحت کا بالکل ہی عتبا نہیں۔ اتترکون کا استفہام للانکار والتوبیخ یعنی کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم چھوڑدیے جاؤ گے۔ امنین۔ اتترکون کے فاعل سے حال ہے۔ طلعھا۔ طلع النخل ما یطلع منھا کنصل السیف فی جوفہ شماریخ القنو تشبیھا بالطلوع قبل طلوع النخل فیکون الطلع مجازا عن الثمر المقدرات (ر)

عہد ...
مکی وابن ...
شعبہ وحمزہ ...
ساتہ کسرہ ...

هَضِيمٌ ۝ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فٰرِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُونِ ۝
وَلَا تُطِيعُوا اَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝
قَالُوا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ۝ ثمود نے پیغمبرون کو جھٹلایا۔ جب اُن سے اُنکے بھائی
صالح نے کہا کہ کیا تم (عذابِ الٰہی سے) نہین ڈرتے۔ بے شک مین تمھارا امانت دار
پیغمبر ہون۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور مین تم سے اس (ادائی
رسالت) پر کچھ اجرت نہین مانگتا۔ میری اجرت تو صرف ساری جہان کی پروردگا
پر ہے۔ کیا تم درمیان ان چیزون کے بے فکری سے چھوڑ دی جاؤگے۔ باغون
اور چشمون۔ اور کھیتون اور کھجورون مین جن کا خوشہ ٹوٹا پڑتا ہے۔ اور تم پہاڑون کے
گھر کاریگری سے تراشتے ہو۔ (یعنے کیا تم انھین نعمتون مین اطمینان سے رہوگے

هضيم۔ قال العوفی عن ابن عباسؓ اینع وبلغ فهو هضيم۔ وقال علی بن طلحة عن ابن عباس معشبة وقال
اسمٰعيل بن ابی خالد عن عمرو بن ابی عمرو وقد ادرك الصحابة عن ابن عباسؓ قال اذا رطب واسترخی رواه ابن ابی
حاتم (ابن کثیر) فٰرهين قال ابن عباسؓ وغير واحد یعنے حاذقین۔ وفی رواية عنه شرهين اشرين و
هو اختيار مجاهد وجماعة یہ دونون قراءتون اور تفسیرون مین منافات نہین ہے کیونکہ وہ گھر بنانے مین ہشیار
بھی تھے۔ اور اس سے انھین تفاخر و تکبر بھی منظور تھا۔ (ابن کثیر) المسحرين قال مجاهد وقتادة من
المسحورين (ابن کثیر) یعنے جو بہت بڑی جادو مین گرفتار ہوگیا ہو جس سے عقل بگڑ گئی ہو۔ ١٢

اور موت نہ آئیگی) پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور ان حد سے گذر جانے
والون کے حکم کی اطاعت نہ کرو۔ جو زمین مین فساد کرتے ہین اور اصلاح نہین
کرتے۔ بولے کہ بس تم ان لوگومین سے ہو کہ جنپر جادو کیا گیا ہے۔ (یعنے تمھین عقل
نہین) تم بھی تو ایک ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔ پس تم کوئی نشانی لے آؤ اگر تم سچے ہو
قوم ثمود نے صالح علیہ السلام کی ظاہری صورت دیکھکر بشر کہا۔ اگر معنے سے واقف
ہوتے ہرگز آپکی نبوت کا انکار نہ کرتے ۵

چند صورت بینی اے صورت پرست	جان بے معنی ست کز صورت نرست
درگذر از صورت و معنی نگر	زانکہ مقصود از صدف باشد گہر

حضرت صالح ؑ نے فرمایا کہ اگر مین معجزہ دکھلاؤن تو تم ایمان لاؤگے۔ انھون نے
اقرار کیا۔ آپنے دعا کی تو پہاڑ شق ہو کر ایک اونٹنی نکلی۔ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا
شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

ع ۸ ۱۹ ۱۲

شرب۔ بالکسر الحظ (والنصیب) من الماء (مختار) فعقروها۔ عقر البعیر والفرس بالسیف
فانعقر ای ضرب بہ قوائمہ وبابہ ضرب فھو عقیر وخیل عقر (مختار) لہ یعنے وہ اونٹنی ایک دن تمھارے
پانی پر آنے کی۔ اور ایک دن تم آیا کرو۔ ۱۲

صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے ایک باری ہے اس کے پانی پینے کی ہے اور ایک مقرر دن تمہاری باری کا ہے اور اسے کچھ تکلیف

نہ پہنچانا (ورنہ) پھر تمہیں ایک بڑے دن کا عذاب گرفتار کریگا۔ پس انھون نے

اسکے کوچے کاٹ ڈالے۔ (جس سے وہ مرگئی) پس پشیمان[1] ہوگئے۔ پھر عذاب نے

انھیں گرفتار کرلیا۔ بیشک اس (قصہ) مین نشانی ہے۔ اور ان مین بہت سے

ایمان لانے والے نہین تھے۔ اور (اے نبی) بیشک تمہارا پروردگار البتہ وہی زبردست

مہربان ہے۔ **قصہ ششم لوط[2] علیہ السلام کا**۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ٥ 26-1

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ٥ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ٥ فَاتَّقُوا اللَّهَ 26-1

وَأَطِيعُونِ ٥ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ٥ 26-1

26-1

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ٥ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ٥

[1] عذاب دیکھکر پشیمان ہوے۔ کہ جس وقت مین ندامت نفع نہین دیتی [2] لوط بن ہاران بن آزر۔ آپ ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہین۔ آپ ابراہیم علیہ السلام کے زندگی مین ہی قریہ سدوم کی طرف بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بعد عذاب اُس جگہ کو بحیرہ بنا دیا جس کا پانی بدبودار اور بہت خراب ہے۔ اور یہ بلاد غور مین مشہور ہے جو درمیان بیت المقدس اور بلاد کرک وشوبک ہین (ابن کثیر)۱۲ ذکران۔ الذکر ضد الانثیٰ وجمعہ ذکور وذکران وذکارۃ کحجر وحجارۃ (مختار)۔ من العلمین۔ انکر علی قومہ اتیانہم الذکور من الناس لا الاناث علی کثرتھن۔ او انکر علیھم کونھم مختصین من العلمین بھذہ الفاحشۃ۔ فقولہ من العلمین یعود علی الاول الی المأتی وعلی الثانی الی الآتی۔ یعنی یہ بھی ایک معنے ہوتے ہین کہ یہ بُرا فعل کوئی حیوان نہین کرتا ہے سوا انسان کے (نیشاپوری)۱۲

لوط کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ اُن کے بھائی لوط نے اُن سے کہا کہ کیا تم (عذاب آلہی سے)
نہیں ڈرتے۔ بیشک میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت
کرو۔ اور میں تم سے اس (ادائی رسالت) پر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میری اجرت تو صرف
سارے جہان کے پروردگار پر ہے۔ کیا تم جہان میں سے (عورتوں کے پاس نہ جاکر) مردوں کے
پاس آتے ہو (یعنے لواطت کرتے ہو) اور جو تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے تمہاری
بی بیاں پیدا کر دی ہیں چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے
مرد کا جوڑا عورت کو بنایا ہے اُسے نکاح کر کے اپنی بی بی بنالو۔ مرد کا مرد سے مبتلا ہونا
(اور اسی طرح عورت کا عورت سے مبتلا ہونا) حد سے گذر جانا ہے اس نصیحت کا قوم کو کچھ اثر
نہ ہوا۔ اُلٹے آپ کی ایذا رسانی پر آمادہ ہوے۔ آخر سب عذاب سے ہلاک ہوگئے جسطرح

فرمایا ہے۔ قَالُوا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۝ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ 26
الْقَالِيْنَ ۝ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا 26
فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ 26
26

من المخرجين ۔ یہ قوم اپنے مخالفوں کو شہر بدر کرتی تھی۔ آپ کو بھی ڈرایا کہ ہم تمھیں بھی اُنھیں میں کر دینگے
یا یہ کہ تمھارا ہماری دشمنوں میں شمار ہو جائیگا۔ تو ھو عالم سے فلانٌ من العلماء۔ ابلغ ہے (نیشاپوری) دوسری
آیت میں ہے اخرجوا آل لوط من قریتکم الخ القالین۔ القلی البغض تقول قلاہ یقلیہ قلی و قلاء بالفتح
والمد (مختار) الغٰبرین۔ غبر الشئ بقی (مختار) الغابر الماکث بعد مضی من معہ (مفردات) ۱۲۔
مطر المنذرين۔ المخصوص بالذم محذوف و ھو مطرھم (روح) ۱۲

ع ۹ ۱۶ ۱۳

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝

کہنے لگے کہ اے لوطؑ اگر تم باز نہ آوگے تو البتہ نکالے ہوؤ میں سے ہو جاؤ گے۔ لوطؑ نے کہا کہ

بیشک مین تو تمھاری کام کا دشمن ہون۔ اے میری پروردگار مجھے اور میری لوگون کو

ان کامون سے جو یہ لوگ کر رہے ہین بچالے۔ تو ہم نے انکو اور ان کے گھر والون کو سبکو

بچالیا۔ مگر ایک بڑھیا (جو آپکی جورو تھی) باقی رہنے والون مین (جو مبتلای عذاب ہوی رہی)

پھر ہمنے دوسرون کو ہلاک کر ڈالا۔ اور ہم نے انپر (پتھر ونکی) بارش برسائی تو جن لوگونکو

(عذابِ الٰہی سے) ڈرایا گیا تھا ان پر کیسی بُری بارش ہوی۔ بیشک اس (قصہ) مین

نشانی ہے۔ اور ان مین بہت سے ایمان لانے والے نہین تھے۔ اور (اے نبی) بیشک

تمھارا پروردگار البتہ وہی زبردست و مہربان ہے۔ **قصہ مختصر شعیب علیہ السلام کا۔**

کَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَیْکَۃِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ

اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَوْفُوا الْکَیْلَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ ۝ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِیْ

الایکۃ جنگل اور جھاڑی یا جھاڑی کا جنگل (منتخب وغیرہ)۔ **المخسرین**۔ خسر الشیٔ نقصہ وبابہ ضرب وخسرہ مثلہ (مختار) **القسطاس**۔ قال فی القاموس القسطاس بالضم والکسر المیزان۔ **ولا تبخسوا** وقل بخسہ حقہ ای نقصہ وبابہ قطع (مختار) **ولا تعثوا**۔ عثا فی الارض افسد وبابہ سما وعثی بالکسر عثوا ایضا وعثی لفتحتین (مختار) **مفسدین**۔ حال مقیدۃ ای لا تعثوا حال افسادکم ۱۲

نکالدئے۔

لئیکۃ
…ع ومکی وشامی نے بفتح
اور بغیر ہمزہ کے اور بنصب
…ہمزہ کی حرکت لام کو
…ر اسے حذف کر ڈالا۔

بالقسطاس
…فع ومکی وبصری
…شامی وشعبہ ساتھ
…م قاف کے۔ ایک
…ہنے کے دو لغتین
…ین۔

خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ۝ ایکہ والون نے (جو قوم شعیب تھی) رسولون کو جھٹلایا۔
جب کہ اُن سے شعیب نے کہا کہ کیا تم (عذاب الٰہی سے) نہین ڈرتے؟ بیشک مین تمھارا
امانت دار پیغمبر ہون۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور مین تم سے اس (ادائی
رسالت) پر کچھ اجرت طلب نہین کرتا۔ میری اُجرت تو صرف ساری جہان کے پروردگار
پر ہے۔ ناپ پورا بھر دیا کرو اور نقصان پہنچانے والے نہ بنو۔ اور سیدھی ترازو سے تولا
کرو۔ اور لوگون کو اُنکی چیزین کم نہ دیا کرو اور زمین مین فساد کرتے نہ پھرو۔ اور اُس سے

الجبلة الاولین۔ قال ابن عباس الخلق الاولین۔ اخرجه ابن جریر وغیرہ (در) یعنے خلق اولین یہی
ابن عباس اور ایک جماعت تابعین مفسرین سے مروی ہے۔ ابن زید نے یہ آیت پڑھی ولقد اضل منکم جبلا کثیرا
یعنے اسی نے تم مین سے خلق کثیر کو گمراہ کیا لہ یہ قوم عبادت ایکہ کرتی تھی یعنے کچھ گنجان درخت تھے کہ وہ لوگ اُ
پوجتے تھے۔ یعنے وہ درختون والی قوم اور قول صحیح مین اصحاب ایکہ اور اصحاب مدین ایک ہین۔ ہر ایک مقام مین ایک
وصف سے موصوف ہوی۔ اسی لئے جس طرح انھین پورا ناپنے کا حکم ہے اسی طرح قصۂ مدین مین بھی یہی حکم پوری طرح ہے
معلوم ہوا کہ یہ دونون ایک ہی امت ہے لیکن والی مدین اخاہم شعیبا مین آپ کو اُس قوم کا نسبی بھائی
بتلانے اور یہان نہ بتلانے مین یہ نکتہ ہے کہ اسوقت اُن کفار کی نسبت جھاڑون کی پرستش کیطرف کی گئی ہے تو آپکو انکا بھائی
اس بری نسبت کے وقت نہ کہا۔ گو آپ اُنکے نسبی بھائی ہین۔ اور جب اُنکی نسبت شہر (یعنے مدین) کی طرف ہوی تو آپکو انکا بھائی
فرمایا۔ چونکہ اس نکتہ کو بعض لوگون نے نہین سمجھا تو گمان کیا کہ اہل مدین اصحاب ایکہ سے علحدہ ہین۔ اور کہا کہ شعیب ان دو قومونکی طرف
بھیجے گئے ہین۔ اور کسی نے تین قومونکی طرف کہا۔ (ابن کثیر) پھر ابن کثیر نے اُن روایتون پر جرح کی ہے جو دو قوم ہونے مین مروی ہین
اب اعتراض صرف یہ باقی ہے کہ اہل مدین تو صیحہ سے اور اصحاب ایکہ عذاب ظلہ سے ہلاک ہوے۔ تو جواب اسکا
یہ ہے کہ ممکن ہے کہ یہ دونون عذاب آپس مین جمع ہوے ہون۔ ۱۲

ع
اسی کے قائل ہیں شیخ جلال الدین محلی وغیرہ

ڈرو جس نے تمھیں اور اگلی خلقت کو پیدا کیا۔ یہ قوم لوگوں سے خرید کرتے وقت
مکاری سے زیادہ لیتی تھی۔ اور جب خود بیچتی تو کم دیتی تھی۔ اُس کے سواے اور بہت
سے بُرے کام کرتی تھی۔ اس لیے آپ نے انھیں نصیحت کی۔ اُس بدبخت قوم نے
اسطرح جواب دیا۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ
اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ
الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ کہنے لگے کہ (اے شعیب) بس تم
اُن لوگوں میں سے ہو کہ جن پر جادو کیا گیا ہے۔ اور تم بھی تو ایک ہماری ہی
جیسے آدمی ہو۔ اور بے شک ہم یقین کرتے ہیں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ پس
اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو۔ شعیب نے کہا کہ میرا رب خوب
جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ پس انھوں نے شعیب کو جھٹلایا تو سائبان والے دن کے
عذاب نے انھیں پکڑ لیا۔ بے شک وہ ایک بڑے دن کا عذاب تھا۔ بیشک اس

کسفا سواے حفص کے سب نے سین کے سکون سے

ع ۱۰ ۱۶ ۱۴

کسفا ۔ جمع کسفة بالکسر القطعة من الشئ (مختار) الظلة ۔ بالضم کهیئة الصفة۔
وایضا اول سحابة تظل۔ وعذاب یوم الظلة قالوا غیم تحته سموم (مختار) ۱۲

(قصہ) مین نشانی ہے۔ اور اُن مین بہت سے ایمان لانے والے نہین تھے۔ اور (اے نبی) بے شک تمھارا پروردگار البتہ وہی زبردست و مہربان ہے۔ محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا کہ اہل مدین پر تین قسم کا عذاب آیا اسطرح کہ اول تو اُن کے گھر و نمین زلزلہ آیا تو شہر کی آبادی سے باہر نکل گئے وہان انکو سخت گرمی پہونچی اور گھرونمین داخل ہونے سے خوف کیا کہ زلزلے سے اپنر نہ گرین یہان تک کہ اللہ تعالے نے ابر بھیجا تو ایک شخص اُسکے نیچے گیا دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور سایہ ہے۔ پس اُس نے سب لوگون کو بلایا کہ دیکھو مین نے

لہ ابن منذر و ابن ابی حاتم (در) عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم اور حاکم ابن عباس سے کہ بادل آکر سائبان کی طرح چھا گیا جب سب وہان جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر آگ برسادی (مختصراً در) اسیطرح قتادہ و عکرمہ و سعید بن جبیر و حسن وغیرہم سے مروی ہے (ابن کثیر) فقیر عرض کرتا ہے کہ یہ آگ بجلی ہو۔ یا پہاڑ نے شرر افشانی کی ہو۔ یا کوئی اور سبب سے یا بے سبب سے ہو۔ ہم ہر طرح اللہ کو قادر سمجھتے ہین۔ پھر صیحہ بھی اُس کے ساتھ ہی ہوا ہوگا۔ ۱۲ ؎ اللہ تعالے نے اس قوم کو تین مقام پر ذکر کیا اور ہر جگہ کے مناسب انکا عذاب بیان فرمایا۔ چنانچہ سورہ اعراف مین عذابِ زلزلہ بوجہ انکے اس فعل کے کہ پیغمبر اور مومنین کے دلون کو انھون نے زلزلہ مین ڈالنا چاہا تھا۔ اور کہا تھا لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ الخ۔ اور سورہ ہود مین عذاب صیحہ ذکر کیا بوجہ انکی گستاخی کلمات کے تا یہ عذاب انھین اس ٹھٹول سے ساکت کردے اور باز رکھے چنانچہ بطور استہزا کہا تھا أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا الخ۔ اور اس جگہ عذاب ظلہ ذکر فرمایا کیونکہ انہون نے کہا تھا کہ ہمپر آسمان کا ٹکڑا گرادو۔ لہذا انکی طلب کے موافق اُس سے بھی ہیبت ناک عذاب نازل ہوا۔ (ابن کثیر) ۱۲۔

تو ایسا خوشگوار سایہ اور ٹھنڈی ہوا کبھی نہین دیکھی ہو۔ تو سب اُس کے نیچے جمع ہو گئے
پس جبرئیل علیہ السلام نے اُن سبکو ایک آواز دی کہ سب کے سب مر گئے۔ جب قصے
بیان فرما کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی۔ اب آپ سے مخاطب ہو کر فرماتا
ہے۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ
لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝
اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ
فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝
فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ

تکن لھم آیۃ شامی ساتھ تا تانیث کے اور ساتھ رفع آیۃ کے۔

ل بعد شرک ہر قوم کو ایک برائی سے ڈرایا۔ علما کہتے ہین کہ ہر آدمی مین ایک خصلت ایسی بری ہوتی ہو کہ وہی باعث
دخولِ جہنم ہوتی ہو جسطرح کسی مین بخل کسی مین تکبر۔ آدمی اُسی کا بہت خیال رکھے کیونکہ وہی مہلک ہے ۱۲
بلسان۔ نزل سے متعلق ہے۔ اور لسان کے معنے لغت کے ہین اس لئے کہ وہ آلہ تلفظ ہے۔ پس
آیت اس بات مین صریح ہو کہ قرآن عربی زبان مین اُترا۔ اور انکا قول غلط ہے جو کہتے ہین کہ اُس کے معنے اُترے
ہین اور آپ نے اپنے الفاظ سے اسے ادا فرمایا ہو۔ یہ مخالفِ نقل واجماع ہے اگر اسی طرح ہوتا تو قرآن
اور حدیث قدسی مین کچھ فرق نہ رہتا۔ اور اس آیت مین لغت عربی کو دوسری لغات پر فضیلت ہو کیونکہ قرآن اسی مین اُترا
اور اللہ تعالے نے اس زبان کو مبین (یعنی فصیح) فرمایا۔ یکن۔ آیۃ ساتھ نصب کے یکن کی خبر ہو اور اسکا اسم ان یعلمہ ہے
اور تکن کی قرأت مین اسکا عکس یعنی آیۃ ساتھ رفع کے اسم ہو اور خبر ان یعلمہ ہو۔ ھم۔ اسکا مرجع مشرکین قریش ہین ۱۲

26-207 سِنِيْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ

اور بے شک یہ (قرآن) رب العالمین کا اُتارا ہوا ہے - (اے نبی) اسے روح الامین

(یعنے جبریل) نے اُتارا ہے تمھارے دل پر تاکہ تم ڈرانے والون مین سے ہو - سلیس

عربی زبان مین - اور بیشک یہ (یعنے ذکر قرآن) اگلونکی کتابون مین ہے - اور کیا

نفسیح

مَا اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ - ماکانو مین جو ما ہے موصولہ ہے اور اسکا عائد محذوف ہے - اور ما اغنی مین جو ما ہے مفعول مقدم اغنے کا ہے - اور استفہام نفی کے لئے ہے - اور ماکانوا فاعل ہے - حضرت حسن بصری نے اسی آیت سے کسی شخص کو نصیحت کی وہ نہایت ہی متاثر ہوا عمر بن عبد العزیز جب اپنے تخت حکومت پر بیٹھتے اس آیت کو بطور نصیحت پڑھ لیا کرتے - لہ مرجع اسکا قرآن ہے جسپر تنزیل دال ہے ٢ہ چنانچہ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ - جماعت سلف وخلف متفق ہے کہ روح الامین سے مراد جبریل علیہ السلام ہین - ٣ہ وحی قلب مبارک پر اسلیئے اُترتی تھی کہ آپ اُس کے بہت مشتاق تھے اور اسی مین آپ کو استغراق تھا - پھر قلب شریف سے فہم وسماعت کی طرف منصرف ہوتی تھی - یہ علو سے سفل کی طرف تنزل ہے - اور یہی رتبہ خواص ہے - اور عوام تو پہلے سنتے ہین پھر سمجھتے ہین پھر قلب پر اثر ہوتا ہے - اور یہ ترقی سفل سے طرف علو کے ہے اور یہی مریدون اور سالکون کی شان ہے لیکن دونون مین بڑا ہی فرق ہے - فقیر عرض کرتا ہے کہ جب غوطہ زن دریا مین غوطہ لگا کے موتی نکال لاتے ہین - اور جب باہر آکر اسے دیکھتے ہین تو دوسرے لوگ بھی اُس کے دیکھنے مین شریک ہو جاتے ہین - لیکن وہ مالک ہے یہ طفیلی ہین - ٤ہ اگلی کتابون مین قرآن کی اور آنحضرت کی آنے کی بشارت موجود ہے - خود اللہ تعالے حضرت عیسے کے قول کو نقل فرماتا ہے وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ یعنے ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہون جو میرے بعد آئین گے جنکا نام احمد ہو گا

اُن کے لئے یہ نشانی نہین کہ اس (قرآن ۱؎) کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہین ۲؎ اور
اگر ہم اس (قرآن) کو بعض عجمیون ۳؎ پر اتارتے۔ پہر وہ اُسے اُن کے سامنے پڑہتا تو
بھی یہ لوگ اس پر ایمان لانے والے نہ تھے۔ ہم نے اسی طرح اس (انکار) کو گنہگارونکے
دلون مین جگہ دی۔ وہ اس (قرآن) پر ایمان نہ لائینگے یہانتک کہ دردناک
عذاب دیکھ لین۔ پس وہ (عذاب) اُن پر اچانک آجائیگا اور وہ خبردار ہنونگے
پھر (اسوقت) کہنے لگینگے کہ کیا ہم مہلت پانے والے ہین (یعنے اگر کچھ مہلت ملسکتی ہے
تو ہم ایمان لائے ہین) پس کیا یہ لوگ ہماری عذاب کو جلدی سے طلب کرتے ہین۔ بھہر
کیا (اے نبی) تم نے دیکھا ہے کہ اگر ہم انھین چند برس (زندگی مین) فائدہ اٹھانے دیتے
پھر اُنپر وہ آجاتی جس سے کہ یہ خوف دلائے جاتے ہین۔ (تو) انکا فائدہ مند کیا جانا اُنکے
کیا کام آئیگا۔ یعنی کتنے ہی سال عیش وعشرت کرین آخر موت کے ساتھ ہی عذاب موجود
ہے۔ پھر اُس چند روزہ عیش وعشرت سے کیا فائدہ ہوا۔ کیا اُس سے عذاب الٰہی دور
ہوسکتا ہے۔ اسی سبب سے رسول ڈراتے سمجھاتے ہین۔ لیکن جب قوم نہین مانتی تو ہم

۱؎ ابن کثیر کہتے ہین کہ اسکا مرجع قرآن ہے۔ ۲؎ ابن جریر وابن ابی حاتم ابن عباس سے کہ آپ نے فرمایا عبداللہ بن سلام (وغیرہ) جو یہودیون کے بڑے عالم تھے آپکو پہچان کر مسلمان ہوگئے (در) ۳؎ غرض ہر طرح وہ تکذیب کرینگے۔ ۴؎ عجمی (یعنے غیر عربی) پر بھی اگر عربی مین قرآن اترتا تو بھی ایمان لاتے اور کہتے کہ عرب کو عجم کی متابعت عار ہے جسطرح دوسری آیت مین فرمایا ہے ولو اننا نزلنا الیھم الملائکۃ وکلمھم الموتی الآیۃ ۱۲

آخرکار ہلاک کرڈالتے ہین جسطرح فرماتا ہی۔ وَمَآ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا لَھَا

مُنْذِرُوْنَ ۝ۖ ذِکْرٰی ۛ وَمَا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہ کیا مگر یہ کہ اُس کے

لئے ڈرانے والے ضرور تھے (یہ نصیحت[1]) یاد دلانیکو ہی اور ہم ظالم نہین ہین۔ جب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے اس بات کو ثابت فرمادیا کہ قرآن معجزہ اور خدا کے پاس

سے اُترا ہی جسکی صداقت کتب اولین مین بھی ہے اور چونکہ بعض کاہن جنات شیاطین

کے وسوسہ سے غیب شپ مارا کرتے تھے۔ اس لئے اس شبہ کو بھی اسطرح دور فرماتا ہی

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ ۝ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَھُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝ؕ اِنَّھُمْ عَنِ

السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝ؕ اور شیطان اس (قرآن) کو لیکر نہین اُترے اور نہ اُنھین یہ

سزاوار ہی۔ اور نہ وہ کرسکتے ہین۔ اس لئے کہ وہ (کلام آسمانی[2]) سننے سے (بھی) البتہ

دور رکھے گئے ہین یعنی شیطان اس قرآن کو تین وجہ[3] سے لیکر نہین اُتر سکتے۔

[1] مبتدا محذوف ہی اور ذکرٰی اُسکی خبر ہی۔ یا یہ کہ ذکرٰی حال ہی منذرون کی ضمیر سے یا مفعول لہٗ ہی [2] چنانچہ سورۂ جن مین ہی فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِھَابًا رَّصَدًا الخ یعنے پس جو کوئی اب سننے کا قصد کری تو اپنے لئے ایک انگارا تاک لگائی ہوئی پائیگا۔ یعنی جو کوئی جن آسمانی کلام سننے جاتا ہی تو فرشتے اُسے دفع کرتے ہین۔ اسیطرح جو شیطان کا متبع اور گناہون مین گرفتار ہی گو زبان سے پڑہنے کو پڑہ لیتا ہی لیکن قلب و روح کو اُس سے کچھ ذوق نہین ملتا ہی۔ یہ تو اہل معرفت کا حصہ ہے کہ قرآن پڑہتے وقت خطاب حق سنکر عجیب لذت اُٹھاتے ہین [3] اشارہ ہی کہ شیطان کے لئے استعداد تنزیل قرآن نہین ہے اور نہ حمل کی قوت ہی اور نہ سمجھنے کی طاقت ہی۔ اس لئے کہ وہ نار سے پیدا ہوا ہی اور قرآن نور قدیم ہی پس یہ ناری نور قدیم کو کیونکر اُٹھائیگا اور یہ تو صحیح حدیث مین آچکا ہی کہ نور مومن سے نار جہنم بجھ جائے گی۔ ۱۲

وجہ اول یہ کہ انھیں یہ سزاوار ہی نہیں۔ کیونکہ نہ یہ انکا مقصد و مطلب ہے بلکہ انکی
جبلت مین فساد اور بندون کو گمراہ کرنا ہے۔ اور قرآن مین امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر ہے۔ اور یہ تو عین ہدایت اور سر بسر نور و ارشاد ہے۔ پس شیاطین اور
قرآن مین بالکل منافات ہے۔ اس لئے فرمایا وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ۔ وجہ دوم یہ کہ اگر
قرآن کے حامل شیاطین کیے جائین تو ہرگز اٹھا نہین سکتے۔ چنانچہ فرمایا لَوْ اَنْزَلْنَا
هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ اسی لئے فرمایا۔
وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ وجہ سوم یہ کہ اگر قرآن ان کا مقصود ہوا اور وہ حامل
بھی بنے تو وہ وہان تک پہونچ نہین سکتے اس لئے کہ نزول قرآن کے وقت
وہ علیحدہ کردی جاتے ہین کیونکہ آسمان پر پوری طور سے حفاظت ہوگئی تھی۔
شیاطین قرآن کا ایک حرف تک بھی نہین سن سکتے تھے اس لئے فرمایا وَمَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ جب حقیت قرآن ثابت فرما چکا تو اپنے نبی سردار دو جہان صلی اللہ
علیہ وسلم کو مکارم اخلاق و محاسن عبادات و عادات اسطرح سکھلاتا ہے۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ 1
الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ 1

عشیرتک عشیرہ رشتہ دار لوگ۔ قبیلے کے لوگ۔ اہل خانہ یعنی گھر کے لوگ (منتخب) واخفض خفض جناح حسن

فتوکّل
نافع و شامی ساتھ فا کے بجائے واؤ کے۔

عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ الَّذِیْ
یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

پس (اے نبی) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پوجو۔ کہ تم عذاب کیے گئے لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ اور اپنا بازو ان کے لئے پست کرو کہ جو مومنین نے تمہاری پیروی کی۔ پھر اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو کہدو کہ بے شک میں اُس سے بیزار ہوں جو تم کرتے ہو۔ اور اُس زبردست مہربان پر بھروسہ کرو۔ جو تمہیں دیکھتا ہے جسوقت تم کھڑے ہوتے ہو۔ اور تمہارا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۵) تربیت سے کنایہ ہے۔ قفال نے کہا کہ جب پرندہ اپنے بچوں کو تربیت کے لئے نزدیک کھینچتا ہے تو اپنے پروں کو پست کرتا ہے۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ اتباع نبوی سے معیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے صرف مومنین نہیں فرمایا بلکہ متابعت کی بھی قید لگا دی۔ خدا کرے کہ ہمیں ہر لحظہ یہ معیت نصیب ہے۔ جس نے یہ معیت فراموش کی۔ ارواح خبیثہ شیاطین وغیرہ نے اُسے گھیر لیا۔ اللہ تعالے آپ ہی کے تصور میں ہمیں محو رکھے۔ ۵

مرا کمال محبت۔ ترا کمال جمال۔	دمے مباد کہ نقصان پذیرد این دو کمال

۱ خطاب آپ کو ہے لیکن سنانا دوسروں کو مقصود ہے۔ ۲ یعنے تم ہمارے پیش نظر ہو جسطرح فرمایا فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا یہ محاورہ عرب ہے کہ کمال لطف کے وقت اسکا استعمال کرتے ہیں۔ اور نماز میں قیام کرنا تو ایک خاص حالت ہے وہ بطریق اولی داخل ہے۔ اسی لئے ابن عباس نے کہا کہ جب تم نماز میں کھڑے ہوتے ہو ۳ اور تمہارا سجدہ کرنے والوں میں پھرنا یعنے تمہیں تنہا نماز میں اور جماعت میں

سجدہ کرنے والوںمین پھرنا (دیکھتا ہے) اس لیے کہ وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ پہلے شرک سے ممانعت کی۔ پھر قرابتدارون کو ڈرانیکا اور مومنین پر شفقت کرنیکا حکم فرمایا پھر اپنے پر بھروسہ کرنیکا ارشاد ہوا تا نہ آپ کو کافرون سے خوف ہو۔ اور نہ مسلمانون سے طمع۔ اسی لئے اپنے دو نام عزیز و رحیم بھی ذکر کر دئے۔ شان نزول[لہ] جب حکم ہوا کہ اپنے قریب رشتہ دارون کو ڈراؤ۔ اور یہ آیت اُتری تو آپ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور عرب کے قبائل کو نام لے لیکر پکارنے لگے کہ اے بنی عبدالمطلب اور اے بنی فہر۔ یہانتک کہ سب جمع ہو گئے۔ اور بعضے خود نہ آسکے تو کسی کو اپنی طرف سے بھیجدیا تاکہ معلوم کرین کہ کیا معاملہ ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ بتاؤ کہ اگر مین تم سے کہوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے دامن مین ہے اور چاہتا ہے کہ تمھین لوٹ ڈالے تو بھلا تم میری تصدیق

انذار کفار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ١١٦٦) دیکھتا ہے۔ یہی قول عکرمہ۔ وعطا خراسانی وحسن بصری کا ہے۔ مجاہد نے کہا کہ رسول اللہ علیہ وسلم جیسے سامنے کی چیزون کو دیکھتے ویسے ہی پیچھے کی چیزونکو دیکھتے تھے۔ اور خود صحیح حدیث (بخاری وغیرہ) مین ہے کہ لوگون سے فرمایا کہ تم اپنی صفین برابر رکھو کہ مین تم کو پس پشت سے دیکھتا ہون۔ بزار و ابن ابی حاتم نے دو اسناد سے ابن عباس سے روایت کی کہ تقلب سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب مین نقل کرنا ہے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کرکے نکالا۔ (ابن کثیر) اسی بنا پر کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ دادا حضرت آدم و حوا سے لیکر حضرت کے والدین تک (سوائے آزر کے اگر حضرت ابراہیم کا باپ ہو) کوئی مشرک نہ تھا اور ساجدین سے مراد مومنین ہے زیادہ تفصیل کے لئے تفسیر ہذا کا صفحہ (٥٨٤) ملاحظہ ہو۔ لہ امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی نے متعدد طرق سے روایت کی ہے (ابن کثیر) اس سوا دربہت حدیثین تفسیر ابن کثیر مین اس آیت کے شان نزول کے متعلق ہین۔ ١٢

کردو گے سب کہنے لگے کہاں۔ فرمایا میں ڈراتا ہوں کہ تمہارے سامنے عذاب شدید موجود ہے۔ ابو لہب بولا تمہیں تم لوگوں کو
تمام دن صرف اسی لئے جمع کیا تھا تمہیں خرابی ہو۔ اسکی شان میں (سورت) تبت یدا اتری پھر اُسی پہلے
قول کی (کہ شیطان نے اس قرآن کو نہیں اتارا) اسطرح تاکید فرماتا ہے۔ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۝ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ۝ کیا میں تمہیں بتا دوں کہ شیاطین کس شخص
پر اترا کرتے ہیں۔ بڑے جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں کان لگا رکھتے ہیں اور اُنمیں اکثر جھوٹے ہیں یعنی شیاطین (قبل رجم
شہب) بعض غیب کی باتیں ملاء اعلی سے سن لیتے تھے اور اس ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کر اپنے دوست کافروں کے دلوں میں
ڈالتے تھے جسطرح حدیث میں آیا ہے۔ یا یہ معنی کہ یہ لوگ شیطانوں کی طرف کان لگاتے ہیں پھر اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا کر بیان کرتے ہیں
بہرحال اکثر اُنمیں سے جھوٹے ہیں کیونکہ کبھی جھوٹا بھی سچ کہتا ہے۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہے لیکن اللہ تعالے
نے حق سے باطل کو ظاہر کردیا۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا۔ کہ تابعین شیطانوں کا متکلم بڑا فریبی مکار ہوتا ہے اور
آنحضرت صادق مصدوق ہیں کبھی آپکی ایک بات بھی جھوٹ نہیں نکلی اور ہزاروں غیب کی خبریں جو آپنے دیں وہ سب برابر
ہوئیں آپ جسطرح کاہن نہیں شاعر بھی نہیں ہیں اسلئے فرماتا ہے وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي
كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ۝ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ

اثیم۔ مبالغۃ آثم۔ یلقون۔ اس ضمیر کا مرجع شیاطین ہے یعنی ملاء اعلی سے قبل رجم کچھ سن لیتے ہیں پھر اپنے دوستوں کے دلمیں ڈالتے ہیں۔ یا مبتدا
مقدر ہے یعنی الافاکون یلقون السمع الی الشیطین فیتلقون۔ یلقون السمع۔ ای الی الشیطین فیتلقون والقاء
السمع مجاز عن شدۃ الاصغاء للتلقی (خفاجی)۔ لے بخاری ومسلم (در) ۲ے فقیر عرض کرتا ہے کہ اولیاء شیطان بھی اسی طرح
ہوتے ہیں۔ اور اولیاء رحمن نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں۔ الغاوون۔ من غوی اذا ضل۔ واد۔ الوادی
معروف والمراد بہ ہنا شعب القول وفنونہ وطرقہ۔ یهیمون۔ والہیام ان یذہب المرء علی وجہہ من عشق او غیرہ
وهو تمثیل والمعنی یخوضون فی کل لغو من هجو ومدح (خفاجی) اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم

كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ اور

شاعروں کی پیروی گمراہ کیا کرتے ہیں (اے مخاطب) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں حیران پھرتے ہیں

اور بیشک وہ کہا کرتے ہیں جو (خود) نہیں کرتے۔ مگر (وہ شاعر) جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور انہوں نے اللہ کو

بہت یاد کیا اور بعد اسکے کہ ان پر ظلم کیا گیا بدلا لیا۔ اور عنقریب ظلم کرنیوالے جان لینگے کہ کس جگہ لوٹ کر جائینگے

شاعروں کا بیان

پہلے بیہودہ گو شاعروں کا بیان فرمایا پھر نیک بختوں کو مستثنیٰ فرما لیا کیونکہ یہ اللہ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ اور انکے اشعار توحید
وثنائے الٰہی وتذکیر ونصیحت سے پر ہوتے ہیں۔ اگر کبھی کسی کی ہجو کی تو مسلمانوں کی ہجو کا بدلہ لیا جیسے عبداللہ بن رواحہ وحسان
بن ثابت کعب بن مالک وغیرہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان رضی اللہ عنہ کو فرمایا اَجِبْ عَنِّيْ
اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ یعنی اے حسان میری طرف سے جواب دو۔ یا اللہ انہیں جبریل سے مدد دے۔ ایک روایت میں آیا
کہ آپ فرماتے تھے کہ انکی ہجو کافروں پر تیر مارنے سے زیادہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرماتے تھے اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا
نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی جبریل تمہیں تائید دیتے ہیں (الہام ربانی ہوتا رہتا ہے) جبتک کہ تم اللہ ورسول
کی جانب سے مدافعت کرتے رہتے ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان کے لئے مسجد (شریف) میں منبر کھڑا کرتے تھے
اور حسان اس پر کھڑے ہو کر آنحضرت کی جانب سے تفاخر یا مدافعت کرتے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا شعر کلام ہے پس اسکا اچھا اچھا اور اسکا برا برا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۸) عن ابن عباس فی کل لغو یخوضون (در) قتادہ نے کہا کہ شاعر کسی قوم کی مدح اور کسی قوم کی مذمت باطل
طور پر کیا کرتا تھا (ابن کثیر) ۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا آیا۔ آپ نے فرمایا کہ شیطان کو پکڑو آدمی
اپنی جوف میں شعر بھر لینے سے یہ بہتر ہے کہ پیپ بھر لے (مشکوٰۃ از مسلم) ۲؎ متفق علیہ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۹) ۳؎ صحیح مسلم (مشکوٰۃ
ایضاً) ۴؎ صحیح مسلم (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۲) ۵؎ بخاری (مشکوٰۃ ایضاً) ۶؎ دارقطنی اور امام شافعی عروہ سے بطریق ارسال (مشکوٰۃ)
الحمد للہ کہ سورہ شعرا تمام ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان شعرا میں کردے جو مدح مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں
سرگرم ہیں۔ ۵؎ میری شہرت کا سبب مدح پیمبر ہے امیرؔ ورنہ ارباب سخن میں مرا رتبہ کیا ہے ۱۲-

سورۂ نمل

مکی ہے اسکے حروف ۴۶۹۹ ہیں۔ اسکے کلمات ۱۱۰۹۔ اسکے آیتین ۹۳ ہین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

طٰسٓ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَکِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ۙ هُدًی وَّبُشۡرٰی

لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ

هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ۝ یہ قرآن اور واضح کتاب کی آیتین ہین۔ ہدایت و بشارت

اُن مومنین کے لئے۔ جو نماز کو قائم رکھتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور وہی

آخرت کا (بھی) یقین رکھتے ہین۔ اللہ تعالے لئے پہلے اُن لوگونکو ایمان سے

تلک۔ یہ اشارہ طرف آیات سورت کے ہے۔ یا خود سورت کی جانب یا مطلق آیات کی جانب (خفاجی)۔ کتاب۔ لوح محفوظ یا قرآن مجید۔ وجہ ثانی پر گویا ایک صفت کا دوسری صفت پر عطف ہے جسطرح ہذا فعل السخی والجواد الکریم۔ اور اُسکی تنکیر تعظیم کے لئے ہے۔ ۱۲

موصوف فرمایا۔ کیونکہ معرفت ہی سب سے پہلے ہوتی ہے۔ پھر انھین ادائی نماز وزکوۃ سے موصوف کیا یعنے طاعتِ نفسی اور مالی ادا کرتے ہین۔ یہ درمیانی مقام کی طرف اشارہ ہے۔ پھر انھین معرفتِ معاد و آخرت سے موصوف فرمایا۔ اس سے عمدہ نسق و بیان ہو نہین سکتا بعد بیانِ مومنین آخرت منکرین کو ڈراتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ بیشک جو لوگ آخرت کا یقین نہین رکھتے ہمنے انھین اُن کے اعمال عمدہ کر دکھائے تو وہ بھٹکے پھرتے ہین یہی ہین جن کے لئے برا عذاب ہے اور آخرت مین بھی نقصان پانے والے ہین جس شخص کو آخرت کا یقین کامل طور سے ہو گا وہ اعمالِ صالحہ کیون کریگا۔ بلکہ اسکی ساری زندگی مال و اولاد کے پیچھے برباد ہو جائے گی۔ اور آخر وقت مین بہت مشکل سے اُسکی روح نکلیگی

حضرت خلق قدس سرہ ۵

غفلت کی نیند سینکڑون فتنے جگائیگی
آرام گر یہی ہے تو آرام ہو چکا۔

برخلاف مومن کے کہ وہ کہتا ہے کہ اگر چندروز کے لئے چند لذتین (جو محرمات ہین)

اعمالهم۔ یعنے اُن کے برے اعمال کو طبیعت و نفس کے موافق بنا دیا جسطرح حدیث مین حفت النار بالشهوات ہے یا یہ کہ اچھے عمل اُن پر واجب کر دئے اور اُس پر ثواب مترتب کیا۔ لیکن وہ بھٹکتے پھرے نہ ضرر کا خیال کیا نہ نفع کا۔ یعمهون۔ العمه التحیر و التردد ۱۲

اگر مجھسے جاتی رہین تو کیا خوف ہو سعادتِ ابدی تو میرا ہی حصہ ہے۔ غرض منکرین
آخرت اپنی نفسانی خیالات کے پابند ہین۔ اور مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے مطیع۔ کیونکہ آپکی ہدایت عین وحی حق ہے اسلئے فرماتا ہے وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ
مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝ اور بے شک (اے نبی) تمھین قرآن ایک حکمت والے باخبر
کی طرف سے القا کیا جاتا ہے۔ وہ ایسا حکیم و علیم ہے کہ جس کے حکمت و علم کے آثار مین سے
ایک موسے علیہ السلام کا قصہ ہے جو بہت ہی عجیب و نادر ہے۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ
اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ

حکیم علیم۔ حکمت صرف امور عملیہ کا جاننا ہے۔ اور علم اُس سے عام ہے کیونکہ علم کبھی عملی ہوتا ہے۔ کبھی نظری۔
اور علوم نظریہ علوم عملیہ سے اشرف ہین۔ تو ذکر حکمت علوم عملیہ کو شامل ہے اور پھر علیم کے ذکر کرنے مین مبالغہ
کمال علم مین ہے (کبیر) الحکمۃ من اللہ تعالی معرفۃ الاشیاء و ایجادھا علی غایۃ الاحکام۔ و من
الانسان معرفۃ الموجودات و فعل الخیرات (راغب)۔ اِذْ منصوب ساتھ علیم کے ہے یا ساتھ اذکر کے۔
بخبر۔ یعنی راستے کی خبر کیونکہ موسے علیہ السلام راہ بھول گئے تھے۔ اَوْ۔ یعنی دو کاموں مین سے ایک
کام ضرور ہوگا۔ آپ کو اللہ کی مہربانیوں پر بھروسہ تھا۔ آپ نے سمجھ لیا تھا کہ اللہ تعالے
اپنے بندے پر دونوں طرح کی محرومی جمع نہین فرماتا۔ بشھاب قبس۔ الشھاب الشعلۃ و
القبس النار المقبوضۃ (کبیر) قبس معنی مین مقبوس کی۔ بدل یا صفتِ شہاب ہے۔ تصطلون۔
یہ باب افتعال سے اسکا مجرد صِلاءٌ یا صلی ہے۔ جس کے معنے اپنا جسم گرم کرنے اور جاڑے کو دور کرنیکے لئے آگ کے
نزدیک ہونا یعنے تاپنا۔ اور بڑی آگ کو بھی صلا کہتے ہین۔ ۱۲

بشھاب
۲ نافع و مکی و بصری و شامی
بلا تنوین اضافت کے۔ کیونکہ
شہاب مقبوس اور غیر
مقبوس دونوں ہوتا ہے
تو یہ عام ہوا۔ اور قبس
خاص۔ یعنے وہ جو شعلہ
سے لیا جاسے۔ تو یہ
اضافت بیانیہ مثل
ثوبِ خز کے ہے ۱۲

1 فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا
تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ
لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ
وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا
سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ

ان۔ مفسرہ ہے کیونکہ نداء میں قول کے معنی ہیں یہ ثقیلہ سے مخففہ نہیں اس دلیل سے کہ اس کے فعل میں قد نہیں ہے۔ (نیشاپوری) بورک۔ ای تبارک من فی النار ای النور وتقدس وفی روایۃ عن ابن عباس نور رب العالمین (ابن کثیر) ومن حولها۔ ای من الملائکۃ۔ انه ضمیر اسلئے شان کے ہے اور انا اللہ اسکا جملہ مفسرہ ہے۔ والق۔ بورک پر معطوف ہے۔ اور یہ دونوں نودی کی تفسیر میں۔ اور معنے اسطرح ہیں قیل له بورک والق۔ تهتز۔ هز الشیء فاهتز ای حرکه فتحرک وبابه رد۔ (مختار) جان۔ نوع من الحیۃ لم یعقب۔ لم یلتفت عقب المقاتل اذا کر بعد الفر۔ (کبیر) ادخل۔ سورۂ قصص میں اسلک موافقت اضم کے لئے ہے۔ اور اس لئے بھی کہ ادخل میں اسلک سے زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ سلک لازمی ومتعدی دونو طرح آیا ہے۔ اور قصص میں فذلک برهانان ہے اور یہاں فی تسع ایات ہے اور یہ عدد میں ابلغ ہے تو اس کے لئے لفظ میں بھی ابلغ مناسب ہے۔ فی تسع متعلق جا محذوف مستانف ہے ای اذهب فی تسع ایات۔ واستیقنتها یہ واو حال کے لئے ہے اور قد مقدر ہے اور ایقان سے استیقان ابلغ ہے۔ ظلما وعلوا۔ ای کبرا وترفعا یہ دونوں مفعول له ہیں۔ ۱۲

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۞ جب موسےٰ نے اپنی گھروالون سے کہا کہ بے شک مین نے [ع ۱۴ ۱۴]
آگ دیکھی ہی وہان سے تمھارے پاس کچھ (راہ کی) خبر یا سلگتی ہوی چنگاری تبغیر
لاؤن گا تاکہ تم تاپو۔ پھر جب آگ کے پاس آئے تو آواز دیگئی کہ جو اس آگ مین ہے
وہ مبارک ہی اور جو آگ کے آس پاس ہی (یعنے فرشتے) اور اللہ ساری جہان کا
پروردگار پاک ہی۔ اے موسےٰ بیشک بات یہ ہی کہ مین ہی اللہ زبردست حکمت والا
ہون۔ اور تم اپنا عصا ڈالدو۔ پھر جب موسےٰ نے اُسے (ڈالا) دیکھا کہ حرکت کرتا ہی
گویا کہ وہ سانپ ہی پیٹھ پھیر کر ہٹے اور مڑ کر نہ دیکھا (ہم نے کہا کہ) اے موسےٰ تم نہ ڈرو
بے شک مین ہون کہ پیغمبر میرے حضور مین ڈرا نہین کرتے۔ لیکن جس نے ظلم کیا
پھر بعد برائی کے اُس کے بدلے مین نیکی کی تو بے شک مین بخشنے والا مہربان ہون
اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان مین ڈالو وہ سفید بے عیب نکل آئے گا (ان دونون معجزونکو) [فی تسع ایت الی فرعون وقومہ]

لہ حال الطریق (بیضاوی) ۲ہ آپ نے ساتکم مین سین تنفیس (یعنے مدت فعل کی جو کوتاہ ہی اُس مین توسیع کرنا یعنے اُسے حال سے استقبال کی طرف نقل کرنا) اسی لیئے ذکر کیا تا وحشت اُن سے دفع ہووے ۳ہ یعنے تم اس آگ کے سبب سے گرم ہوجاؤ۔ ۴ہ تا اس کلام سے کسی کو جہت کا وہم ہووے تو اُس سے تنزیہ فرماتا ہی۔ نزھہ عن الصورۃ والمکان وان ظھر بکل صورۃ ومکان (مہایمی) پروردگار عالم کے سزاوار ہی کہ عاشق کے حال کے موافق جس وصف (یعنے نار و نور و شجر و طور وغیرہ) سے چاہے تجلی فرمائی باوجود اُس کے ذات و صفات جہت و مکان سے منزہ ہین (روح) ۵ہ عقیدۂ پیغمبرون کو خاتمہ کا خوف نہین ہی کیونکہ انھین اللہ نے بے فکر کردیا ہی۔ اگر خوف ہوتا تو اُن احکام پر جن کا اللہ نے انھین حکم کیا اعتماد نہین ہوتا (خفاجی)

ان نو معجزون مین (شامل کرکے) فرعون اور اسکی قوم کی طرف (جاؤ) بیشک
وہ لوگ فاسق ہین۔ پس جب ان کے پاس ہمارے روشن معجزے آئے تو کہنے لگے
کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ اور ناانصافی اور تکبر کے باعث اُن (معجزون) کے منکر ہوگئے
حالانکہ اُن کے دلون نے اُن (معجزات) کا یقین کرلیا تھا۔ پس (اے نبی) دیکھو کہ
مفسدون کا انجام کیا (برا) ہوا۔ اس قصہ مین اسطرف اشارہ ہی کہ ای سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے والو ڈرو۔ کہ جس طرح کہ وہ کافر ہلاک ہوئے تم بھی
بطریق اولے ہلاک ہون گے۔ کیونکہ آپ موسے علیہ السلام سے بزرگ و برتر۔ اور
آپ کے معجزے اُن سے بھی بڑکر ہین **دوسرا قصہ سلیمان علیہ السلام کا۔** وَلَقَدْ
5 اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ
6 عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ عُلِّمْنَا
مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ۝ اور

قصہ سلیمان علیہ السلام

لہ یہ مبصرہ کا حاصل معنے ہی۔ اور وہ اسم فاعل بمعنی مفعول کے ہے۔ یعنے ابصار کے لئے اسقدر جلا او
روشن ہے کہ قریب تھا کہ اگر صاحب بصر سے ہو وے تو خود ہی دیکھے۔ **منطق**۔ جس لفظ سے
خواہ وہ مفرد ہو یا مرکب اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا جاے وہ عرف مین نطق و منطق ہے الخ (بیضاوی)

بے شک ہم نے داؤد اور سلیمان (علیہما السلام) کو علم دیا۔ اور دونوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے
جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان دار بندوں پر فضیلت دی۔ اور سلیمان (علیہ السلام) (علم و
نبوت میں) داؤد (علیہ السلام) کے وارث ہوئے۔ اور کہا کہ اے لوگو ہمیں پرند کی بولی سکھائی گئی ہے
اور ہمیں ہر چیز سے دیا گیا ہے۔ بے شک یہی صریح فضل (الٰہی) ہے۔ اس آیت میں
دلیل ہے کہ علم سے زیادہ کوئی شرف و فضیلت کی چیز نہیں۔ کیونکہ دونوں نے علم کو
اصل فضل ٹھہرا کر اسی پر شکر کیا۔ اور ایسے ملک کا جو کسی کو نہیں دیا گیا تھا اعتبار نہیں
کیا۔ اور اللہ تعالے کے انعامات کو بطور شکر بیان کیا نہ بطور فخر۔ پھر سلیمان علیہ السلام
کی سواری جس کر و فر سے نکلی اس کا بیان ہے۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ 27·
الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ 27·

ا؎ یہاں علمی وراثت مراد ہے۔ ورنہ اور اولاد میراث سے کیوں محروم رہتی۔ ۲؎ احمد و ابن ابی شیبہ و ابن ابی حاتم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سلیمان علیہ السلام بارش کا پانی مانگنے کے واسطے لوگوں کے ساتھ نکلے راہ میں دیکھا کہ ایک چیونٹی چت پڑی ہوئی آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا مانگ رہی ہے کہ الٰہی ہم بھی تیری مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں اور تیرے رزق کی محتاج ہیں اپنے فضل سے ہمکو سیراب کر دے اور اگر تیری خوشی ہے تو ہمکو موت دیدے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہ سنکر لوگوں سے کہا کہ پھر چلو کہ دوسرے کی دعا سے تمکو پانی ملگیا (در) الطیر جمع الطائر کصحب جمع صاحب۔ وجمع الطیر طیور و اطیار۔ مثل فرخ و فروخ و افراخ۔ والطیر ایضًا قد یقع علی الواحد (مختار الصحاح) یوزعون یعنی پہلے لوگوں کو پچھلے لوگوں کے انتظار میں ٹھہرا دیا جاتا تھا تا سب ایک جا جمع ہو کر با قاعدہ صف بصف حسن انتظام سے سواری نکلے۔ واخرج ابن جریر عن ابن عباس قال جعل علی کل صنف منہم وزعۃ ترد اولاھا علی آخرھا لئلا یتقدموا فی المسیر کما تصنع الملوک ۳

قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ 27
وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ
اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ
اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اور سلیمانؑ کے لئے ان کے لشکر جن
اور انسان اور پرندی جمع کئے گئے تو وہ شل سے کھڑے کئے جاتے تھی۔ یہاں تک
کہ جب چیونٹیوں کے میدان پر پہونچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے گھروں میں
گھس جاؤ (کہیں) سلیمان اور ان کے لشکر تمھیں کچل نہ ڈالیں اس حال میں کہ
انھیں خبر نہو۔ تو (سلیمانؑ) چیونٹی کی بات سے مسکرا کر ہنس پڑے اور کہا کہ اے
میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھے
اور میرے ماں باپ کو عنایت کی ہے اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں جسے تو پسند
فرمائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔ یعنی سلیمان علیہ السلام

لا یحطمنکم۔ حطمه من باب ضرب ای کسرہ فانحطم وتحطم والتحطیم التکسیر۔ (مختار)۔
ضاحکا۔ حال مؤکدۃ لان التبسم مبدأ الضحک (اعراب القرآن) اوزعنی۔ ھمزۃ للتعدیۃ
و معناہ اکفه واحبسه وھو مجاز عن الملاومة والملازمة (خفاجی) جس طرح یوزعون میں
گذرا۔ لہ اخرج ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر کان یوضع لسلیمان علیه السلام ثلثمائة
الف کرسی فیجلس مؤمنو الانس مما یلیه ومؤمنو الجن من ورائھم ثم یامر الطیر فتظله ثم
یامر الریح فتحمله فیمرون علی السنبلة فلا یحرکونھا (در) ۱۲۔

پاس تین قسم کا لشکر تھا آپ کے قریب مین آدمی رہتے تھے ان کے پیچھے مسلمان جن
اور پرند آپ کے تخت پر سایہ کرتے تھے۔ ایکبار آپ کا لشکر ایسے مقام پر سے گذرا کہ جہان
چیونٹیان کثرت سے تہین تھے ایک چیونٹی نے کہا اپنے بلون مین گھس جاؤ۔ ایسا نہو کہ
تمھین سلیمان اور اُن کا لشکر روندڈالے اوران کو معلوم بھی نہو کیونکہ چیونٹیان بھی
جانتی تھین کہ اللہ کا پیغمبر معصوم ہوتا ہی پیغمبر سلیمان علیہ السلام اُس قول کے باعث
اول تو مسکرائے یہانتک کہ ہنسی آگئی ایک تو اس سبب سے کہ چیونٹی نے حضرت سلیمان
علیہ السلام کو بے خبر سمجھا حالانکہ آپکو اسکا علم تھا۔ دوسرے خدائے تعالے کی عنایت پر
نظر کرکے کہ مجھے ایسا بلند مرتبہ عنایت کیا۔ اسی لئے شکر کی توفیق طلب کی تا اس جاہ و
حشم پر غرور نہ پیدا ہو۔ تیسرا قصہ بلقیس کا۔ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ أَرَى
الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيْدًا أَوْ لَأَاذْبَحَنَّهُ

وتفقد۔ التفقد تفعل من الفقد وھو العدم بعد الوجود فھو اخص من العدم۔ ومعناہ اراد معرفة
الموجود منہا من غیرہ۔ واصلہ تعرف الفقد (خفاجی) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہدہد ہر وقت پانی سے آگاہ
کیا کرتا تھا اسی لئے حضرت سلیمان نے اُسکو ڈہونڈا الخ ابن ابی حاتم وابن ابی شیبہ وحاکم مع تصحیح (در) ام منقطعہ
ہے بل اُس کے معنے ہین۔ مثل اسی کے ان کا قول ہے اِنَّهَا لَاِبِلٌ اَمْ شَآءٌ یعنے پہلے آپنے یہ خیال کیا کہ وہ یہان
حاضر ہے۔ لیکن وہ کسی سبب (پردہ وغیرہ) سے مجھے نظر نہین آتا۔ پھر آپ پر واضح ہوا کہ وہ غائب ہے (کبیر)
او۔ دونون جگہ مین تردید کے لئے ہے۔ یعنے اگر کوئی عذر پیش کریگا تو تنبیہ ہوگی نہ ذبح ہوگا۔ ورنہ کوئی
ایک ان دونون مین سے ہوگا۔ لَأَاذْبَحَنَّهُ۔ گویا کہ شدید (یعنے عذاب) سے طرف اشد کے ترقی ہے۔

اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ
وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝
اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۷۸) کیونکہ سوائے موت کے ہر چیز سہل ہے کُلُّ شَيْءٍ دُوْنَ الْمَنِيَّةِ سَهْلٌ ۱۲ اور اس رسم خط میں درمیان لام الف اور ذال کے ایک الف زائد ہے۔ لَيَاْتِيَنِّيْ۔ اصل میں اس کے تین نون ہیں وہ نون جو قبل یای متکلم تھی حذف کی گئی۔ بِسُلْطٰنٍ۔ حجۃ کی جگہ بسلطان کہنے میں ایک باریک اشارہ ہے کہ جب ہدہد نے عذر پیش کیا تو وہی عذر بلقیس کے لانے کا باعث ہوا اور وہ سلطان تھی۔ بَعِيْدٍ۔ صفت زمانِ مقدر کی ہے یعنی غیر زمان بعید۔ اَحَطْتُّ اللہ تعالیٰ نے ہدہد کی زبان سے ایسے کلمات جاری کروایا تا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے نفس کو حقیر و صغیر سمجھیں۔ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ۔ چنانچہ ان دونوں میں تجنیس تحریف ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک دو کلموں میں سے ساتھ ایک حرف کے منفرد ہوئی جیسے قول اللہ تعالیٰ کا ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ۔ اور علاوہ اس کے نبا کے معنے ایسی خبر کے ہیں جو باوقعت اور شان دار ہو۔ یہ حسن پر حسن ہے۔ راغب نے کہا النباء خبر ذو فائدة يحصل به علم او غلبة ظن فلا يقال للخبر نبا حتى يتضمن هٰذا۔ ترجمہ میں یہ باتیں فوت ہو گئیں۔ اس کے علاوہ فواصل کا لطف جو کلمہ یقین سے ہے وہ بھی جاتا رہا۔ سبا کو بعض قرائے بتاویل قبیلہ یا بلدہ غیر منصرف پڑھا۔ اور بعض نے تاویل حی یا قوم یا مکان منصرف پڑھا۔ اور جس نے ہمزہ سبا ساکن پڑھا او منوّن وقف کی نیت کی۔ اَلَّا۔ یہاں لام جر قبل ان مصدریہ مقدر ہے۔ اور وہ متعلق فصدہم کے ہے یعنی فصدهم لئلا يسجدوا۔ الْخَبْءَ۔ خباه من باب قطعه وخبء السماء القطر وخبء الارض النبات (مختار) ۱۲

لَيَاْتِيَنِّيْ کی ساتھ تین نون کے سوائے دونوں کو فَمَكَثَ سوائے حفص کے سب قرائے کاف مفتوح کہا۔

سَبَاٍ بنابر بزی و بصری ساتھ ہمزہ مفتوح کے بغیر تنوین اور قنبل ساتھ ہمزہ ساکن کے۔

اَلَّا کسائی ساتھ تخفیف لام کے واسطے تنبیہ کے اور یا واسطے ندا کے۔ اور منادی محذوف ہے یعنی اَلَا يَا قَوْمِ اسْجُدُوْا یا یہ کہ لفظ یا بھی تاکید الا کی ہے اور یہ دونوں حرف بھی تاکید کے لئے ہیں۔ یہ کلام مستانف ہو کر جانب حق سے ہے۔

مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ نافع و مکی و بصری و شامی و شعبہ و حمزہ دونوں فعل میں ساتھ یائے غیب کے۔

السجدۃ

اور سلیمان علیہ السلام نے پرندون کی خبر لی تو کہا مجھے کیا ہوا ہو کہ مین ہدہد کو نہین دیکھتا بلکہ
وہ غائب ہونے والون مین سے ہی - البتہ مین اُسے سخت سزا دونگا یا اُسے ذبح کر ڈالونگا
یا وہ میرے پاس (اپنی عدم حاضری کی) کوئی ظاہر دلیل لائے پھر ہدہد بہت دیر
نہ ٹھیرا (یعنے زیادہ دیر نگذری تھی کہ حاضر ہوا) پس کہا کہ مین نے ایسی شے معلوم کی
جو آپ کو معلوم نہین اور مین آپکے پاس سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہون - بیشک مین نے
ایک عورت کو پایا کہ جو اُنپر بادشاہت کرتی ہو اور اُسے ہر ایک چیز دیگئی ہے اور اُسکا
ایک بڑا تخت ہے - مین نے اُس (ملکہ) کو اور اُسکی قوم کو پایا کہ اللہ کے سوا آفتاب کو
سجدہ کرتے ہین - اور شیطان نے اُن کے لئے اعمال عمدہ کر دکھائے ہین پس اُنھین
راہ سے روکدیا ہے تو وہ راہ نہین پاتے (وہ اسی لئے روکتا ہے تا) یہ کہ اللہ کو سجدہ
نہ کرین جو پوشیدہ چیزین آسمانون اور زمین مین سے نکالتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے
ہو اور جو ظاہر کرتے ہو جانتا ہی - اس آیت مین اشارہ ہی کہ بادشاہون کو چاہیے
کہ اپنی رعایا کی خبر گیری کرین اگرچہ وہ صغیر و حقیر ہی ہون جس طرح حضرت سلیمان
علیہ السلام نے چھوٹے پرندہ (ہُدہُد) کا خیال رکھا - اور اس طرف بھی اشارہ ہی
کہ جانورون کی تقصیر پر اُنھین تادیب دیجائے - بعد بیان آسمان و زمین جو سب سے

لہ اس سے مراد کثرت ہی جسطرح کہتے ہین کہ فلان شخص کے پاس ہر ایک چیز موجود ہے - لہ جسطرح ذبح بہائم و طیور غذا وغیرہ منافع کیلئے مباح ہی

اعظم اجسام ہے اور وہ بھی مخلوق و مربوب ہی یعنے عرش اُسکا ذکر فرمایا۔ اور اُسکا
بھی جواب ہی کہ جو ہدہد نے بلقیس کے عرش کو عظیم کہا۔ پس ان دونون عظمتو مین
فرق عظیم ہی اس لئے فرمایا۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ قَالَ ٢٦
سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ ٢٧
اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ
اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا
تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ اللہ (وہ ہے) کہ اس کے سوا کوئی معبود ع ٦
نہین عرش عظیم کا رب ہی۔ (سلیمان نے) کہا کہ ہم دیکھین گے کیا تو نے سچ کہا یا
جھوٹ بولنے والون مین سے ہی میرا یہ خط لیجا پس اُسے اُنکی طرف ڈالدے پھر

فَاَلْقِهْ ورش ومکی وشامی وکسائی ساتہ صلہ کے اور قالون وہشام بھی وجہ ثانی مین

سننظر۔ سنعرف من النظر بمعنی التامل والتفکر۔ یقال نظر فیہ اذا تامل۔ والیہ اذا راٰہ وله اذا راعاہ۔ ومن کلام المأمون ما احوجنی الی ثلاث۔ صدیق انظر الیه۔ وثقیر انظر له وکتاب انظر فیه۔ یعنے نظر کے معنی فکر کرنے اور دیکھنے اور خیال کرنے کے ہوتے ہین لیکن ہر ایک کا صلہ مختلف ہے۔ تول۔ استرخ۔ یعنے ایسے مقام پر کنارہ ہو جا کہ اُسکا کلام سنے اور تجھ تک نہ ہو پہنچ سکین۔ کریم۔ یعنے مکرم و معظم کہ اس کے لفظ و معنی دونون ہی پسندیدہ ہین اور اس لئے بزرگ ہی کہ بسم اللہ سے شروع کیا گیا ہی۔ انه من سلیمٰن۔ گویا کہ اس سے کہا گیا تہا کہ وہ خط کس کے جانب سے ہی اور کیا مضمون ہی۔ الا تعلوا۔ اسمین ان مفسرہ ہی ان لا تتکبروا۔ فهو من الاستسلام او مؤمنین فهو من الاسلام مسلمین منقادین خاضعین۔ لها ای معروفا بالانخراط فی کذبهم فهو ابلغ من او کنت کاذبا (ستراج) ١٢

اُن کے پاس سے ہٹ جا پس دیکھ کہ وہ (آپس مین) کیا باتین کرتے ہین۔ (چنانچہ
ہُدہُد وہ خط ڈالدیا۔ بلقیس) بولی کہ اے سردارو بے شک ایک نامۂ گرامی ڈالا گیا ہے
بے شک یہ (خط) سلیمان علیہ السلام کی جانب سے ہے۔ اور بے شک یہ (اُسکی عبارت) ہے
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے کہ تم میرے مقابلہ مین سرکشی
نہ کرو اور میرے پاس فرمان بردار ہوکر چلے آؤ۔ یہ کلام باوجودیکہ تھوڑے الفاظ
ہونے کے کس قدر معانی کو شامل ہے جس مین ذاتِ الٰہی اور اُسکی صفات صریح
طور سے موجود ہین تکبر سے (جوام الرذائل ہے) ممانعت ہے۔ اور اسلام (ام
الفضائل) کا امر ہے۔ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ 2
قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ۝ قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ 2
وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ۝ (بلقیس) بولی کہ اے سردارو مجھے
میرے کام مین مشورہ دو۔ مین کوئی کام فیصلہ نہین کرتی یہانتک کہ تم میرے
سامنے حاضر ہو جاؤ۔ بولے کہ ہم زور آور اور سخت لڑائی والے ہین (یعنے فنونِ جنگ
سے خوب واقف ہین) اور کام آپ کے اختیار مین ہے پس دیکھئے جو کچھ آپ

لہ اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ثم تول عنہم یقول کن قریبا منہم فانظر ماذا یرجعون
فانطلق بالکتب حتی اذا توسط عرشہا القی الکتاب الیہا فقرأ علیہا فاذا فیہ انہ من سلیمان
وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ تشہدون ۔ ای تحضرونی ۱۲

حکم دین۔ یعنی صلح کا اگر حکم دین تو وہ بھی ماننا پڑیگا ورنہ ہم لڑنے کے لئے تو مستعد
ہی ہین۔ بلقیس نے جب لوگون کو لڑائی پر آمادہ دیکھا تو یہ بات پسند نہ کی اس لیے
کہا۔ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا
أَذِلَّةً ۚ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ بولی کہ بیشک بادشاہ جب کسی شہر مین (فتح
کرکے) داخل ہوا کرتے ہین تو اُسے خراب کر ڈالتے ہین اور وہان کے عزت دار
لوگون کو ذلیل کر دیتے ہین۔ اور ایسا ہی (یہ بھی) کرین گے۔ پھر بلقیس سلیمان علیہ السلام
کا حال دریافت کرنے کے لئے ہدیہ بھجوانے پر آمادہ ہوی۔ تا ظاہر ہو جای کہ آپ
پیغمبر ہین یا دنیوی دولت کے خواہشمند ہین کیونکہ اگر دنیا دار بادشاہ ہین تو مال
کو دیکھکر نیت ڈانوا ڈول ہو جائیگی۔ اور اگر واقعی نبی ہین اور خط سے مقصود
تبلیغ رسالت ہی تو ہرگز تحفہ تحائف نہ قبول کرین گے۔ اسی لئے کہا۔ وَإِنِّي

وکذلک یفعلون۔ یعنے بادشاہ کرتے ہین یا سلیمان اور اُن کے ساتھ والے کرین گے۔ اور یہی
بہتر ہے اس لئے کہ تاسیس ہے نہ تاکید۔ (خفاجی) لہ اسین اشارہ ہے کہ عقلمند کو چاہیئے
کہ جہان تک ہو سکے لڑائی سے بچے اور اپنی جان کو ہلاک نہ کرے اور صلح کرلے مگر بضرورت اور
ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ جب ملوک صفاتِ ربانیہ قریۂ شخصِ انسانی مین تجلی فرما ہوتے ہین تو
اسکو یعنے طبیعتِ حیوانیہ کو بگاڑ دیتے ہین۔ اور وہان کے عزت دار (یعنے نفس امارہ اور اُس کے صفات کو)
ذلیل کر دیتے ہین یہ ذلت بسبب سطوات تجلی کے ہوتی ہے اور اسیطرح اولیا کے ساتھ کرتے ہین۔ ۱۲

مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ 27-
قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ 27-
تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ
اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ اور بیشک مین اُنکی طرف تحفہ بھیجتی ہون پھر دیکھتی
ہون کہ بھیجے ہوے (ایلچی) کیا جواب لیکر آتے ہین۔ پس جب (ایلچی) سلیمان کے
پاس آیا آپ نے کہا کیا تم مجھے مال سے مدد دیتے ہو۔ سو جو کچھ اللہ تعالے نے مجھے عطا
فرمایا ہی وہ اُس سے بہتر ہے جو تمھین دیا ہی۔ بلکہ تم ہی لہ اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو۔
(اے ایلچی) تو انکی طرف لوٹ جا اب ہم بیشک اُن کے پاس ایسے لشکر لیکر آئین گے کہ
جن کا اُن سے مقابلہ نہو سکے گا۔ اور ہم ضرور انھین وہان سے ذلیل کرکے نکال
دینگے اور وہ خوار ہون گے۔ مفسرین اس ہدیہ کی عظمت بیان کرتے ہین کہ جو سونے
اور جواہر اور موتی وغیرہ سے تھا۔ لیکن اسکی کیفیت مین اختلاف ہی اور اکثر اسکا

هدیتکم — ہدیہ کبھی مہدی الیہ کی طرف مضاف ہوتا ہی۔ تو اول کے اعتبار سے یہ معنی ہونگے کہ جو کچھ ہدیہ تمھارے طرف بھیجا جاتا ہی تم اس سے بسبب زیادتی مال کے خوش ہوتے ہو اس لئے کہ تم ظاہری حیات دنیوی ہی کو جانتے ہو۔ اور دوسرے اعتبار سے یہ معنے ہونگے کہ تم جو ہدیہ بھجواتے ہو اسپر خوش ہوتے ہو تاکہ اپنے جیسے لوگوں پر فخر کرو۔ لا قبل۔ طاقت طلی بہ قبل ای طاقۃ (مختار)

لہ کیونکہ تمھاری نظر حیات دنیوی پر ہی تو ہدیہ سے مال کی زیادتی ہوتی ہی اس لئے خوش ہوتے ہو لیکن اللہ والے اس سے خوش نہین ہوتے۔

آنکہ پرواز کند جانب علوی چو ہماے	دنیا مانند نظیر ہمت او مردار است

یا یہ کہ ہدیہ بھجوا کر اپنے برابر والوں پر فخر کرتے ہو اور اس سے خوش ہوتے ہو۔ ۱۲

بنی اسرائیل سے ماخوذ ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے جو کچھہ وہان سے آیا تھا
اسکو دیکھا تک نہین اور نہ اسکا خیال کیا۔ اس لئے بطور انکار کے فرمایا کیا تمھارا مال
لیکر تمھین تمھاری ملک وشرک پر چھوڑ دون۔ مجھے جو اللہ نے ملک و مال ولشکر دئے
ہین اس چیز سے بہتر ہے جو تمھارے پاس ہے۔ تم البتہ ہدیہ وتحفہ کے مطیع ہوتے ہو
اور یہ البتہ تمھارے لئے خوشی کے لایق ہے مین تم سے سوائے اسلام کے کچھہ نہین
قبول کرونگا یا تلوار سے فیصلہ کرونگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام
نے شیاطین کو حکم کیا جنھون نے سونے اور چاندی کے ہزار مکانات مزین کردئے[1]
جب بلقیس کے ایلچیون نے اسے مشاہدہ کیا تو کہنے لگے کہ یہ سلطان ہمارے اس ہدیہ
کو کیا کریگا۔ غرض ایلچی ہدیہ واپس لیکر ملک سبا مین پہونچا۔ اور جو کچھہ حضرت
سلیمان علیہ السلام نے حکم فرمایا تھا کہہ سنایا۔ ملکہ اور اُسکی قوم ہراسان ہوی۔ اور یہہ بھی سمجھ لیا
کہ یہ دنیوی بادشاہ نہین بلکہ وہ نبی ہین اس لئے وہ اطاعت وفرمان برداری
کے خیال سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضوری مین حاضر ہونیکے لئے روانہ ہوی حضرت
یہ خبر سنکر خوش ہوے اور اُن کے آنے سے پہلے اپنی علامت نبوت بتلانے پر آمادہ ہوے

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ قَالَ عِفْرِيْتٌ 38 39

[1] ابن ابی حاتم (در) عفریت - قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ہو صخر الجنی - بقیہ بر صفحہ آئندہ ۱۲

مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ

اَمِیْنٌ ۝ (سلیمان نے) کہا کہ اے سردارو کون تم مین سے میرے پاس اس کا تخت

لا سکتا ہے قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئین۔ ایک دیو بول اٹھا کہ

مین وہ (تخت) آپ کے پاس لاتا ہون قبل اس کے کہ آپ اپنے (اس) مقام سے

اٹھین۔ اور البتہ مین اس (کام) پر قوی (اور) امانت دار ہون سلیمان علیہ السلام

40 نے کہا کہ مین اس سے بھی جلد چاہتا ہون۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ

اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۖ قف لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ

من مقامك - قال ابن عباس رضی اللہ عنہما من مجلسك اخرجه ابن ابی شیبه وابن المنذر وابن ابی حاتم (در) وانی علیه لقوی - قال علی حمله - امین - قال علی ما استودع فیه اخرجه ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم (در) لما اخرج ابن ابی شیبه وابن المنذر عن مجاهد قال انی ارید اعجل من هذا (در) قال الذی عنده - قال ابن عباس رضی اللہ عنہما آصف کاتب سلیمان اخرجه ابن ابی حاتم (در) واخرج ابن ابی حاتم عن یزید بن رومان قال هو آصف بن برخیا وکان صدیقا یعلم الاسم الاعظم (در) قبل ان یرتد - قال مجاهد دامة النظر حتی یرتد الیك الطرف خاسئا اخرجه ابن ابی شیبه وابن جریر وغیرهما (در) واخرج ابن ابی شیبه وابن المنذر عن سعید بن جبیر ان یرتد الیك طرفك قال قال لسلیمان انظر الی السماء قال فما اطرف حتی جاءه به فوضعه بین یدیه (در) ١٢

لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْ

اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ

قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ جس شخص

کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بولا کہ مین آپ کی پاس اُسے لاتا ہون قبل اس کے کہ آپکی

نظر آپ تک پھر آئے۔ (چنانچہ آصف[لہ] بن برخیا نے آنکھ جھپکنے سے پہلے وہ تخت لا حاضر

کیا) تو جب سلیمان[علیہ السلام] نے اس (تخت) کو اپنے پاس دہرا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہہ میری پروردگار

کے فضل سے ہی۔ تا کہ مجھے آزملئے کہ مین شکر کرتا ہون یا ناشکری۔ اور جو شکر کرے تو

اپنی ذات کے لئے شکر کریگا۔ اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز کریم ہے (سلیمان

نے) کہا کہ اُس کے امتحان کے لئے اس کے تخت کی شکل[سه] بدل ڈالو۔ ہم دیکھین کیا راہ پاتی

اپنی پلک جھپکے

لہ اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بزرگی ظاہر ہی کہ آپ کی امت مین ایسے لوگ تھے کہ جن سے یہ کرامت ظاہر ہوی۔ اور ولی کی کرامت اُس کے پیغمبر کا معجزہ ہی۔ کیونکہ ولی کو یہ مرتبہ اپنے پیغمبر کی متابعت سے ملتا ہے۔ ٢ه یعنے اسباب و وسایط سے نظر اٹھائی۔ اور آصف کا خیال درمیان سے دور کرکے فعل حضرت حق عز و جل اور اُس کے فضل و احسان کو بلا واسطہ مشاہدہ کیا۔ سه ابن جریر و ابن ابی حاتم ابن عباس سے کہ انہنے فرمایا کہ اُس تخت مین کم و بیشی کر دیگئی تا کہ اس کے عقل کی آزمایش ہو پھر اسے عقل مین کامل پایا (در) ابن ابی حاتم نے سدی سے کہ اُسکا تخت متغیر کر دیا گیا تھا اسطرح پر کہ اسکی آرایش اور فرش دوسری جگہ بدل دیا تھا تا کہ اسکو اشتباہ مین ڈالین اور کہا گیا کہ کیا تیرا اسی طرح تخت ہی پس بلقیس نے وہی ہے کہنے کو ڈری۔ کیونکہ وہ لوگ کہہ چکے کہ تیرے تخت کی اسطرح آرایش تھی اور اسطرح اسکا فرش تھا اور وہ نہین ہے کہنے سے بھی خوف کیا کیونکہ کہا جائیگا بلکہ یہ وہی ہے ہم نے اسے متغیر کر دیا ہی۔ لہذا دونو پہلو سنبھال کر جواب دیا کہ گویا یہ وہی تخت ہی۔ (در) ۱۲

(اور اپنا تخت پہچان لیتی ہی) یا اُن مین سے ہوتی ہی جو راہ نہین پاتے۔ پس جب

(بلقیس) آگئی تو کہا گیا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے بولی کہ گویا وہی ہی (سلیمان علیہ السلام نے

کہا) اور ہمین بلقیس سے پہلی علم دیا گیا اور ہم (پہلے سے) مسلمان ہو چکے تھے۔ یعنی

قدرت الٰہی سے معجزات و کرامات کا ہونا جس کے باعث سے تخت کا منتقل ہو جانا

بھی ہے۔ اس کا علم ہمین سابق سے ہی ہے۔ برخلاف بلقیس کے کہ اُسے تردد ہوا

اور جو مسلمان ہوتا وہ صاف کہدیتا کہ یہہ آپکا معجزہ ہے اس لئے فرمایا۔ وَصَدَّهَا

مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا

ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ

سَاقَيْهَا قنبل موضع الف مین ساتھ ہمزۂ ساکن کے

لہ پہلے تو تخت مین تغیر کیا گیا تھا اس کے علاوہ سبا سے اسقدر جلدی تخت کا آجانا مستبعد تھا۔ لیکن باوجود تغیر کے آثار و صفات وہی اپنی تخت کے موجود تھے تو اب اقرار و انکار دونوں مین جھوٹ کا احتمال تھا۔ اسلئے دونوں پہلو سنبھال کر جواب دیا کہ گویا یہ وہی تخت ہے۔ لہ مجاہد و سعید بن جبیر نے کہا کہ واوتینا العلم سے کافرین تک سلیمان علیہ السلام کا قول ہی۔ اور یہی قول حسن ہی اور ابن جریر نے بھی اسی طرح کہا۔ اور اس قول مجاہد کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ وہ بعد داخل ہوئے صرح و محل کے ایمان لائی جسطرح کہ آتا ہی (ابن کثیر) اور اسکی تخریج ابن ابی شیبہ و ابن ابی حاتم وغیرہ نے بھی کی ہے (در) لیکن ابن جریر نے یہ بھی احتمال لکھا ہی کہ صدھا مین ضمیر طرف سلیمان کے یا طرف اللہ تعالے کے عود کرتی ہے ''

لہ صدھا عن عبادۃ غیر اللہ الخ۔ بعض مفسرین نے کہا کہ واوتینا العلم بلقیس کا قول ہی غرض ان جملون کے ربط مین بہت قیل و قال ہین دقیق نظرون سے تامل کرنا چاہیئے۔ ۱۲

مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ع اور بلقیس کو اس چیز نے روک رکھا تھا[1] جو وہ اللہ کے سوا پوجتی ع ۱۳ ۱۸
تھی اس لئے کہ وہ کافر لوگون مین سے تھی - بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل مین داخل ہو
تو جب اُس نے اُس (مکان کی زمین) کو دیکھا اسے گہرا پانی خیال کیا اور اپنی دونو
پنڈلیان کہولدین - سلیمان نے کہا کہ بے شک یہ تو ایک محل ہے شیشون سے جڑا ہوا
(جس کے نیچے پانی ہے) بولی اے میری پروردگار مین نے اپنی ذات پر ظلم کیا اور
مین سلیمان کے ہمراہ اللہ رب العالمین پر ایمان لائی - اس صرح ممرد بنانے مین مختلف[2]

[1] اس وقت مین ما مصدریہ ہوگا اور مصدر، صدّ کا فاعل ہوگا۔ [2] بعض نے کہا کہ جب سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ ملکہ بلقیس سے خود نکاح کرین تو اُسکا حسن وجمال بیان کرنے کے ساتھ کہا گیا کہ اُسکی پنڈلیون اور بدن مین بڑی بڑی بال ہین اور پچھلے پاون مین مانند چارپاؤن کے کُھر ہین تو آپ کو بُرا معلوم ہوا۔ پس آپ نے یہ قصر اِس ترکیب سی بنوایا تاکہ اس بات کو تحقیق کرین کہ صحیح ہے یا جنات کا جھوٹ ہے۔ پس جب بلقیس نے صرح مذکور مین داخل ہونیکے واسطے پنڈلیان کہولین تو آپ نے دیکھا کہ وہ بالکل بے عیب وخوبصورت ہے لیکن اُس کی پنڈلیون پر بال ہین پس چاہا کہ یہ بال دور ہون تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اُسترہ سے مونڈے جا سکین مگر ملکہ نے کہا کہ مجھی اسکی برداشت نہین ہے پس آپ نے جنون سے فرمایا کہ اس کے سوائے کوئی اور دوسری چیز بناؤ تو انہون نے نورہ بنایا۔ اور یہی اول ایجاد نورہ ہے (ابن کثیر) اور اس قصہ مین ایک طویل حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے لکھی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث کیا ہی اچھی ہے (جسکو درمنثور مین بھی نقل کیا ہے) ابن کثیر لکھتے ہین کہ یہ حدیث بہت ہی غریب منکر ہے۔ اور غالباً یہ اہل کتاب کی روایات ہین۔ یہ روایات کعب اور وہب نے نقل کئے ہین اللہ ان دونون کو معاف کرے۔ اس امت مین یہ قصص مشتہر ہوگئی حالانکہ اللہ تعالٰی نے اپنی فضل وکرم سے ہمکو ایسے افسانہ عجیبہ سے مستغنی کردیا۔ ۱۲

اقوال ہین غرض سلیمان علیہ السلام نے ایک بڑا محل شیشون سے تیار کروا یا تھا تاکہ
اس ملکہ کو اپنی سلطنت کی عظمت دکھلائین۔ جب اس نے آپکی جلالت و عظمت کو
دیکھا تو اللہ کے حکم کی مطیع ہوگئی اور سمجھہ گئی کہ یہ نبی کریم اور بادشاہِ عظیم ہین۔ اور اسلام
لائی اور دین سلیمان کی متابعت کی قصۂ تیسرا ثمود کا۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی
ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ قَالَ
يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ
اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ
فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ
لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ وَمَكَرُوْا
مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ

اَنِ — نافع و مکی و شامی و کسائی ساتھہ ضمہ نون کے۔ یہ کلیہ ہے دیکھو تفسیر مطبوعہ حیدرآباد دسفحہ ۲۱

لَتُبَيِّتُنَّهٗ — حمزہ و کسائی ساتھہ تا کے اور ضمہ تا ثانیہ کے۔

لَتَقُوْلُنَّ — حمزہ و کسائی ساتھہ تا کے

مُهْلَكَ — نافع و مکی و بصری و شامی و حمزہ و کسائی ساتھہ ضمہ میم اور فتح لام کے۔

مَهْلَكَ — شعبہ ساتھہ فتح میم و لام کے۔

اِطَّيَّرْنَا۔ اصلہ تطیرنا فادغم۔ واستطیر الشئ۔ طیر و تطیر من الشئ و بالشئ۔ والاسم الطیرة
بوزن العنبة و هو ما یتشاءم بہ من الفال الردئ (مختار) معناہ تشاءمنا۔ رهط۔ ای اشخاص
تقاسموا ای تحالفوا یقال اقسم ای حلف۔ یہ صیغۂ امر ہی مقول قالوا ہے۔ یا ماضی ہے باضمار قد داو سے حال ہے
(روح) لنبیتنہ۔ بیّت العدوّ اوقع بھم لیلا۔ والاسم البیات (مختار) التبییت شبخون کردن
(تاج) مهلك۔ جای ہلاک۔ یا وقت ہلاک۔ یا ہلاکت۔ اسم مکان یا زمان یا مصدر ہے۔ ومکرنا مکرا
علمانے لکھا کہ مکر یہ ہے کہ کسی کے ساتھ چھپے طور پر ایسا فعل کیا جاے کہ جسکا نتیجہ ضرر آخر کو ظاہر ہو و سے ۱۴۰

اَنَّا دَمَّرْنٰھُمْ وَقَوْمَھُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ فَتِلْكَ بُیُوْتُھُمْ خَاوِیَۃً بِمَا ظَلَمُوْا ؕ
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا
یَتَّقُوْنَ ۝ اور البتہ ہم نے (قوم) ثمود کیجانب اس کے بھائی صالح کو بھیجا (یہ پیغام دیکر
کہ اللہ کی عبادت کرو پس ناگہان وہ دو فریق (مومن و کافر) ہوکر باہم جھگڑنے
لگے۔ (آخر میں کہا کہ تم جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو لاؤ وہ کہاں ہے) صالح
کہا کہ اے میری قوم تم بھلائی سے پہلے برائی کی کیون جلدی خواہش کرتے ہو (یعنے
بجاے رحمت کے عذاب مانگتے ہو)۔ تم کیون نہین اللہ سے بخشش چاہتے۔ تاکہ تم پر
رحم کیا جاے۔ بولے کہ ہم نے تم سے اور تمھارے ساتھ والون سے بری فال لی ہے۔
(یعنے تمھین منحوس پایا ہے) صالح نے کہا کہ تمھاری بری فال اللہ کے پاس ہے۔
(یعنے خیر و شر سب اسی کیطرف سے ہے) بلکہ تم ایک گروہ ہو کہ آزمائے جاتے ہو۔ اور

خَاوِیَۃٌ۔ خوت الدار تخوی خواء۔ اقوت۔ وکذا اذا سقطت (مختار) لہ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر تبوک کو جاتے ہوے اس قوم کے کھنڈرون پر ہوا تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام اسی مقام مین رہا کرتے تھے۔ لیکن آخر مین حضرموت کو گئے۔ اور وہین آپکی موت حاضر ہوی۔ اسی لیے حضرموت نام ہوا۔ لہ مسلمان لوگ غریب تھے اور کافر مالدار تھے اور ہر ایک کہتا تھا کہ حق میری جانب ہے چنانچہ اس جھگڑے کو ایک جاے اسطرح ارشاد فرمایا۔ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّہٖ الآیہ۔ لہ کہتے ہین کہ اس زمانہ مین انپر قحط ہوا تھا۔ لہ یعنے بدفالی کیا ہے تو ہم لیکن جو اسکو سبب حقیقی سمجھے وہ شرک مین گرفتار ہوا۔ اور مومن ہر حال مین اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔

اَنَّا — نافع و مکی و بصری و شامی سے بکسر ہمزہ کر
بُیُوْتُھُمْ — سورہ کہف دیکھو کلمہ بے تیسیر صفحہ ۹۲۔

اس شہر مین نو شخص تھے جو زمین مین فساد کرتے اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ باہم اللہ کی قسم کھاکر
بولے کہ ہم ضرور صالح اور اُس کے گھر والون پر شبخون کرینگے۔ پھر بیشک ہم اُن کے وارث سے کہدینگے
کہ ہم تو صالح کے گھر والون کے ہلاک ہوتے وقت موجود ہی نہ تھے۔ اور ہم بیشک سچے ہین۔ اور وہ لوگ
ایک بڑا مکر کیئے اور ہم نے انکے مکر کا عوض انھین دیا اور وہ آگاہ نہ تھے۔ پس دیکھ کہ اُن کے داؤ کا انجام
کیا ہوا بیشک ہم نے اُنھین اور اُنکی ساری قوم کو ہلاک کر ڈالا۔ پس یہ اُنکے گھر اُنکے ظلم کے سبب گری ہوی
پڑی ہین۔ بیشک اس (قصہ) مین نشانی ہے اُن لوگون کیلیئے جو جانتے ہین۔ اور ہم نے اُن لوگونکو
بچا لیا جو ایمان لائے اور تقوی رکھتے تھے۔ علما نے کہا کہ مکر یہ ہے کہ کسیکے ساتھ چھپے طور پر کوئی ایسا فعل کیا جائے کہ
ابتدا اُسکی مخفی رہے نتیجہ ضرر آخر کو ظاہر ہووے پس فعل خدا مین مکر کے یہ معنی ہین کہ آدمی ابتدا سے کچھ آگاہ نہین ہوتا
کہ اس فعل کا کیا انجام ہوگا نتیجہ ایسا نکلتا ہے جو اُسے مضر ہے چنانچہ ان کافرون کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا اور نتیجہ
انھین کے افعال سے پیدا ہوا اسی لیئے فرمایا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ نصیحت آدمی کو مخالفت الٰہی مین اگر
دنیوی آرایش حاصل ہووے تو اس سے خوف کرنا چاہیے کیونکہ اُسکا نتیجہ بھی خراب نکلیگا۔ چوتھا قصہ لوط علیہ السلام
وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ
شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا

لہ یہ نو کا فرسردار تھے ان سب مین بڑا قدار بن سالف تھا جسنے ناقہ صالح علیہ السلام کو ہلاک کیا۔ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ
ان مفسدون نے صالح علیہ السلام کے ہلاک کرنیکے لیئے باہم قسم کھائی۔ مگر وہ اپنی مراد کو نہ پہنچے بلکہ وہ سب ہلاک ہوگئے (در)
تہ جسطرح ان لوگون نے اپنے نفس و شہوات مین مبتلا ہو کر خود کو اور ظاہری گھرون کو برباد کیا۔ اسی طرح باطنی قلوب ہم غفلت اور
خواہشات معصیات وغیرہ سے خالی اور برباد ہوتے ہین ۱۲ ولوطا۔ ای وارسلنا۔ جواب خبر کان اور اُسکا اسم ان قالوا۔ ۱۲

آلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ اور لوط کو (بھیجا) جب کہا اپنی

قوم سے کیا تم بیحیائی کا عمل میں لاتے ہو اور تم دیکھتے ہو۔ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر شہوت سے آتے ہو۔ بلکہ تم لوگ جہالت کرتے ہو۔ تو لوط کی قوم کا جواب اسکے سوا کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکالدو۔ بیشک یہ لوگ ہیں پاکیزگی برتتے ہیں پس ہم نے لوط کو اور انکے گھر والوں کو بچا لیا سوا انکی عورت کے کہ ہم نے اسے رہجانے والوں میں مقرر کیا تھا۔ اور ہم نے ان پر بارش (پتھر) کی برسائی پس کیسی بری بارش انکی تھی جنھیں ڈرایا گیا تھا۔ بعض فقہا نے اسی آیت کو سنگسار کرنا فاعل مفعول میں اصل ٹھیرایا ہے کیونکہ اللہ تعالے نے اسی عذاب سے انھیں ہلاک کیا۔ جب قصہ بیان ہو چکا کہ جسمیں انبیا کے دشمن ہلاک ہو گئے۔ اور چونکہ انبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے تو گویا ان پر احسان کرنا آپ پر احسان ہے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی حمد و شکر اور انبیا پر سلام بھیجنے کا حکم فرماتا ہے

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ ہر طرح کی تعریف

اللہ کیلئے ہے اور سلام اسکے ان بندوں پر ہے جنھیں اسنے برگزیدہ کیا۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جسے یہ (مشرک) شریک ٹھیراتے ہیں۔ اللہ تعالے نے اس آیت میں اپنے برگزیدہ بندوں کا ذکر فرمایا۔ برگزیدگی کی بہت سی قسمیں ہیں جنمیں سے ایک صدق ہے اور اسکے بھی درجے ہیں (کملا صدق توجہ کرنا طالب حق کیلئے قول و فعل و حال و ارادہ و عزیمت میں ہے جیسا کہ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم) پس صادق کی شان ہوتی ہے پس بعض کو صدق اقوال میں ہوتا ہے تو وہ نہ جھوٹ کہتا ہے اور نہ کسی بات کو جھوٹ جانتا ہے۔ اور بعض کو صدق افعال میں ہوتا ہے تو واسطے صحت تجرید و ترک ریاست کے طلب حق میں کوشش کرتا ہے اور احکام ظاہری کو موافق قانون شرع کے استعمال کرتا ہے۔ اور بعض کو صدق احوال میں ہوتا ہے۔ تو اسکے تمام احوال آئینہ کی ہیں کہ یہ ہر شیون ذاتیہ کی تماشا واقف ہوتا ہے اور بعض کو صدق ہمت میں ہوتا ہے۔ تو دم حق تعالے سے غافل نہیں ہوتا ہے اور ہمیشہ حضور میں رہتا ہے۔ اور بعض کو صدق ارادہ و نیت میں ہوتا ہے تو طلب حق میں مصیبتوں اور سختیوں کو جھیلتا ہے اور جہانتک ممکن ہو سکے طلب و سعی میں مبالغہ کرتا ہے اور یہ مرد قول و فعل و حال میں سچا ہوتا ہے اور تمام قسم کی سچائیوں کا جامع ہوتا ہے

اناس ـ جمع انس اور ناس اسکا مخفف ہے ـ یعنی ایسی جہالت جو بیکام بے عقل جانور بھی نہ کریں ـ کیونکہ جانور بھی اپنی شہوت کو مادہ سے پوری کرتا ہے

(الحمد للہ کہ انیسواں پارہ ختم ہوا)

پھر اللہ تعالے چند اقسام سی کلام کو بیان فرمایا۔ پہلی قسم بت پرستون کے رد مین۔
اور اس قسم کا مدار اس بات پر ہی کہ جتنی نعمتین اصول و فروع ہین اللہ تعالیٰ اُن
سب کا خالق ہی۔ اور جسکی عبادت مین کچھ بھی نفع نہین اُسکی پرستش سے کیا حاصل
پھر اسمین بھی چند نوع بیان فرماے پہلی نوع جو آسمانون کی متعلق ہی۔ اَمَّنْ خَلَقَ

اَلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ
ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ
يَّعْدِلُوْنَ ؕ بلکہ (وہ بہتر ہی) جس نے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے
لئے پانی اُتارا۔ پھر ہم نے اُس (پانی) سے رونق والے باغ اُگائے۔ تم سے ممکن نہ تھا
کہ تم اُن (باغون کے) درختون کو اُگا دیتے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے۔
(ہرگز نہین) بلکہ وہی لوگ کجروی کرتے ہین۔ یعنی توحید کی راہ سے مُڑتے ہین۔ اور
خدا کے ساتھ دوسرے کو شریک کرتے ہین۔ دوسری نوع زمین کے متعلق ہے۔

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ
بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ بلکہ اس نے

اَمَّنْ خَلَقَ۔ یہ ام منقطعہ ہے بل کے معنے مین (کبیر) بَهْجَةٍ۔ الحسن لان الناظر یبتہج بہ (کبیر)
اَمَّنْ جَعَلَ۔ یہ اور اسکے مابعد امن خلق سے بدل ہی تو سب کا حکم ایک ہے ۱۲۰

زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اُس کے درمیان مین نہرین پیدا کردین اور اُسکے
لیے پہاڑ بنادیے اور دو دریاؤن کے درمیان مین ایک حائل بنایا۔ کیا اللہ کے ساتھ
اور کوئی معبود ہی (ہرگز نہین) بلکہ اُنہین کے اکثر لوگ نہین جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے
منافع زمین کو چار طرح سے بیان فرمایا (۱) منفعت کہ وہ قرارگاہ ہی۔ نہ بہت سخت نہ
بہت نرم۔ زندے اور مردے سب کا اُسی مین مقام ہے۔ (۲) اسمین نہرین ہین۔
(۳) اسمین پہاڑ ہین۔ جو اکثر نہرین او رمعدن اُسی سے نکلتے ہین (۴) دونون دریا
یعنے شیرین اور کھاری کے درمیان ایک حائل مقرر کرکے دونون کو نہ ملنے دینا یہ بھی
اُسی کی قدرت کاملہ سے ہے تیسری نوع یہ کہ مخلوق کو اُسی کی طرف احتیاج ہے۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاۗءَ الْاَرْضِ ۭ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ بلکہ وہ بیقرار کی سنتا ہی جب وہ اُسے پکارتا
ہے اور سختی کو دور کردیتا ہی اور تمھین زمین مین نائب بناتا ہی۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی
اور معبود ہی تم بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔ حکایت شیخ داؤد یمانی بیمار کی عیادت کو

المضطر۔ مضطر وہ شخص ہے کہ بسبب بیماری یا فقیری کے یا کوئی اور بلا نازل ہونیسے اللہ کی طرف عاجزی
سے رجوع کرے۔ یہ باب افتعال سے ہی مجرد اسکا ضرورت ہی یعنے ایسی حالت کہ جس مین آدمی کو التجا کی
طرف حاجت ہو۔ ملہ حکایت۔ ایک بزرگ کے پاس ایک بڑھیا نے حاضر ہوکر کہا کہ میرا لڑکا گم ہوگیا
اُس کے بلانے کے لئے دعا کیجیے تو فرمایا فوراً اولیا سے توسل کر۔ وہ اُسی طرح کرکے پھر واپس آئی اور پھر

گئے ۔ بیمار نے کہا اے شیخ میرے لئے دعا کیجئے شیخ نے فرمایا تو مضطر ونا چار ہی تو ہی میرے لئے
دعا کر کیونکہ دعاءِ مضطر مقبول ہے ۔ چوتھی نوع یہ بھی احتیاج خلق کی ہی لیکن حاجت
خاص اور وقتِ خاص مین ۔ اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ 27
یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ؕ
بلکہ وہ تمھین جنگل اور دریا کے اندھیرون مین راہ دکھاتا ہی اور وہ اپنی (باران)
رحمت سے پہلے خوش خبری دینے والی ہوائین بھیجتا ہے ۔ کیا اللہ کے ساتھہ کوئی
اور معبود ہے ۔ اللہ اُس سے برتر ہے جسے یہ لوگ شریک کرتے ہین ۔ پانچوین نوع
جو حشر و نشر کے متعلق ہے ۔ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ 27
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝
بلکہ وہ مخلوق کو ابتدا مین پیدا کرتا ہی پھر اُسے دوبارہ (بھی) پیدا کریگا اور وہ تمھین
آسمان و زمین سے رزق دیتا ہی کیا اللہ کے ساتھہ اور کوئی معبود ہے ۔ (اے
نبی) کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو ۔ جب دلیل نہ لائین تو وہ جھوٹے ہین
بعد دلائل قدرت کے علمِ غیب مطلق اپنے لئے ہی خاص فرماتا ہی ۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ 27

(بقیہ صفحہ گذشتہ) دعا کے لئے عرض کی ۔ پھر آپ نے اپنے ہم عصر بزرگون کے پاس روانہ کیا پھر بھی اُسکا کام
نہ نکلا آخر مین وہ چیخین مارنے لگی اور بہت ہی گریہ وزاری کی آپ نے فرمایا اب تو حالتِ اضطرار مین ہے
اور تیری اضطراری باعث قبولیتِ دعا ہے پھر آپنے دعا کی اسے اُس کا لڑکا ملگیا ۔

الرِّیٰحَ مکی و حمزہ وکسائی ساتھ افراد کے

بُشْرًا اس تفسیر کا صفحہ [illegible] سورۃ فرقان دیکھو

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ قف بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا قف بَلْ هُمْ مِّنْهَا

عَمُوْنَ ۵ ع کہدو کہ جو کوئی آسمانون مین ہے اور زمین مین ہی غیب کو نہین جانتا

لیکن اللہ (جانتا ہے) اور وہ نہین سمجھتے کہ کب (قبرون سے) اُٹھائے جائینگے

بلکہ اُن کا علم آخرت کے بارے مین پہونچ چکا۔ (ہرگز نہین) بلکہ وہ اُسکی طرف سے

شک مین ہین۔ بلکہ وہ اُس سے اندھے مین۔ بعد بیان عمی بصیرت کفار ایک

اُن کا اور اعتراض جو اُن کے عدم بصیرت کا گواہ ہے ذکر کرکے پھر اُسکا جواب دیتا ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۵ لَقَدْ وُعِدْنَا

هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۵ قُلْ سِيْرُوْا

فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۵ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ

ایان۔ ای اور آن سے مرکب ہے۔ اے استفہام کے لئے ہے اور آن زمان کے معنے مین ہے۔ پھر دو لون مرکب ہوکر ایک اسم بنگیا اور فتح پر مبنی ہوگیا۔ ادّارک۔ اصل مین تدارک ہے۔ تا دال مین ادغام کی گئی۔ اور ہمزۂ وصل ابتدا کے لئے لایا گیا۔ ای انتھی علمھم فی لحوق الاخرۃ فجھلوھا (مفردات)

[1] حکایت۔ بخومی اپنے مکان مین آیا دیکھا کہ اپنی بی بی کے ہمراہ ایک بیگانہ مرد بیٹھا ہے۔ یہ دیکھکر اُسے سخت وست کہا۔ اور گالیان دین۔ ایک صاحبدل اس واقعہ سے آگاہ ہوکر فرمانے لگے

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست	چون ندانی کہ در سرائے تو کیست

المجرمین۔ کافرین نہ فرمانا کہ مجرمین فرمانا اس لئے ہے۔ کہ ہر گنہگار ہراسان رہے اور تمام جرایم چھوڑ دے ورنہ اس اسم شنیع سے کافرون مین شریک ہوجائیگا ۱۲

ادّٰرَکَ مکی و بصری نے الف قطعی اور سکون دال اور بغیر الف کے۔ ع ۵ ۸ ۱

اَئِنَّا شامی و کسائی نے دو نون سے۔ اِذَا نافع حرف ہمزہ سے۔ ۱۲ ۱/۷ ۷۶

ضیق — بکسر ساتھ ضاد کے یہ دو لغتین ہین۔

27
27
27
27
27
27

لَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ○ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○
قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو
فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا
تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ○ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا
فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ○ اُن لوگون نے کہا جو کافر ہوے کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ
دادا مٹی ہوجائین گے کیا ہم البتہ نکالے جائین گے۔ البتہ اسکا ہم سے اور اس سے
پہلے ہمارے باپ دادا سے وعدہ کیا گیا تھا (لیکن اسکا اثر ظاہر نہ ہوا) یہ تو صرف
اگلے لوگون کے کہانیان ہین۔ (اے نبی) کہدو کہ تم زمین مین پھرو پس دیکھو کہ
گنہگارون کا کیسا انجام ہوا۔ اور (اے نبی) تم اُن کا غم نہ کھاؤ اور اُن کے مکر کرنے سے
تنگ دل نہ ہو۔ اور کہتے ہین کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (عذاب) کب ہوگا۔ (اے نبی)

تُكِنُّ۔ کنّ الشیٔ سترہ وصانہ من الشمس وبابہ رد۔ واکنہ فی نفسہ اسرہ۔ وقال ابو زید کنہ
واکنہ بمعنی واحد فی الکن وفی النفس جمیعا (مختار) غَائِبَةٍ۔ جو شے کہ غائب اور مخفی ہووے
اُسے غائبہ اور خافیہ کہتے ہین مثل عافیہ اور ذبیحہ کے یعنے وہ اسماء صفات ہین۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صفت
ہو اور تا مبالغہ کے لئے ہو جیسے راویہ۔ تو اب یہ معنے ہون گے کہ کوئی شے کیسی ہی چھپی ہوئی ہو اللہ تعالی
اُسے جانتا ہے اور لوح محفوظ مین اُسے لکھا ہے۔ ۱؎ بسبب اُن کے کفر کے اپنے دل سے اُن کا غم دور کردو
اور چونکہ ہم ناصر ہین اسی لئے اُن سے کسی طرح کا خوف نہ کرو۔ ۲؎ فِي ضَيْقٍ۔ ای فی حرج قلب یقال ضاق
الشیٔ ضیقا وضیقا بالفتح والکسر والضیق تخفیف الضیق (کبیر) ۱۲

کہدو کہ شاید[۵] کچھ اسمین سے جس کی تم جلدی سے خواہش کرتے ہو تمھارے قریب آگیا
ہو (اور تاخیرِ عذاب کا یہ سبب ہی) اور بے شک تمھارا پروردگار تو لوگون پر فضل کرنیوالا
ہے اور لیکن اکثر ان مین کے شکر نہین کرتے۔ اور بے شک تمھارا پروردگار خوب جانتا
ہے جو کچھ اُن کے سینے چھپا[۵] رکھتے ہین اور جو کچھ ظاہر کرتے ہین۔ اور کوئی چیز آسمان و
زمین مین مخفی نہین مگر ظاہر کتاب (یعنے لوح محفوظ) مین موجود ہے۔ بعد اثبات
مبدأ و معاد کے نبوت کا ثبوت فرماتا ہے۔ اور چونکہ اس کا عمدہ ثبوت قرآن سے ہے
اس لئے قرآن کی مدح فرماتا ہے۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ
الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ
يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ

۵ جب عسی اور لعلّ اللہ تعالی کے وعدا ور وعید مین مستعمل ہوتے ہین صدق امر پر دلالت کرتے ہین وہ اپنے وقار اور تاخیر انتقام کے لئے اسکا استعال فرماتا ہے ۵ یہ ردف لکم کا ترجمہ ہے یعنے بعض عذاب اسطرح تمھارے سے قریب ہو جائیگا جس طرح سوار کے پیچھے ردیف سوار ہوتا ہے صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین ردف لکم ای تبعکم ولحقکم علمار نے کہا کہ یہ وعدہ قریش کے لئے روز بدر کا قتل اور عام کافرون کے لئے روز موت ہے۔ یہی معنی ابن عباس رضی اللہ عنہما و مجاہد و ضحاک و عطاء خراسانی و قتادہ وسدی سے مروی ہین ۵ مخفی کو ظاہر پر مقدم کرنے مین یہ نکتہ عقلی ہے۔ کہ جو سینہ مین پوشیدہ ہے وہ دواعی اور ارادے ہین اور یہی اسباب اُن کے ہین جس سے کہ افعال جوارح ظاہر ہوتے ہین علم علت علم معلول کی یہی علت ہے تو تقدیم کی یہی وجہ ہے (کبیر) ۱۲

الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ
اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر اُن چیزون کو بیان کرتا ہے جس مین وہ
اختلاف کر رہے ہین۔ اور بے شک یہ (قرآن) ایماندارون کے لئے ہدایت اور رحمت
ہے۔ بے شک (اے نبی) تمھارا پروردگار اپنے حکم سے اُن کے درمیان مین فیصلہ
فرماتا ہے۔ اور وہی زبردست دانا ہے۔ پس تم اللہ پر بھروسہ کرو۔ بے شک تم صریح
حق پر ہو۔ بے شک تم مُردون کو (یعنے کافرون کو) نہین سنا سکتے اور نہ بہرون کو
پکار سنا سکتے ہو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جائین اور نہ تم اندھون کو اُنکی گمراہی سے راہ
دکھانے والے ہو۔ تم تو صرف اُسی کو سُناتے ہو جو ہماری آیتون کا یقین رکھتا ہے
پس وہی لوگ فرمانبردار ہین۔ جب کمالِ قدرت اور علم کے دلائل بیان فرمائے

لہ اشارہ ہے کہ جو حق پر ہوتا ہے اللہ تعالے اُسکی مدد کرتا ہے۔ ٹہ امر توکل کے بعد کافرون کو مردے
فرمانے مین اسطرف اشارہ ہے کہ جو مردے ہون تو اُن سے نہ خوف چاہئے نہ طمع۔ ابتدا دعوت کے
لحاظ کرتے وہ مردے ہین۔ اور اگر ہم اُنھین حیات بھی دین تو بھی کچھ فائدہ نہین کیونکہ وہ بہرے ہین
علاوہ اس کے پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہین۔ اور یہ اُن کا حال بعد تبلیغ بلیغ کے ہے۔ کہ وہ اس کے بعد بھی
نفرت کرتے ہین۔ پھر اگر ہم اُنھین سنا بھی دین تو وہ بصیرت کے اندھے ہین کہ جو سنین گے اُس پر
عمل نہ کرین گے۔ سہ یعنے جسے سننے سے کہ فائدہ ہو۔

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمُّ کی سا تہ یار مفتوح اور فتح میم کے ثلاثی مجرد سے اور صمّ مرفوع بنا بر فاعلیت کے معنے یہ کہ بہرا نہین سُن سکتا۔

تَهْدِى الْعُمْىَ حمزہ ساتہ فتح تا سکون ہا کے اور عمی ساتہ نصب کے۔ معنے نہ اندہون کو راہ دکھاتے ہو۔

آواز

پھر اُسی پر حشر کے امکان کی تصریح کی - یعنی قادر سب کچھ کر سکتا ہے پھر قرآن کا[1]
اعجاز بیان فرمایا اب علامت قیامت بیان فرماتا ہے ۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ
2 عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا
يُوْقِنُوْنَ ۝ اور جب اُن سے وعدہ[2] ثابت ہو جائیگا تو ہم اُن کے لئے ایک جانور
زمین سے نکالیں گے جو اُن سے کلام کریگا کہ بے شک لوگ ہماری آیتوں کا یقین
نہیں کرتے تھے یعنے وہ جانور لوگوں سے مخاطب ہو کر اسطرح کہیگا کہ اللہ تعالیٰ کی
آیات کا ان لوگوں کو یقین نہ رہا احادیث[3] میں اسکا بیان تصریح سے ہے - بعد علامت

[1] بعد اعجاز قرآن قیامت کو اس لئے بیان فرمایا کہ قرآن پر ہی ان باتوں کی تصدیق موقوف ہے ۔ واذا وقع القول ۔ قول سے اس کا متعلق مراد ہے یعنے قیامت آنے کا جو اُن سے وعدہ کیا گیا اور وقوع سے مراد حصول ہے ۔ غرض اس سے قرب قیامت ہے ۔ ان الناس ۔ یہ جملہ مفسرہ ہے ۔ اور باٰیٰتنا بحذف مضاف ہے یعنے باٰیات ربنا ۔ یا آیات کی اضافت اُس جانور کی جانب اس لئے خاص ہوئی کہ وہ اس کا محل ہے ۔ یا اُس کے قول کی حکایت ہے بعینہ وہی لفظ نہیں ہیں ۔ اور اگر وہ جانور حکایت قول الٰہی کرتا ہے تو تقدیر یوں ہوگی ۔ و تقول قال اللہ ان الناس (تنبیہ) جن لوگوں کو کلام دابہ میں تامل ہو وہ طوطے اور مینا کی باتوں پر غور کریں کہ انسان کی تعلیم سے جانور بات کریں ۔ پھر اللہ کی تعلیم سے تو بطریق اولےٰ بات کر سکتے ہیں ۔ [2] یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا جب لوگ دین حق چھوڑ کر بد اعتقاد ہو جائیں گے ۔ [3] شیخ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ان احادیث کو نقل کیا ہے اس میں سے ہم بھی ایک حدیث نقل کرتے ہیں حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ہم لوگ قیامت کا تذکرہ کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ظاہر ہو کر فرمانے لگے کہ قیامت اُسوقت تک قایم

قیامت اب قیامت کا حال بیان فرماتا ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا
مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ
تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا
يَنطِقُونَ ۝ اور جس دن ہم ہر امت سے ایک گروہ کو نکالیں گے جو ہماری آیتوں کو
جھٹلاتے ہیں پھر وہ جمع کیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ آجائیں گے (اللہ)
فرمائیگا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم نے اُن کے علم کا احاطہ نہ کیا تھا
یا تم کیا کرتے تھے۔ اور اُن پر قول (عذاب) بہ سبب اُن کے ظلم کے ثابت ہو گیا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) نہیں ہوگی کہ تم اللہ تعالے کے دس آیات دیکھو۔ اول مغرب سے آفتاب نکلنا۔ دوم دھوان۔ سوم دابۃ الارض۔ چہارم یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ پنجم و ششم عیسے ابن مریم و دجال کا نکلنا۔ ہفتم ہشتم نہم۔ تین خسف ہیں خسف بمغرب۔ خسف بمشرق۔ خسف بہ جزیرہ عرب۔ دہم ایک آگ جو عدن کے قعر سے نکلیگی وہ لوگوں کو محشر کے طرف ہانکیگی۔ جہان رات کو رہین ان کے ساتھ رات بسر کریگی اور جہان دن مین دوپہر کو آرام لین اُن کے ساتھ دوپہر کو ٹھہرے گی (رواہ احمد و مسلم والاربعہ) دوسرے احادیث مین آیا ہے کہ دابۃ لوگون کو داغ دیگا۔ مختصر۔ (امام احمد و ابن ماجہ وغیرہ) یوزعون۔ اگلے پچھلے والو کے لئے روکدئے جائین گے تاسب اکٹھے جمع ہوجائین۔ اس سے کثرتِ عدد مراد ہے۔ لشکرِ سلیمان علیہ السلام کا بھی اسیطرح وصف کیا گیا ہے۔ ولم تحیطوا۔ جملہ حالیہ ہے جس سے انکی تکذیب کی پوری طور سے بُرائی ظاہر کرنا مقصود ہے کہ تم نے بے سوچے سمجھے جھٹلا دیا۔ اَمَّا۔ ام ماذا۔ ام متصلہ ہے اور ما استفہامیہ ہے یعنے ایا وہ کیا چیز تھی جو تم کرتے تھے۔ سوائے تکذیب و کفر کے تمھارا کچھ بھی عمل نہ تھا۔ ابو حیان نے کہا ام منقطعہ ہے یعنے بلکہ وہ کیا چیز تھی جو تم کرتے تھے یعنے تم نے کس شغل مین مبتلا ہوکر آیاتِ الٰہی کو جھٹلایا۔ لہ جب نیک کام نہ کیا تو پھر گویا کچھ بھی نہ کیا ۱۲

تو وہ بول بھی نہ سکین گے۔ جب اللہ تعالے نے حالاتِ قیامت بیان فرما کے
ڈرایا اب ایسا کلام بیان فرماتا ہے جو توحید وحشر و نبوت ہر ایک کی دلیل ہو سکے اور 6
کافر کفر سے باز آئے اور جلد ایمان قبول کرے۔ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا
فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ کیا انھون نے نہین
دیکھا کہ ہم نے رات کو اس لئے بنایا ہے تاکہ یہ اُسمین آرام کرین اور دن کو روشن
بنایا۔ بیشک اس مین اُن لوگون کے لئے نشانیان ہین جو یقین کرتے ہین۔ جو
نور کو ظلمت سے اور ظلمت کو نور سے بدلتا ہے وہ موت وحیات پر بھی قادر ہے
دوسری علامت قیامت کی۔ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ 7
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ۝ اور جب دن صور
پھونکا جائیگا تو گھبرا جائین گے جو آسمانون مین ہین اور جو زمین مین ہین مگر جسکو
اللہ چاہے (تو اسے گھبراہٹ نہ ہوگی) اور سب اُس کے پاس عاجزی کرتے ہوے
آئین گے۔ تیسری علامت قیامِ قیامت کی وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً 8

لہ عذابِ الٰہی اُنھین نطق وگویائی و اعتذار سے باز رکھیگا۔ وترٰی۔ رویتِ بصری مراد ہے۔
تحسبہا۔ حال ہے۔ جامدۃ۔ ثابتۃ فی مکانہا۔ جب اجرامِ کبار ایک ہی جانب حرکت کرتے ہین تو
اُنکی حرکت ظاہری طور پر نہین معلوم ہوتی۔ چنانچہ نابغہ نے لشکر کے وصف مین کہا ہے۔ ؎

فارعن مثل الطود تحسب انھم	وقوف لحاج والرکاب تھملج

اُتُوْہُ سوائے حفص وحمزہ کے مد سے اور ضم تا سے۔

تَحْسِبُهَا نافع ومکی وبصری وکسائی ساتھ کسر سین کے کلیہ ہے۔

وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝

اور (اے انسان) تو پہاڑون کو دیکھتا ہے انھین جمے ہوے گمان کرتا ہے حالانکہ
وہ (قیامت کے دن) بادل کی چال کی مانند چلین گے۔ کاریگری اللہ کی جسنے
ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ بیشک وہ اس سے واقف ہے جو تم کرتے ہو۔ **بعد** علامات
قیامت جو مکلفین کا حال قیامت قایم ہونے کے بعد ہوگا اس طرح
بیان فرماتا ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ 27
اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۖ هَلْ تُجْزَوْنَ
اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ جو کوئی نیکی لیکر آے گا تو اُس کے لئے اس سے بہتر
(بدلہ) ہے۔ اور وہ اُس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہین۔ اور جو برائی
لیکر آیا تو وہ اوندھے منہ آگ مین ڈالدے جائینگے (ان سے کہا جائیگا)
تم اُسی کی سزا دے جاتے ہو جو تم کرتے تھے۔ **جب** مبداء و معاد و نبوت
و علامات قیامت و صفت اہل قیامت (یعنے ثواب و عذاب) بیان فرماچکا

يفعلون — مکی و بصری و ہشام ساتھ یاء غیبت کے۔

فزع — نافع و مکی و بصری و شامی بغیر تنوین کے۔

يومئذ — مکی و بصری و شامی ساتھ میم کے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تاویل اس آیت کی اس طرح ہے کہ تو جبال اشخاص کو دیکھتا ہے کہ جامدہ یعنے اپنے حال پر ہین اور حالانکہ وہ چلتے ہین یعنے سلوک صفات اور تبدیل اخلاق مثل سیر سحاب کے کرتے ہین۔

لہ اگر منکر ہین قدرت الٰہی پہاڑون کے چلنے کا انکار کرین تو فرماتا ہے جس نے مستحکم کیا وہ اکھیڑ بھی سکتا ہے۔ وجوههم - يعبر عن الجملة بالوجه والرأس والرقبة فكانه قيل فكبوا في النار (كبير) ۱۲

اور عقاید دین کے متعلق اس سے بہتر بیان نہین ہوسکتا۔ اب اس عمدہ
1 خاتمہ پر کلام کو ختم فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ
2 الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَ
3 اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ
ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ
اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (اے نبی کہدو ع ۱۱
کہ) مجھے تو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ مین اس شہر (مکہ) کے مالک کی عبادت
کرون جس نے اُسے حرمت دی ہے اور ہر چیز اوس کی ہے اور مجھے
حکم دیا گیا ہے کہ مین فرمان بردارون مین سے ہو جاؤن۔ اور یہ کہ قرآن
پڑھون پھر جو کوئی راہ پر آئے تو سوا اُس کے نہین کہ اپنی ذات کے لئے
راہ پاتا ہے اور جو کوئی گمراہ ہو جائے تو کہدو کہ مین صرف ڈرانے والون
مین سے ہون۔ اور کہدو کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے وہ عنقریب
تمھین اپنی نشانیان دکھائیگا پس تم اُنھین پہچان لوگے۔ اور تمھارا پروردگار

یعملون کی و نصیری و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ یا ے غیبت کے۔

لہ جو اس جگہ مین پناہ لیتا ہے وہ امن مین آجاتا ہے۔ نہ وہان کا درخت کاٹا جاتا ہے۔
نہ وہان شکار کیا جاتا ہے ۔ ۱۲

اُس سے غافل نہین جو تم کر رہے ہو۔ ان آیتون مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اللہ کی عبادت کرین اور ہر کام مین اُس کے فرمانبردار
رہین۔ اور قرآن پڑہین اور لوگون کو سمجہائین۔ جس نے راہ پائی اُس نے اپنا
ہی فائدہ حاصل کیا۔ اور جو گمراہ ہوا تو تم کہدو کہ مین اُن رسولون مین سے
ہون جنہون نے اپنی قوم کو ڈرایا۔ مین تو اپنے عہدہ سے بری ہو گیا۔ اب
تمہارے ذمہ اُسکی تعمیل ہے۔ اور اے پیغمبر تم الحمد للہ کہو کہ جو بغیر ڈرانے اور حجت
قایم کرنے کے کسی پر عذاب نہین کرتا اور وہ قریب مین تمہین اپنی نشانیان
دکھلائیگا تو جو رجوع کرے اُس کے لئے مبارک بادی ہے۔ ورنہ وقت گذر جانے کے
بعد حسرت ہی حسرت ہے۔ ۵

کنون باید اے خفتہ بیدار بود	چو مرگ اندر آرد ز خوابت چہ سود
تو غافل در اندیشۂ سود و مال	کہ سرمایۂ عمر شد پایمال

اور تمہارا پروردگار اس سے غافل نہین جو تم کر رہے ہو۔ آدمی کو چاہیے
کہ ہر حال مین اُسے حاضر و ناظر سمجہے اور ورع و تقوے اختیار کرے (کلمہ)
ورع محلِ تہمت سے بچنا اس خوف سے کہ کہین شبہہ مین نہ واقع ہو جائے۔
پس بعض کا ورع کھانے پینے مین ہوتا ہے۔ تو وہ کوئی چیز کسی سے نہین لیتا ہے

مگر وہی چیز کہ جس مین شبہ ہووے۔ اور یہ ورع عابدون اور زاہدون کا ہی
اور بعض کا ورع بے کار باتین کرنے اور سننے سے ہوتا ہے۔ بدلیل حدیث
شریف مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ۔ اور بعض کا ورع گذشتہ چار و ن
باتون یعنے کھانے پینے بولنے سننے مین ہوتا ہے اور یہ زاہدون کا انتہائی مرتبہ
ہے اور سالکون کا ابتدائی۔ اور بعض کا ورع تمام ظاہری حرکات و سکنات مین
ہی اس درجہ تک کہ غیر کی زمین سے ڈھیلا اٹھانا جھاڑ کے سایہ مین آنا مگر اجازت سے
صاحب ملک کی یہان تک کہ عطار کے آگے نہ ٹھہرے جبتک اجازت اسکی نہو۔ تاکہ عطر کی بو
بے اجازت اس کے نہ سونگھے۔ اور بعض کا ورع ضبط ظاہر کے بعد امور باطنہ مین ہوتا ہی اور
بعض کا ورع گمانون مین ہوتا ہی چنانچہ بفرمان اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ کے کسی کے سا
برا گمان نہین کرتے ہین۔ اور یہ مرتبہ طریقہ کے عام لوگون کا ہے۔ اور بعض کا
ورع گناہون کے خطرون سے ہوتا ہے یہ مرتبہ عام مریدونکا ہی۔ اور بعض کا ورع جمیع خطرات مین
ہے تاکہ ماسوے کے خطرے نہ آئین۔ اور یہ مرتبہ خاص مریدون اور عام عارفونکا ہی۔ اور بعض
کا ورع ایسے خطرے سے ہوتا ہی کہ تعلق نہ رکھتا ہو اس مقام سے کہ جس مین حق سبحانہ نے اسے
مقیم کیا ہی۔ اور جسوقت اس مقام سے دوسرے مقام مین نقل کرے وہان بھی وہی حال ہی اور ایسا ہی تمام
مقامات کو نقل کرنے مین یہ مرتبہ اہل کامل کا ہی کہ جو سیلوات کے مقتضیات کیفیات واقف ہوتا ہے اور یہ مرتبہ حفظ باطن اعلیٰ درجہ کا ہے